اُردو

من لا یحضرہ الفقیہ

تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی

ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی

المتوفی ۳۸۱ھ

پیشکش

سید اشفاق حسین نقوی

الکساء پبلیشرز

آر- ۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نام کتاب	من لایحضرۃ الفقیہ (اردو)
مولف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
مترجم	سید حسن امداد ممتاز الافاضل (غازی پوری)
تزئین	سید فیضیاب علی رضوی
کمپوزنگ	شگفتہ کمپوزنگ اینڈ گرافکس سینٹر
اشاعت اول	نومبر ۱۹۹۴ء
اشاعت دوئم	جولائی ۱۹۹۶ء
قیمت	۴۰۰ روپے

الکساء پبلیشرز

آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست (جلد سوم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

پروردگار عالم کی بارگاہ میں ہم چاہے جتنا شکر ادا کریں کم ہے کیونکہ اس کے احسانات اتنے زیادہ ہیں کہ ہم ان کو گن ہی نہیں سکتے اور جو احسانات ہم گن سکتے ہیں وہ بھی ایسے ہیں جن کے ہم قابل تو نہ تھے مگر اس نے چہاردہ معصومین علیہم السلام کے صدقے میں اس قابل بنادیا۔ اور وہ کام ہم سے لے لیا جو صاحبان علم اور صاحبان ثروت افراد کا ہے وہ یہ کہ اس نے مذہب حقہ کی اہم بنیادی کتب جو صرف عربی زبان میں تقریباً ایک ہزار سال سے موجود تھیں کا اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت عطا کی ۔ ہماری پہلی پیش کش جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی سب سے لاجواب کتاب " علل الشرائع " کا اردو ترجمہ تھا جو ۱۹۹۲ عیسوی میں پیش کی گئی ۔ اس کے بعد انہی بزرگ کی ایک اور کتاب جو کتبِ اربعہ میں سے ایک ہے " من لایحضرہ الفقیہ (جس کے پاس کوئی فقیہ نہ ہو) جو چار (۴) جلدوں پر مشتمل ہے کی پہلی جلد ۱۹۹۴ عیسوی اور دوسری جلد ۱۹۹۵ عیسوی میں پیش کی گئی ۔ اب الحمدللہ اس کی تیسری جلد پیش کی جارہی ہے اگر پروردگار عالم کی توفیق شامل حال رہی تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی چوتھی جلد کا اردو ترجمہ بھی عنقریب شائع کر دیا جائے گا اس کتاب کی چاروں جلدوں کے اردو تراجم کی اشاعت کے بعد انہی بزرگ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی ایک اور اہم کتاب " کمال الدین و تمام النعمۃ " جو غیبت امام عصر علیہ السلام کے اثبات اور منافقین اور منکرین کے شکوک کے رد میں جناب صاحب العصر علیہ السلام کے حکم پر لکھی گئی ہے کا اردو ترجمہ پیش کریں گے ۔ یہ کتاب اس وقت ترجمہ کے مراحل میں ہے ۔

ہم قوم کے اس باشعور طبقے کے بھی ممنون ہیں جس نے ہماری ان کاوشوں کو سراہا ۔ بہت سے کرم فرماؤں نے ہمارے بارے میں وہ تعریفی کلمات لکھ دیئے جن کے یقیناً ہم اہل نہیں ہیں ۔ مگر ان کی محبت اور حوصلہ افزائی ہے ۔ بہت سے قارئین نے ہماری خامیوں کی طرف بھی نشاندہی کی جس کے لئے ہم دل کی گہرائیوں سے ان سب کے شکر گزار ہیں اور پروردگار عالم کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ ان تمام حضرات کو بلند درجات عطا فرمائے ۔ ان کی جان و مال و عزت و آبرو کی حفاظت فرمائے سوائے غم حسین علیہ السلام کے انہیں اور کوئی غم نہ دے

"من لایحضرہ الفقیہ" کی جلد اول کے اردو ترجمہ کے پیش لفظ میں ہم لکھ چکے ہیں کہ اس کتاب کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر مسئلہ کا حل اقوال معصومین علیہم السلام کے ذریعہ بتایا گیا ہے۔ جو مذہب حقہ کے لئے قرآن حکیم کے بعد نص ہے۔ اس میں ایسی ایسی باتیں بتائی گئی ہیں جو آج تک عوام الناس کی نظروں سے پوشیدہ ہیں یا پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔ دراصل لاعلمی عوام الناس کے لئے نقصان دہ ہے۔ چنانچہ بہت سے افعال میں ہم اپنی لاعلمی کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف عمل کرتے ہیں درآں حالیکہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ کر رہے ہیں وہی صحیح ہے۔ اس سلسلے میں زیر نظر جلد کی حدیث نمبر ۴۴۰۰ پیش کی جارہی ہے۔

" حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے عقد کرے اور اس کی نیت مہر ادا کرنے کی نہ ہو تو وہ اللہ کے نزدیک زانی ہے۔" اس حدیث کو پڑھنے کے بعد ہر شخص خود اپنے طور پر فیصلہ کر سکتا ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے اور اسے کیا کرنا چاہیئے۔ ایسے اور بہت مقامات ہیں جو شاید اب تک عوام الناس کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ جیسے اسی کتاب کی حدیث نمبر ۴۸۹۹ جو نادر احادیث کے عنوان سے صفحہ نمبر ۳۳۵ پر درج ہے۔ جو اس حقیقت پر روشنی ڈالتی ہے کہ اولاد مجنون، جذامی، خبط الحواس، گونگا، اندھا، مخنث، زنخا، فاتر العقل، بستر پر پیشاب کرنے والا، ظالم، جابر، قاتل، کنجوس، منحوس، منافق، ریاکار، بدعتی، ساحر، جادوگر یا حافظ، قناعت پسند، پاک نکہت، پاک دہن، رحم دل، سخی، جس کی زبان غیبت، کذب (جھوٹ) بہتان سے پاک ہو، حاکم، عالم، خطیب، بیباک بولنے والا۔ کیسے اور کیوں پیدا ہوتی ہے۔ اس کے ہم خود ذمہ دار ہیں مگر بے دریغ پروردگار پر الزام لگادیتے ہیں کہ اس نے ہم کو ایسی اولاد دی ہے اور اپنے اعمال پر نظر نہیں کرتے۔

موجودہ جلد میں احکام قضا۔ قید۔ عدالت شہادت۔ حق تلفی۔ سود۔ وصیت۔ وکالت۔ کفالت۔ حریت (آزادی)۔ غلام۔ کنیز۔ سرپرستی۔ ولایت۔ کسب معاش۔ صنعت و ہنر مندی۔ تجارت۔ مضاربہ۔ کاشتکاری۔ مزدوری۔ عاریت۔ ودیعت۔ رہن۔ شکار۔ ذبیحہ۔ نکاح۔ مہر۔ ولیمہ۔ طلاق۔ متعہ۔ رضاعت۔ وغیرہ وغیرہ کے بارے میں احادیث معصومین علیہم السلام ہیں۔ یاد رہے کہ جلد دوم کے پیش لفظ میں ہم نے چند ایک ایسے حوالے بھی دیئے ہیں جن سے احادیث معصومین علیہم السلام کے پڑھنے اور یاد رکھنے کی اہمیت اور ضرورت واضح ہوتی ہے۔

ہم (مذہب حقہ کے پیروکار) جب بھی پریشانی کا شکار ہوتے ہیں تو اپنی قسمت کو مورد الزام قرار دیتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ اس مصیبت و پریشانی کی بہت سی وجوہات ہیں ان میں بہت بڑا حصہ ہماری اپنی کوتاہیوں کا بھی ہے اور وہ یہ کہ ہم نے معصومین علیہم السلام کو چھوڑ رکھا ہے اگر ہم معصومین علیہم السلام کے احکام پر عمل کریں تو یقیناً ہماری ساری پریشانیاں دور ہو جائیں گی اور دشمنوں کے ہاتھوں ہماری جان و مال۔ عزت و آبرو سب محفوظ ہو جائیں گی۔

اس میں شک نہیں کہ ہم خود کو زبانی طور پر اہلبیت علیہم السلام کے ماننے والے گردانتے ہیں ۔ مگر در حقیقت ہیں نہیں اور یہ اس وجہ سے کہ ان کے احکام پر عمل نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو صرف ان احکام پر جو ہماری اپنی خواہش و منشا ۔ کے مطابق ہوتے ہیں اور جو مرضی و منشا ۔ کے خلاف ہوں تو انہیں چھوڑ دیتے ہیں ۔ در حقیقت ہم پر ہمارے ائمہ طاہرین علیہم السلام کا احسان عظیم ہے کہ انہوں نے ہم کو نہیں چھوڑا اگر وہ ہمیں چھوڑ دیتے تو ہم کب کے ختم ہو چکے ہوتے ۔ پروردگار ہم کو معاف کرے اور احکام ائمہ علیہم السلام پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے ۔

ہم نے ہمیشہ اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ انسان خطا کا پتلا ہے اور وہ چاہے جتنی بھی کوشش کرے مگر خامیوں کے بغیر کام نہیں کر سکتا ۔ ہمارے ادارے نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ خامیوں اور غلطیوں سے ترجمہ کی اشاعت کو پاک رکھا جائے اس کے باجود اگر خامیاں رہ گئی ہوں تو ہماری طرف سے معذرت قبول کی جائے اور ازراہ کرم ان غلطیوں اور خامیوں کی طرف ہماری توجہ ضرور مبذول کرائی جائے تاکہ آئندہ کی اشاعتوں میں ان کا ازالہ ممکن ہو سکے ۔ ہم اپنی اس کوشش کو امام زمانہ علیہ السلام کی بارگاہ میں نذر کرتے ہیں اور پروردگار عالم سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں احکامات محمدؐ وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے وسیلے سے ہم کو دنیا اور آخرت میں سکون و عافیت عطا فرمائے ۔ آمین ثم آمین ۔ اللھم صل علی محمد وآل محمد

احقر

سید اشفاق حسین نقوی

الکساء پبلشرز

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ابواب القضایا والاحکام

باب :- (اپنے معاملات کے فیصلے کے لئے) کس کو حاکم بنانا جائز ہے اور کس کو بنانا جائز نہیں ہے۔

اس کتاب کے مصنف ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

(۳۲۱۶) احمد بن عائذ نے ابی خدیجہ سالم بن مکرم جمّال سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت ابو عبداللہ جعفر بن محمد صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنے آپس کے جھگڑے اور مقدمات کے فیصلہ کے لئے کسی اہل جور کو حکم بنانے سے پرہیز کرو اور اپنوں ہی میں سے کسی ایسے شخص کو دیکھو جس کو ہم لوگوں کے فیصلوں کا کچھ علم ہو اور اسے آپس کے جھگڑوں میں حکم بنالو، اس لئے کہ میں نے ایسے ہی شخص کو قاضی بنا دیا ہے۔ تم لوگ اسی کے سامنے اپنے جھگڑے فیصلے کے لئے پیش کیا کرو۔

(۳۲۱۷) معلّی بن خنیس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے قول خدا ان اللہ یا مرکم ان تو دوا الا مانات الی اھلھا و اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل (سورہ نساء آیت ۵۸) (اللہ تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں، امانت رکھنے والوں کے حوالے کرو۔ اور جب تم لوگوں کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ امام پر یہ لازم ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے اسکو اپنے بعد ہونے والے امام کے حوالے کر دے اور ائمہ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ عدل وانصاف سے فیصلہ کریں اور لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان ائمہ کی اتباع کریں۔

(۳۲۱۸) عطاء بن سائب نے حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ حاکمان جور کے ماتحت ہو تو ان کے احکامات کے مطابق فیصلہ کرو اور خود کو مشتہر نہ کرو۔ ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ ڈلیسے اگر تم لوگ ہم لوگوں کے احکامات پر عمل کرو گے تو یہ تم لوگوں کے لئے بہتر ہوگا۔

(۳۲۱۹) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا جو کوئی مومن کسی مرد مومن کو آپس کے تنازع کے فیصلہ کرانے کے لئے کسی قاضی یا سلطان جائر کے سامنے پیش کرے اور وہ قاضی یا سلطان جائر حکم خدا کے خلاف فیصلہ کر دے تو مومن بھی گناہ میں اسکا شریک ہوگا۔

(۳۲۲۰) حریز نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کا اپنے کسی بھائی کے ساتھ کسی حق کے معاملہ میں الجھاؤ پیدا ہو جائے اور وہ اسکو تمہارے کسی بھائی کی طرف فیصلہ کرانے کی دعوت دے اور وہ اس سے انکار کرے اور کہے کہ وہ تو اغیار ہی سے فیصلہ کرائے گا تو وہ ان لوگوں کے مانند ہوا جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
الم تر الی الذین یزعمون انھم آمنوا بما انزل الیک و ما انزل من قبلک یریدون ان یتحا کموا الی الطاغوت و قد امروا ان یکفروا بہ (سورۃ نساء آیت نمبر ۶۰) (اے رسول کیا تم نے ان لوگوں کی حالت پر نظر نہیں کی جو یہ گمان رکھتے ہیں کہ جو کتاب تجھ پر نازل کی گئی اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئیں وہ سب پر ایمان لائے ہیں اور انکی دلی تمنا ہے کہ سرکشوں کو اپنا حاکم بنائیں حالانکہ ان کو حکم دیا گیا ہے کہ انکی بات نہ مانیں) ۔

باب :- قاضیوں کی اقسام اور فیصلوں کی صورتیں

(۳۲۲۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قاضیوں کی چار قسمیں ہیں ۔ ان میں سے تین جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں۔ ایک وہ قاضی جو نا انصافی اور جور کا فیصلہ کرے یہ جانتے ہوئے کہ یہ فیصلہ ناانصافی کا ہے تو وہ جہنم میں جائے گا۔ دوسرا وہ قاضی جو ناانصافی کا فیصلہ کرے مگر اسکو معلوم نہ ہو کہ یہ نا انصافی کا فیصلہ ہے تو وہ بھی جہنم میں جائے گا۔ تیسرے وہ قاضی جو حق وانصاف سے فیصلہ کرے مگر اسے معلوم نہ ہو کہ یہ حق وانصاف ہے تو وہ بھی جہنم میں جائے گا۔ چوتھے وہ قاضی جو حق وانصاف کا فیصلہ کرے اور اسے معلوم ہو یہ حق وانصاف کا فیصلہ ہے تو وہ جنت میں جائے گا۔ نیز آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ فیصلے دو طرح کے ہیں ایک اللہ کا فیصلہ دوسرا اہل جاہلیت کا فیصلہ اب جس نے اللہ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کرنے میں خطا کی تو اس نے اہل جاہلیت کا فیصلہ کیا اور جس نے اللہ کے نازل کردہ حکم کے بغیر دو درہموں کا بھی فیصلہ کیا تو اس نے گویا اللہ تعالیٰ سے کفر و انکار کیا۔

باب :- حکم اور قاضی بننے سے اجتناب

(۳۲۲۲) سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگ حکم اور قاضی بننے سے بچو اس لئے کہ حکومت اور فیصلہ کرنے کا حق صرف امام کا ہے جو فیصلہ اور قضا کرنا جانتا ہے اور مسلمانوں میں ایک عادل شخص ایسا ہی ہے جیسے کوئی نبی یا نبی کا وصی ہو۔

(۳۲۲۳) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے شریح (قاضی) سے فرمایا اے شریح تم ایسی جگہ بیٹھے ہوئے ہو جہاں سوائے نبی یا وصیِ نبی یا شقی کے کوئی اور نہیں بیٹھا۔

باب :- قاضیوں کی مجلسوں کے اندر بیٹھنا مکروہ ہے

(۳۲۲۴) محمد بن مسلم نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مدینہ کے اندر ایک قاضی کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ادھر سے گزر ہوا۔ پھر دوسرے دن جب میں آنجنابؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا کل میں نے تم کو جس مجلس میں دیکھا وہ کونسی مجلس تھی ؟ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان یہ قاضی میرے ساتھ اکرام سے پیش آتا ہے اس لئے میں کبھی کبھی اس کی مجلس میں بیٹھ جاتا ہوں ۔آپؑ نے فرمایا لیکن اگر آسمان سے اسی قاضی پر لعنت برسے اور تجھے بھی زد میں لے لے تو اس سے تجھے کون بچائے گا ۔اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو لوگ وہاں مجلس میں ہیں (لعنت) سب کا احاطہ کرلے۔

(۳۲۲۵) اور ایک دوسری حدیث میں روایت کی گئی ہے کہ بدترین قطعہ زمین ان حاکموں کا گھر ہے جو حق کے ساتھ فیصلہ نہیں کیا کرتے۔

(۳۲۲۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ نصاریٰ کے قبرستانوں نے اللہ تعالیٰ سے سخت سوزش و تپش کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا خاموش رہو اس لئے کہ قاضیوں کی جگہوں میں تم سے زیادہ تپش ہوگی۔

باب :- عہدہ قضا پر تنخواہ لینے کی کراہت

(۳۲۲۷) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ سے ایک ایسے قاضی کے متعلق دریافت کیا گیا جو دو (۲) قریوں کے درمیان فیصلہ کرنے پر مقرر ہے اور بادشاہ وقت سے تنخواہ وصول کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ حرام ہے۔

باب :- فیصلہ میں ناانصافی

(۳۲۲۸) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حاکم کے سر پر اللہ کا ہاتھ رحمت و مہربانی کے ساتھ سایہ فگن رہتا ہے مگر جب وہ فیصلہ میں ناانصافی سے کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہی ہاتھ اس پر (سزا کے لئے) مسلط کردیتا ہے۔

باب :- فیصلہ میں غلطی

(۳۲۲۹) ابوبصیر سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے دو درہموں کے متعلق بھی فیصلہ کرنے میں خطا کی وہ کافر ہوگیا۔

(۳۲۳۰) معاویہ بن وہب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بھی قاضی جب دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں خطا کرتا ہے تو وہ آسمان سے بھی زیادہ بلندی سے گرجاتا ہے۔

باب :- فیصلہ میں خطا کرنے کا تاوان

(۳۲۳۱) اصبغ بن نباتہ سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے حکم دیا کہ قاضی صاحبان خون یا قطع اعضاء کے متعلق فیصلہ میں جو خطا کریں تو اس کے تاوان کا بار مسلمانوں کے بیت المال پر ہوگا۔

باب :- دو عادلوں کے حکم بنانے پر اتفاق

(۳۲۳۲) داؤد بن حصین کے واسطے سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے ایسے دو شخصوں کے بارے میں کہ جو اپنے باہمی جھگڑے کے فیصلہ کے لئے دو عادل آدمیوں پر متفق ہوگئے کہ انہیں حکم بنایا جائے اور ان دونوں عادلوں نے فیصلہ میں اختلاف کیا تو اب دونوں میں سے کس کے فیصلہ پر عمل درآمد ہو؟ آپؑ نے فرمایا ان دونوں میں زیادہ فقیہ اور ہماری احادیث کے بڑے عالم اور زیادہ محتاط و متقی پر نظر کی جائیگی اور اسی کا فیصلہ نافذ ہوگا دوسرے کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی۔

(۳۲۳۳) داؤد بن حصین نے عمر بن حنظلہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ دو آدمیوں میں سے ہر ایک نے اپنی طرف سے الگ الگ دو حکم منتخب کئے

پھر وہ دونوں اس امر پر راضی ہوگئے کہ یہ دونوں حکم مل کر فیصلہ کریں کہ حق کس کا ہے۔ اب دونوں حکمین نے فیصلہ میں اختلاف کیا اور دونوں نے ہم لوگوں کی مختلف حدیثوں کو دلیل بنایا؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ اصل فیصلہ تو اسی حکم کا ہے جو ان دونوں میں زیادہ عادل زیادہ فقیہ اور زیادہ محتاط اور متقی ہے اور دوسرا حکم جو فیصلہ کر رہا ہے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی جائے گی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا مگر وہ دونوں حکم عادل و ممدوح ہیں اور ہمارے اصحاب کے نزدیک ان میں سے کوئی ایک بھی دوسرے پر فضیلت و فوقیت نہیں رکھتا۔ آپؑ نے فرمایا کہ پھر یہ دیکھا جائے گا کہ اس فیصلے کے متعلق ہم لوگوں سے جو احادیث پیش کی ہیں ان میں سے کس کی پیش کردہ حدیث پر تمہارے اصحاب کا اجماع ہے۔ اسی کے ماتحت ہمارا فیصلہ اخذ کیا جائے گا اور اس شاذ حدیث کو ترک کر دیا جائے گا جو تمہارے اصحاب کے نزدیک مشہور نہیں ہے اس لئے کہ وہ حدیث جس پر اجماع ہے لاریب کہ وہی ہم لوگوں کا حکم ہے۔

اور احکام تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ حکم کہ جسکی صحت و درستی بالکل صاف اور واضح ہے تو اس کو نافذ کیا جائے گا۔ دوسرے وہ حکم کہ جسکی غلطی اور نادرستی بالکل صاف اور واضح ہے تو اس سے اجتناب کیا جائے گا اور تیسرے وہ حکم کہ جس کے لئے یہ فیصلہ مشکل ہے کہ درست ہے یا نادرست تو اس کے فیصلہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حلال بالکل واضح ہے اور حرام بھی بالکل واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان صرف شبہات ہیں۔ پس جس نے شبہات کو ترک کر دیا وہ محرمات سے بچ گیا اور جس نے شبہات کو لے لیا وہ محرمات کا ارتکاب کر بیٹھے گا اور اس طرح ہلاکت میں مبتلا ہوگا کہ اسکو پتہ بھی نہ چلے گا۔

میں نے عرض کیا اور اگر آپؑ لوگوں کی طرف سے دو مروی حدیثیں ہوں اور دونوں مشہور ہوں اور جن کو آپؑ لوگوں کے ثقہ راویوں نے روایت کیا ہو؟ آپؑ نے فرمایا پھر ان دونوں پر نظر کی جائے گی ان دونوں میں سے جس کا حکم کتاب خدا اور سنت رسول سے زیادہ موافق ہوگا اور عامہ کے خلاف ہوگا اسی سے حکم اخذ کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہم لوگ دو حدیثیں پاتے ہیں جن میں سے ایک عامہ کے موافق ہے اور دوسری عامہ کے مخالف ہے تو ان دونوں حدیثوں میں سے کس سے حکم اخذ کیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا اس حدیث سے حکم اخذ کیا جائے گا جو عامہ کے خلاف ہو اس لئے کہ اس میں ہدایت ہے۔ میں نے عرض کیا اور اگر دونوں احادیث عامہ کے موافق ہوں؟ آپؑ نے فرمایا پھر دیکھا جائے گا کہ ان دونوں میں سے کس کی طرف ان کے حکام اور قضاۃ (قاضی) زیادہ مائل ہیں اس کو چھوڑ دیا جائیگا اور دوسری حدیث سے حکم اخذ کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا اور اگر عامہ کے حکام اور قضاۃ ان دونوں احادیث کے موافق فیصلہ کرتے ہوں؟ آپؑ نے فرمایا اگر ایسا ہو تو تم ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ اپنے امام سے ملاقات کرو اس لئے کہ شبہ کے وقت ٹھہر جانا ہلاکت و گمراہی میں پڑجانے سے بہتر ہے۔

باب :- قاضیوں کے آداب

(٣٢٣٤) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو عہدۂ قضا سپرد ہو وہ غصہ کی حالت میں کبھی کوئی فیصلہ نہ کرے۔

(٣٢٣٥) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حاکم و قاضی اپنے دائیں والے اور بائیں والے دونوں سے کہے کہ تم کیا کہتے ہو اور تمہاری کیا رائے ہے تو اس پر اللہ اور اس کے ملائیکہ اور تمام انسانوں کی لعنت مگر یہ کہ وہ اپنی مسند سے اٹھ جائے اور ان دونوں میں سے کسی ایک کو اپنی مسند نہ بٹھا دے۔

(٣٢٣٦) اور ایک شخص حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس وارد ہوا اور چند دنوں وہ آپؑ کے پاس ٹھہرا رہا پھر ایک دن وہ اپنا مقدمہ لے کر آپؑ کی خدمت میں پیش ہوا جس کا ذکر اس نے حضرت علیؑ سے کبھی نہیں کیا تھا۔ حضرت علیؑ نے اس سے کہا کیا تم اس مقدمہ میں مدعی ہو؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا پھر تم ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہمانداری سے منع فرمایا ہے جب تک کہ مدعی کے ساتھ مدعا علیہ دونوں مہمان نہ ہوں۔

(٣٢٣٧) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص خود اپنے ذاتی معاملہ میں لوگوں کے ساتھ انصاف سے کام لے گا تو غیر بھی اس کو اپنے معاملہ میں حکم بنانے پر راضی ہو جائے گا۔

(٣٢٣٨) حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب دو اشخاص اپنے معاملہ میں تمہاری طرف فیصلہ کے لئے رجوع کریں تو صرف پہلے شخص کی بات سن کر فیصلہ نہ دیدو جب تک کہ دوسرے کی بات بھی نہ سن لو اور جب تم ایسا کرو گے تو فیصلہ تم پر خود واضح ہو جائے گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے بعد میں برابر قاضی بنا کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ پروردگار تو ان کو فیصلہ کی سوجھ بوجھ عطا فرما۔

(٣٢٣٩) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے شریح (قاضی) سے فرمایا کہ تم اپنی مجلس قضا میں کسی سے سرگوشی نہ کرو اور جب تمہیں کسی بات پر غصہ آجائے تو مجلس قضا سے اٹھ جاؤ غصہ کی حالت میں کوئی فیصلہ نہ کرو۔

(٣٢٤٠) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فیصلہ ہے کہ مجلس قضا میں داہنی طرف والے کو پہلے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

(٣٢٤١) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب تم اپنے مدعا علیہ کے ساتھ والی یا قاضی کی عدالت میں جاؤ تو داہنی طرف رہو یعنی مدعا علیہ کی داہنی طرف۔

(۳۲۴۲) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مسند قضا پر ہو اسکو چاہیئے کہ فریقین کے درمیان نگاہ اور اشارے میں برابر کا سلوک کرے۔

(۳۲۴۳) نیز امیرالمومنین علیہ السلام نے قاضی شریح سے فرمایا اے شریح تم اس بات کو دیکھو کہ کون قرض کی ادائیگی میں اب تب کر رہا ہے، کون آج کل کر رہا ہے، کون ٹال مٹول کر رہا ہے، کون ظلم و زیادتی کر رہا ہے اور باوجود مقدرت و خوشحالی لوگوں کے حقوق نہیں دیتا اور کون لوگوں کے اموال کے ذریعہ حکام تک رسائی اور رسوخ چاہتا ہے تو تم ان سے لوگوں کے حقوق دلاؤ گھر کا سازوسامان فروخت کرو اور گھر فروخت کرو۔ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دولت مند مسلمان کا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ایک مسلمان پر ظلم ہے مگر جس کے پاس نہ مال ہو نہ گھر کا ساز و سامان اور نہ گھر تو اس سے وصولی کی کوئی سبیل نہیں۔ اور یہ سمجھ لو کہ لوگوں کو حق پر آمادہ وہی شخص کرے گا جو انہیں باطل سے بچائے گا۔ پھر اپنی توجہ میں، اپنی گفتگو میں اور اپنی مجلس قضا میں تمام مسلمانوں کے درمیان مواسات و ہمدردی سے پیش آؤ تاکہ تمہارے مقرب لوگ تم سے ظلم و زیادتی کی خواہش نہ کر سکیں اور یہ بھی سمجھ لو کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کے لئے عادل گواہ ہیں سوائے اس شخص کے جس پر کسی جرم میں کوڑے لگے ہوں۔ اور پھر بھی وہ اس جرم سے تائب نہیں ہوا ہو یا جو شخص جھوٹی گواہی دینے میں مشہور ہو یا جو متہم اور مشکوک ہو۔ اور تم اپنی مجلس قضا میں کسی کو ڈانٹنے یا اذیت دینے سے اجتناب کرو یہ مجلس قضا وہ ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے ثواب مقرر کیا ہے اور اُس کے لئے بہترین ثواب ہے جو حق کا فیصلہ کرے۔ اور جو اپنے دعوی کے ثبوت میں ایسے گواہوں کے نام پیش کرے جو غیر حاضر ہوں تو اسکو ایک مدت معینہ کی مہلت دو تاکہ وہ اپنے گواہ پیش کر سکے پس اگر وہ اپنے گواہ اس ہدف میں پیش کر لے تو اس کے حق میں فیصلہ دو اور اگر وہ اس (مدت) میں گواہ نہ پیش کرے تو اس کے خلاف فیصلہ دیدو۔ اور خبردار مقدمہ قضا میں یا کسی پر حد جاری کرنے کا یا اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے کسی حق کے بارے میں اپنا فیصلہ نافذ نہ کرنا جب تک کہ اسے میرے سامنے پیش نہ کرو۔ اور خبردار مجلس قضا میں نہ بیٹھو جب تک کچھ نہ کھالو ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس کی روایت کی ہے حسن بن محبوب نے عمرو بن ابی مقدام سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے اور انہوں نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے۔

باب :- کن امور میں ظاہری حالت کو دیکھ کر حکم کیا جائے

(۳۲۴۴) یونس بن عبدالرحمٰن کی روایت میں جو ان کے کسی راوی نے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ثبوت و گواہ کے متعلق دریافت کیا کہ اگر کسی کے حق کے متعلق گواہ و ثبوت قائم ہو جائے تو کیا قاضی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ گواہ کے قول کی بنا پر فیصلہ کر دے؟ آپؑ نے فرمایا کہ پانچ امور ہیں جن کے متعلق لوگوں کو لازم ہے کہ ظاہری حالت پر فیصلہ کرلیں۔ (اول) کسی کو ولی بنانا۔ (دوسرے) بظاہر مسلمان ہے تو نکاح کرلینا (تیسرے) بظاہر مسلمان ہے تو اس کا ذبیحہ (چوتھے) شاہد اور گواہ (پانچویں) نسب وحسب پس اگر کوئی شخص بظاہر طاہر و پاک ہے اور برائیوں سے محفوظ ہے تو اس کی شہادت اور گواہی جائز ہے اس کے باطنی حالات کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔

باب :- فیصلہ کرنے کے لئے مختلف حیلے اور تدبیریں

(۳۲۴۵) نضر بن سوید کی روایت میں ہے جس کو اس نے مرفوع نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے قسم کھالی کہ وہ ہاتھی کو وزن کرے گا؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاتھی کو کشتی پر سوار کر دیا جائیگا پھر دیکھا جائے گا پانی کشتی کی کس حد تک پہنچا ہے وہاں نشان لگا دیا جائے گا۔ پھر ہاتھی کو اتار کر کشتی میں لوہا یا تانبا جو بھی چاہے ڈال دیا جائے گا اور جب پانی کشتی کے اس جگہ پہنچ جائے گا جہاں نشان لگایا تھا تو اس کو نکال کر وزن کرلیا جائے گا۔

(۳۲۴۶) اور عمرو بن شمر کی روایت میں جعفر بن غالب اسدی سے منقول ہے جس کی اس نے مرفوع روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ عمر بن خطاب کے دور میں ایک مرتبہ دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے کہ ان دونوں کے سامنے سے ایک قیدی بیڑیاں پہنے ہوئے گزرا تو ایک نے کہا کہ اگر اس قیدی کی بیڑیوں کا اتنا وزن نہ ہو تو میری عورت کو تین طلاق اور دوسرے نے کہا کہ تم جتنا وزن کہتے اگر اتنا وزن ہو تو میری عورت کو تین طلاق۔ اب دونوں اس قیدی غلام کے مالک کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ ہم دونوں نے اس اس طرح قسم کھالی ہے لہٰذا اپنے غلام کی بیڑیاں ذرا اتار تو ہم لوگ اس کا وزن کریں گے۔ مالک نے کہا کہ اگر میں اپنے غلام کی بیڑیوں کو اتار دوں تو میری عورت کو طلاق چنانچہ یہ مقدمہ حضرتِ عمر کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس غلام کے مالک کو حق ہے کہ وہ اتارے یا نہ اتارے مگر یہ مقدمہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس لے جاؤ شاید اس مشکل کے حل کی انکے پاس کوئی صورت ہو۔ چنانچہ وہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؑ نے فرمایا یہ تو بہت آسان ہے۔ پھر آپؑ نے ایک طشت منگوایا اور حکم دیا تو

بیڑیوں میں دھاگہ باندھ دیا گیا اور اس غلام کے دونوں پاؤں مع بیڑیوں کے اس طشت میں رکھوادیئے گئے اور طشت میں پانی ڈال دیا گیا یہاں تک کہ طشت پانی سے بھر گیا۔ پھر آپؑ نے حکم دیا کہ ان بیڑیوں کو دھاگے کے ذریعہ اٹھاؤ لوگوں نے بیڑیاں اٹھا دیں یہاں تک کہ وہ پانی سے اوپر نکل آئیں اور جب بیڑیاں نکل آئیں تو پانی کم ہو گیا پھر آپ نے لوہے کے ٹکڑے منگوائے اور پانی میں ڈالا یہاں تک کہ پانی اپنی پچھلی سطح تک پہنچ گیا کہ جہاں بیڑیوں کے ساتھ تھا پھر آپؑ نے فرمایا کہ ان لوہے کے ٹکڑوں کو وزن کر و یہی ان بیڑیوں کا وزن ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے رہنمائی فرمائی اس طرح کے احکام کی طرف ان لوگوں کو جو اس قسم کی طلاق کو جائز سمجھتے ہیں۔

(۳۲۴۷) احمد بن عائذ نے ابی سلمہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے دو آدمیوں کے متعلق جو دونوں غلام ہیں اور ان کے مالکوں کی طرف سے یہ کام سپرد ہے کہ وہ اپنے اپنے مالکوں کی طرف سے مال کی خرید وفروخت کیا کریں۔ چنانچہ ان دونوں غلام کے درمیان تُو تُو میں میں اور اٹھا پٹخ ہو گئی۔ پس ایک غلام اس دوسرے غلام کے مالک کے پاس دوڑا ہوا گیا اور اس سے اسکو خرید لیا۔ دوسرا غلام اس کے مالک کے پاس دوڑا ہوا گیا اور اسکو اس کے مالک سے خرید لیا اور دونوں طاقت میں برابر تھے۔ وہ دونوں بھاگے ہوئے پہنچے اس نے اس کا گریباں تھاما اس نے اس کا اور دونوں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تو میرا غلام ہے میں نے تجھ کو تیرے مالک سے خرید لیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا ان دونوں کے درمیان فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جہاں سے وہ دونوں جدا ہوئے ہیں وہاں راستے کی پیمائش کی جائے گی ان دونوں میں سے جو زیادہ قریب ہوگا وہی پہلے پہنچا ہوگا اور اس نے پہلے خریدا ہوگا۔ اور اگر پیمائش میں دونوں کے راستے برابر ہونگے تو وہ دونوں اپنے اپنے مالکوں کو واپس کر دئے جائیں گے۔

(۳۲۴۸) نیز ابراہیم بن محمد ثقفی کی روایت میں ہے کہ دو مردوں نے ایک عورت کو کوئی امانت سپرد کی اور اس سے کہا کہ جب تک ہم دونوں تیرے پاس ایک ساتھ مل کر نہ آئیں یہ امانت ہم میں سے کسی ایک کو نہ دینا۔ یہ کہہ کر دونوں چلے گئے اور غائب ہوگئے کچھ عرصہ بعد ان میں سے ایک آیا اور بولا کہ میری امانت مجھے واپس دیدو کیونکہ میرا ساتھی مر گیا ہے اس عورت نے امانت واپس کرنے سے انکار کیا مگر وہ شخص اس عورت کے پاس بار بار آآکر تقاضا کرتا رہا بالآخر اس عورت نے وہ امانت اس کو واپس کر دی اب کچھ عرصہ بعد دوسرا شخص آیا اور بولا کہ وہ امانت مجھے واپس کرو۔ اس عورت نے کہا وہ امانت تو تیرا ساتھی یہ کہکر واپس لے گیا کہ تو مر چکا ہے۔ چنانچہ یہ مقدمہ حضرت عمرؓ کی عدالت میں پیش ہوا تو انہوں نے عورت سے کہا (تو نے اس اکیلے کو کیوں دیدیا) میری نظر میں تو ہی اس کی ذمہ دار ہے۔ عورت نے کہا کہ میں تو حضرت علی علیہ السلام کو اپنے اور اس کے درمیان ثالث بناؤنگی۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس گئی اور عرض کیا کہ آپؑ ہم لوگوں کے درمیان فیصلہ فرما دیں۔ حضرت علی نے کہا یہ امانت تو تم دونوں نے اس عورت کے پاس یہ کہکر رکھی تھی کہ جب

تک ہم دونوں مجتمع ہو کر نہ آئیں ایک کو نہ دینا تو اب تم اپنے ساتھی کو بھی لاؤ اس سے پہلے تو یہ عورت (تمہارے مال کی) واپسی کی ذمہ دار نہیں ہے ۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا یہ دونوں (بدنیت) اس عورت سے اس کا مال اڑانا چاہتے تھے ۔

(۳۲۴۹) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کے عہد میں دو کنیزوں کے ایک ہی رات میں بچہ پیدا ہوا ایک کے لڑکا پیدا ہوا اور ایک کی لڑکی ، لڑکی کی ماں نے اپنی لڑکی کو لڑکے کے گہوارے میں لٹا دیا اور لڑکے کو اپنا لیا اور کہا کہ یہ لڑکا میرا ہے اور لڑکے کی ماں نے کہا یہ لڑکا میرا ہے ۔ اب فیصلہ کے لئے دونوں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے پاس پہنچیں تو آپ نے حکم دیا کہ ان دونوں کے دودھ کو وزن کر لیا جائے جسکا دودھ زیادہ وزنی ہوگا لڑکا اس کا ہے ۔

(۳۲۵۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین کے عہد میں ایک شخص نے کسی آدمی کے سر پر مارا تو اس آدمی نے دعویٰ کیا کہ میری دونوں آنکھوں کی بصارت جاتی رہی اب وہ ان سے کچھ نہیں دیکھ سکتا ۔ اور اس کی قوت شامہ بھی ختم ہو گئی وہ کوئی خوشبو سونگھ نہیں سکتا ۔ اور قوت گویائی بھی ختم ہو گئی ۔ وہ بول نہیں سکتا تو امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر یہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو اس کے لئے تین دیت لازم ہے ۔ لوگوں نے عرض کیا امیرالمومنین یہ کیسے واضح ہو کہ یہ آدمی سچ کہہ رہا ہے ؟ آپ نے فرمایا اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں سے کچھ نظر نہیں آتا تو اس طرح واضح ہوگا کہ اس سے کہا جائے کہ اپنی دونوں آنکھیں سورج کے مقابل کرو اگر آنکھیں صحیح ہیں تو پھر وہ آنکھیں بغیر جھپکائے نہ رہے گا اور اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو اس کی دونوں آنکھیں کھلی رہیں گی ۔ اور وہ اپنی ناک کے متعلق دعویٰ کرتا ہے وہ کوئی بو کو نہیں سونگھ سکتا تو وہ اس طرح واضح ہوگا کہ اس کی ناک کے پاس بہت کھاری پانی لے جایا جائے اگر اس کی ناک صحیح ہے تو اس کی بو دماغ کو پہنچے گی اور آنکھوں میں آنسو آجائے گا اور اپنا سر ہٹا لے گا ۔ اور اس کا یہ دعویٰ کہ میری زبان گونگی ہو گئی ہے اور وہ بول نہیں سکتا تو یہ اس طرح واضح ہوگا کہ اس کی زبان پر سوئی چبھائی جائے اگر وہ بول سکتا ہے تو زبان سے سرخ خون نکلے گا اگر نہیں بول سکتا تو سیاہ خون نکلے گا ۔

(۳۲۵۱) سعد بن طریف نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ عمرؓ بن خطاب کے سامنے ایک کنیز پیش کی گئی جس کے متعلق بہت سی گواہیاں گزریں کہ یہ زنا کی مرتکب ہوئی ہے حالانکہ قصہ یہ تھا کہ یہ بن باپ کی بچی ایک شخص کے زیرپرورش تھی اس شخص کی ایک بیوی تھی اور وہ اکثر اپنی بیوی کو چھوڑ کر غائب رہتا اس کی غیبت میں یہ یتیم بچی جوان ہو گئی اور خوبصورت نکلی تو اس کی بیوی کو یہ خوف سمایا کہ اس کا شوہر جب گھر واپس آئے تو اس جوان بچی سے شادی نہ کر لے اس لئے اس نے اپنے پڑوس کی عورتوں کو بلایا جنہوں نے اس کو پکڑ رکھا اور اس نے انگلی ڈال کر اس کی بکارت ضائع کر دی پھر جب اسکا شوہر آیا تو اس نے اپنی بیوی سے اس یتیم بچی کے متعلق دریافت کیا تو اس کی بیوی نے اس یتیم لڑکی پر زنا کا الزام لگایا اور اپنی پڑوس کی عورتوں کو گواہی میں پیش کر دیا ۔ چنانچہ یہ مقدمہ عمرؓ بن خطاب کے سامنے

پیش ہوا مگر ان کی سمجھ میں نہ آیا اس میں کیا فیصلہ کریں چنانچہ اس مرد سے کہا یہ مقدمہ حضرت علی ابن ابی طالب کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے اور سارا قصہ بیان کیا تو آپ نے اس کی زوجہ سے کہا کیا تیرے پاس اس کی زنا کی کوئی گواہی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں میری پڑوسنیں گواہ ہیں جو میں کہہ رہی ہوں اس کی گواہی دینگی یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے نیام سے تلوار نکالی اور اپنے سامنے رکھ لی اور جتنی گواہی دینے والی عورتیں آئی تھیں ان کے لئے حکم دیا کہ ان سب کو الگ الگ گھر میں بند کر دو پھر اس مرد کی زوجہ کو بلایا اور اس سے ہر طرح پھر پھرا کر پوچھا مگر وہ اپنے قول سے نہ پھری اور انکار کرتی رہی تو آپ نے اس کو اس کے گھر جس میں وہ بند تھی واپس کر دیا پھر آپ نے گواہ عورتوں میں سے ایک کو بلایا اور دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا تو مجھے پہچانتی ہے میں کون ہوں میں علی ابن ابی طالب ہوں اور یہ میری تلوار ہے اور اس مرد کی عورت نے مجھ سے سب کچھ بیان کر دیا ہے اور حق بات کی طرف پلٹ آئی ہے اور میں نے اس کو امان دیدی ہے اب اگر تو سچ سچ بیان کر دیگی تو ٹھیک ورنہ اپنی یہ تلوار تیرے خون سے رنگ دونگا۔ یہ سن کر وہ عورت آپ کی طرف مخاطب ہوئی اور بولی یا امیرالمومنین میں سچ سچ کہتی ہوں مجھے جان کی امان دے دیجئے میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اس یتیمہ نے ہرگز زنا نہیں کیا بلکہ اس مرد کی عورت نے اس یتیمہ کے حسن و جمال و شکل و صورت کو دیکھا تو وہ ڈری کہ اس کے شوہر کی نیت خراب ہو جائیگی چنانچہ اس نے ایک دن اس یتیمہ کو شراب پلائی اور ہم لوگوں کو بلایا ہم لوگوں نے اس یتیمہ کو پکڑ لیا اور اس نے اپنی انگلیوں سے اس کی بکارت توڑ دی یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر سوائے حضرت دانیال علیہ السلام کے مجھ سے پہلے کسی نے گواہوں کو جدا جدا نہیں رکھا۔ پھر اس یتیمہ پر زنا کا بہتان لگانے والے کی حد جاری کی اور اس کے اور اس کی مدد کرنے والیوں پر یتیمہ کی بکارت زائل کرنے کے جرم میں اس یتیمہ کا مہر چار سو درہم بطور تاوان عائد فرمایا پھر اس عورت کو اس کے شوہر سے جدا کر کے اس یتیمہ کا عقد اس کے شوہر سے کر دیا اور اس کا مہر اس کے مال سے دلوایا۔

پھر عمر ابن خطاب نے کہا اے ابوالحسن آپ حضرت دانیال علیہ السلام کا واقعہ بھی تو بیان کریں تو آپ نے فرمایا کہ حضرت دانیال بن ماں اور بن باپ کے ایک یتیم بچے تھے جن کو بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت نے گود لے لیا تھا اور ان کی پرورش کی تھی۔ اور بنی اسرائیل کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے دو قاضی تھے اور ان دونوں کا ایک دوست تھا جو ایک مرد صالح تھا جس کی عورت حسین و جمیل تھی۔ اور وہ مرد صالح بادشاہ کی خدمت میں برابر حاضر ہوا کرتا اور بادشاہ اس سے باتیں کیا کرتا۔ ایک مرتبہ بادشاہ کو ایک ایسے شخص کی ضرورت ہوئی جسکو وہ ایک اہم کام کے لئے کہیں بھیجے تو اس نے ان دونوں اپنے قاضیوں سے کہا کہ تم دونوں میرے لئے ایک ایسا شخص منتخب کر دجسے میں ایک اہم کام کے لئے بھیجوں۔ ان دونوں نے کہا فلاں شخص (یعنی وہ مرد صالح) ہے بادشاہ نے اس مرد صالح کو اس کام پر بھیجدیا تو جاتے ہوئے اس نے ان دونوں قاضیوں سے کہا کہ تم دونوں میری بیوی کا خیال رکھنا ان دونوں نے کہا بہتر۔ وہ مرد صالح چلا گیا تو یہ

دونوں قاضی اپنے اس دوست کی ڈیوڑھی پر آنے لگے پھران دونوں نے اس عورت سے اظہار محبت کرنے اور اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی مگر اس عورت نے انکار کیا تو ان دونوں نے کہا اگر تو ایسا نہ کرے گی تو ہم دونوں تیرے خلاف بادشاہ کے سامنے گواہی دینگے کہ تو نے زنا کیا ہے تاکہ وہ تجھے سنگسار کردے۔اس عورت نے جواب دیا تم دونوں جو چاہو کرو چنانچہ وہ دونوں بادشاہ کے پاس آئے اور انہوں نے بادشاہ کے سامنے اس عورت کی زناکاری کی گواہی دی تاکہ وہ اسے سنگسار کردے۔اس عورت کے حسن کردار کی بڑی شہرت تھی اس لئے بادشاہ بڑے مخمصے میں پڑگیا اور بہت متفکر ہوا اور ان سے کہا چلو تمہاری بات مان لی مگر اس عورت کو تین دن کی مہلت دیدو (تاکہ وہ صفائی پیش کرسکے) پھر اسے سنگسار کرو۔اور شہر میں منادی کرادی کہ فلاں زن عابدہ زنا کی مرتکب ہوئی ہے اسکو سنگسار کرنے کے لئے لوگ جمع ہوجائیں دونوں قاضیوں نے اس کے زنا میں مرتکب ہونے کی گواہی دی ہے۔یہ سن کر لوگوں میں طرح طرح کی باتیں شروع ہوگئیں تو بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا بولو اس مقدمہ کے فیصلے کے لئے تمہارے پاس کیا تدبیر ہے ؟ اس نے کہا واللہ میرے پاس تو اس کے لئے کوئی تدبیر نہیں ہے۔

الغرض جب تیسرا دن آیا اور یہ مہلت کا آخری دن تھا تو وزیر اپنی سواری پر سوار ہوکر شہر کے گشت کے لئے نکلا ناگاہ اس نے چند بچوں کو کھیلتے دیکھا اور ان ہی میں حضرت دانیال علیہ السلام بھی تھے۔چنانچہ دانیال علیہ السلام نے آواز دی اے بچو آؤ میں بادشاہ ہوں اور اے فلاں تم زن عابدہ بن جاؤ اور اس کے خلاف فلاں فلاں دونوں قاضی اور گواہ بنیں گے۔ پھر مٹی جمع کی اور ایک لکڑی کو تلوار بنایا۔پھر لڑکوں کو حکم دیا کہ اس (قاضی) کا ہاتھ پکڑو اور فلاں جگہ لے جاؤ اور وزیر سامنے کھڑا تھا پھر اس نے لڑکوں کو حکم دیا اور اس (قاضی) کو پکڑو اور فلاں جگہ لے جاؤ۔اس کے بعد ان دونوں قاضیوں میں سے ایک کو بلایا اور کہا سچ بولو اگر سچ نہ بولے تو میں تمہاری گردن مار دوں گا۔اس قاضی نے کہا ہاں سچ بولونگا اور وزیر یہ سب باتیں سن رہا تھا۔اس نے پھر کہا اچھا بتاؤ تم اس عورت کے خلاف کس بات کی گواہی دو گے۔قاضی نے جواب دیا کہ اس بات کی کہ اس عورت نے زنا کیا ہے۔اس نے پوچھا اس نے کس دن زنا کیا ؟ اس قاضی نے کہا فلاں دن۔پوچھا کس وقت ؟ قاضی نے کہا فلاں وقت۔پوچھا کس جگہ ؟ کہا فلاں جگہ۔پوچھا کس شخص کے ساتھ ؟ کہا فلاں ابن فلاں کے ساتھ حکم دیا اچھا اس قاضی کو یہاں سے ہٹا کر اس کی جگہ واپس لے جاؤ۔اور اب دوسرے قاضی کو لاؤ۔تو لڑکے اسکو پکڑ کر اس کی جگہ واپس لے گئے اور دوسرے قاضی کو لائے اور انہوں نے یہی سب سوال اس دوسرے قاضی سے پوچھا اور اس نے پہلے قاضی کے قول کے مخالف بیان دیا۔تو حضرت دانیال علیہ السلام نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی اور لڑکوں کو آواز دی کہ ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی لہذا دونوں کو قتل کرنے کے لئے آجاؤ۔یہ سب کھیل دیکھ کر وزیر بادشاہ کے پاس تیزی سے آیا اور سارا واقعہ بیان کیا تو بادشاہ نے ان دونوں قاضیوں کو بلایا وہ دونوں حاضر کئے گئے پھر ان دونوں کو جدا جدا کردیا اور وہی سوالات کئے جو حضرت دانیال علیہ السلام نے ان دونوں لڑکوں سے کئے تھے تو ان دونوں

کے بیان میں اختلاف ہوا لہذا لوگوں میں فیصلہ کا اعلان کیا اور ان دونوں کے قتل کا حکم دیدیا۔

(۳۲۵۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ عہد امیرالمومنین علیہ السلام میں ایک کھنڈر کے اندر ایک شخص ذبح کیا ہوا پایا گیا اور وہیں پر ایک دوسرا شخص جس کے ہاتھ میں ایک خون آلود چھری تھی ملا۔ چنانچہ اس کو گرفتار کرلیا گیا تاکہ امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے پیش کیا جائے۔ جب وہ خدمتِ امیرالمومنین علیہ السلام میں آیا تو اس نے اقرار کرلیا کہ اسی نے اس شخص کو ذبح کیا ہے جب اس کو قتل کرنے کے لئے پہنچے تو ایک تیسرا شخص سامنے آیا اور آواز دی کہ تم لوگ اسکو چھوڑ دو (یہ بے قصور ہے در حقیقت) میں نے اسکو قتل کیا ہے۔ چنانچہ اس کے ساتھ اس کو بھی پکڑ کر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا آپؑ نے اس پہلے سے پوچھا تجھے اقرار پر کونسا امر داعی ہوا؟ اس نے عرض کیا یا امیرالمومنین علیہ السلام میں ایک قصاب ہوں میں نے اس کھنڈر کے پہلو میں ایک بکری ذبح کی اور مجھے زور کا پیشاب معلوم ہوا تو جلدی میں اس کھنڈر میں داخل ہو گیا میرے ہاتھ میں خون آلود چھری تھی اتنے میں لوگوں نے مجھے پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ تو نے ہی ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے یہ سن کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب انکار سے کوئی فائدہ نہیں اس لئے کہا کہ یہاں ایک ذبح کیا ہوا آدمی ہے اور میرے ہاتھ میں خون آلود چھری ہے اس لئے میں نے ان لوگوں کے سامنے اقرار کرلیا کہ اسے میں نے قتل کیا ہے۔

پھر حضرت علی علیہ السلام نے دوسرے سے فرمایا اب تم کیا کہتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے آپؑ نے فرمایا اچھا اب تم لوگ میرے فرزند حسن کے پاس جاؤ تاکہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دیں۔ چنانچہ یہ سب امام حسن علیہ السلام کے پاس پہنچے اور سارا قصہ بیان کیا تو آپؑ نے فرمایا اگرچہ اس نے ایک شخص کو قتل کیا تو ایک کو زندہ بھی کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و من احیاھا فکانما احیا الناس جمیعاً۔ (سورہ مائدہ آیت نمبر ۳۲) (جس نے اس کو زندہ کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کردیا) لہذا اب تم دونوں پر کچھ لازم نہیں آتا اور مقتول کے ورثاء کو مقتول کا خون بہا بیت المال سے دیدیا جائے گا۔

(۳۲۵۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے عہد حکومت میں ایک شخص فوت ہوا اور اپنے پسماندگان میں ایک فرزند اور ایک غلام چھوڑا پس دونوں میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرنے لگا کہ میں اسکا فرزند ہوں۔ اور یہ دوسرا اسکا غلام ہے۔ اور یہ امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں فیصلہ کے لئے آئے۔ آپؑ نے حکم دیا کہ مسجد کی دیوار میں دو سوراخ کردیئے جائیں۔ اور حکم دیا کہ ان دونوں میں سے ہر ایک ان سوراخوں میں سے ایک سوراخ میں اپنا سر ڈالے پھر قنبر کو آواز دی کہ اے قنبر تلوار کھینچ لو مگر بہ صیغہ راز ان سے کہا کہ جو میں حکم دوں اس پر عمل نہ کرنا اور حکم دیا کہ غلام کی گردن اڑادو یہ سننا تھا کہ غلام نے اپنا سر سوراخ سے باہر کھینچ لیا اور امیرالمومنین علیہ السلام نے اسے پکڑ لیا اور دوسرے سے فرمایا کہ در حقیقت تو ہی اس مرنے والے کا فرزند ہے (اب تو کہے تو) میں اس کو آزاد

کر دوں گا اور اسکو تیرا آزاد کردہ غلام بنادوں۔

(۳۲۵۴) عمرو بن ثابت نے اپنے باپ سے انہوں نے سعد بن طریف سے اور انہوں نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عمر بن خطاب کے دربار میں ایک عورت لائی گئی۔ جس کی شادی ایک مرد پیر سے ہوئی تھی مگر جونہی اس مرد پیر نے اس سے مجامعت کی وہ اس عورت کے پیٹ ہی پر مر گیا پس اس عورت کے ایک لڑکا پیدا ہوا تو اس مرد پیر کی دوسری اولادوں نے دعویٰ کیا کہ اس عورت نے زنا کیا ہے اور اس کے خلاف گواہیاں پیش کر دیں۔ چنانچہ عمر ابن خطاب نے حکم دیدیا کہ اس عورت کو سنگسار کر دیا جائے۔ لوگ اس کو سنگسار کرنے کیلئے لیکر چلے تو درمیان راہ میں حضرت علی علیہ السلام مل گئے اس عورت نے آواز دی اے ابن عم رسول میں مظلومہ ہوں۔ اور یہ میرے نکاح کا ثبوت ہے۔ آپؑ نے فرمایا تیرے پاس کیا ثبوت ہے۔ اس عورت نے اپنا نکاح نامہ پیش کیا آپ نے اس کو پڑھا اور ان لوگوں سے فرمایا کہ اس عورت نے تم لوگوں کو بتادیا تھا کہ کس دن اس کا نکاح ہوا اور کس دن اس پیر مرد نے اس سے مجامعت کی اور اس کی مجامعت کیسے ہوئی۔ عورت کو واپس لے جاؤ۔ دوسرے دن آپ نے چند کمسن بچوں کو بلایا اس میں اس عورت کا لڑکا بھی تھا اور لڑکوں سے کہا کہ تم لوگ کھیلو سب کھیلنے لگے جب وہ کھیلنے میں بے حد مشغول ہوئے تو آپؑ نے انہیں آواز دی وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے مگر اس عورت کا لڑکا اپنی ہتھیلیاں زمین پر ٹیک کر اٹھا آپ نے اسکو بلایا اور اس کو اس کے باپ کی میراث دلوائی اور اس کے بھائیوں کے بہتان لگانے کی سزا میں ایک ایک پر حد جاری کی۔ حضرتِ عمر نے پوچھا کہ یہ آپ نے کیا کیا؟ تو آپؑ نے فرمایا میں نے اس لڑکے کے ہتھلیاں ٹیک کر اٹھنے سے یہ پہچان لیا کہ یہ ضعیف پیر مرد کا ہی لڑکا ہے۔

(۳۲۵۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے تو ایک جوان روتا ہوا آپؑ کے سامنے آیا اور کچھ لوگ اس کو چپ کرا رہے تھے۔ آپؑ نے پوچھا تم روتے کیوں ہو؟ اس نے عرض کیا یا امیرالمومنین قاضی شریح نے میرے مقدمہ کا فیصلہ دیا مجھے نہیں معلوم کہ یہ کیسا فیصلہ ہے یہ لوگ میرے باپ کو اپنے ساتھ لیکر سفر پر گئے سب واپس آگئے مگر میرا باپ واپس نہیں آیا تو میں نے ان لوگوں سے اپنے باپ کے متعلق دریافت کیا تو ان لوگوں نے کہا کہ وہ مر گیا تو میں نے اس کے مال واسباب کے متعلق پوچھا اور ان لوگوں نے جواب دیا کہ اس نے کوئی مال واسباب نہیں چھوڑا میں ان لوگوں کو فیصلہ کے لئے قاضی شریح کے پاس لے گیا تو انہوں نے ان لوگوں سے حلف لے کر میرا مقدمہ خارج کر دیا۔ اور یا امیرالمومنین علیہ السلام مجھے خوب معلوم ہے کہ میرے والد جب سفر پر گئے تھے تو ان کے ساتھ مال کثیر تھا۔ آپؑ نے فرمایا اچھا تم سب اس جوان کو لے کر شریح کے پاس واپس چلو۔ وہاں پہنچ کر آپؑ نے پوچھا اے شریح تم نے ان سب کے درمیان کیسے فیصلہ کر دیا؟ انہوں نے کہا یا امیرالمومنین علیہ السلام اس لڑکے نے ان لوگوں کے خلاف دعویٰ دائر کیا کہ یہ لوگ سفر پر گئے تھے اور اس لڑکے کا باپ ان لوگوں کے ساتھ گیا تھا۔ یہ لوگ تو

واپس آگئے مگر اسکا باپ واپس نہیں آیا۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھا تو ان لوگوں نے کہا کہ وہ مرگیا پھر میں نے اس کے مال واسباب کے متعلق دریافت کیا تو ان لوگوں نے کہا کہ اس نے کوئی مال واسباب نہیں چھوڑا پھر میں نے اس لڑکے سے پوچھا جو تم دعویٰ کرتے ہو اس پر تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے ؟ اس نے کہا کہ نہیں پھر میں نے ان لوگوں سے حلف اٹھوایا (کہ اس کے پاس کوئی مال ومتاع نہ تھا) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اے شریح تم ایسے مقدمہ کا اس طرح فیصلہ کرتے ہو۔ شریح نے عرض کیا پھر یا امیرالمومنین کس طرح فیصلہ کرتا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اے شریح خدا کی قسم میں ان لوگوں کے درمیان ایسا فیصلہ کروں گا کہ مجھ سے پہلے سوائے حضرت داؤد نبی علیہ السلام کے اور کسی نے نہیں کیا۔ اے قنبر پولیس کے سپاہیوں کو بلاؤ۔ قنبر بلا لائے تو آپ نے ان لوگوں میں سے ایک ایک پر ایک ایک سپاہی تعینات کر دیا پھر آپؑ نے ان میں سے ہر ایک کے چہرے پر نظر ڈالی اور فرمایا بولو تم لوگ کیا کہتے ہو کیا تم لوگ یہ کہتے ہو کہ جو کچھ اس لڑکے کے باپ کے ساتھ تم لوگوں نے سلوک کیا ہے میں اسے نہیں جانتا پھر تو میں تم لوگوں کے نزدیک ایک جاہل ٹھہروں گا۔ پھر حکم دیا ان سب کو جدا جدا کرو ان سب کے سر ڈھانپ دو (تاکہ آپس میں اشارے نہ کر سکیں) چنانچہ ان سب کو جدا جدا کر کے مسجد کے ایک ایک ستون کے پاس کھڑا کر دیا گیا اور ان کے سر ان کے کپڑوں سے ڈھانپ دیئے گئے پھر اپنے کاتب و منشی عبیداللہ بن ابی رافع کو بلایا اور فرمایا کہ رجسٹر اور دوات لاؤ۔ اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام مسند قضا پر تشریف فرما ہوئے اور لوگ آپ کے آس پاس جمع ہوگئے۔ تو آپؑ نے مجمع سے فرمایا کہ جب میں تکبیر کہوں تو تم لوگ بھی تکبیر کہنا اس کے بعد لوگوں سے کہا اچھا ذرا راستہ بناؤ پھر ان میں سے ایک کو بلا کر اپنے سامنے بٹھایا اور اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور عبیداللہ بن ابی رافع سے کہا اس کا اقرار اور اس کا بیان قلمبند کرتے جانا۔ اس کے بعد آپ نے اس سے سوال کرنا شروع کیا اور پوچھا تم لوگ اپنے گھر سے کس دن نکلے تھے جبکہ اس لڑکے کا باپ تم لوگوں کے ساتھ تھا اس نے کہا فلاں دن، پوچھا کس مہینہ میں ؟ اس نے کہا فلاں مہینہ میں۔ پوچھا تم لوگ اپنے سفر میں کس منزل پر پہنچے تھے کہ اس لڑکے کا باپ مرگیا ؟ اس نے کہا فلاں بن فلاں کی منزل پر۔ پوچھا کیا بیمار تھا ؟ کہا یہ بیماری تھی پوچھا کتنے دن بیمار رہا ؟ کہا اتنے دن بیمار رہا۔ پوچھا اس کی تیمارداری کس نے کی تھی اور وہ کس دن مرا پھر کس نے اس کو غسل دیا ؟ اور کہاں غسل دیا ؟ اور کس نے اس کو کفن پہنایا اور تم لوگوں نے اس کو کس دن دفن کیا اور کس نے نماز جنازہ پڑھائی اور اسکو کس نے قبر میں اتارا غرض جو کچھ آپ سوال کرنا چاہتے تھے وہ سب سوال کر چکے تو آپ نے باآواز بلند تکبیر کہی اور آپ کے ساتھ مجمع نے بھی تکبیر کہی۔ اس سے باقیوں کو شبہ ہوا اور انہیں شک پڑ گیا ہمارے ساتھی نے ہمارے اور اپنے جرم کا اعتراف کر لیا ہے پھر آپؑ نے حکم دیا کہ اس کے سر کو ڈھانپ دو اور اس کو قید خانہ میں لے جاؤ۔

پھر دوسرے کو بلا کر اپنے سامنے بٹھایا اور اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا تو نے یہ سمجھا کہ تم لوگوں کے کرتوتوں کا مجھے پتہ نہیں تو ہرگز ایسا نہیں ہے۔ اس نے عرض کیا یا امیرالمومنین میں اس قافلہ میں میں تنہا شخص تھا جو اسکے

قتل کو ناپسند کرتا تھا۔ پھر اس نے قتل کا اقرار کیا اس کے بعد آپ نے ایک ایک شخص کو بلایا اور سب نے قتل اور مال کے ہضم کرنے کا اقرار کرلیا پھر اس شخص کو بلایا جس کو قید خانہ لے جانے کا حکم دیا تھا اس نے بھی آکر قتل کا اقرار کرلیا۔ تو آپؑ نے ان لوگوں کو مال کی واپسی اور مقتول کے خون بہا کا حکم دیا۔

پھر شریح نے عرض کیا یا امیرالمومنین علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام نے کیا فیصلہ کیا تھا؟ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک مرتبہ ان چند بچوں کی طرف سے گزر ہوا جو آپس میں کھیل رہے تھے ان میں سے ایک کو مات الدین کہکر پکار رہے تھے۔ تو آپؑ نے اس بچے کو بلایا اور پوچھا بچے تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا میرا نام مات الدین ہے پوچھا تیرا نام کس نے رکھا؟ اس نے کہا میرا نام میری ماں نے رکھا تو آپ اس کی ماں کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا اے عورت تیرے اس بچے کا کیا نام ہے؟ کہا کہ مات الدین آپؑ نے فرمایا کہ اس کا نام کس نے رکھا؟ اس نے کہا کہ اسکے باپ نے۔ آپؑ نے فرمایا یہ صورت کیسے ہوئی تھی؟ عورت نے کہا اس کا باپ ایک سفر پر کچھ لوگوں کے ساتھ گیا تھا اس وقت یہ بچہ میرے شکم میں تھا۔ پھر سب لوگ تو سفر سے واپس آگئے مگر میرا شوہر واپس نہیں آیا میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا تو سب نے کہا کہ وہ مرگیا میں نے پوچھا کہ پھر اس کا متروکہ مال و اسباب کہاں ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ اس نے کوئی مال واسباب نہیں چھوڑا میں نے پوچھا اچھا مرتے وقت اس نے کوئی وصیت کی تھی؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں اس کا خیال تھا کہ تو حاملہ ہے اس لئے اس نے وصیت کی کہ تیرے بطن سے جو بھی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو اسکا نام مات الدین رکھ دینا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا کیا تو ان لوگوں سے واقف ہے جو تیرے شوہر کے ساتھ سفر پر گئے تھے؟ عورت نے کہا جی ہاں۔ پوچھا وہ لوگ زندہ ہیں یا مرگئے۔ اس نے کہا کہ وہ زندہ ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اچھا تو ان لوگوں کے پاس میرے ساتھ چل چنانچہ آپؑ اس عورت کو لیکر ان لوگوں کے پاس گئے۔ ان کو گھروں سے نکالا اور ان لوگوں کے درمیان اسی طرح فیصلہ کیا اور فیصلہ کیا کہ یہ لوگ اس کا مال واپس کریں اور مقتول کا خونبہا ادا کریں۔ پھر عورت سے کہا کہ اب تو اپنے اس بچے کا نام (مات الدین کے بدلے) عاش الدین رکھ یعنی دین زندہ ہوگیا۔

پھر اس لڑکے اور ان لوگوں کے درمیان اختلاف ہوا کہ اس کے باپ کے پاس کتنا مال تھا تو حضرت علی علیہ السلام نے اپنی ایک انگوٹھی لی اور اسکے ساتھ چند انگوٹھیاں اور ملا دیں اور فرمایا تم لوگ ان میں سے ایک ایک انگھوٹھی اٹھاؤ جو میری انگوٹھی کو اٹھائے گا وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہوگا اس لئے کہ یہ سہم الہیٰ ہے اور سہم الہیٰ کبھی ناکام نہیں ہوگا۔

(۳۲۵۶) نیز حضرت علی علیہ السلام نے ایک عورت کے معاملہ میں فیصلہ کیا کہ جب آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے شوہر نے میری بغیر اجازت میری کنیز سے مجامعت کی ہے۔ تو آپؑ نے اس کے شوہر سے پوچھا تو کیا کہتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے بغیر اس کی اجازت کے اس کی کنیز سے مجامعت نہیں کی ہے۔ آپؑ نے اس عورت سے کہا کہ اچھا اگر تو سچی ہے تو میں تیرے شوہر کو سنگسار کردوں گا۔ اور تو جھوٹی ہے تو میں تجھے اس کی سزا میں کوڑے لگاؤں گا۔ اسی اثناء

میں نماز جماعت کھڑی ہو گی۔ اور حضرت علی علیہ السلام نماز جماعت پڑھانے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ تو عورت نے اپنے دل میں سوچا کہ اب چھٹکارا نہیں یا اس کا شوہر سنگسار کر دیا جائے گا یا وہ سزا میں کوڑے کھائے گی یہ سوچ کر وہ چلی گئی اور دوبارہ واپس نہیں آئی اور امیرالمومنین علیہ السلام نے بھی اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھا۔

(۳۲۵۷) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس کو دو آدمی پکڑ لائے تھے اور ان دونوں نے کہا اس نے ایک زرہ چرائی ہے۔ اس شخص نے جب یہ گواہیاں دیکھیں تو اللہ کا واسطہ دینے لگا اور کہنے لگا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت موجود ہوتے تو میرا ہاتھ کبھی ہرگز نہ کٹتا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا یہ کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ میرا پروردگار ان کو خبر کر دیتا کہ میں اس الزام سے بری ہوں تو وہ مجھے اس سے بری کرا دیتے حضرت علی علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ خدا کا واسطہ دے رہا ہے تو ان دونوں گواہوں کو بلایا اور ان سے فرمایا ارے تم لوگ خوفِ خدا کرو اس شخص پر ظلم کر کے اس کا ہاتھ نہ کاٹو آپؑ نے ان کو اللہ کا واسطہ دیا اس کے بعد فرمایا اچھا تم میں سے ایک اسکا ہاتھ کاٹے اور دوسرا اس کا ہاتھ پکڑے اب جب دونوں اس کا ہاتھ کاٹنے کے لئے اس کو تخت کی طرف بڑھے تو لوگوں کے ہجوم سے ٹکرائے اور ہجوم میں مخلوط ہوگئے تو ان دونوں نے لوگوں کے ہجوم میں اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور بھاگ کر لوگوں کے ہجوم میں گم ہوگئے۔ پھر وہ شخص جس کے خلاف چوری کی گواہی گزری تھی امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا امیرالمومنین ان دونوں آدمیوں نے میرے خلاف جھوٹی گواہی دی تھی اسی لئے جب وہ ہجوم سے ملے تو اس میں خلط ملط ہوگئے اور مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے اگر یہ دونوں سچے ہوتے تو نہ وہ بھاگتے اور نہ مجھے چھوڑتے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اب ان دونوں گواہوں تک مجھے کون پہنچائے گا۔ تم بھی ان دونوں پر لعنت بھیجو۔

باب :- ممانعت اور افلاس

(۳۲۵۸) اصبغ بن نباتہ نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے نابالغ و ناسمجھ لڑکے کو جب تک کہ اس میں سمجھ بوجھ نہ آجائے مالی معاملات سے روک دیا۔ نیز آپؑ نے حکم دیا کہ نادہند قرض دار کو قید کر دیا جائے لیکن جب واضح ہوجائے کہ وہ واقعی مفلس ہے تو اس کو رہا کر دیا جائے تاکہ وہ مال کما سکے۔ اور آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جو قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرے کہ اس کو قید کر دیا جائے اور اس کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنا مال اپنے قرض خواہوں میں بحصہ رسد تقسیم کر دے اور اگر وہ اس سے انکار کرے تو اس کا مال فروخت کر کے قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

(۳۲۵۹) ابوایوب خزاز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک شخص کی طرف سے رقم کی ادائیگی کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی تو کیا اب پہلے شخص کی طرف رقم کے لئے رجوع کیا جائے گا۔ آپؑ نے فرمایا کبھی بھی نہیں جب تک کہ یہ دوسرا شخص ذمہ داری لینے سے پہلے مفلس اور دیوالیہ نہ ہو۔

باب :- حکم احکام میں سعی و سفارش

(۳۲۶۰) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی ایسا مقدمہ کہ جس پر حد جاری ہوئی ہے۔ امام کے سامنے پیش ہوجائے تو پھر اب اس کے لئے تم میں سے کوئی معافی کی سعی اور سفارش نہ کرے اس لئے کہ پھر اس میں معافی کی سفارش کا اختیار نہیں ہاں اگر کوئی ایسا مقدمہ ہے جو کہ ابھی امام تک نہیں پہنچا ہے تو اس میں سعی و سفارش کا اختیار ہے۔ لہذا اگر کوئی ایسا مقدمہ ہے کہ جو ابھی امام کے سامنے پیش نہیں ہوا ہے اور تم دیکھ رہے ہو کہ مجرم نادم و شرمندہ ہے تو اس کی معافی کی سفارش سن لو۔ اور وہ مقدمہ جو ابھی امام کے سامنے پیش نہیں ہوا ہے اور اس میں کوئی حد شرعی نہیں ہے اور جس کے حق میں سفارش ہے وہ باز آتا ہے تو اس کی معافی کی سفارش سن لو۔ اور کوئی شخص خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم اس کے حق میں بغیر اس کی اجازت کے سفارش نہ کرو۔

باب :- قید کا حکم

(۳۲۶۱) صفوان بن مہران نے عامر بن سمط سے اور انہوں نے حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جو اپنی بہن کے ساتھ زنا کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ اس کو تلوار کی ایک ضرب لگائی جائے اس کی کاٹ جہاں تک پہنچے اب اگر وہ اس کے بعد بھی زندہ بچ جائے تو اس کو تا عمر قید میں ڈال دیا جائے یہاں تک کہ وہ اسی میں مرجائے۔

(۳۲۶۲) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ فلاں شخص کو قتل کردو اور اس غلام نے اس کو قتل کردیا تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ غلام اپنے مالک کے لئے کوڑے اور تلوار کے مانند ہے لہذا اس کے مالک کو قتل کیا جائے گا اور غلام کو قید میں ڈال دیا جائیگا۔

(۳۲۶۳) ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کے سامنے تین شخص پیش کئے گئے ان میں سے ایک نے کسی آدمی کو پکڑے رکھا دوسرے نے بڑھ کر اس آدمی کو قتل کر دیا اور تیسرا ان کی چوکیداری کرتا رہا تو حضرت علی علیہ السلام نے چوکیداری کرنے والے کے متعلق فیصلہ دیا کہ اس کی آنکھیں نکال لی جائیں۔ اور جس نے اس کو پکڑے رکھا اس کے متعلق فیصلہ دیا کہ اس کو تادم مرگ قید میں ڈال دیا جائے۔ جیسا کہ تادم مرگ اس نے اس کو پکڑے رکھا اور جس نے بڑھ کر قتل کیا تھا اس کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

(۳۲۶۴) اور حریز سے حمّاد کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تین شخصوں کے سوا دائمی قید میں کسی کو نہیں رکھا جائے گا۔ ایک وہ شخص کہ جو کسی کو پکڑے رہے اور وہ قتل ہو جائے دوسرے وہ عورت جو اسلام سے پھر کر مرتد ہو گئی ہو (یعنی اسے قتل نہیں کیا جائیگا بلکہ قید میں اوقات نماز میں پیٹا جائیگا یہاں تک کہ وہ رجوع کرے اور نماز پڑھنے لگے) تیسرے وہ چور جو ہاتھ پاؤں کٹنے کے بعد بھی چوری کرے۔

(۳۲۶۵) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ امام پر لازم ہے کہ جو لوگ قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے قید میں ہوں انہیں جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے لئے اور عید کے دن عید کی نماز کے لئے قید سے نکالے اور لوگوں کے ساتھ بھیجے اور جب نماز جمعہ اور نماز عید پڑھ لیں تو پھر انہیں دوبارہ قید میں بھیج دے۔

(۳۲۶۶) اور حضرت علی علیہ السلام سے احمد بن ابی عبد اللہ برقی کی روایت میں ہے کہ امام پر واجب ہے کہ فاسق علماء اور جاہل اطباء اور ان مفلسوں کو قید میں ڈال دے جو لوگوں سے مال لے کر ادائیگی میں حیلہ جوئی اور مکر و فریب کرتے ہیں۔

نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مجرم پر حد جاری کرنے کے بعد اسے قید میں رکھنا امام کی طرف سے ظلم ہوگا۔

(۳۲۶۷) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ثبوت دینا مدعی پر لازم اور حلف مدعا علیہ پر۔ اور مسلمانوں کے مابین صلح جائز ہے سوائے اس کے کہ ایسی صلح نہ ہو جس میں حرام کو حلال کر لیا جائے یا حلال کو حرام کر لیا جائے۔

(۳۲۶۸) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایسے دو شخصوں کے متعلق فرمایا کہ جن دونوں کے پاس کھانے کا کچھ سامان تھا مگر اِس کا سامان اُس کے پاس تھا اور اُس کا سامان اِس کے پاس اور ان دونوں میں سے کسی کو معلوم نہ تھا کہ اس کے پاس اس کے ساتھی کا کتنا سامان ہے پھر دونوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اچھا تمہارے پاس جو (میرا) سامان ہے وہ تم استعمال کر لو اور میرے پاس جو (تمہارا) سامان ہے وہ میں استعمال کر لوں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس میں کوئی ہرج نہیں جب دونوں اس پر راضی اور دونوں اس سے خوش ہیں۔

(۳۲۶۹) علی بن ابی حمزہ سے روایت ہے کہ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام

سے عرض کیا کہ ایک مرد یہودی یا نصرانی کے میرے ذمہ چار ہزار درہم تھے کہ اتنے میں وہ مر گیا۔ کیا میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں بغیر رقم کی مقدار بتائے ہوئے اس کے وارثوں سے کچھ دے دلا کر مصالحت کرلوں؟ آپؑ نے فرمایا یہ جائز نہیں جب تک کہ تم رقم کی مقدار انہیں نہ بتا دو۔

(۳۲۷۰) ابان نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس پر کسی شخص کا ایک مقررہ مدت کے لئے قرض تھا چنانچہ وہ قرض خواہ مدت مقررہ سے پہلے آیا اور اس سے کہا کہ تم مجھے اس رقم میں سے اتنا نقد ادا کر دو بقیہ رقم تمہارے لئے معاف کر دونگا یا بقیہ رقم کی ادائیگی کی مدت بڑھا دونگا۔ آپؑ نے فرمایا کہ میری رائے میں تو اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ اپنی اصل رقم سے زائد کچھ نہیں مانگ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فلکم رؤس اموالکم لاتظلمون و لا تظلمون (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۷۹) (پس تمہارے لئے تمہارا اصل مال ہے نہ تم کسی کا زبردستی نقصان کرو اور نہ تم پر زبردستی کی جائے) ۔

(۳۲۷۱) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں روایت کی ہے جس نے گیہوں کی چند ٹوکریاں آٹا پیسنے والے کو دیں کہ جو وہ چند درہم اجرت لے کر پیستا تھا جب وہ آٹا پیس کر فارغ ہوا تو اس کو چند درہم دیدئے نیز ایک ٹوکری آٹا بھی جو ان لوگوں نے آپس میں رسم بنائی ہوئی تھی؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی ہرج نہیں اگر ان دونوں نے انکا کوئی نرخ مقرر نہ کیا ہو۔

(۳۲۷۲) حسن بن محبوب نے علاء سے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ میں مدینہ کے قاضیوں میں سے ایک قاضی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے پاس دو آدمی آئے ایک نے کہا کہ میں نے اس سے ایک سواری کرایہ پر لی تاکہ وہ مجھے اس پر سوار کر کے فلاں مقام سے فلاں مقام تک پہنچائے قاضی نے سواری والے سے پوچھا پھر تم نے اس شخص کو فلاں مقام پر پہنچایا؟ اس نے کہا کہ نہیں میرا جانور تھک کر چور ہو گیا تھا اس لئے میں اس کو وہاں تک نہیں پہنچا سکا۔ قاضی نے کہا جب تم نے اس شخص کو اس مقام تک پہنچایا ہی نہیں جس کا کرایہ طے تھا تو پھر تمہارے لئے کوئی کرایہ نہیں ہے۔ امامؑ نے فرمایا ہے کہ پھر میں نے ان دونوں کو اپنے پاس بلایا اور جس نے سواری کرایہ پر لی تھی اس سے کہا اے اللہ کے بندے تیرے لئے یہ جائز نہیں کہ اس بے چارے سواری والے کا پورا کرایہ ہی ضبط کرلے اور دوسرے سے کہا اے اللہ کے بندے تیرے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنی سواری کا پورا کرایہ لے بلکہ یہ دیکھ کہ کس مقدار مسافت تک تو نے اپنی سواری پہ اس کو پہنچایا ہے اور کتنی مقدار مسافت باقی رہے گئی ہے۔ تم دونوں آپس میں صلح مصالحت سے کام لو چنانچہ ان دونوں نے ایسا ہی کیا۔

(۳۲۷۳) منصور بن یونس نے محمد حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ایک قاضی کے پاس بیٹھا

تھا۔ اور وہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے کہ لتنے میں دو شخص آئے ایک نے کہا کہ میں نے اس شخص سے اس شرط پر اونٹ کرایہ پر لیا تھا کہ وہ میرا مال فلاں تجارت گاہ پر فلاں دن تک پہنچا دے اس لئے کہ وہاں اس دن بازار لگتا ہے مجھے ڈر ہے کہ اس دن کا بازار مجھ سے فوت نہ ہوجائے۔ اور اگر تم نے اس دن مال نہ پہنچایا تو جتنے دن تم مال پہنچانے میں تاخیر کروگے تو لتنے دن یومیہ کے حساب سے اتنی اتنی رقم تمہارے کرایہ سے کاٹ لونگا مگر اس نے لتنے دن تک تاخیر سے مال پہنچایا۔ قاضی نے کہا یہ شرط بالکل فاسد و مہمل ہے۔ الغرض جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اس شخص کی یہ شرط جائز ہے جب تک سارا کرایہ نہ کٹ جائے۔

(۳۲۷۴) اور عبداللہ بن المغیرہ کی روایت میں ہے جو ہمارے اصحاب میں سے متعدد لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے دو شخصوں کے بارے میں کی ہے کہ جنکے پاس دو درہم تھے ان میں سے ایک کا دعویٰ تھا کہ یہ دونوں درہم میرے ہیں دوسرا یہ کہتا تھا کہ یہ دونوں درہم ہم دونوں کے درمیان مشترک ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ شخص جو یہ کہتا کہ یہ دونوں درہم ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہیں تو گویا وہ اقرار کرتا ہے کہ ان میں سے ایک درہم اس کا نہیں ہے بلکہ اسکے ساتھی کا ہے۔ رہ گیا دوسرا درہم تو وہ ان دونوں کے درمیان تقسیم کردیا جائے۔

(۳۲۷۵) عبداللہ بن مسکان نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ دو آدمی ہیں کہ جن کا کچھ مشترکہ مال ہے مگر اس میں سے کچھ تو ان دونوں کے قبضہ میں موجود تھا اور کچھ غائب و متفرق پس جو قبضہ میں موجود تھا اس کو ان دونوں نے برابر برابر آپس میں تقسیم کرلیا مگر جو قبضہ میں موجود نہ تھا غائب تھا اس میں سے ایک آدمی کا حصہ ضائع ہوگیا تو دوسرے نے اپنا حصہ پورا لے لیا اب کیا وہ اپنے ساتھی کا حصہ واپس کرے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کے حصہ کا جو مال لیا ہے اسے واپس کردے۔

(۳۲۷۶) اور ابن فضّال کی روایت میں ہے جو انہوں نے ابی جمیلہ سے اور انہوں نے سماک بن حرب سے انہوں نے ابن طرفہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ دو آدمیوں نے ایک اونٹ کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے دعوے کے ثبوت میں گواہ اور بینہ پیش کیا تو حضرت علی علیہ السلام نے اونٹ کو ان دونوں کی ملکیت قرار دیدیا۔

(۳۲۷۷) اور حسین بن ابی العلاء کی روایت میں ہے جو انہوں نے اسحاق بن عمار سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جس نے کپڑے کی خریداری کے لئے تیس (۳۰) درہم اور دوسرے شخص نے بیس (۲۰) درہم بھیجے اور وہاں سے دو کپڑے آئے اور ان دونوں میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ اس کا کپڑا ہے اور وہ اُس کا کپڑا ہے آپ نے فرمایا یہ دونوں کپڑے فروخت کر کے ۵/۳ ایک کو دیدئے جائیں پھر ۵/۲ دوسرے کو دیدیا جائے۔ میں نے عرض کیا مگر بیس (۲۰) درہم والے نے تیس (۳۰) درہم والے سے کہا آپ ان دونوں کپڑوں میں سے

جو چاہیں لے لیں۔آپؑ نے فرمایا پھر اس نے انصاف سے کام لیا۔

(۳۲۷۸) اور سکونی کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے کی ہے ایک شخص کے متعلق جس نے کسی کے پاس دو دینار اور دوسرے شخص نے ایک دینار ودیعت رکھا اب ان میں سے ایک دینار گم ہوگیا۔آپؑ نے فرمایا دو دینار والے کو ایک دینار دیدے اور ایک دینار جو باقی ہے اسکو دونوں کے درمیان تقسیم کردے۔

(۳۲۷۹) صبّاح مزنی سے روایت کی گئی ہے جس کو انہوں نے مرفوع روایت کیا ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ دو شخص حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک نے عرض کیا یا امیرالمومنین ان صاحب نے مجھے ایک ساتھ کھانے کی دعوت دی تو میں تین روٹیاں لیکر آیا اور یہ پانچ روٹیاں لیکر آئے اور دونوں کھانے لگے کہ اتنے میں ایک شخص ہماری طرف سے گزرا اور ہم لوگوں نے اسے کھانے کی دعوت دی تو وہ بھی آگیا اور ہم لوگوں کے ساتھ کھانا کھانے لگا جب ہم سب کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے ہم لوگوں کو آٹھ درہم دیئے اور چلا گیا تو میں نے ان سے کہا اے جناب یہ رقم آدھی تقسیم کیجیئے انہوں نے کہا میں ایسا تو نہیں کرونگا بلکہ میں روٹی کی تعداد کے برابر تقسیم کروں گا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا جاؤ تم دونوں آپس میں صلح کرلو اس نے کہا یا امیرالمومنین یہ صاحب مجھ کو تین درھم دے رہے ہیں اپنے آپ پانچ درھم لے رہے ہیں اس لئے ہم لوگ فیصلہ کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ کے بندے تجھے معلوم ہے کہ تین روٹیوں کے تین تین ٹکڑے کرو تو نو ٹکڑے ہوئے اس نے کہا جی ہاں آپؑ نے فرمایا اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ پانچ روٹیوں کے تین تین ٹکڑے کرو تو پندرہ ٹکڑے ہوئے اس نے کہا جی ہاں۔آپؑ نے فرمایا اور تم نے اپنی روٹیوں کے آٹھ ٹکڑے خود کھلائے اور ایک ٹکڑا باقی رہا اور انہوں نے اپنی روٹیوں کے آٹھ ٹکڑے کھائے اور ان کے سات (۷) ٹکڑے باقی رہے اور تمہارے مہمان نے ان کے سات ٹکڑے کھائے اور تیرا صرف ایک ٹکڑا کھایا اور تم میں سے ہر ایک نے آٹھ ٹکڑے کھائے لہذا اس کے سات ٹکڑوں کے عوض سات درہم ہوئے اور تمہارے ایک ٹکڑے کے عوض ایک درہم ہوا لہذا تم ایک درہم لے لو اور اس کو سات درہم دیدو۔

باب :- عدالت

(۳۲۸۰) عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مسلمانوں کے درمیان ہم کسی شخص کی عدالت کو کیسے پہچانیں تاکہ لوگوں کے موافق یا لوگوں کے خلاف اس کی شہادت قبول کرلی جائے ؟ آپؑ نے فرمایا تم لوگ ایسے شخص کو اس بات سے پہچانو کہ تمہاری نظر میں اس کے گناہ ڈھکے ہوئے ہوں اس میں عفت اور پاک دامنی ہو وہ پیٹ و شرمگاہ و ہاتھ و زبان کو قابو میں رکھتا ہو تم اسے ان گناہان کبیرہ

کے اجتناب سے پہچانو گے جن پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کا وعدہ کیا ہے جیسے شراب خواری وزنا و سود خوری و والدین کا عاق کرنا اور میدان جہاد سے فرار وغیرہ اور ان سب پر دلیل یہ ہوگی کہ وہ اپنے تمام عیوب کو چھپائے گا یہاں تک کہ مسلمانوں پر اسکی لغزشوں کی تلاش اور اس کے عیب کی تفتیش حرام ہوجائے گی اور اس کی پاکیزگی وعدالت کا اظہار لوگوں کے سامنے واجب ہوجائے گا وہ نماز پنجگانہ ادا کرنے کا پابند ہوگا وہ مسلمانوں کے ساتھ نماز جماعت وقت پر ادا کرنے کا عادی ہوگا اور بغیر کسی علت وسبب کے نماز جماعت کو نہ چھوڑے گا اور جب وہ نماز پنجگانہ کے وقت مسجد میں لوگوں کی جماعت میں حاضری کا پابند ہوگا اور جب اس کے متعلق اس کے قبیلہ اور محلہ سے پوچھا جائے گا تو وہ یہی کہیں گے کہ ہم نے سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا وہ نماز کا پابند ہے مسجد میں پابندی وقت کے ساتھ آتا ہے تو مسلمانوں میں ایسے شخص کی شہادت وعدالت جائز ہوگی اور یہ اس لئے کہ نماز بجائے خود ایک طرح کا ستر اور پردہ اور گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور جب کوئی شخص مسجد میں حاضر ہی نہیں ہوتا اور مسلمانوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہی نہ ہوگا تو کسی کیلئے یہ ممکن نہ ہوگا کہ گواہی دے کہ یہ شخص نماز گزار ہے۔ باجماعت نماز کا حکم اسی لئے ہے تاکہ پہچان لیا جائے کہ کون نماز پڑھتا ہے اور کون نماز نہیں پڑھتا کون پابندی وقت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اور کون پابندی وقت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی ایک کے لئے بھی یہ ممکن نہ ہوتا کہ کسی دوسرے کیلئے صالح ہونے کی گواہی دے سکے۔ اس لئے کہ جو نماز ہی نہیں پڑھتا اس کو مسلمانوں کے درمیان مرد صالح نہیں کہا جاسکتا چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گروہ کے گھروں کو پھونک دینے کا ارادہ کرلیا اس لئے کہ وہ لوگ مسلمانوں کی نماز جماعت میں حاضری ترک کئے ہوئے تھے حالانکہ اس میں وہ لوگ بھی تھے جو اپنے گھر میں نماز پڑھتے تھے مگر آپؐ نے اس کو قبول نہیں فرمایا پھر ایسے لوگوں کی شہادت وعدالت مسلمانوں کے درمیان کیسے قبول کرلی جائے گی جن کے لئے اللہ کی طرف سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ ان کے گھروں کو آگ میں پھونک دیا جائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں بغیر کسی علت وسبب کے نماز نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

باب :- کس کی شہادت کو رد کر دینا واجب اور کس کی شہادت کو قبول کرلینا واجب ہے

(۳۲۸۱) عبیداللہ بن علی حلبی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ گواہوں میں سے کن لوگوں کی گواہیوں کو رد کر دیا جائیگا تو آپؑ نے فرمایا ظنین یعنی جس سے لوگ بدظن ہوں اور وہ شخص جس پر اتہام لگے کہ یہ گواہی سے کوئی نفع اٹھانا چاہتا ہے اور وہ شخص جس سے مدعا علیہ کی دشمنی اور خصومت ہو ۔ میں نے عرض کیا اور فاسق اور خائن ؟ آپؑ نے فرمایا یہ دونوں بھی ظنین میں داخل ہیں ۔

(۳۲۸۲) اور دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ شخص جس کو اپنے بیان میں خود شک ہو، وہ شخص جو کسی سے مخاصمت رکھتا ہو، وہ شخص جو کسی کو غلط بیانی کر کے سزا سے بچانا چاہتا ہو، وہ شخص جو کسی کے پاس مزدوری پر کام کرتا ہو، وہ شخص جو کسی کے کاروبار میں شریک ہو، وہ شخص جس کے متہم ہونے کا ڈر ہو ، وہ شخص جو کسی کا تابعدار ہو ان میں سے کسی کے لئے شہادت جائز نہیں ہے ۔ اور شراب خوار اور شطرنج کھیلنے والے اور قمار باز کی شہادت قبول نہ کی جائے گی ۔

(۳۲۸۳) علی بن اسباط نے محمد بن صلت سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے چند مسافروں کے متعلق دریافت کیا جو راستے میں تھے کہ ڈاکہ پڑ گیا اور ڈاکو گرفتار ہوگئے اب یہ مسافر آپس میں ایک دوسرے کی گواہی دینے لگے کہ اس کا اتنا مال لوٹا گیا ۔ آپؑ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی گواہیاں قبول نہ ہونگی جب تک کہ ڈاکو خود اقرار نہ کریں یا ان کے علاوہ کوئی دوسرا گواہی نہ دے ۔

(۳۲۸۴) حسن بن محبوب نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان غلام کی شہادت ایک آزاد مرد مسلمان کے لئے جائز ہے ۔ (اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اپنے مالک کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے جائز ہے)۔

(۳۲۸۵) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے عمّار بن مروان سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ۔ یا یہ کہا کہ میں نے آنجنابؑ کے ایک صحابی سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو اپنے باپ کے لئے گواہی دیتا ہے یا ایک بھائی اپنے بھائی کے لئے یا ایک مرد اپنی زوجہ کے لئے گواہی دیتا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں اگر وہ عادل ہے تو اسکی گواہی اپنے باپ کے لئے باپ کی اپنے بیٹے کے لئے اور بھائی کی بھائی کے لئے قبول کرلی جائے گی ۔

(۳۲۸۶) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ بیٹے کی گواہی باپ کے خلاف قبول نہیں کی جائے گی۔

(۳۲۸۷) اور حسن بن زید نے اپنے بیان کے مطابق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدربزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ عمر ابن خطاب کے دربار میں لوگ قدامہ بن مظعون کو پکڑ لائے کہ اس نے شراب پی ہے اور اس کی دو آدمیوں نے گواہی دی ان میں سے ایک خصی تھا اور وہ عمر تمیمی تھا اور دوسرا معلی بن جارود تھا۔ ایک نے گواہی دی کہ میں نے اس کو شراب پیتے ہوئے دیکھا اور دوسرے نے گواہی دی کہ میں نے اس کو شراب کی قے کرتے دیکھا ہے اس پر عمر ابن خطاب نے (مشورے کے لئے) چند اصحاب رسول کو بلایا جن میں حضرت علی علیہ السلام بھی تھے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ اے ابوالحسنؑ آپ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ تو وہ ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس امت میں سب سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ حق کا فیصلہ کرنے والے آپ ہیں۔ یہ دیکھئے کہ ان دونوں گواہوں کے بیان میں اختلاف ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ان دونوں گواہوں کے بیان میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس نے شراب کی قے نہیں کی جب تک کہ اس نے شراب نہ پی ہو۔ عمر ابن خطاب نے دریافت کیا کہ کیا آپ مرد خصی کی شہادت کو جائز سمجھتے ہیں؟ فرمایا اس کے دونوں بیضوں (انثیین) کا چلا جانا ایسے ہی ہے جیسے اس کا کوئی عضو کٹ جائے۔

(۳۲۸۸) اسماعیل بن مسلم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدربزرگوار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ دنیاوی عداوت رکھنے والے اور دین کی نگاہ میں ذلیل و کمینے (جیسے ولدالزنا، شرعی سزایافتہ) کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

(۳۲۸۹) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص ہمارے پاس ایک گواہی دیتا ہے پھر آکر اس گواہی کو بدل کر دوسری دیتا ہے تو ہم اسکی پہلی گواہی کو لیتے ہیں دوسری گواہی کو چھوڑ دیتے ہیں۔

(۳۲۹۰) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص اذان دینے اور لوگوں کو نماز جماعت پڑھانے کی اجرت چاہتا ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو اور نہ اس کی گواہی قبول کرو۔

(۳۲۹۱) علاء بن سیابہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ نرد اور چودھی (۱۴) اور جس میں دونوں طرف شاہ ہوتے ہیں (یعنی شطرنج) کھیلنے والے کی گواہی قبول نہ کرو وہ کہتا ہے نہیں خدا کی قسم اور ہاں خدا کی قسم اور واللہ اس کا شاہ مر گیا واللہ اس کا شاہ قتل ہو گیا۔ حالانکہ حقیقتاً اس کا شاہ تو اللہ تعالیٰ ہے جو نہ مرا ہے نہ قتل ہوا ہے۔

(۳۲۹۲) اور سماعہ بن مہران نے ابی بصیرؒ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر مہمان باعفت اور پرہیزگار ہے تو اس کی گواہی میں کوئی ہرج نہیں نیز فرمایا کہ ایک مزدور کی گواہی اس

کے لئے جس کی وہ مزدوری کر رہا ہے مکروہ ہے ہاں کسی دوسرے کے لئے اس کی گواہی میں کوئی مضائقہ نہیں اور اس کی مزدوری چھوڑ دینے کے بعد اس کے لئے گواہی دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۲۹۳) اور فضالہ نے ابان سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے دو شراکت داروں کے متعلق دریافت کیا جن میں سے ایک دوسرے کے لئے گواہی دیتا ہے آپؑ نے فرمایا اس کی گواہی جائز ہے سوائے اس چیز کے جس میں اس کا کوئی حصہ ہے۔

(۳۲۹۴) روایت کی گئی ہے طلحہ بن زید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا کہ بچوں کی آپس میں ایک دوسرے کے لئے شہادت جائز ہے جب تک وہ متفرق نہ ہو جائیں یا اپنے گھر والوں میں واپس نہ چلے جائیں۔

(۳۲۹۵) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ بچوں کی شہادت جائز ہے جب حالت صغر سنی میں مشاہدہ کریں اور بڑے ہونے پر بھی جب وہ بھول نہ جائیں اور اسی طرح یہود و نصاریٰ جب وہ اسلام لائیں تو ان کی شہادت جائز ہے اور غلام کی بھی جب اس سے کوئی گواہی دلا کر اسے آزاد کر دیا تو اسکی بھی شہادت جائز ہے بشرطیکہ اس کے آزاد ہونے سے پہلے حاکم نے اس کی شہادت کو رد نہ کر دیا ہو۔ نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جس مقام پر اس نے شہادت دی ہے اسی مقام پر اگر آزاد کر دیا جائے تو پھر اس کی شہادت جائز نہیں ہے۔

(نوٹ) اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ امام علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ اگر حاکم نے اس کے آزاد کرنے سے پہلے اس کی شہادت کو رد نہ کر دیا ہو اس سے آپؑ کی مراد یہ ہے کہ حاکم نے اس کے ظاہری فسق کو دیکھ کر جو اس کی عدالت کو باطل کر دیتا ہو رد نہ کر دیا ہو۔ اس لئے نہیں کہ وہ غلام تھا۔ اس لئے کہ غلام کی شہادت جائز ہے۔

نیز امام علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ جس مقام پر اس نے شہادت دی ہے اگر اسی مقام پر اس کو آزاد کر دیا جائے تو پھر اس کی شہادت جائز نہیں ہے اس سے امام علیہ السلام کی شاید مراد یہ ہو کہ جب اس نے اپنے مالک کیلئے گواہی دی ہو۔ اگر اپنے مالک کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے گواہی دی ہو تو اس کی شہادت جائز ہے خواہ غلام ہی رہ جائے خواہ آزاد کر دیا جائے۔ بشرطیکہ وہ عادل ہو۔

(۳۲۹۶) حسن بن محبوب نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اہل قبلہ میں سے غلام کی شہادت اہل کتاب کے خلاف جائز ہے۔

(۳۲۹۷) محمد بن ابی عمیر نے علاء بن سیابہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ حاجیوں میں سب سے پہلے واپس آنے والے حاجی کی شہادت

قبول نہیں کی جائے گی اس لئے کہ اس نے اپنی سواری کو ہلاک کر ڈالا اپنے زاد سفر کو تباہ کر دیا اور خود اپنے کو تھکا لیا اور مختصر مختصر نمازیں پڑھیں (اس نے یہ سب خلاف عدل کام کئے) ۔ عرض کیا گیا کہ اور سواری کرایہ پر دینے والے اور شتربان اور ملاح؟ فرمایا کہ اگر یہ سب مرد صالح ہیں تو ان کی شہادت قبول کر لی جائے گی اس میں کوئی مضائقہ نہیں ۔

(۳۲۹۸) عبداللہ بن مغیرہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی اور دو ناصبیوں (دشمنان اہلبیت) کو گواہ بنایا؟ آپ نے فرمایا جو شخص فطرت اسلام پر پیدا ہوا اور بذات خود صالح معروف و مشہور ہے تو اس کی شہادت جائز ہے (مگر یہ شہادت ناصبیوں اور کفار کے خلاف قبول ہوگی مومنین کے خلاف نہیں) ۔

(۳۲۹۹) عبیداللہ بن علی حلبی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ایک کافر ذمی کی شہادت دوسرے کافر ذمی کے خلاف جو اس کی قوم سے نہ ہو جائز ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر اس کی قوم کا کوئی گواہ موجود نہ ہو تو غیر قوم کی شہادت جائز ہوگی اس لئے کہ کسی شخص کا حق ضائع جانا درست نہیں ہے ۔

(۳۳۰۰) حسن بن علی الوشاء نے احمد بن عمر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ان سے قول خدا اثنان ذواعدل منکم اوآخران من غیرکم (سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۰۶) (دو گواہ تم میں سے مومن یا دو دوسرے غیر مومن) کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا وہ دونوں جو تم میں سے ہوں اور مسلمان ہوں اور وہ دو دوسرے جو تمہارے غیر میں سے ہوں اور وہ اہل کتاب میں سے ہوں اور اگر تم کو اہل کتاب نہ ملیں تو پھر مجوس اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے ساتھ بھی اہل کتاب جیسا سلوک کرو اور یہ اس لئے کہ جب کوئی شخص عالم مسافرت میں مرنے لگے اور اسے گواہی کے لئے مسلمان نہ ملیں تو اہل کتاب میں سے دو شخصوں کو گواہ بنائے ۔

(۳۳۰۱) حمّاد نے حلبی سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو غلام مکاتب کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ غلام مکاتب کے لئے ایک مدت تک کوئی شرط نہیں رکھتے تھے اگر وہ (رقم کی ادائیگی سے) عاجز رہتا تو پھر غلامی میں واپس آجاتا لیکن اب لوگ شرط رکھ دیتے ہیں اور مسلمان بھی انہی شروط کے پابند ہیں ۔ اب غلام مکاتب پر اگر حد میں کوڑے لگائے جائیں گے تو اس قدر کہ جس قدر وہ آزاد ہو چکا ہے ۔

میں نے عرض کیا کہ آپ کی کیا رائے ہے اگر غلام مکاتب نصف آزاد ہو چکا ہے تو کیا طلاق میں اس کی شہادت جائز ہے؟ آپ نے فرمایا اگر اس کے ساتھ ایک مرد اور ایک عورت بھی گواہ ہیں تو اس کی شہادت جائز ہے ۔

(۳۳۰۲) اور عبداللہ بن مغیرہ نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص فطرت اسلام پر پیدا ہوا اور فی نفسہ مرد صالح مشہور و معروف ہے تو اس کی شہادت جائز ہے ۔

(۳۳۰۳) اور علاء بن سیابہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کی شہادت کے متعلق دریافت کیا جو کبوتر بازی کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا اگر لوگ اس کو فاسق نہیں سمجھتے تو کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا مگر ہم لوگوں سے پہلے لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ عمر نے کہا ہے کہ وہ شیطان ہے۔آپؑ نے فرمایا سبحان اللہ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بازی لگاتے وقت ملائیکہ دور ہٹ جاتے ہیں اور بازی لگانے والے پر لعنت بھیجتے ہیں سوائے سم و کھر رکھنے والے جانوروں اور پرندوں اور تیتروں کی بازی کے اس لئے کہ اس وقت ملائیکہ بھی آموجود ہوتے ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسامہ بن زید کے مقابلہ میں گھوڑا دوڑایا۔

(۳۳۰۴) داؤد بن حصین سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ تم لوگ اپنے والدین اور اپنی اولاد کے خلاف گواہی دیدو مگر اپنے اس دینی بھائی کے خلاف گواہی نہ دو جو ضیر ہو۔ میں نے عرض کیا کہ ضیر کا کیا مطلب ؟ آپ نے فرمایا جب کوئی صاحب حق اپنی طرف سے حکم خدا و حکم رسول کے خلاف اپنے دعویٰ میں زیادتی سے کام لے اور اسکی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا کسی تنگدست شخص پر کچھ قرض ہو تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اسکو خوشحالی تک مہلت دو چنانچہ فرماتا ہے فنظرۃ الی میسرۃ (سورہ بقرہ آیت ۲۸۰)۔ مگر قرض خواہ تم سے کہتا ہے کہ تم اس کے متعلق گواہی دو جبکہ تم اس کی تنگدستی کو جانتے ہو تو اس کی تنگدستی کی حالت میں تمہارے لئے اس کی گواہی دینا جائز نہیں ہے۔

(۳۳۰۵) مسمع کردین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ چار آدمیوں نے ایک شخص کے خلاف زنا کرنے کی گواہی دی تو اس کو سنگسار کردیا گیا پھر ان میں سے ایک اپنی گواہی سے پلٹ گیا اور بولا کہ مجھے شک تھا اپنی گواہی میں تو آپؑ نے فرمایا کہ اس پر خونبہا (ودیت) لازم ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ مگر وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کے خلاف عمداً گواہی دی ہے ؟ آپؑ نے فرمایا پھر اس کو قتل کردیا جائے گا۔

(۳۳۰۶) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میں کسی کاہن و منجم اور کسی قیافہ شناس اور کسی چور کے کہنے پر مواخذہ نہیں کرتا۔ اور کسی فاسق کی شہادت قبول نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ خود اپنی ذات کے خلاف گواہی دے (اقرار جرم کرلے)۔

(۳۳۰۷) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آپؑ سے عرض کیا کہ اگر میں کسی شخص کے ہاتھ میں کوئی چیز دیکھوں تو کیا میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں اسکے متعلق یہ گواہی دیدوں کہ وہ اس کا مال ہے ؟ آپؑ نے فرمایا ہاں ۔ میں نے عرض کیا مگر یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ مال کسی دوسرے کا ہو ؟ آپؑ نے ارشاد فرمایا پھر تمہارے لئے یہ کیسے جائز ہوگا کہ تم اسے خریدو اور وہ تمہاری ملکیت قرار

پائے اور پھر اس ملکیت کے بعد اپنے وارث سے کہو کہ یہ میرا مال ہے ۔ تمہارے لئے تو یہ جائز نہیں کہ تم سے پہلے جو اس کا مالک تھا اس کی طرف یہ مال منسوب کرو۔ اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ جائز نہ ہو تو پھر مسلمانوں کے لئے خرید و فروخت ہی ناممکن ہے ۔

(۳۳۰۸) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدربزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے ایک ایسے شخص نے گواہی دی جس کے ہاتھ پاؤں کسی کی گواہی کی بنا پر کاٹ دیئے گئے تھے اور وہ تائب ہو چکا تھا اور اس کی توبہ کا لوگوں کو علم تھا تو اس کی گواہی کو آپؑ نے جائز قرار دیا۔

(۳۳۰۹) صفوان بن یحییٰ نے محمد بن فضیل سے اور اس نے حضرت امام ابو الحسن (امام رضا) علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عورتوں کی شہادت کے متعلق دریافت کیا کہ نکاح و طلاق و رجم میں کیا ان کی گواہی جائز ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ عورتوں کی شہادت اس معاملہ میں جائز ہے جسے مرد دیکھ نہ سکتا ہو ۔ اور نکاح میں ان کی شہادت اس وقت جائز ہے جبکہ ان کے ساتھ کوئی ایک مرد ہو اور ان کی گواہی نہ طلاق میں جائز ہے اور نہ خون کے معاملہ میں اور حد زنا میں اگر تین مرد اور دو عورتیں ہو تو ان عورتوں کی گواہی جائز ہے ۔ لیکن اگر دو مرد اور چار عورتیں ہوں تو ان کی گواہی جائز نہیں ۔

(۳۳۱۰) عبید اللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ولادت کے متعلق قابلہ کی گواہی کے لئے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ایک عورت کی شہادت جائز ہے اور بکارت اور نوزائیدہ کے متعلق عورتوں کی گواہی بھی جائز ہے ۔

(۳۳۱۱) ایک عورت نے گواہی دی کہ فلاں لڑکے نے فلاں لڑکے کو کنوئیں میں ڈھکیل کر مار دیا تو امیرالمومنین علیہ السلام نے عورت کی گواہی کو جائز قرار دیا۔

(۳۳۱۲) زرارہ نے ان دونوں (حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام) میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ چار آدمیوں نے ایک عورت کے متعلق گواہی دی کہ اس نے زنا کیا ہے اور اس عورت نے کہا کہ میں تو باکرہ ہوں چنانچہ چند عورتوں نے اس کو دیکھا اور اس کو باکرہ پایا ؟ آپؑ نے فرمایا کہ ان عورتوں کی گواہی قبول کر لی جائے گی ۔

(۳۳۱۳) عبد اللہ بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک مرد کے خلاف گواہی دی کہ اس مرد نے ایک لڑکے کو کنوئیں میں پھینک دیا اور وہ مر گیا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ اس مرد پر عورت کی گواہی کی وجہ سے ایک چوتھائی (دیت) خونبہا ہے ۔

(۳۳۱۴) ابن ابی عمیر نے حسین بن خالد صیرفی سے اور اس نے حضرت ابی الحسن ماضی علیہ السلام سے روایت کی ہے اس

کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا اور اس میں دریافت کیا کہ ایک شخص مرگیا اور اس کی ایک ام ولد (کنیز) ہے اور اس کے مالک نے حیات ہی میں کوئی چیز اس کے لئے قرار دیدی تھی پھر فوت ہوا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کے مالک نے جو شے اس کو دیدی ہے اس کا شمار اس کے حسن سلوک میں ہوگا اور اس کے متعلق مرد عورت اور غیر متہم خادموں کی شہادت قبول کر لی جائے گی۔

(۳۳۱۵) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرض کے معاملہ میں عورتوں کی گواہی کی اجازت دیدی ہے خواہ گواہی میں ان کے ساتھ کوئی مرد ہو یا نہ ہو۔

(۳۳۱۶) حسن بن محبوب نے عمر بن یزید سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے ایک عورت چھوڑی جو حاملہ تھی۔ اس کے مرنے کے بعد عورت کے ایک لڑکا متولد ہوا پھر وہ لڑکا پیدا ہوتے ہی مرگیا اور جو عورت اس کی قابلہ تھی اس نے گواہی دی کہ لڑکا زندہ پیدا ہوا اور بطن مادر سے زمین پر آنے کہ بعد چلایا اور اسکے بعد مرگیا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ امام پر لازم ہے کہ وہ اس کی شہادت کو جائز قرار دے لڑکے کی میراث میں ایک چوتھائی کے متعلق۔

(۳۳۱۷) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر (قابلہ) دو عورتیں ہوں تو نصف میراث میں ان دونوں کی شہادت جائز ہوگی اور اگر تین عورتیں ہوں ۴ / ۳ میراث میں انکی شہادت جائز ہوگی اور اگر چار عورتیں ہوں تو کل میراث کے متعلق شہادت جائز ہوگی۔

باب :- مدعی کی قسم کے ساتھ ایک گواہ کے متعلق حکم

(۳۳۱۸) مدعی کی قسم کے ساتھ ایک گواہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ مجھ پر حضرت جبریل علیہ السلام یہ حکم لیکر نازل ہوئے کہ صاحب حق کی قسم کے ساتھ ایک گواہ پر فیصلہ کردیا جائے نیز حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے بھی عراق میں اسی کے مطابق فیصلہ فرمایا تھا۔

(۳۳۱۹) حسن بن محبوب نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر حکومت ہم لوگوں کے پاس ہوتی تو ہم لوگ حقوق الناس کے معاملہ میں مدعی کی قسم کے ساتھ ایک آدمی کی گواہی کو جائز قرار دیتے بشرطیکہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا کہ وہ اچھا اور بھلا آدمی ہے لیکن حقوق اللہ اور رویت ہلال کے متعلق ایسے شخص کی گواہی جائز قرار نہیں دیتے۔

باب :- مدعی کی قسم کے ساتھ دو عورتوں کی گواہی کے متعلق حکم

(۳۳۲۰) منصور بن حازم نے روایت کی ہے کہ حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر طالب حق کی قسم کے ساتھ دو عورتیں گواہی دیں تو یہ جائز ہے۔

(۳۳۲۱) حمّاد نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر طالب حق اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ یہ اسکا حق ہے تو اسکے ساتھ دو عورتوں کی گواہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے جائز قرار دیا ہے۔

باب :- اگر کسی شخص کو گواہ نہ بنایا گیا مگر اسکو معاملہ کا علم ہو، اس بنا پر گواہی

(۳۳۲۲) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے بارے میں کہ جسے دو آدمیوں کے مابین معاملہ کا علم ہے (اسے گواہ نہیں بنایا گیا) اسکو گواہی کیلئے بلایا جائے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ چاہے تو گواہی دے اور چاہے تو نہ دے۔

(۳۳۲۳) ابن فضّال نے احمد بن یزید سے انھوں نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو دو آدمیوں کے حساب کو جانتا ہے پھر اسکو گواہی کے لئے بلایا جاتا ہے آپؑ نے فرمایا کہ وہ گواہی دیگا۔

(۳۳۲۴) علی بن احمد بن اشیم سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی عورت حیض سے پاک ہوئی تو اس نے کہا میں نے فلاں عورت کو طلاق دیدی اور کچھ لوگ اس کی بات کو سن رہے تھے مگر اس شخص نے یہ نہیں کہا کہ آپ لوگ گواہ رہیں تو کیا اس عورت کو طلاق واقع ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا ہاں یہ گواہی ہے ورنہ کیا اس عورت کو معلق چھوڑ دیا جائے گا۔

نوٹ:- مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کو اختیار ہے (گواہی دیں یا نہ دیں) بالکل اسی طرح جیسا اختیار دو آدمیوں کے مابین حساب کا علم رکھنے والے کو ہے اس لئے کہ گواہی دینے کا فرض تو گواہ بننے والوں پر ہے۔ لیکن اگر اس کو علم ہو کہ صاحب حق پر ظلم ہو رہا ہے اور بغیر اس کی گواہی دیئے اس کو حق نہیں مل سکتا تو اس کو گواہی دینا واجب ہے اور گواہی کا چھپانا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔

(۳۳۲۵) چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر صاحب حق مظلوم ہے (اس کا حق مارا جا رہا ہے اور کوئی گواہ نہیں ہے) تو جس کو اس معاملہ کا علم ہے وہی گواہ ہوگا۔

باب :- گواہی دینے سے انکار کرنا اور گواہی دینے کے لئے جو حکم دیا گیا ہے اور تاکید کی گئی ہے اور کتمان شہادت (شہادت کا چھپانا)

(۳۳۲۶) محمد بن فضیل سے روایت ہے کہ حضرت عبدالصالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو گواہی دینے کے لئے بلایا جائے تو اس کے لئے مناسب نہیں کہ تاخیر کرے۔

(۳۳۲۷) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس قول خدا کے متعلق و لا یاب الشھدآء اذا مادعوا) (سورہ بقرہ آیت ۲۸۲) [اور گواہ جب (گواہی کے لئے) بلائے جائیں تو حاضری سے انکار نہ کریں] آپؑ نے فرمایا کہ گواہی سے پہلے اور اللہ تعالیٰ کا قول و من یکتمھا فانہ آثم قلبہ (سورہ بقرہ آیت ۲۸۳) (اور جو چھپائے گا تو یقیناً اس کا دل گنہگار ہے) آپؑ نے فرمایا گواہ بنے کے بعد۔

(۳۳۲۸) عثمان بن عیسیٰ نے ہمارے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ہمارے برادر ایمانی کے لئے ہمارے پاس شہادتیں ہوتی ہیں لیکن قاضی لوگ ہماری شہادتوں کو جائز نہیں مانتے آپؑ نے فرمایا جب تم جانتے ہو کہ ہمارا برادر ایمانی حق پر ہے تو اس کے حق کو کسی صورت بھی ہو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرو۔ تاکہ اس کا حق اس کو مل جائے۔

(۳۳۲۹) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شہادت کو چھپائے یا ایسی گواہی دے کہ جس سے کسی مرد مسلم کا خون بہہ جائے یا کسی مرد مسلم کا مال ڈوب جائے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے پر ایسی سیاہی چھائے گی کہ تاحد نظر سیاہی ہوگی اور اس کے چہرے پر ایسا داغ ہوگا جس سے لوگ اس کے نام ونسب کو پہچانیں گے اور جو شخص ایسی گواہی دے کہ جس سے ایک مرد مسلم کا مال ڈوبنے سے بچ جائے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے پر نور ہوگا جس کی روشنی تاحد نظر پہنچے گی اور اس سے لوگ اس کے نام ونسب کو پہچانیں گے۔ پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و اقیموا الشھادۃ للہ (سورہ طلاق آیت ۲) (اور تم لوگ اللہ کے لئے گواہی دو) ۔

(۳۳۳۰) نیز آنجناب علیہ السلام نے قول خدا و من یکتمھا فانہ آثم قلبہ (سورہ بقرہ آیت ۲۸۳) (جو شخص گواہی کو چھپاتا ہے اس کا دل گنہگار ہے) کی رُو سے فرمایا کہ اس کا دل کافر ہے۔

باب :- جھوٹی گواہی اور اس کے متعلق جو احکام آئے ہیں

(۳۳۳۱) محمد بن ابی عمیر نے جمیل بن درّاج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے جھوٹی گواہی کے متعلق فرمایا جو کوئی شے اپنی اصلی حالت پر قائم ہو تو اسے مالک کو واپس کر دیا جائیگا اور اگر اصلی حالت پر نہ ہو تو جتنا تلف ہوا ہے وہ جھوٹی گواہی دینے والے کے مال سے دلوایا جائے گا۔

(۳۳۳۲) سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا جھوٹی گواہیاں دینے والوں کو سزا میں کوڑے لگائے جائیں گے اور اس کی کوئی تعداد مقرر نہیں یہ امام پر منحصر ہے اور ان کو گلی گلی گھمایا جائیگا تاکہ لوگ ان کو پہچانیں اور وہ آئندہ ایسا نہ کریں ۔ میں نے عرض کیا اچھا یہ لوگ توبہ کرلیں اور درست ہو جائیں تو اس کے بعد ان کی گواہی قبول کرلی جائے گی ؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ توبہ کرلیں تو اللہ ان کی توبہ قبول کرلے گا اور ان کی گواہی اس کے بعد قبول کرلی جائے گی۔

(۳۳۳۳) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا یہ طریقہ کار تھا کہ جب کوئی جھوٹا گواہ پکڑا جاتا تو اگر وہ دیہاتی ہوتا تو اس کو اس کے قبیلہ میں بھیج دیتے اور اگر وہ بازاری ہوتا تو اس کے بازار بھیج دیتے پھر اس کے بعد اس کو پھرایا جاتا پھر چند دنوں قید میں رکھا جاتا پھر اس کو چھوڑ دیا جاتا۔

(۳۳۳۴) ابراہیم بن عبدالحمید نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک عورت کے متعلق کہ اس کے سامنے دو آدمیوں نے گواہی دی کہ اس کا شوہر مر گیا تو اس نے دوسری شادی کرلی پھر کچھ دن بعد اس کا پہلا شوہر آگیا ؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس عورت کو مہر ملے گا اس لئے کہ دوسرے شوہر نے اس سے مجامعت کی ہے اور ان دونوں گواہوں پر حد جاری کی جائے گی اور یہ دونوں اس مہر کے ذمہ دار ہونگے اس لئے کہ ان ہی دونوں نے اس دوسرے مرد کو دھوکا دیا۔ پھر وہ عورت عدت میں رہے گی اس کے بعد اپنے پہلے شوہر کے پاس واپس چلی جائیگی۔

(۳۳۳۵) حسن بن محبوب نے علاء سے اور ابی ایّوب نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس مسئلہ کے متعلق کہ ایک مرد غائب تھا اس کی عورت کے پاس دو آدمیوں نے پہنچ کر گواہی دی کہ تیرے شوہر نے تجھ کو طلاق دیدی ہے چنانچہ اس عورت نے عدہ رکھا پھر اس نے دوسرے سے شادی کرلی پھر اس کا وہ شوہر جو غائب ہوگیا تھا واپس آگیا اور بولا کہ میں نے تو طلاق نہیں دی تھی پھر دونوں گواہوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے جھوٹ کہہ دیا تھا آپؑ نے فرمایا اب دوسرے شوہر کا اس عورت پر کوئی قابو نہیں رہے گا اور رقم مہر اس شخص سے لی جائیگی جو اپنی گواہی سے پلٹ گیا ہے اور دوسرے شوہر کو دیدی جائے گی ۔ اور اس عورت کو دوسرے شوہر سے جدا کر دیا جائیگا۔ اور وہ عورت عدہ کی مدت پوری کرے گی اور پہلا شوہر اس سے مجامعت نہیں کرے گا اس وقت تک کہ جب تک اس عورت

کی عدہ کی مدت پوری نہ ہوجائے۔

(۳۳۳۶) علی بن مطرنے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔آپؑ نے فرمایا کہ جھوٹی گواہی دینے والے پر حد جاری کی جائے گی اور کوڑے لگائے جائیں گے اور کوڑوں کی تعداد مقرر نہیں یہ امام کی صواب دید پر ہے اور اسکو گلی گلی پھرایا جائے گا تاکہ لوگ اسے پہچان لیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے و لا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا و اولئک ھم الفاسقون ○ الا الذین تابوا (سورہ نور آیت ۴-۵) (اور ان لوگوں کی گواہی تا ابد قبول نہ کرو یہی لوگ فاسق ہیں سوائے ان لوگوں کے جو اس سے توبہ کرلیں) میں نے عرض کیا مگر ان کی توبہ کو کس طرح پہچانا جائے ؟آپؑ نے فرمایا اس طرح کہ وہ تمام لوگوں کے سامنے اپنے جھوٹ کا اور سزا میں تازیانہ کھانے کا اقرار کرے اور اپنے رب سے توبہ واستغفار کرے اگر ایسا کرلے تو اس سے اس کی توبہ کا اظہار ہوگا۔

(۳۳۳۷) اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جھوٹا گواہ حاکم کے سامنے ابھی اپنی جھوٹی گواہی کو پورا بھی نہ کرپائے گا کہ وہ اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور اسی طرح وہ جو گواہی کو چھپالے۔

(۳۳۳۸) صالح بن میثم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص کسی مرد مسلم کے خلاف جھوٹی گواہی دے تاکہ وہ اپنے مال سے محروم ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے عوض جہنم لکھ دے گا۔

(۳۳۳۹) جمیل بن درّاج نے اس سے جس نے اس سے یہ روایت بیان کی اور اس نے دونوں ائمہ (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے روایت کی ہے گواہوں کے متعلق کہ اگر گواہ لوگ کسی کے خلاف گواہی دیں پھر اپنی گواہی سے پھر جائیں اس وقت کہ جب اس مرد کے خلاف فیصلہ ہوچکا ہو تو جن لوگوں نے گواہی دی ہے وہ اس کے ذمہ دار ہونگے اور اس کا خسارہ برداشت کریں گے اور اگر ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے تو ان کی گواہی کالعدم قرار دیدی جائے گی اور گواہوں کو کوئی خسارہ برداشت نہیں کرنا پڑے گا۔

باب :- مدعا علیہ کے حلف سے مدعی کا حق باطل ہوجائے گا خواہ اس کے پاس گواہ کیوں نہ ہوں

(۳۳۴۰) عبداللہ بن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر حق کا مدعی اس امر پر راضی ہوجائے کہ مدعا علیہ اس کے حق کا حلف کے ساتھ انکار کرے اور وہ کہے کہ حلف اٹھاؤ پھر وہ حلف اٹھائے کہ اس کا مجھ پر کوئی حق نہیں ہے اور وہ حلف سے کہدے تو اس حلف سے مدعی کا کوئی حق باقی نہیں رہے گا اور اس کا دعویٰ ختم ہوجائے گا۔میں نے عرض کیا اور اگرچہ مدعی کے پاس (حق ثابت کرنے کے لئے) عادل گواہ بھی ہوں ؟آپؑ نے

فرمایا کہ ہاں اس سے حلف لینے کے بعد پچاس گواہ بھی ہوں تو بھی اس کا کوئی حق نہیں رہ جائے گا اس لئے کہ مدعا علیہ کے حلف نے اس کے اس دعویٰ کو باطل کر دیا جس کے متعلق اس نے حلف اٹھوایا ہے۔

(۳۳۴۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی حق کے متعلق تم لوگوں کے سامنے اللہ کی قسم کھا کر کہے تو اس کو سچا سمجھو۔ اور جو شخص تم لوگوں سے اللہ کے نام پر کچھ سوال کرے تو اس کو عطا کرو۔ مدعا علیہ کی قسم مدعی کے دعویٰ کو بہالے جاتی ہے اور اس کا کوئی دعویٰ باقی نہیں رہ جاتا۔

(نوٹ) مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر مدعا علیہ حلف اٹھانے کے بعد توبہ کر لے اور اصل مال مع حاصل کردہ نفع کے لاکر پیش کر دے تو مدعی کے لئے لازم ہے کہ اپنا اصل مال اور اس سے حاصل شدہ نفع کا نصف اس سے لے لے اور نصف حاصل شدہ نفع مدعا علیہ کو واپس کر دے۔ اس لئے کہ اس شخص نے توبہ کر لی روایت مسمع ابو سیار نے کی ہے جسے ہم ودیعت کے باب میں ان شاء اللہ آئندہ پیش کریں گے۔

باب :- قسم سے انکار اور اس انکار سے حق کے باطل ہونے کا حکم

(۳۳۴۲) ابان نے جمیل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر مدعی گواہ پیش کر دے تو پھر اس پر قسم کھانا لازم نہیں ہے اور اگر گواہ پیش نہ کرے اور مدعا علیہ کہے کہ قسم کھاؤ اور مدعی قسم کھانے سے انکار کرے تو اس کا کوئی حق نہیں رہ جاتا۔

باب :- اگر کسی میت پر کوئی مدعی حق کا دعویٰ کرے تو گواہوں کے پیش کرنے کے بعد بھی حکم ہے کہ وہ قسم کھائے

(۳۳۴۳) یاسین ضریر نے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بزرگ یعنی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے عرض کیا یہ بتائیں کہ ایک شخص کسی آدمی پر مال کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا مدعا علیہ سے حلف کے لئے کہا جائے گا اگر اس نے حلف سے کہدیا تو پھر مدعی کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور اگر مدعا علیہ مدعی سے کہے کہ تو ہی حلف سے کہہ اور مدعی نے حلف سے انکار کیا تو اسکا کوئی حق نہیں ثابت ہوگا۔ اور اس مدعی کا مطالبہ کسی میت پر ہے۔ اور اس پر گواہیاں بھی پیش کر دی گئی ہیں تو مدعی پر لازم ہے کہ وہ اسی طرح قسم کھا کر کہے کہ میں اس اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی

اللہ نہیں ہے فلاں مرگیا اور اس پر میرا فلاں حق ہے اگر وہ اس طرح قسم کھاتا ہے تو اس کا حق ثابت ورنہ اس کا کوئی حق نہیں اس لئے کہ نہیں معلوم شاید اس نے اس کا حق ادا کر دیا ہو اور اپنی موت سے پہلے ادائیگی پر گواہ بھی رکھتا ہو۔ اس لئے مدعی پر گواہ پیش کرنے کے بعد بھی قسم لازم ہے۔ اور اگر مدعی کسی میت پر بلا گواہ پیش کئے دعویٰ کرے تو اس کا حق ثابت نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ مدعا علیہ زندہ نہیں ہے اگر وہ زندہ ہوتا تو اس پر یا تو قسم لازم ہوتی یا حق ادا کرنا لازم ہوتا یا وہ کہتا کہ مدعی قسم کھائے۔ اس لئے مدعی کا کوئی حق ثابت نہ ہوگا۔

باب :- دو شخصوں نے ایک شے کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے اور دونوں نے اپنے اپنے گواہ پیش کئے اس کا فیصلہ

(۳۳۴۴) شعیب نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں کچھ لوگ ایک خچر کے متعلق جھگڑتے ہوئے آئے اور گواہیاں گزرنے لگیں کچھ لوگوں نے گواہی دی کہ یہ خچر ان لوگوں کے باڑے میں پیدا ہوا ان کے وہاں گھاس چارا کھاتا رہا۔ ان لوگوں نے کسی سے خریدا نہیں اور نہ کسی نے ان کو ہبہ کیا ہے اور دوسرے گروہ کی طرف سے بھی یہ گواہیاں گزریں کہ یہ خچر ان لوگوں کے باڑے میں پیدا ہوا ان لوگوں نے اس کو نہ کسی سے خریدا اور نہ کسی نے ان کو ہبہ کیا۔ تو امام علیہ السلام نے گواہوں کی اکثریت پر فیصلہ کیا اور ان لوگوں سے حلف لیا۔

(۳۳۴۵) ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو ایک قوم کے پاس آتا ہے اور ایک مکان کے متعلق جو ان لوگوں کے قبضہ میں ہے دعویٰ کرتا ہے اور شواہد پیش کرتا ہے اور وہ آدمی کہ جس کے قبضہ میں وہ گھر ہے وہ بھی شواہد پیش کرتا ہے کہ گھر اس کے باپ سے اس کو میراث میں ملا ہے۔ مگر وہ نہیں جانتا کہ اس گھر کا معاملہ کیا ہے آپ نے فرمایا جس کے شواہد زیادہ ہوں اس سے حلف لیکر اس کو دیدیا جائے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس کے قبضہ میں یہ مکان ہے اگر اس نے یہ کہا ہوتا کہ یہ مکان میرا ہے اور میری ملکیت ہے اور اس پر شواہد پیش کرتا ۔ نیز مدعی بھی اپنے دعویٰ پر شواہد پیش کرتا تو حق یہ ہے کہ مدعی کے حق میں فیصلہ ہوتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بیّنہ اور شاہد مدعی پر واجب کیا ہے مدعا علیہ پر نہیں۔ لیکن مدعا علیہ بیان کرتا ہے یہ مکان مجھے اپنے باپ سے ورثہ میں ملا ہے میں نہیں جانتا کہ اس کا معاملہ کیا ہے لہذا واجب ہے کہ جس کے زیادہ گواہ ہوں تو ان سے حلف لیکر مکان اس کو دیدیا جائے۔

اور اگر کوئی شخص گھر کے کسی سامان یا کسی جانور وغیرہ کا دعویٰ کرے اور اس پر دو گواہ پیش کرے اور جس کے قبضہ میں ہے وہ بھی دو گواہ پیش کرے اور دونوں کے گواہ عدالت میں برابر ہوں تو فیصلہ یہ ہوگا کہ مالک کے قبضہ سے وہ چیز لے لی جائے اور مدعی کے سپرد کردی جائے اس لئے کہ شاہد و بیّنہ اس پر لازم تھا۔ اور اگر وہ چیز کسی کے قبضہ میں نہیں اور دو شخص اس کے لئے جھگڑ رہے ہیں تو ان میں سے جو بھی بیّنہ و شاہد پیش کرے وہی اس کا حقدار ہے۔ اور اگر ان دونوں میں سے ہر ایک نے شاہد پیش کئے تو ان دونوں مدعیوں میں سے زیادہ حقدار وہ ہے جس کے دونوں گواہ عادل ہوں۔ اور اگر ان دونوں طرف کے گواہ عدالت میں برابر ہوں تو جس کے گواہ تعداد میں زیادہ ہوں تو اس سے حلف لیکر وہ شے اس کے حوالے کردی جائے گی۔ (اسی طرح میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے خط میں لکھ کر بھیجا ہے)۔

باب :- تمام دعوؤں کے متعلق فیصلہ کرنے کے اصول

میرے والد رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے خط میں لکھا کہ اے فرزند تمہیں معلوم ہو کہ تمام دعوؤں کے فیصلہ میں بینیہ اور شاہد مدعی کے ذمہ ہے اور قسم و حلف مدعا علیہ کے ذمہ اور وہ اس سے روگردانی اور انکار کرے تو اس پر حق لازم ہے۔ اور اگر مدعی کے پاس دو گواہ نہ ہوں اور مدعا علیہ مدعی سے کہے کہ تم قسم کھاؤ اور وہ قسم نہ کھائے تو پھر اس کا کوئی حق نہیں ہے لیکن حدود (شرعی سزاؤں میں) تو اس میں کوئی حلف و قسم نہیں ہے اور نہ خون کے مقدمہ میں اس لئے کہ ان میں بینیہ و گواہ مدعی کے ذمہ ہے اور حلف و قسم مدعا علیہ کے ذمہ ہے۔ تاکہ کسی مرد مسلم کا خون ضائع نہ جائے۔

باب :- عورت کے خلاف گواہی

(۳۳۴۶) علی بن یقطین نے حضرت ابوالحسن اول (امام موسیٰ کاظم) علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا عورت اگر بے نقاب ہے اور اقرار (جرم) کرتی ہے اور بعینہا دیکھ کر پہچانی جاتی ہے یا جو شخص اس کو پہچانتا ہے وہ موجود ہے تو اس کے خلاف گواہی دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر وہ نقاب پوش ہے کہ بغیر چہرہ کھولے اسے نہ دیکھ سکیں تو صرف اس کے اقرار پر گواہوں کو اس کے خلاف گواہی دینا دوسروں کے نزدیک جائز نہیں۔

(۳۳۴۷) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی محمد حسن بن علی عسکری علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک مرد چاہتا ہے کہ ایک ایسی عورت گواہی دے جو اس کی محرم نہیں ہے کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ پردے کے پیچھے سے اس کے کلام کو سنے اور گواہی دے جبکہ دو عادل گواہ یہ گواہی دے رہے ہیں کہ یہ عورت فلانہ بنت فلاں ہے جو

تم کو گواہ بنا رہی ہے اور یہ کہہ رہی ہے۔ یا جائز نہیں جب تک وہ پردے سے باہر نکل کر سامنے نہ آئے اور بعینہٖ ثابت نہ کرے کہ یہ وہی عورت ہے؟ تو آنجنابؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ وہ نقاب پہن کر گواہوں کے سامنے آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ تحریر خود آنجنابؑ کے دست مبارک سے لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے۔

باب :- حق تلفی، سود اور خلاف سنت امور کے متعلق گواہی کا باطل ہونا

(۳۳۴۸) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ سود اور ظلم اور وصیت میں حق تلفی کے کام میں گواہی باطل ہے اگر گواہ کہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ یہ سود و ظلم و حق تلفی ہے تو انہیں چھوڑ دیا جائیگا اور اگر کہیں ہم جانتے ہیں تو انہیں سزا دی جائے گی۔

(۳۳۴۹) اور عبداللہ بن میمون کی روایت میں ہے جسے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ انصار میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ اپنا ایک باغ اپنے بیٹے کو بخش دوں۔ میری خواہش ہے کہ آپؐ میرے گواہ بن جائیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا اس کے سوا تیرا کوئی اور بیٹا نہیں اس نے کہا ہاں اور بیٹے ہیں آپؐ نے فرمایا کیا تو نے ان بیٹوں کو ایسے باغ بخشے ہیں جیسے تو نے اس کو بخشا؟ اس نے کہا نہیں آپ نے کہا تو ہم گروہ انبیاء حق تلفی کے معاملہ میں گواہ نہیں بنتے۔

(۳۳۵۰) اور ابو حسین محمد بن جعفر اسدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سنت کے خلاف اگر کوئی (اپنی زوجہ کو) طلاق دے تو اس پر گواہ نہ بنو (یعنی جیسے کوئی ایام حیض میں طلاق دے)۔

باب :- کسی کی گواہی پر گواہی دینا

(۳۳۵۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی گواہی پر گواہی دے تو اسکی گواہی قبول کرلی جائے گی مگر وہ نصف گواہی ہوگی۔ اور اگر دو آدمی ایک شخص کی گواہی پر گواہی دیں تو پھر ایک آدمی کی گواہی ثابت ہوگی۔

(۳۳۵۲) اور غیاث بن ابراہیم نے حضرت جعفر بن محمد باقر علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ایک آدمی کی گواہی پر ایک آدمی کی گواہی کو جائز نہیں سمجھتے تھے لیکن یہ کہ ایک

آدمی کی گواہی پر دو آدمی گواہی دیں (تو وہ جائز ہوگی)۔

(۳۳۵۳) اور عبداللہ بن سنان نے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہؒ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں روایت کی ہے کہ جس نے ایک دوسرے شخص کی گواہی پر گواہی دی مگر جس کی گواہی پر گواہی دی وہ آیا تو اس نے کہا کہ میں نے تو اس کو گواہ نہیں بنایا تھا۔آپؑ نے فرمایا کہ دونوں میں سے جو زیادہ عادل ہے اس کی گواہی جائز ہے اور اگر ان دونوں کی عدالت ایک سی ہے تو اس کی گواہی جائز نہیں۔

(۳۳۵۴) اور صفوان بن یحییٰ نے حضرت ابوالحسن (امام رضا) علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس شخص نے اپنے ایک نوکر کو کسی گواہی کے لئے گواہ بنایا پھر وہ نوکری سے الگ ہو گیا کیا اب نوکری سے الگ ہونے کے بعد اس کی گواہی جائز ہے ؟آپؑ نے فرمایا ہاں ۔میں نے عرض کیا اچھا ایک یہودی کو کسی گواہی پر گواہ بنایا گیا اور بعد میں وہ مسلمان ہو گیا تو کیا اب اس کی گواہی جائز ہے ؟آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۳۳۵۵) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک کافر ذمی اور ایک غلام دونوں ایک شخص کی گواہی پر گواہ بنتے ہیں۔ پھر وہ کافر ذمی مسلمان ہو گیا اور غلام آزاد ہو گیا اب کیا ان دونوں کی گواہی جائز ہوگی جس بات پر وہ گواہ بنے تھے۔آپؑ نے فرمایا کہ ہاں اگر بعد میں ان دونوں کے متعلق معلوم ہو کہ بھلے آدمی ہیں تو ان دونوں کی شہادت جائز ہے۔

(۳۳۵۶) غیاث بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حد (شرعی سزا) میں نہ کسی شخص کی گواہی پر گواہی اور نہ حد میں کفالت (نیابت) ہے۔

(۳۳۵۷) محمد بن مسلم سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ ایک شخص شہر میں حاضر ہے۔اس کی گواہی پر گواہی کے متعلق آپؑ نے فرمایا ہاں خواہ وہ ستون کے پیچھے ہی کیوں نہ ہو اور یہ اس وقت جائز ہے جب اس کے لئے یہ ممکن نہ ہو کہ وہ حاضر ہو کر خود گواہی دے شاید اس لئے کہ اس کو حاضر ہو کر گواہی دینے میں کوئی امر مانع ہو لہذا کوئی مضائقہ نہیں اگر اس کی گواہی پر کوئی اور شخص گواہی دے۔

(۳۳۵۸) اور عمرو بن جمیع نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اپنی گواہی پر گواہ ایسے شخص کو بناؤ جو تمہارا ناصح مشفق ہو تو مجلس میں جو لوگ موجود تھے انہوں نے عرض کیا بھلا وہ وہ اس میں زیادتی یا کمی کیسے کریگا۔آپؑ نے فرمایا (زیادتی یا کمی کی بات) نہیں بلکہ اس کو بناؤ جو تمہاری گواہی کو اچھی طرح یاد رکھے اور گواہی پر گواہی اور اس پر گواہی (یعنی گواہ در گواہ در گواہ) جائز نہیں ہے۔

باب :- گواہی دینے میں احتیاط

(۳۳۵۹) روایت کی گئی ہے علی ابن عزاب سے اور انہوں نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپؑ نے فرمایا کہ جب تک خوب اچھی طرح جان پہچان نہ لو جیسے تم اپنی ہتھیلی کو پہچانتے ہو ہرگز گواہی نہ دو۔

(۳۳۶۰) علی بن سوید سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوالحسن ماضی (امام موسیٰ کاظم) علیہ السلام سے عرض کیا وہ لوگ مجھے میرے برادر ایمانی کے خلاف گواہ بناتے ہیں آپؑ نے فرمایا ہاں تم گواہی دو خواہ تمہیں اپنے برادر ایمانی کو ضرر پہنچنے کا خوف ہی کیوں نہ ہو۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب کے نسخہ میں یہی پایا۔ لیکن میرے نسخہ کے علاوہ دوسرے نسخہ میں ہے کہ اور اگر تم کو اپنے برادر ایمانی کو ضرر پہنچنے کا خوف ہے تو نہیں۔ اور ان دونوں کا مفہوم قریب قریب ہے اور وہ یہ کہ اگر کسی کافر کا کسی مومن پر کوئی حق ہے اور وہ خوشحال و مالدار ہے تو اس کے خلاف گواہی دینا واجب ہے خواہ اس کو ضرر کیوں نہ پہنچے اور اس کے مال میں کمی کیوں نہ آئے۔ اور اگر وہ مومن عُسرت و تنگدستی کا شکار ہے اور گواہ کو اس کا علم ہے تو اس کے خلاف گواہی دینا اور اس کو ضرر پہنچانا مثلاً وہ قید میں ڈال دیا جائے یا اپنے جائے پیدائش سے نکال دیا جائے یا اس کا غلام اس کی ملکیت سے نکال لیا جائے تو گواہ کو اسکے خلاف گواہی دینا حلال نہیں اور اسی طرح ایک مومن کیلئے ایسی گواہی دینا جائز نہیں جس سے ایک کافر کے لئے ایک مومن قتل ہو جائے اور اس کے علاوہ اگر کوئی اور بات ہے تو اس پر اس کے خلاف گواہی دینا واجب ہے اس لئے کہ مومن کی صفات میں یہ ہے کہ جو بات بطور امانت اس سے کہی جائے اس کو وہ اپنے دوستوں سے بھی بیان نہ کرے۔ اور دشمنوں کی گواہی کو بھی نہ چھپائے۔

(۳۳۶۱) عمر بن یزید سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص مجھے گواہی کے لئے پیش کرتا ہے میں اپنا دستخط اور اپنی مہر تو پہچانتا ہوں مگر جس تحریر پر میں گواہ بنا ہوں اس میں سے قلیل ہو یا کثیر مجھے کچھ یاد نہیں۔ آپؑ نے فرمایا وہ شخص جس نے تجھ کو گواہی کے لئے پیش کیا ہے اگر وہ مومن ہے اور تمہارے ساتھ ایک مرد جو دوسرا گواہ ہے وہ بھی مومن ہے تو اس کی گواہی دیدو۔

اور روایت کی گئی ہے کہ بغیر علم کے کوئی گواہی نہیں ہوگی۔ ویسے تو جو چاہے لکھ دے اور جو چاہے مہر لگا دے۔

باب :- میت پر کسی کا قرض ہے اس کی گواہی کیا میت کا وصی دے سکتا ہے

(۳۳۶۲) محمد بن حسن صفّار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد حسن بن علی علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھا اور اس میں دریافت کیا ایک میت کا کسی شخص پر قرض ہے کیا اس کا وصی ایک دوسرے شاہد عادل کے ساتھ مل کر اس کی گواہی دے سکتا ہے ؟ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ اگر اس وصی کے ساتھ ایک شاہد بھی ہے تو مدعی (وارث میت) پر بھی لازم ہے کہ وہ قسم کھائے۔

نیز امام کی خدمت میں انہوں نے ایک دوسرا خط لکھ کر دریافت کیا کہ کیا کسی وصی کے لئے یہ جائز ہے کہ میت کے کسی چھوٹے یا بڑے وارث کے لئے یہ گواہی دے کہ اس کا کوئی حق میت یا کسی اور کے ذمہ ہے جبکہ وہ بڑے وارث کے لئے نہیں بلکہ چھوٹے وارث کے لئے میراث پر قابض ہے۔ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ ہاں اور وصی کے لئے یہ مناسب ہے کہ حق گواہی دے اور گواہی نہ چھپائے۔

نیز انہوں نے آنجنابؑ سے خط لکھ کر دریافت کیا کہ کیا اگر وصی ایک دوسرے گواہ عادل کے ساتھ مل کر گواہی دے کہ میت پر فلاں کا قرض ہے تو کیا اس کی گواہی قابل قبول ہے ؟ جواب میں یہ تحریر آئی کہ ہاں اس سے قسم لینے کے بعد۔

باب :- جھوٹی گواہی سے حق ثابت کرنا منع ہے

(۳۳۶۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس کا کسی آدمی پر کچھ حق ہے مگر وہ اس کے حق سے انکار کرتا ہے اور حلف سے کہتا ہے کہ اس کا اس کے اوپر کچھ نہیں ہے۔ اور صاحب حق کے پاس اپنا حق ثابت کرنے کے لئے کوئی گواہ ثبوت نہیں تو کیا یہ جائز ہے کہ حق کے چلے جانے کا ڈر ہو تو جھوٹی گواہی سے اس کے حق کو ثابت کر دیا جائے ؟ آپؑ نے فرمایا چونکہ یہ فریب کاری ہے اس لئے یہ جائز نہیں۔ اور یہ اس روایت میں بھی ہے جو یونس بن عبدالرحمٰن نے اپنے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

باب :- گواہیوں کے متعلق بعض نادر روایات

(۳۳۶۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم زمین میں کوئی چیز دفن کرو تو اس پر گواہ بنا لو اس لئے کہ وہ تمہیں کچھ واپس نہیں کرے گی۔

(۳۳۶۵) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے پہلی جھوٹی گواہی جو اسلام میں گزاری گئی وہ ستر (۷۰) آدمیوں کی گواہی ہے کہ جب وہ چشمہ حواب پہنچے تو وہاں کے کتے ان پر بھونکنے لگے تو ان کی سرخیل نے واپسی کا ارادہ کیا اور کہا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ازواج سے فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کسی ایک پر حواب کے کتے بھونکیں گے جب وہ میرے وصی علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے جنگ کرنے جارہی ہوگی۔ تو ان کے سامنے ستر (۷۰) آدمیوں نے گواہی دی کہ یہ چشمہ حواب نہیں ہے تو یہ سب سے پہلی جھوٹی گواہی تھی جو اسلام میں دی گئی۔

(۳۳۶۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ شریک (قاضی) ہم لوگوں کی گواہیوں کو رد کر دیتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اپنے نفسوں کو ذلیل نہ کرو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آنجناب علیہ السلام کے اس ارشاد کا یہ مطلب نہیں کہ آپؑ گواہی دینے سے منع فرماتے ہیں اس لئے کہ (گواہ بن کر) گواہی دینا واجب ہے ۔آپؑ کے اس فرمانے کا مطلب کسی کا گواہ بننا ہے آپؑ فرماتے ہیں تم لوگ گواہیوں کی ذمہ داری نہ اٹھاؤ کہ تمہاری گواہیاں رد کر دی جائیں اور تم کو ذلیل ہونا پڑے۔

چنانچہ ابی کہمس سے روایت کی گئی انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں گواہی دینے کے لئے شریک (قاضی) کے پاس گیا جو مجھ پر لازم تھی تو اس نے کہا میں تمہاری گواہی کیونکر جائز سمجھوں اس لئے کہ تم جس سے منسوب ہو وہ تو منسوب ہی ہو۔ میں نے کہا میں جس سے منسوب ہوں وہ کیا ہے اس نے کہا کہ رفض یہ سن کر میں رونے لگا پھر میں نے کہا تم نے مجھے ایسی قوم سے منسوب کیا کہ ڈر رہا ہوں ان میں شامل نہ ہوں۔ یہ سن کر اس نے مجھے گواہی کی اجازت دیدی ۔ اور اسی طرح کا واقعہ ابن ابی یعفور و فضیل سکرہ کے ساتھ بھی پیش آیا۔

باب :- شفع

(۳۳۶۷) طلحہ بن زید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ زمین جو دو آدمیوں میں مشترک ہے ابھی الگ نہیں ہوئی اس کا فیصلہ شفع کی بنا پر کیا یعنی جو آپس میں تقسیم نہیں ہوئی تھی۔

(۳۳۶۸) عقبہ بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمینوں اور مکانوں کے شرکاء کے درمیان شفع کی بنا پر فیصلہ فرمایا اور کہا کہ اس میں نہ کسی کو نقصان پہنچتا ہے نہ پہنچانا ہے۔

(۳۳۶۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب (دو آدمیوں کی مشترک زمین آپس میں) تقسیم ہو چکی اور حد بندی بھی ہو گئی تو پھر اس میں کوئی حق شفع نہیں ہے (اور شفع کا حق صرف اس شریک کو ہے جس نے ابھی جائیداد تقسیم نہ کرائی ہو)

(۳۳۷۰) اسماعیل بن مسلم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ شفع آدمیوں کی تعداد پر ہے۔

(۳۳۷۱) اور طلحہ بن زید نے جعفر بن محمد علیہ السلام اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے جو روایت کی اس میں بھی ہے کہ شفع کا حق مردوں کی تعداد پر ہے۔

(۳۳۷۲) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حق شفع نہ یہودی کو ہے اور نہ نصرانی کو حق شفع صرف اس شریک کو ہے جس کی جائیداد ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو۔

(۳۳۷۳) اور طلحہ بن زید کی روایت میں حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ حق شفع میراث میں نہیں چلے گا۔

(۳۳۷۴) اور سکونی کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے ۔ انہوں نے اپنے آبائے کرام سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق شفع نہ سفینہ میں ہے نہ نہر میں ہے نہ راستہ میں ہے نہ چکی میں ہے اور نہ حمام میں ہے۔

(۳۳۷۵) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ یتیم کا وصی بمنزلہ اس کے باپ کے ہے اگر وہ خواہش کرے تو اس کے لئے شفع لے گا۔ نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ شخص غائب کے لئے بھی شفع کا حق ہے۔

(۳۳۷۶) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حصہ بخرہ ہو گیا تو پھر شفع کا حق بھی اٹھ گیا۔

(۳۳۷۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا شفع کے متعلق کہ یہ کس کے لئے ہے اور یہ کس چیز میں ہے اور کیا جانور میں بھی شفع ہوگا؟ اور کیسے ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا شفع ہر شے میں واجب ہے حیوان ہو یا زمین یا کوئی اور مال ومتاع جب اس میں دو آدمی شریک ہوں اور دونوں کے علاوہ اس کا حق کسی کو نہیں۔ ان دونوں میں سے ایک اپنا حصہ فروخت کر رہا ہے اس کا شریک دوسروں سے زیادہ اسکا حق رکھتا ہے اور اگر ایک شے میں دو سے زیادہ شریک ہیں تو ان میں سے کسی ایک کو بھی شفع کا حق نہیں ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بات آنجنابؑ نے صرف حیوان کے لئے فرمائی اور غیر حیوان میں شفع تمام شرکا کے لئے واجب ہے خواہ دو سے زیادہ ہوں۔ اور اسکی تصدیق اس سے ہوتی ہے جس کی روایت ذیل میں کی گئی ہے۔

(۳۳۷۸) احمد بن محمد بن ابی نصر نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام جو چند آدمیوں کی مشترکہ ملکیت میں ہے ان میں سے ایک چاہتا ہے کہ اپنا حصہ فروخت کردے؟ آپؑ نے فرمایا وہ فروخت کردے میں نے عرض کیا اچھا اب صورت یہ ہے کہ اس غلام کے دو مالک ہیں ان میں سے ایک اپنا حصہ فروخت کرنا چاہتا ہے اور جب وہ فروخت کرنے پر آمادہ ہوتا ہے تو اس کا شریک کہتا ہے کہ مجھے دیدو۔ آنجنابؑ نے فرمایا وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ اس کے بعد آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جانوروں میں کوئی شفع نہیں سوائے ایسی صورت کہ اس میں صرف ایک آدمی شریک ہو۔

(۳۳۷۹) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق جس نے قیمت میں غلام و مال ومتاع اور کپڑے اور جواہرات دیکر ایک مکان خریدا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس میں کسی کو حق شفع نہیں ہے اور اگر وہ ایسا گھر ہے کہ جس میں کئی قطعہ ہیں اور اس گھر کے رہنے والوں کا نکاس ایک ہی صحن میں ہے اور ان میں سے ایک نے اپنا قطعہ فروخت کردیا اور دوسرے قطعہ میں رہنے والے نے حق شفع طلب کیا تو اس کو شفع کا حق ہے بشرطیکہ گھر کے خریدار کے لئے گنجائش نہ ہو کہ وہ گھر جو اس نے خریدا ہے اس کا دروازہ کسی اور طرف نکال لے۔ اور اگر اس نے گھر کا دروازہ کسی طرف تبدیل کرلیا تو کسی کو بھی شفع کا حق نہیں ہے۔

اور اگر کوئی حق شفع کا مطالبہ کرے اور قیمت کی رقم وہاں اس کے پاس نہ ہو بلکہ دوسرے شہر میں ہو تو آمد و رفت کی مسافت کو دیکھتے ہوئے اس کا انتظار کیا جائے گا زیادہ سے زیادہ تین دن اگر اس وقت وہ قیمت کی رقم لاتا ہے تو ٹھیک ورنہ اس کو شفع کا حق نہ ہوگا۔

اور اگر حق شفع کرنے والا خریدار سے کہے کہ آپ نے جو کچھ خریدا وہ آپ کو مبارک ہو یا وہ خریدار سے تقسیم کا مطالبہ کرے تو پھر اس کو کوئی شفع نہیں رہے گا۔

اور ہمارے شیخ محمد بن حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہبہ کی ہوئی چیز میں یا ایک چیز کے عوض کوئی دوسری دینے میں کسی کو شفع کا حق نہیں ہے۔ شفع صرف اسی چیز میں ہے جس کو چاندی یا سونے کی شکل میں قیمت دے کر خریدا جائے اور اس کا بٹوارہ نہ ہوا ہو۔ اور علی بن رئاب کی روایت اس کی تائید کرتی ہے۔

اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے لئے اپنے حصہ سے دست بردار ہو جائے خواہ وہ مکان ہو یا زمین تو اس میں کسی کو شفع کا حق نہیں و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۳۳۸۰) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اپنے ایک گھر کے عوض (مہر پر) اور اس میں چند شرکاء ہیں۔ آپؑ فرمایا کہ یہ مرد کے لئے بھی جائز ہے اور اس عورت کے لئے بھی جائز ہے اور اس پر شرکاء میں سے کسی کو بھی حق شفع نہیں ہے۔

باب :- وکالت

(۳۳۸۱) جابر بن یزید اور معاویہ بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے امور میں سے کسی امر کی انجام دہی کیلئے کسی کو وکیل بنائے تو یہ وکالت ہمیشہ ثابت رہیگی جب تک اسکو اطلاع نہ دیدے کہ اسکی وکالت منسوخ کر دی گئی جس طرح اس نے اس کو وکیل بنانے کی اطلاع دی تھی۔

(۳۳۸۲) عبداللہ بن مسکان سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے ابی ہلال رازی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے کسی کو اپنی عورت کو طلاق دینے کے لئے وکیل بنایا کہ جب وہ حیض سے پاک و طاہر ہو جائے تو اسے طلاق دیدے پھر وکیل بنا کر وہ شخص کہیں باہر چلا گیا وہاں اس کا ارادہ بدل گیا اور اس نے گواہوں کے سامنے کہا میں نے اس کی وکالت کو ختم کر دیا اور اب اپنی عورت کو طلاق کا ارادہ نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا پھر اسے اپنی زوجہ کو اور وکیل کو مطلع کر دینا چاہیے۔

(۳۳۸۳) علاء بن سیابہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے ایک شخص کو وکیل بنایا کہ وہ اس کا نکاح فلاں شخص سے کر دے۔ اور اس شخص نے اس کی وکالت قبول کر لی اور اس وکالت پر اس عورت نے دو گواہ بھی بنائے چنانچہ وہ وکیل چلا گیا اور اس کا نکاح پڑھوا دیا ادھر اس عورت نے اس وکیل سے انکار کر دیا اور اپنی جگہ سمجھ لیا کہ میں نے اس وکیل کو اپنی وکالت سے معزول کر دیا اور اس پر دو گواہ بھی بنائے کہ اس نے اس کو وکالت سے معزول کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا اس مسئلہ میں تم لوگوں کی طرف سے کیا فتویٰ ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں اس کو دیکھا جائیگا اگر عورت نے اپنے وکیل کو اس کے

نکاح پڑھنے سے پہلے معزول کیا ہے تو وکالت بھی باطل ہو گئی اور نکاح بھی باطل ہو گیا اور اگر اس وقت اس کو معزول کیا جب وہ نکاح پڑھ چکا تھا تو پھر وہ نکاح درست ہے جو اس کے وکیل نے پڑھ دیا اور ان ہی شرائط پر پڑھا ہے جس پر مرد عورت سے بذریعہ وکالت متفق ہوا ہے بشرطیکہ عورت نے جو کچھ اپنے وکیل کو حکم دیا اور جو شرائط رکھی ہیں وکیل نے اس میں کمی یا زیادتی نہ کی ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر آپؑ نے فرمایا اچھا وہ لوگ وکیل کو وکالت سے معزول کر دیتے ہیں اور اس کو معزول ہونے کی خبر بھی نہیں دیتے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ان لوگوں کا خیال ہے کہ ایک عورت کسی مرد کو اپنا وکیل کرے اور چند لوگوں کو اسکا گواہ بنائے اور اس کے بعد چند لوگوں کے سامنے کہے کہ آپ لوگ گواہ ہیں کہ میں نے اپنے فلاں وکیل کو اپنی وکالت سے معزول کر دیا اور اس کی وکالت کو باطل کر دیا بغیر اس کو اطلاع دیئے ہوئے کہ اس کی وکالت باطل ہو گئی اور وہ وکالت سے معزول ہو گیا تو یہ لوگ خاص نکاح کے معاملہ میں وکیل نے جو کچھ کیا ہے اسے باطل قرار دیتے ہیں اور دیگر معاملات میں وکالت کو باطل نہیں قرار دیتے جب تک کہ وکیل کو مطلع نہ کر دیا گیا ہو کہ وکالت سے معزول کر دیا گیا ہے۔ وہ لوگ اس کی وجہ بتاتے ہیں کہ کوئی بھی مال ہو (اگر استعمال کرنے والے نے استعمال کر لیا ہو) اس کا عوض تو دینے والا دے سکتا ہے لیکن عورت کی شرمگاہ تو اس کا عوض نہیں دیا جاسکتا خاص کر ایسی صورت میں کہ اس کے بچہ پیدا ہو گیا ہو۔ آپؑ نے فرمایا سبحان اللہ یہ فیصلہ کس قدر غلط اور ناانصافی پر مبنی ہے۔ نکاح سب سے زیادہ احتیاط کرنے کی چیز ہے کہ اس سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ سنو ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک عورت آئی اور اس نے عرض کیا یا امیرالمومنین میں نے اپنے اس بھائی کو اس امر کے لئے وکیل کیا کہ وہ میرا نکاح ایک مرد سے کر دے اس پر گواہ بھی بنا لئے پھر میں نے اسی وقت اس کو اپنی وکالت سے معزول کر دیا مگر وہ گیا اور اس نے میرا نکاح ایک مرد سے کر دیا اور میرے پاس گواہ موجود ہیں کہ میں نے اس کے نکاح پڑھنے سے پہلے اس کو معزول کر دیا تھا۔ اور اس نے معزولیت کے گواہ بھی پیش کر دیئے تو اس کے بھائی نے کہا اے امیرالمومنین اس نے مجھے وکیل کیا مگر اس نے مجھے اس کی خبر نہیں دی کہ اس نے مجھے اپنی وکالت سے معزول کر دیا ہے چنانچہ میں نے اس کے کہنے کے مطابق اس کا نکاح کر دیا۔ آپؑ نے اس عورت سے کہا تو کیا کہتی ہے ؟ اس نے کہا یا امیرالمومنین میں نے اس کو بتا دیا تھا آپؑ نے فرمایا کیا تیرے پاس اس پر کوئی گواہ ہے ؟ اس نے کہا یہ لوگ میرے گواہ ہیں گواہی دینگے۔ آپؑ نے ان گواہوں سے کہا تم کیا کہتے ہو ؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہاں ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ اس عورت نے کہا تھا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے اپنے فلاں بھائی کو اپنی اس وکالت سے معزول کر دیا کہ وہ میرا نکاح فلاں شخص سے نہ پڑھ دے اور قبل اس کے کہ وہ میرا نکاح فلاں سے پڑھے میں اپنے معاملہ کی خود مالک ہوں۔ آپؑ نے فرمایا کیا تم لوگوں کی موجودگی میں اس عورت نے اپنے بھائی کو معزولیت کے متعلق بتایا ؟ ان لوگوں نے کہا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا کیا تم لوگ اس کی گواہی دو گے کہ جس طرح اس عورت نے وکالت کے متعلق اس کو بتایا اسی

طرح معزولیت کے متعلق بھی اس کو بتایا؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا پھر وکالت ثابت ہے اور نکاح واقع ہو گیا اس کا شوہر کہاں ہے۔ وہ سامنے آیا تو آپؑ نے فرمایا اس عورت کا ہاتھ پکڑو اللہ تمہیں مبارک کرے۔ اس عورت نے کہا یا امیرالمومنین میں حلف سے کہتی ہوں کہ میں نے اپنے بھائی کو وکالت سے معزول ہونے سے مطلع نہیں کیا تھا اور اس کو نکاح پڑھنے سے قبل خبر نہ تھی کہ میں نے اس کو وکالت سے معزول کر دیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کیا تو حلف سے کہے گی؟ اس نے عرض کیا جی ہاں یا امیرالمومنین پھر اس نے حلف سے کہا اور وکالت ثابت رہی اور نکاح جائز ٹھہرا۔

(۳۳۸۴) داؤد بن حصین سے روایت ہے کہ اس نے عمر بن حنظلہ سے روایت کی ہے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی دوسرے شخص سے کہا کہ تم میرے نکاح کا پیغام فلاں عورت کے لئے لے جاؤ اور جو کچھ بھی تم اس سے مہر طے کروگے اور جس چیز کے تم ضامن بنو گے اور جو شرائط مان لوگے ان سب پر میں راضی ہوں اور مجھ پر لازم ہوگا مگر اس نے اس بات پر کسی کو گواہ نہیں بنایا۔ وہ شخص گیا اور اس نے اس عورت سے اس کا پیغام نکاح دیا اور اس کی طرف سے مہر اور اس کے علاوہ جو کچھ لڑکی والوں نے مطالبہ کیا اس کو ادا کر دیا اور جب وہ یہ تمام امور انجام دیکر واپس آیا تو وہ شخص ان سب سے مکر گیا۔ آپؑ نے فرمایا اب وہ اس شخص کی جانب سے نصف مہر عورت کو دے گا اس لئے کہ اسی نے گواہی ترک کرکے عورت کے حق کو ضائع کیا۔ اور چونکہ وکیل سے اس کے مؤکل نے جو کچھ کہا تھا اس پر اس نے کوئی گواہ نہیں بنایا اس لئے نکاح صحیح نہیں ہوا اور عورت کے لئے (دوسرے سے) نکاح کرلینا حلال ہے اور پہلے کے لئے یہ عورت حلال نہیں ہے اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں سوائے اس کے وہ طلاق دیدے یہ معاملہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فامساک بمعروف او تسریح باحسان (سورہ بقرہ آیت ۲۲۹) (پھر شریعت کے مطابق روک لینا چاہیے یا حسن سلوک کے ساتھ بالکل رخصت) اگر اس نے ایسا نہ کیا تو گنہگار ہوگا یہ اس کے اور اللہ کے درمیان کا معاملہ ہے اور حکم ظاہر حکم اسلام ہے ویسے اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے لئے دوسرا نکاح مباح کر دیا ہے۔

(۳۳۸۵) محمد بن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے کسی کام کے لئے ایک آدمی کو اپنا وکیل بنایا اور اس پر دو آدمیوں کو گواہ کرلیا اس کے بعد وکیل وہاں سے اس کام کے انجام دینے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ ادھر اس شخص نے کہا تم لوگ گواہ ہو کہ میں نے فلاں شخص کو اپنی وکالت سے معزول کر دیا؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس وکیل نے وکالت سے معزول ہونے سے پہلے وہ کام انجام دے دیا ہے تو جو کچھ وکیل نے کیا ہے وہ کام انجام پا گیا خواہ مؤکل اس پر راضی ہو یا نہ ہو۔ میں نے عرض کیا اور اگر وکیل اپنے معزول ہونے کے علم سے پہلے یا معزولیت کی اطلاع پہنچنے سے پہلے کام انجام دیدے تو کیا ایسے میں بھی وہ کام انجام شدہ تسلیم کرلیا جائے گا؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا اور اگر کام کی انجام دہی سے پہلے

اس کو معزولیت کی اطلاع پہنچ گئی ہو اس کے بعد وہ جائے اور وہ کام کر دے تو یہ کوئی کام نہیں ہوا؟ آپؑ نے فرمایا ہاں کسی وکیل کو جس وقت وکیل کیا جائے پھر وہ اپنی نشست سے اٹھ کر چلا جائے تو اسکی وکالت ہمیشہ جاری رہے گی جب تک کہ اس کو کسی موثق ذریعہ سے یا بالمشافہ وکالت سے معزول ہونے کی اطلاع نہ پہنچ جائے۔

(۳۳۸۶) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے مرد کے متعلق جس کو ایک عورت نے اپنے معاملہ کا ولی بنایا خواہ وہ عورت قرابتدار ہو یا پڑوسی ہو جس کے داخلی معاملہ کا اس شخص کو علم نہ ہو مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اس عورت نے اپنے عیب کو چھپایا تھا جو اس کے اندر تھا؟ آپؑ نے فرمایا اس عورت سے مہر واپس لے لیا جائے گا اور اس کے شوہر پر کچھ عائد نہیں ہوگا۔

نیز آپؑ نے ایک ایسی عورت کے متعلق فرمایا جس نے ایک شخص کو اپنے معاملہ کا ولی بنایا اور کہا کہ میرا نکاح فلاں سے کردے اس نے کہا میں تیرا نکاح اس وقت تک نہ پڑھوں گا جب تک تو گواہوں کے سامنے یہ نہ کہہ دے کہ میرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ اس نے اس پر گواہ بھی بنا دیا۔ اب جس شخص سے شادی طے تھی اس سے نکاح کا وقت آیا تو اس وکیل نے کہا اے فلاں تجھ کو اتنا اتنا ادا کرنا ہے اس نے کہا ہاں اس کے بعد وہ وکیل مجمع سے مخاطب ہوا اور کہا بھائیو گواہ رہو کہ اس عورت کے نکاح کا اختیار میرے پاس ہے اور اب اس عورت کا نکاح خود اپنے ساتھ کرلیا یہ سن کر عورت بول اٹھی تیرا ناس جائے میں تو تجھ سے نکاح نہیں کرتی میرے نکاح کا اختیار خود میرے ہاتھ میں ہے چونکہ اپنے نکاح کی بات کرنے میں مجھے حیا آرہی تھی اس لئے میں نے تجھے ولی بنایا تھا؟ آپؑ نے فرمایا وہ عورت اس سے اپنا پیچھا چھڑائے اور وہ وکیل اپنا منہ پیٹے۔

(۳۳۸۷) محمد بن ابی عمیر کی کتابِ نوادر میں ہمارے متعدد اصحاب سے اور ان سب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کے جس نے اپنی بیٹی کے مہر کی رقم وصول کرلی اس کے بعد مرگیا اب کیا اس کی لڑکی کو حق ہے کہ وہ اپنے شوہر سے اپنے مہر کا مطالبہ کرے یا اس کے باپ کی وصولی خود اس کی وصولی تسلیم کرلی جائے گی؟ آپؑ فرمایا اگر اس لڑکی نے اپنے باپ کو مہر کی وصولی کے لئے اپنا وکیل بنالیا تھا تو پھر لڑکی کو حق نہیں کہ وہ شوہر سے مہر کا مطالبہ کرے اور اگر اس نے اپنے باپ کو مہر کی وصولی کے لئے وکیل نہیں بنایا تھا تو اس کو حق ہے کہ وہ شوہر سے مہر کا مطالبہ کرے۔ اور اس کا شوہر اس کے باپ کے وارثوں سے مہر کی رقم کے لئے رجوع کرے گا۔ لیکن اگر وہ لڑکی نابالغ اور کم سن تھی اور اس کی پرورش میں تھی تو اس کے باپ کے لئے جائز ہوگا کہ وہ اس کی طرف سے اسکا مہر وصول کرے اور جب اس کا شوہر اس کو قبل دخول (مجامعت) طلاق دے تو اس کا باپ اس کے مہر کا کچھ حصہ معاف کرسکتا ہے اور باقی وصول کرے گا اس کو حق نہیں کہ اس کا پورا مہر معاف کردے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِلَّا ان یعفون اویعفوا الذی بیدہ عقدۃ النکاح (سورہ بقرہ آیت ۲۳۷)۔ (لیکن یہ کہ وہ عورتیں خود معاف کردیں یا وہ کہ جس کے

اختیار میں اس عورت کا نکاح ہو) یعنی باپ یا وہ کہ جس کو اس عورت نے اختیار دیا ہے اور اپنا معاملہ اس کے سپرد کردیا ہے وہ اس کا بھائی ہو یا اسکا کوئی قرابت دار یا کوئی اسکے علاوہ۔

باب :- قرعہ اندازی سے فیصلہ

(۳۳۸۸) حمّاد بن عیسیٰ نے اس شخص سے جس نے اس کو بتایا اس نے حریز سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس پر قرعہ اندازی کی گئی وہ حضرت مریم بنت عمران تھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ بیان فرمایا ہے و ما کنت لدیھم اذ یلقون اقلامھم ایھم یکفل مریم (آل عمران آیت نمبر ۴۴)۔ (اور تو نہ تھا ان کے پاس جب ڈالنے لگے اپنے اپنے قلم کہ کون پرورش میں لے مریم کو) اور سہام (قرعہ اندازی کے تیر) چھ عدد ہوتے ہیں۔ اور اس کے بعد لوگوں نے حضرت یونس علیہ السلام کے لئے قرعہ اندازی کی جب وہ اپنی قوم کے ساتھ کشتی پر سوار ہوئے اور کشتی بھنور میں پڑ گئی تو لوگوں نے قرعہ اندازی کی اور حضرت یونس کے نام تین مرتبہ قرعہ نکلا تو حضرت یونس علیہ السلام کشتی کے اگلے حصہ پر گئے وہاں ایک مچھلی منہ کھولے ہوئے تھی کہ آپ نے چھلانگ لگا دی (اور مچھلی نے ان کو نگل لیا) پھر یہ قرعہ اندازی حضرت عبدالمطلب کے پاس ہوئی ان کے نو (۹) فرزند تھے انہوں نے نذر مان لی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے دسواں فرزند دیا تو میں اس کو راہ خدا میں ذبح کردوں گا مگر جب حضرت عبداللہ علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ ان کے ذبح پر ان کا دل قادر نہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے صلب میں تھے چنانچہ وہ دس اونٹ لائے اور ان اونٹوں اور حضرت عبداللہ علیہ السلام پر قرعہ اندازی کی تو قرعہ حضرت عبداللہ علیہ السلام کے نام نکلا تو آپ اس پر دس اونٹوں کا اور اضافہ کرتے رہے جب قرعہ اونٹوں کے نام نکل آیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اب میں سمجھا کہ میرے رب کی مرضی یہی تھی (کہ سو اونٹ ذبح کروں) چنانچہ انہوں نے سو (۱۰۰) اونٹ نحر کردیئے۔

(۳۳۸۹) محمد بن حکیم سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک شے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا جو شے مجہول ہو اس میں قرعہ اندازی ہے میں نے عرض کیا مگر قرعہ تو کبھی غلط بھی نکل آتا ہے اور کبھی صحیح۔ آپؑ نے فرمایا جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ خطا نہیں کرتا۔

(۳۳۹۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس قوم نے قرعہ اندازی کی اس نے اپنے امور اللہ کے سپرد کردیئے اب اس میں جو بھی قرعہ نکلے گا وہ حق ہوگا۔

(۳۳۹۱) اور آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قرعہ سے زیادہ کونسا فیصلہ عدل پر مبنی ہوگا جبکہ بندہ نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کردیا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا۔ فساھم فکان من المدحضین (سورۃ الصافات آیت ۱۴۱) (ان لوگوں نے قرعہ اندازی کی تو خطاکار نکلا) اور حضرت یونس علیہ السلام نے اس میں زک اٹھائی۔

(۳۳۹۲) حکم بن مسکین نے معاویہ بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ایک کنیز سے ایک ہی طہر میں دو یا تین آدمیوں نے (ناجائز طور پر یا کسی غلط فہمی کی بنا) پر مجامعت کی اور اس کے بچہ پیدا ہوا اور ہر ایک نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ بچہ میرا ہے تو والی وحاکم ان کے درمیان قرعہ اندازی کردے گا جس کے نام قرعہ نکل آئے وہ بچہ اس کا ہوگا اور اس بچہ کی قیمت اس کنیز کے مالک کو دی جائے گی۔

نیز آپؑ نے فرمایا اگر کسی شخص نے ایک کنیز خریدی پھر ایک دوسرا شخص آیا جو اس کنیز کا مستحق تھا۔ اور ادھر خریدار سے اس کنیز کے بچہ پیدا ہوا تو وہ کنیز اس مستحق کو واپس کردی جائے گی اور اس کا بچہ خریدار کا ہوگا قیمت کے عوض۔

(۳۳۹۳) زرعہ نے سماعہ سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ دو شخص حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک چوپایہ کے متعلق جھگڑتے ہوئے آئے ان دونوں میں سے ہر ایک کا یہ گمان تھا کہ وہ اسکے جانوروں کے باڑے میں پیدا ہوا ہے اور ان میں سے ہر ایک نے گواہیاں پیش کیں اور دونوں طرف کی گواہیاں تعداد میں برابر تھیں۔ تو آپؑ نے ان دونوں کے درمیان قرعہ اندازی کے لئے دو تیر نکالے اور ان دونوں تیروں پر ان دونوں آدمیوں کے نشان بنا دیئے پھر فرمایا اے اللہ! اے سات آسمانوں کے پروردگار اور سات زمینوں کے پروردگار اور عرش عظیم کے پروردگار اے باطن و ظاہر کا علم رکھنے والے رحمٰن و رحیم ان دونوں میں سے جو بھی اس چوپایہ کا مالک ہو اور اسکا حقدار ہو میں تجھ سے درخواست کرتا کہ اسکا تیر نکال تو ان میں سے ایک کا تیر نکلا اور آپ نے اسکے حق میں فیصلہ کر دیا۔

(۳۳۹۴) بزنطی نے داود بن سرحان سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے دو آدمیوں کے متعلق جنھوں نے ایک شخص کیلئے کسی معاملہ میں گواہی دی اور پھر دو آدمی آئے اور انھوں نے پہلے دونوں آدمیوں کے خلاف گواہی دی۔ آپؑ نے فرمایا ان سب کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے جس کے لئے قرعہ نکلے اس سے قسم لی جائے یہی بہترین فیصلہ ہے۔

(۳۳۹۵) حمّاد بن عثمان نے عبیداللہ بن علی حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے یہ کہا کہ میرا وہ غلام کہ میں جس کا سب سے پہلا مالک ہوا ہوں آزاد ہو گیا۔ تو سات غلام اسکے دعویدار ہو گئے۔ آپؑ نے فرمایا ان سب کے درمیان قرعہ اندازی کر دی جائے جس کے لئے قرعہ نکلے وہ آزاد ہوگا۔

(۳۳۹۶) حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کے بہت سے غلام تھے اس نے وصیت کی کہ ان میں سے ایک تہائی آزاد کر دیئے جائیں آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام ایسے موقع پر ان کے درمیان قرعہ اندازی فرمایا کرتے تھے۔

(۳۳۹۷) موسیٰ بن قاسم بجلی اور علی بن حکم نے عبدالرحمٰن بن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان

کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کی بارگاہ میں دو آدمی اپنے اپنے گواہ لے کر جھگڑتے ہوئے آئے اور ان دونوں کے گواہ تعداد میں برابر تھے۔ نیز عدالت میں بھی برابر ہوئے تو آپؑ ان دونوں کے درمیان قرعہ اندازی کیا کرتے کہ کس سے قسم لی جائے اور یہ دعا کرتے کہ۔

" اے اللہ اے سات آسمانوں کے پالنے والے اور سات زمینوں کے پالنے والے ان دونوں میں جس کا حق ہو اس کا حق اس کو دیدے " پھر جس کے نام قرعہ نکلتا اس سے قسم لے کر اس کا حق اس کو دیدیتے۔

(۳۳۹۸) حسن بن محبوب نے جمیل سے انہوں نے فضیل بن یسار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا ایک ایسے نومولود کے متعلق کہ جس میں نہ مرد کی کوئی علامت ہے اور نہ عورت کی آپؑ نے فرمایا اس موقع پر امام قرعہ اندازی کرے گا ایک سہم پر عبداللہ لکھے گا اور دوسرے پر امتہ اللہ پھر امام یا قرعہ اندازی کرنے والا کہے گا۔

" اے اللہ تو ہی اللہ ہے نہیں ہے کوئی سوائے تیرے تو ہر باطن وظاہر کا جاننے والا ہے اور تو ہی فیصلہ کرتا ہے اس بات کا جس میں تیرے بندے اختلاف کرتے ہیں تو اس نومولود کی حقیقت میرے لئے واضح کر تا کہ یہ وراثت پائے جو تو نے اپنی کتاب میں فرض کیا ہے " پھر وہ دو سہم مبہم سہاموں میں ڈالے اور اس کو ہلائے اب دونوں سہموں میں سے جو نکلے اس کے مطابق اس کو میراث دے۔

(۳۳۹۹) عاصم بن حمید نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ علیہ السلام کو یمن بھیجا اور جب وہ واپس آئے تو آپؐ نے فرمایا اے علیؑ وہاں تمہارے سامنے جو سب سے عجیب مقدمہ پیش آیا ہو۔ اسے بیان کرو۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس لوگوں کا ایک گروہ آیا جس نے ایک کنیز کی آپس میں خرید وفرخت کی تھی۔ اور سب نے ایک ہی طہر میں اس کنیز سے مجامعت کی تھی۔ تو اسکے ایک لڑکا پیدا ہوا اب سب نے آپس میں اختلاف کیا اور ہر ایک اس لڑکے کا دعویدار بن گیا تو میں نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا اور جس کے نام قرعہ نکلا میں نے وہ لڑکا اس کے حوالہ کیا اور اس کو اور لوگوں کے حصوں کا ضامن بنایا۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو قوم بھی آپس میں جھگڑا کرے اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کردے تو حقدار کے نام قرعہ ضرور نکل آئے گا۔

باب :- کفالت

(۳۴۰۰) سعد بن طریف نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ کیا جو ایک آدمی کا کفیل بن کر اس کے بدلے خود قید میں جائے گا تو آپؑ نے فرمایا کہ نہیں تم اپنے ساتھی کو بلاؤ (وہی قید ہوگا) اور فیصلہ کیا کہ حد اور شرعی سزا میں کوئی کفالت نہیں (مجرم کو سزا خود بھگتنی ہے)۔

(۳۴۰۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابوالعباس فضل بن عبدالملک سے ارشاد فرمایا کہ تمہیں حج سے کیا امر مانع ہے؟ اس نے عرض کیا کفالت یعنی ایک شخص کا کفیل بن گیا ہوں آپؑ نے فرمایا تمہیں ان کفالتوں سے کیا کام؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کفالت ہی وہ چیز ہے جس سے پچھلے قرنوں کے لوگ ہلاک ہوگئے۔ (یعنی کفالت اگر خدا کی نافرمانی کا سبب بن جائے)۔

(۳۴۰۲) حسین بن خالد سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان لوگ کہتے ہیں ضامن کو نقصان اٹھانا ہے آپؑ نے فرمایا کہ نہیں ضامن نقصان نہیں برداشت کرے گا بلکہ وہ نقصان وہ برداشت کرے گا جس نے مال کھالیا ہے۔

(۳۴۰۳) داؤد بن حصین نے ابوالعباس سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک آدمی کا ذمہ دار بنا اور ذاتی مچلکہ لیا کہ یہ وقت مقررہ پر حاضر ہو جائے گا اور اگر حاضر نہ ہو تو مجھ پر اتنے درھم جرمانہ۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ اس آدمی کو وقت معینہ پر حاضر کر دیتا ہے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور وہ تا ابد ذاتی طور پر ذمہ دار رہے گا مگر یہ کہ وہ ابتداء ہی میں درھموں کی بات کرے اور اگر اس نے ابتداء ہی میں درہموں کی بات کی تو اگر وہ آدمی وقت مقررہ پر حاضر نہ ہوا تو یہ شخص درہموں کا ضامن و ذمہ دار ہوگا۔

(۳۴۰۴) داؤد بن سرحان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ادھار کی خرید و فروخت میں کفیل اور رھن کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۴۰۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کفالت خسارہ، جرمانہ اور ندامت ہے۔

باب :- الحوالہ

(۳۴۰۶) غیاث بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے دو شخصوں کے متعلق کہ جن کا کچھ مشترکہ مال تھا اس میں سے کچھ تو ان دونوں کے قبضہ میں تھا کچھ ان کے قبضہ میں نہ تھا۔ جو ان کے قبضہ میں تھا اس کو ان دونوں نے آپس میں تقسیم کرلیا اور جو ابھی قبضہ میں نہیں آیا تھا اس کے متعلق ان دونوں نے اپنے اپنے حصوں کی وصولی کا اختیار ایک دوسرے کے حوالہ کردیا مگر ایک نے تو وصول کرلیا اور دوسرا وصول نہیں کرسکا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو وصول ہوا ہے اس میں بھی دونوں شریک ہیں اور جو وصول نہیں ہوا ہے اور چلا گیا اس میں بھی دونوں شریک ہیں۔

(۳۴۰۷) روایت کی گئی ہے کہ جب عبداللہ بن حسن کا وقت احتضار آیا تو ان کے پاس ان کے سب قرض خواہ جمع ہوئے اور انہوں نے اپنے قرض کا ان سے مطالبہ کیا انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں جو تم لوگوں کو دے سکوں لیکن میرے بھائی اور میرے چچا زاد بھائی علیؑ ابن الحسینؑ یا عبداللہ بن جعفر میں سے جس پر تم لوگ چاہو راضی ہو جاؤ۔ تو قرض خواہوں نے کہا لیکن عبداللہ بن جعفر تو ادائیگی میں ٹال مٹول اور بہت تاخیر کرتے ہیں رہ گئے علیؑ ابن الحسینؑ تو وہ ایسے شخص ہیں جن کے پاس کوئی مال و دولت نہیں ہے مگر سچا وعدہ کرتے ہیں تو ان دونوں میں ہم لوگوں کے لئے وہی زیادہ پسندیدہ ہیں۔ تو عبداللہ بن حسن نے ان کے پاس آدمی بھیجا اور انہیں یہ بات بتائی۔

تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کے مال کا ضامن ہوں مگر غلہ پیدا ہونے تک (ادائیگی کروں گا) کیونکہ ان کے پاس غلہ نہ تھا۔ ان لوگوں نے کہا ہم لوگ اس پر راضی ہیں۔ تو آپؑ ان کے ضامن بن گئے۔ جب اناج پیدا ہونے کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بہت زیادہ غلہ پیدا کردیا اور آپ نے ان کا قرض ادا کردیا۔

(۳۴۰۸) ایک مرتبہ ابوایوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی نے ایک شخص کی طرف سے مال کی ادائیگی کی ذمہ داری اپنے سر لے لی تو کیا پھر اس (اصل) شخص سے مطالبہ کیا جاسکتا ہے آپؑ نے فرمایا پھر اس سے آئندہ کبھی تقاضا و مطالبہ نہیں کیا جائیگا لیکن یہ کہ ذمہ داری لینے والا اس ذمہ داری لینے سے پہلے ہی مفلس ہوگیا ہو۔

(۳۴۰۹) بزنطی نے داؤد بن سرحان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے ایک آدمی پر چند دینار تھے اس آدمی نے اس کی ادائیگی کی ذمہ داری ایک دوسرے آدمی پر رکھ دی تو کیا یہ جائز ہے کہ وصول کرنے والا اس سے دینار کے بدلے درہم لیلے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

باب :- وادی مہروز میں پانی کے بہاؤ کا فیصلہ

(۳۴۴۰) غیاث بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وادی مہزور کے سیل اور بہاؤ کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ بلندی والے پستی والوں پر زراعت کے لئے صرف جوتے کے تسمے تک پانی روکیں گے اور باغ کے لئے صرف ٹخنے تک پھر زائد پانی پستی کی طرف بہادیں گے۔

(۳۴۴۱) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ زراعت کے لئے جوتے کے دو تسموں کے برابر اور باغ کے لئے دو پنڈلی تک اور یہ وادی کی قوت وضعف کے مطابق ہونا چاہیے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ منورہ کے موثق لوگوں سے سنا ہے کہ یہ لفظ وادی مہزور ہے اور میں نے اپنے شیخ محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے کہ یہ وادی مہروز ہے یعنی حرف را پہلے ہے اور زا بعد میں ہے اور یہ فارسی کا لفظ ہے (ھرز الماء) اور اس کے معنی فارسی میں پانی کی وہ مقدار ہے جو ضرورت سے زائد ہو۔

باب :- دو گھروں کے درمیان پردے کے لئے ٹٹی

(۳۴۴۲) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دو گھروں کے درمیان کی ٹٹی کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ یہ اس صاحب خانہ کی ہے کہ جس کے سامنے کی طرف رسی سے بندھی ہوئی ہو۔

(۳۴۴۳) عمرو بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فیصلہ فرمایا ان دونوں آدمیوں کے درمیان جو (اپنے مکانوں کے درمیان) پردے کی ٹٹی کے لئے جھگڑتے ہوئے آئے تو آپؑ نے فرمایا یہ ٹٹی اس کی ہے جس کی طرف رسی بندھی ہوئی ہے۔

باب :- رات کے وقت کسی شخص کی بکریاں کسی آدمی کا کھیت چر جائیں تو اس کا فیصلہ

(۳۴۱۴) جمیل بن دراج نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے قول خدا و داود و سلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم (سورہ الانبیاء آیت ۷۸) (اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام جب یہ دونوں ایک کھیتی کے بارے میں جس میں رات کے وقت بکریاں گھس کر چر گئی تھیں فیصلہ کرنے بیٹھے) کے بارے میں آپؑ نے فرمایا کہ ان دونوں نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا بلکہ دونوں اس پر غور کر رہے تھے کہ پروردگار نے اس کا فیصلہ حضرت سلیمان کے ذہن میں ڈال دیا۔

(۳۴۱۵) وشاء نے احمد بن عمر حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے قول خدا و داؤد و سلیمان اذ یحکمان فی الحرث کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے فیصلہ کیا کہ وہ بکریاں کھیتی والے کو دیدی جائیں۔ اور جو بات اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے فہم میں ڈالی وہ یہ فیصلہ تھا کہ وہ بکریوں کا دودھ اور اون پورے سال کھیتی والا لیتا رہے گا۔

باب :- حدود حریم کا فیصلہ

(۳۴۱۶) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے اپنے کھجوروں کا باغ فروخت کر دیا اور اس میں سے ایک کھجور کا درخت مستثنیٰ کر لیا تو آپؑ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اس کے وہاں تک جانے اور واپس آنے (کا راستہ) اور جہاں تک اس کی شاخیں پہنچتی ہیں وہ اس کا ہے۔

(۳۴۱۷) وھب بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ چاہ کہنہ کے حریم کے حدود پچاس (۵۰) ہاتھ ہیں لیکن اگر وہ اونٹوں کے بیٹھنے اور پانی پینے کی جگہ ہے یا راستے پر ہے تو اس سے کم پچیس (۲۵) ہاتھ تک ہے۔

(۳۴۱۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کھجور کے درخت کا حریم اس کی شاخوں کے پھیلنے تک ہے۔

(۳۴۱۹) اور روایت کی گئی ہے کہ مسجد کے حریم کے حدود اس کے ہر طرف چالیس (۴۰) ہاتھ ہیں اور مومن کے حدود حریم موسم گرما میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ تک اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ صرف ہاتھ کی ہڈیوں کے پھیلاؤ تک۔

(۳۴۲۰) عقبہ بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس نے نہر کھودی جس سے پانی ایک سال تک آتا رہا۔ پھر دوسرا شخص اس پہاڑ پر چڑھا اس نے دوسری نہر کھودی تو اس دوسری نہر نے پہلی والی نہر کا پانی ختم کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ دونوں اشخاص ایک ایک رات اپنے اپنے کنوؤں کے سوتوں کو بند کر دیں گے اور دیکھیں گے کہ کس نے کس کے کنوئیں کو ضرر پہنچایا۔ اگر دوسرے نے پہلے کنوئیں کو ضرر پہنچایا تو اس کو مٹی سے بند کر دیا جائیگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی فیصلہ فرمایا ہے۔ اور اگر پہلے کنوئیں نے دوسرے کنوئیں کا پانی لے لیا ہے تو دوسرے کنوئیں والے کو پہلے کنوئیں والے پر کوئی چارہ اور سبیل نہیں ہے۔

(۳۴۲۱) اور آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کچھ لوگوں کے چند پانی کے چشمے ہیں جو قریب قریب واقع ہیں۔ اب ایک شخص نے ارادہ کیا کہ اپنا پانی کا چشمہ جہاں تھا اس کے نیچے کھود لے مگر اس میں بعض چشمے ایسے ہیں کہ اگر ان کے نیچے کھود لیا جائے تو بقیہ چشموں کو ضرر پہنچاتے ہیں اور بعض زمین کی سختی کی وجہ سے نقصان نہیں پہنچاتے۔ آپؑ نے فرمایا جو چشمہ سخت زمین میں ہے اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا اور جو نرم اور ریتلی زمین پر ہوتا ہے اس کو ضرر پہنچتا ہے۔

(۳۴۲۲) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا اگر دو کنوئیں سخت زمین پر ہیں تو ان کے درمیان پانچ سو ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے اور اگر یہ دونوں نرم زمین پر ہیں تو ان کے درمیان ایک ہزار ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے۔

(۳۴۲۳) حسن صیقل نے ابی عبیدہ حذاء سے روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ سمرہ بن جندب کا بنی فلاں کے احاطہ میں ایک کھجور کا درخت تھا جب وہ اپنے کھجور کے درخت کے پاس آتا تو اس کی نظر ایک شخص کے اہل خانہ پر پڑتی جو صاحب خانہ کو ناپسند ہوتا۔ تو وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سمرہ میری اجازت کے بغیر داخل ہو جاتا ہے آپؐ اس کو بلا کر یہ کہہ دیں کہ وہ اجازت لے لیا کرے تاکہ میری گھر والی پردے میں چلی جایا کرے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بلا بھیجا جب وہ آیا تو اس سے کہا اے سمرہ تمہاری یہ کیا حرکت ہے فلاں شخص تمہاری شکایت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم بغیر اس کی اجازت کے داخل ہو جاتے ہو اور اسکی گھر والی کو دیکھتے ہو جو اس کو پسند نہیں ہے۔ لہٰذا اے سمرہ جب داخل ہو تو اجازت لے لیا کرو پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہارے لئے یہ خوشی کی بات نہ ہوگی کہ تمہارے کھجور کے درخت کے بدلے تمہارے لئے جنت میں پھلوں سے لدا ہوا ایک کھجور کا درخت ہو؟ اس نے کہا جی نہیں آپؐ نے فرمایا اچھا تیرے لئے تین درخت ہوں تو؟ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا اے سمرہ میری نظر میں تُو بس ایک مضرت رساں اور فسادی آدمی ہے۔ اے شخص تُو جا اور اس درخت کو کاٹ کر اس (سمرہ) کے منہ پر مار دے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اور اس حدیث میں جو اس باب کی ابتداء میں پیش کی گئی کوئی اختلاف نہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے متعلق جس نے کھجوروں کا باغ

فروخت کیا اور ایک کھجور کا درخت مستثنیٰ کر لیا کہ اس کو آمد و رفت کا حق رہے اس لئے کہ اس نے کھجور کے درخت تک پہنچے کا راستہ بھی مستثنیٰ کیا تھا اور سمرہ کا درخت تھا لیکن اس تک پہنچنے کے لئے کوئی گزرگاہ نہ تھی۔

باب :- آدمی کو اپنے اقربا کے اخراجات جبریہ برداشت کرنے کا فیصلہ

(۳۴۲۴) محمد بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ اقربا کون ہیں جن کے اخراجات برداشت کرنے کا جبریہ حکم ہے ؟ تو آپؑ نے فرمایا ماں ، باپ ، اولاد اور وارث صغیر یعنی بھائی اور بھائی کی اولاد وغیرہ۔

باب :- وہ دعوے جو بغیر گواہ کے قبول کر لئے جائیں گے۔

(۳۴۲۵) ایک اعرابی (دیہاتی) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ پر اس نے ستر (۷۰) درہموں کا دعویٰ کر دیا یہ اس اونٹ کی قیمت تھی جو اس نے آنحضرتؐ کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے تو قیمت ادا کر دی ہے۔ اس نے کہا آپؐ اپنے اور میرے درمیان کسی شخص کو ثالث بنالیں کہ وہ ہم لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دے۔ اتنے میں ایک مرد قریشی سامنے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا تم میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دو۔ اس مرد قریشی نے اعرابی سے پوچھا تیرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا دعویٰ ہے ؟ اس نے کہا میں نے ایک اونٹ ان کے ہاتھ فروخت کیا اس کی قیمت ستر (۷۰) درھم تھی اس مرد قریشی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب آپؐ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں ؟ آپؐ نے فرمایا میں نے اس کو قیمت ادا کر دی ہے۔ پھر اس قریشی نے اعرابی سے کہا تو کیا کہتا ہے ؟ اس نے کہا نہیں انہوں نے مجھے قیمت ادا نہیں کی ہے۔ تو قریشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا آپؐ کے پاس کوئی ثبوت و شہادت ہے کہ آپؐ نے اس کو قیمت ادا کر دی ؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ تو قریشی نے اعرابی سے کہا۔ کیا تو حلف سے کہے گا کہ تجھے قیمت نہیں ملی اور تو نے اسے نہیں لیا ؟ اس نے کہا ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اس کا اور اپنا فیصلہ ایسے شخص سے کراؤنگا جو خدا کے حکم کے مطابق فیصلہ کر دے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اعرابی کو لئے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے تو حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا کیا بات ہے اے اللہ کے رسول ؟ آپؐ نے فرمایا اے ابوالحسن تم میرے اور اس اعرابی کے درمیان فیصلہ کر دو حضرت علی علیہ السلام نے کہا اے اعرابی تیرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا دعویٰ ہے ؟ اس نے کہا کہ میں نے ان کے ہاتھ ستر (۷۰) درہموں پر

ایک اونٹ فروخت کیا اس کی قیمت کا دعویٰ ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کیا فرماتے ہیں ؟آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اس کو قیمت ادا کردی ہے حضرت علی علیہ السلام نے کہا اے اعرابی جو کچھ رسول اللہ فرماتے ہیں اس کو سچ جان کر تسلیم کرلے۔ اس نے کہا نہیں انہوں نے مجھے کچھ نہیں دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت علیؑ علیہ السلام نے تلوار نکالی اور اسکی گردن مار دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تم نے ایسا کیوں کیا ؟آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگ تو آپؐ کے کہنے پر اللہ کے امر ونہی وجنت وجہنم و ثواب وعقاب اور اللہ تعالیٰ کی وحی کو سچ جانتے ہیں تو اس اعرابی کو اس کے ناقہ کی قیمت کے متعلق آپؐ کو سچا نہ مانیں گے ؟ میں نے اس کو قتل اس لئے کیا کہ یہ آپؐ کی تکذیب کر رہا تھا جب میں نے اس سے یہ کہا کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے اس کو سچ مان لے تو اس نے کہا کہ نہیں انہوں نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا علیؑ تم نے ٹھیک کیا مگر اب ایسا نہ کرنا۔ پھر آنحضرت نے اس قریشی کی طرف رخ کیا جو آپؐ کے پیچھے پیچھے آیا تھا اور کہا کہ دیکھ یہ ہے اللہ کا فیصلہ وہ نہیں جو فیصلہ تونے کیا تھا۔

(۳۴۲۶) اور محمد بن بحر شیبانی کی روایت میں ہے جو انہوں نے احمد بن حرث سے کی ہے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوایوب کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے اسحاق بن وھب علاف نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوعاصم نبال نے روایت کرتے ہوئے ابن جریح سے انہوں نے ضحاک سے انہوں نے ابن عباس سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ کے حجرے سے نکلے تو ایک اعرابی سامنے سے آیا اس کے ساتھ ایک اونٹنی تھی اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم یہ اونٹنی خریدتے ہو ؟آپ نے فرمایا ہاں اے اعرابی تو اسے کتنے میں فروخت کرے گا ؟ اس نے کہا دو سو درہم میں ۔آپ نے فرمایا مگر تیرے ناقہ کی قیمت تو اس سے زیادہ ہونی چاہیے ۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیمت مسلسل بڑھاتے گئے یہاں تک کہ آپ نے اس سے وہ ناقہ چار سو درہم پر خرید لیا اور جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی اعرابی کو اس کی قیمت دیدی تو فوراً اس اعرابی نے ناقہ کی مہار پر ہاتھ مارا اور بولا اب تو یہ ناقہ بھی میرا ہے اور درہم بھی میرے ہیں اور اگر محمدؐ کے پاس اس کا کوئی گواہ ہو تو اسے پیش کریں۔ راوی کا بیان ہے کہ اتنے میں سامنے سے ایک شخص آیا۔آپ نے اس اعرابی سے کہا کیا تجھے اس آنے والے بزرگ سے فیصلہ کرنا منظور ہے ؟ اس نے کہا ہاں اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آنحضرتؐ نے ان بزرگ سے کہا آپ میرے اور اس اعرابی کے درمیان فیصلہ کردیں انہوں نے کہا یا رسول آپؐ کیا کہتے ہیں ؟آپؐ نے کہا میں کہتا ہوں کہ یہ ناقہ میرا ہے اور یہ درہم اس اعرابی کے ہیں اس اعرابی نے کہا نہیں بلکہ یہ ناقہ میرا ہے اور یہ درہم بھی میرے ہیں۔ اگر محمدؐ کے پاس کوئی گواہ ہو تو پیش کریں ان مرد بزرگ نے کہا یا رسول اللہ بات تو واضح ہے کہ یہ اعرابی گواہ طلب کر رہا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا آپ ذرا بیٹھ جائیں وہ بیٹھ گئے اتنے میں ایک صاحب آتے دکھائی دیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعرابی سے کہا کیا تجھے ان سے

فیصلہ منظور ہے ؟اس نے کہا ہاں اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب وہ بزرگ قریب آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا آپ میرے اور اس اعرابی کے درمیان فیصلہ کر دیں۔انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہئے کیا بات ہے آپؐ نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ یہ ناقہ میرا ہے اور یہ درہم اس اعرابی کے ہیں اعرابی نے کہا نہیں بلکہ یہ ناقہ بھی میرا ہے اور یہ درہم بھی میرے ہیں اگر محمدؐ کے پاس اپنے دعویٰ پر کوئی گواہ ہو تو پیش کریں۔ان بزرگ نے کہا یا رسول اللہ بات تو بالکل واضح ہے یہ اعرابی آپؐ سے گواہ طلب کرتا ہے۔نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھا آپ بھی بیٹھ جائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو بھیجدے جو میرے اور اس اعرابی کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے۔اتنے میں حضرت علی علیہ السلام دور سے آتے نظر آئے آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تو اس آنے والے نوجوان سے فیصلہ کرانے پر راضی ہے اعرابی نے کہا ہاں۔جب حضرت علی علیہ السلام قریب آئے تو آپؐ نے فرمایا اے ابوالحسن تم ہمارے اور اس اعرابی کے درمیان فیصلہ کر دو۔حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ بتائیں کیا بات ہے ؟آپؐ نے فرمایا (میں کہتا ہوں کہ) یہ ناقہ میرا ہے اور یہ درہم اعرابی کے ہیں (یہ سن کر) اعرابی نے کہا نہیں بلکہ یہ ناقہ بھی میرا ہے اور یہ درہم بھی میرے ہیں اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی گواہ ہو تو اسے پیش کریں۔حضرت علیؑ نے کہا ناقہ کی مہار رسول اللہ کے لئے چھوڑ دے اعرابی نے کہا یہ اپنے گواہ پیش کریں ورنہ میں تو مہار نہ چھوڑوں گا۔راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر حضرت علیؑ گھر کے اندر گئے اور تلوار کا قبضہ پکڑے ہوئے نکلے اور اس اعرابی پر تلوار کی ایک ضرب لگائی اور اس کا سر اڑا دیا اس پر اہل حجاز جمع ہو گئے اور بعض اہل عراق کہتے ہیں کہ آپ نے اس کا ایک عضو کاٹ دیا۔یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علیؑ تم نے یہ کیوں کیا ؟حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ آپؐ پر آسمان سے وحی آنے کی تو تصدیق کرتے ہیں اور ان چار سو درہموں کے لئے آپ کی تصدیق نہ کریں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں اس لئے کہ یہ دونوں دو الگ الگ واقعے ہیں اور یہ واقعہ پہلے بیان کئے ہوئے واقعہ سے پہلے واقع ہوا تھا۔

(۳۴۲۷) محمد بن بحر شیبانی نے عبدالرحمن بن احمد ذہلی سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ نیشاپوری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو الیمان حکم بن نافع حمصی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے شعیب نے روایت کرتے ہوئے زہری سے انہوں نے عبداللہ بن احمد ذہلی سے اس کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے عمارہ بن خزیمہ بن ثابت نے کہ اس کے چچا نے اس سے بیان کیا اور وہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سے ایک گھوڑا خریدا اور جلدی سے چلے تاکہ اس کے گھوڑے کی قیمت اسکو ادا کریں مگر وہ اعرابی قیمت وصول کرنے میں تاخیر کرنے لگا اتنے میں کچھ اور لوگ اعرابی کے پاس پہنچے اور گھوڑے کی قیمت لگانے لگے ان کو معلوم نہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ گھوڑا خرید لیا ہے یہاں تک کہ بعض نے تو (رسول اللہ سے طے شدہ)

قیمت سے زیادہ رقم لگا دی یہ دیکھ کر کہ اعرابی نے بآواز بلند کہا کہ اگر یہ گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لو ورنہ میں اس کو فروخت کرتا ہوں یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوگئے اور بولے کیا میں نے تجھ سے یہ گھوڑا خرید نہیں لیا ہے؟ پھر دونوں میں اتنی بحث وتکرار ہوئی کہ لوگ ان دونوں سے پناہ چاہنے لگے بالآخر اعرابی نے کہا اچھا کوئی گواہ ہو تو لاؤ وہ یہ گواہی دے کہ میں نے تمہارے ہاتھ فروخت کیا ہے۔اور جو مسلمان آتا وہ یہ کہتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سچ ہی کہتے ہونگے۔ اتنے میں خزیمہ بن ثابت کہیں سے آگئے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اعرابی کی تکرار سنی تو بولے میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ گھوڑا ان کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ یہ سن کر آنحضرت خزیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور بولے (تم تو یہاں موجود نہ تھے) یہ گواہی کیسے دیتے ہو؟ خزیمہ نے کہا اس لئے کہ آپؐ کو سچا سمجھتا ہوں یا رسول اللہؐ اس کے بعد آنحضرتؐ نے خزیمہ کی ایک گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دیدیا اور اس وقت سے ان کا نام ذوالشہادتین رکھدیا۔

(۳۴۲۸) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام مسجد کوفہ میں تھے کہ آپؑ کے سامنے سے عبداللہ بن قفل تیمی کا گزر ہوا اور وہ طلحہ کی زرہ پہنے ہوئے تھا تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ طلحہ کی زرہ ہے جو جنگ بصرہ کے دن مال غنیمت میں سے چرالی گئی تھی اس پر ابن قفل نے کہا اے امیرالمومنین ہمارے اور اپنے درمیان اپنے ہی قاضی سے فیصلہ کرالیں جس کو آپ نے تمام مسلمانوں کے قضایا فیصل کرنے کے لئے مقرر کیا ہے تو آپؑ نے اپنے اور ابن قفل کے درمیان فیصلہ کے لئے شریح کو قرار دیا حضرت علی علیہ السلام نے اپنا دعویٰ پیش کیا کہ یہ طلحہ کی زرہ ہے جو جنگ بصرہ کے دن خیانت مجرمانہ کرکے لے لی گئی تھی۔ شریح نے کہا یا امیرالمومنین یہ جو کچھ آپؑ کہتے ہیں اس پر اگر کوئی گواہ ہو تو پیش کریں تو آپؑ نے امام حسن علیہ السلام کو پیش کیا انہوں نے گواہی دی کہ یہ طلحہ کی زرہ ہے جو جنگ بصرہ کے دن خیانت مجرمانہ سے لے لی گئی تھی شریح نے کہا یہ تو صرف ایک گواہ ہے میں جب تک کہ دو گواہ نہ ہوں میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا تو آپؑ نے قنبر کو پیش کیا انہوں نے گواہی دی کہ یہ طلحہ کی زرہ ہے جسے جنگ بصرہ کے دن خیانت مجرمانہ کرکے لے لیا گیا تھا۔ شریح نے کہا یہ غلام ہیں اور میں غلام کی گواہی پر کوئی فیصلہ نہ کروں گا یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام کو غصہ آیا اور حکم دیا کہ تم لوگ یہ زرہ زبردستی لے لو۔ اس لئے کہ اس قاضی نے تین مرتبہ خلاف عدل فیصلہ کیا یہ سن کر شریح مسند قضا سے اٹھ گیا اور بولا کہ میں اب کسی کے مقدمہ کا فیصلہ نہ کروں گا جب تک آپؑ مجھے یہ نہ بتائیں گے کہ میں نے کہاں کہاں تین مرتبہ خلاف عدل فیصلہ کیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جب میں نے تم سے کہا کہ یہ طلحہ کی زرہ ہے جو جنگ بصرہ کے دن خیانت مجرمانہ کرکے لی گئی تھی تو تم نے کہا کہ اس کے لئے گواہ لایئے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جہاں کہیں کوئی مال خیانت کرکے لیا گیا ہو اس کو بغیر کسی گواہ کے ضبط کرلیا جائیگا۔ یہ پہلا موقع تھا پھر میں نے گواہی میں حسن (علیہ السلام) کو پیش کیا انہوں نے گواہی دی تو تم نے کہا کہ یہ تو ایک گواہ ہے جب تک دو گواہ نہ ہوں۔ میں ایک گواہ پر فیصلہ نہیں کروں گا حالانکہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گواہ کے ساتھ حلف لے کر فیصلہ کیا ہے یہ دوسرا موقع تھا پھر میں نے قنبر کو پیش کیا اور اس نے گواہی دی اس پر تم نے کہا کہ یہ تو غلام ہے حالانکہ اگر غلام عادل ہے تو اس کی گواہی میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ تیسرا موقع ہے جہاں تم نے ناانصافی کی۔ پھر آنجناب علیہ السلام نے فرمایا اے شریح مسلمانوں کا امام (خلیفہ) تو انکے تمام امور کا امانت دار ہوتا ہے جو اس سے بھی کہیں بڑی چیز ہے۔ پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جس نے غلام کی شہادت کو رد کیا وہ رمع ہے (الٹا ہوا)۔

(۳۴۲۹) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے اپنے بھائی جعفر بن عیسیٰ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ میں آپؑ پر قربان ایک عورت وفات پاتی ہے اب اس کا باپ دعویٰ کرتا ہے اس عورت کے پاس جو سامان وخدمتگار تھے اس میں سے فلاں فلاں چیز میں نے اس کو عاریتاً دی تھی کیا اس کا یہ دعویٰ بغیر کسی گواہ کے قبول کرلیا جائے گا یا بغیر گواہ کے قبول نہیں کیا جائیگا۔ تو آپؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کا دعویٰ بغیر گواہ قبول کرلینا درست و جائز ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن یعنی حضرت علی بن محمد (امام علی النقی) علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ میں آپؑ پر قربان اگر وفات یافتہ عورت کا شوہر یا اس کے شوہر کا باپ یا اس کے شوہر کی ماں۔ اس کے سامان یا اس کے خدمتگاروں میں سے کسی کا دعویٰ کرے جس طرح اس عورت کے باپ نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو عاریتاً دیا تھا تو کیا اس کا یہ دعویٰ اس کے باپ کے دعوے کے بمنزلہ ہوگا؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ نہیں۔

(۳۴۳۰) محمد بن ابو عمیر نے رفاعہ بن موسیٰ نخاس سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دیدے اور وہ عورت دعویٰ کرے کہ سامان میرا ہے اور مرد دعویٰ کرے کہ یہ سامان میرا ہے تو اس میں جو سامان مردانہ ہے وہ مرد کا ہے اور جو سامان زنانہ ہے وہ عورت کا ہے۔

اور یہ بھی روایت کی گئی کہ عورت سامان کی زیادہ حقدار ہے کیونکہ اس کے دونوں کنبے (سسرالی اور میکے والے) یہ جانتے ہیں کہ عورت عام طور پر سامان اپنے شوہر کے گھر لے جایا کرتی ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہاں سامان سے مراد وہ سامان جو عورتوں سے متعلق ہے اور مردوں کی ضرورت کا سامان بھی ہوتا ہے جس طرح عورتوں کی ضرورت کا سامان ہوتا ہے لہذا وہ سامان جو صرف مردوں کی ضرورت کا ہے وہ مرد کے لئے ہے لہذا یہ حدیث اس حدیث کے مخالف نہیں جس میں کہا گیا ہے کہ مردانہ سامان مرد کیلئے اور زنانہ سامان عورت کے لئے ہے۔ وباللہ التوفیق۔

باب :- نادر احادیث

(۳۴۴۱) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام سے اور ان حضرات نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک پرندہ دیکھا اور اس کے پیچھے چلا وہ پرندہ جاکر ایک درخت پر بیٹھ گیا کہ اتنے میں ایک دوسرا شخص آگیا اور اس نے اس پرندے کو پکڑ لیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ آنکھ نے جو کچھ دیکھا وہ آنکھ کا حصہ ہے اور ہاتھ نے جو کچھ پکڑا وہ ہاتھ کا حصہ ہے۔

(۳۴۴۲) علی بن عبداللہ ورّاق رحمہ اللہ نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حمّاد سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر ایک گونگے پر کوئی شخص قرض کا دعویٰ کرے اور مدعی کے پاس کوئی گواہ نہ ہو تو گونگا حلف کیسے اٹھائے گا؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں لوگ ایک گونگے کو لائے اس پر کسی نے قرض کا دعویٰ کیا تھا اور وہ قرض سے انکار کر رہا تھا اور مدعی کے پاس کوئی گواہ نہ تھا تو امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اس اللہ کی حمد و شکر جس نے مجھے دنیا سے نہیں اٹھایا جب تک میں نے امت پر وہ سب واضح نہیں کر دیا جس کی اس کو ضرورت پڑتی۔ پھر آپؑ نے حکم دیا کہ ایک مصحف قرآنی لاؤ جب وہ لایا گیا تو اس گونگے سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر اشارے سے کہا کہ کتاب خدا ہے۔ پھر آپ نے حکم دیا اس کے سرپرست کو بلاؤ تو لوگ اس کے بھائی کو بلا لائے اور آپؑ نے اس کو اس کے پہلو میں بٹھایا پھر فرمایا اے قنبر دوات اور ایک کاسۂ چینی لاؤ جب دونوں آگئے تو اس کے بھائی سے فرمایا کہ اپنے بھائی سے کہہ کہ یہ تمہارے اور اس کے درمیان ہے پھر وہ اس کی طرف بڑھایا پھر امیرالمومنین علیہ السلام نے اس کاسۂ چینی میں تحریر فرمایا۔

" اس اللہ کی قسم کہ جس کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے وہی ہر باطن و ظاہر کا جاننے والا ہے رحمٰن و رحیم ہے طالب وغالب ہے وہی نقصان اور نفع پہنچانے والا ہے وہی مہلک و مدرک ہے ہر پوشیدہ اور علانیہ بات اس کے علم میں ہے کہ فلاں بن فلاں مدعی کا فلاں بن فلاں (یعنی گونگے) کے ذمہ کسی طرح اور کسی صورت کا کوئی حق نہیں ہے۔"

پھر آپؑ نے اس کو دھویا اور اس گونگے کو حکم دیا کہ وہ اس کو پی لے مگر اس نے اس کے پینے سے انکار کیا اور اس پر وہ قرض ثابت ہو گیا۔

باب :- آزادی اور اس کے احکام

(۳۴۳۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی ایک بندہ مومن کو آزاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس بندہ مومن کے ہر عضو کے بدلے اس شخص کا ایک عضو جہنم سے آزاد کر دے گا اور اگر وہ کنیز ہے تو اللہ تعالیٰ اس کنیز کے ہر دو عضو کے بدلے اس کا ایک عضو جہنم سے آزاد کر دے گا۔ اس لئے کہ عورت مرد کے نصف ہوتی ہے۔

(۳۴۳۴) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ آدمی کے لئے مستحب ہے کہ عرفہ کی شب اور عرفہ کے دن غلام آزاد کرنے اور صدقہ دینے کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرے۔

(۳۴۳۵) ابو بصیر اور ابو العباس اور عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنے ماں باپ یا اپنی بہن یا اپنی پھوپھی یا اپنے بھائی کی لڑکی یا بہن کی لڑکی نیز آپؑ نے اس آیت حرمت علیکم امھاتکم و بناتکم (سورہ نساء۔ آیت نمبر ۲۳) کے ذیل میں جتنی عورتیں آتی ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ان کا مالک ہو جائے تو وہ سب آزاد ہو جائینگی۔

اور آدمی اپنے چچا اور اپنے بھائی کے لڑکے اور اپنی بہن کے لڑکے کا مالک بن سکتا ہے۔ اور اپنی رضاعی ماں، رضاعی بہن، رضاعی پھوپھی اور رضاعی خالہ کا مالک نہیں ہوگا اور اگر یہ مالک ہوا تو یہ سب آزاد ہو جائینگی۔ نیز فرمایا کہ نسبی رشتہ کی جو عورتیں حرام ہوتی ہیں رضاعی رشتہ کی بھی وہ سب حرام ہونگی۔ نیز فرمایا مردوں میں سوائے باپ اور اپنے لڑکے کے سب کا مالک ہو سکتا ہے اور عورتوں میں جو محرم ہیں ان کا مالک نہیں ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ کیا یہ اصول رضاعت میں بھی جاری ہونگے؟ آپؑ نے فرمایا رضاعی رشتہ داروں میں بھی یہی اصول جاری ہونگے۔

(۳۴۳۶) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی کنیز کے متعلق روایت کی ہے جو دو آدمیوں کی مشترکہ ملکیت میں تھی۔ ان دونوں میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ دولتمند ہے تو اس پر زور دیا جائے کہ وہ دوسرے حصہ کی بھی ذمہ داری قبول کرلے اور اگر وہ مفلس و تنگدست ہے تو کنیز بقیہ حصہ خدمت کرتی رہے گی۔

(۳۴۳۷) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے غلام کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جو دو آدمیوں کی ملکیت میں تھا ان دونوں میں سے ایک نے اپنا نصف حصہ آزاد کر دیا اور وہ غلام ابھی کم سن تھا۔ مگر دوسرے مالک نے اپنا نصف حصہ روک رکھا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس غلام کی قیمت اس دن کی لگائی جائیگی جس دن پہلے مالک نے اس کو نصف سے آزاد کر دیا اور جس نے آزاد کیا ہے اس کو کہا جائیگا کہ وہ اس حصہ کو بھی آزاد کرانے کی کوشش کرے اور اسکی (نصف) قیمت ادا کر دے۔

(۳۴۳۸) محمد بن فضیل نے ابو صباح کنانی سے روایت کی ہے اس نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے دو آدمیوں کے متعلق دریافت کیا جن کی ملکیت میں ایک کنیز تھی ان دونوں میں سے ایک نے اپنا نصف حصہ آزاد کر دیا تو اس کنیز نے اپنے مالک سے کہا جس نے اپنا حصہ آزاد نہیں کیا کہ میں نہیں چاہتی کہ تو میری قیمت لگائے بلکہ چاہتی ہوں تو مجھے میری حالت پر چھوڑ دے میں جس طرح کام کیا کرتی تھی کرتی رہوں گی۔ مگر وہ مالک اپنے نصف حصہ کی ملکیت کے حق میں اس سے مجامعت کرنا چاہتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ ایسا کرے اس لئے کہ عورت کی دو شرمگاہیں نہیں ہوتیں اور اس کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ اس کنیز سے خدمت لیتا رہے بلکہ اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اس کی قیمت لگا دے اور اس کو موقع دے کہ وہ کام کاج کر کے اس کی نصف قیمت ادا کر دے۔

اور ابو بصیر کی روایت میں بھی یہی مضمون ہے سوائے اس کے کہ آپؑ نے فرمایا وہ شخص جس نے اس کنیز کو آزاد کیا ہے اگر وہ محتاج ہے تو اس کنیز کو کسی کام کاج پر لگا دے (اور اپنی قیمت وصول کرے)۔

(۳۴۳۹) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آنجناب سے ایسے دو شخصوں کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جن کی شرکت میں ایک غلام تھا اور ان دونوں میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے اپنے شریک کو ضرر پہنچانے کے لئے ایسا کیا ہے تو اس پر زور دیا جائے گا کہ وہ دوسرے حصہ کو بھی خرید کر آزاد کر دے ورنہ اس غلام کو کسی کام پر لگا کر دوسرے حصہ سے آزاد کرایا جائے گا۔

(۳۴۴۰) حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے وراثت میں ایک غلام پایا مگر اس وراثت میں اور بھی بہت سے لوگ شریک ہیں تو اس نے اپنا حصہ خوشنودیِ خدا میں آزاد کر دیا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے دیگر شرکاء کو ضرر پہنچانے کی نیت سے آزاد کیا ہے اور وہ دولتمند ہے تو وہ تمام ورثاء سے آزاد کرانے کا بھی ضامن ہوگا اور اگر اس نے صرف خوشنودیِ خدا کے لئے آزاد کیا ہے تو وہ غلام صرف اتنے ہی حصہ سے آزاد ہوگا جتنا اس نے آزاد کیا اور بقیہ شرکاء بقدر اپنے حصہ کے اس سے کام لینگے۔ اور اگر وہ اس غلام میں نصف کا شریک ہے تو ایک دن تمام شرکاء کیلئے ہوگا اور ایک دن اس کے لئے ہوگا۔ اور اگر اس شریک نے ضرر پہنچانے کی نیت سے آزاد کیا ہے تو وہ غلام آزاد نہ ہوگا اس لئے کہ اس نے تمام لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لئے ایسا کیا ہے اور سب لوگ اپنے اپنے حصہ پر قائم رہیں گے۔

(۳۴۴۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خوشنودیِ خدا کے ارادے سے آزاد کرنے کے سوا کوئی آزاد نہیں ہے۔

(۳۴۴۲) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام دونوں میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص

کی ایک کنیز ہے وہ کہتا ہے کہ جب میں اس سے مجامعت کروں گا تو وہ آزاد ہو جائیگی مگر اس نے (بغیر مجامعت) ایک آدمی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر کچھ دن بعد اس سے خرید لیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس سے مجامعت میں کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ وہ اس کی ملکیت سے نکل چکی ہے۔

(۳۴۴۳) سماعہ سے روایت کی گئی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے تین غلاموں سے کہا کہ جاؤ تم سب آزاد ہو مگر اس کے چار غلام تھے تو کسی آدمی نے اس سے پوچھا کہ تم نے اپنے غلاموں کو آزاد کر دیا؟ اس نے کہا کہ ہاں ۔ تو اس کے اس اجمالاً کہنے سے کیا وہ چوتھا غلام بھی آزاد ہو جائے گا یا وہی تین ہونگے جن کو اس نے آزاد کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ بس وہی آزاد ہیں جن کو اس نے آزاد کیا ہے۔

(۳۴۴۴) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنی کنیز کا نکاح ایک شخص سے کر دیا اور شرط یہ رکھی کہ اس کنیز سے کوئی بچہ پیدا ہو گا تو آزاد ہو گا۔ مگر اس کنیز کو اس کے شوہر نے طلاق دیدی یا وہ مر گیا تو اس نے کنیز کی شادی دوسرے شخص سے کر دی ۔ تو اب اس کنیز کے بچوں کی کیا حیثیت ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا یہ تو پہلے شوہر کے متعلق اس نے کہا تھا کہ (اس کے جو بچے اس کنیز کے وہاں پیدا ہونگے) وہ آزاد ہونگے اب اس دوسرے شوہر کے متعلق اس کو اختیار ہے خواہ ان کو آزاد کر دے خواہ نہ کرے ۔

(۳۴۴۵) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور ملکیت سے پہلے آزاد کرنا نہیں ہے۔

(۳۴۴۶) عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام سے کہا میں تجھ کو اس لئے آزاد کروں گا تاکہ میں تجھ سے اپنی اس کنیز کی تزویج کر دوں لیکن اگر تو نے اس پر کوئی اور نکاح کیا اور مردانگی دکھائی تو تجھ پر سو دینار (جرمانہ) ہونگے ۔ چنانچہ اس نے اس کو آزاد کر دیا اور اس نے دوسرا نکاح کیا۔ یا مردانگی دکھائی تو کیا اس پر سو دینار ہونگے اور اس کی یہ شرط جائز ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کی یہ شرط جائز ہے۔

(۳۴۴۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے اپنے غلام کو آزاد کیا کہ وہ اپنی دختر سے اس کی تزویج کرے گا اور اس پر یہ شرط لگا دی کہ اگر اس نے اس پر کوئی اور نکاح کیا یا مردانگی دکھائی تو اس پر اتنی رقم عائد ہوگی آپؑ نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے جائز ہے۔

(۳۴۴۸) یعقوب بن شعیب نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی کنیز کو آزاد کرنے کے لئے اس پر یہ شرط لگائی کہ وہ اسکی پانچ سال تک خدمت کرتی رہے گی پھر آزاد ہوگی اس کے بعد وہ شخص مر گیا پھر وہ کنیز مرنے والے کے وارثوں کو وراثت میں مل گئی۔ کیا اس کے وارثوں کو حق ہے کہ وہ اس کنیز سے خدمت لیں؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۳۴۴۹) جمیل نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں روایت کی ہے کہ جس نے اپنے ایک غلام کو آزاد کر دیا جس کے پاس مال تھا۔ تو یہ مال کس کا ہوگا ؟ آپؑ نے فرمایا اگر مالک کو علم تھا کہ غلام کے پاس مال ہے تو وہ مال بھی غلام کے ساتھ جائیگا ورنہ وہ مال آزاد کرنے والے کا ہوگا۔ اور ایک شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے اپنے ایک غلام کو فروخت کیا اور اس غلام کے پاس مال تھا ؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس مالک کو جس نے اس کو فروخت کیا علم ہے کہ اس غلام کے پاس مال ہے تو پھر یہ مال خریدار کا ہوگا۔ اور اگر فروخت کرنے والے کو یہ علم نہ تھا تو پھر وہ مال فروخت کرنے والے کا ہوگا۔

(۳۴۵۰) ابن بکیر نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر کسی شخص کا ایک غلام ہے اور اس نے اس کو آزاد کر دیا اور وہ جانتا ہے کہ اس غلام کے پاس مال ہے مگر آزاد کرتے وقت مالک نے مال کو مستثنیٰ نہیں کیا تو وہ مال بھی غلام کا ہوگا۔

(۳۴۵۱) اور عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنے ایک غلام کو آزاد کیا اور اس غلام کے پاس مال تھا اور جس نے غلام کو آزاد کیا وہ مر گیا تو اب اس غلام کا مال کس کا ہوگا کیا یہ مال اس کا ہوگا جس نے غلام کو آزاد کیا ہے یا یہ مال غلام کا ہوگا ؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر آزاد کرتے وقت وہ جانتا تھا کہ غلام کے پاس مال ہے تو مال اس غلام کا ہوگا اور اگر وہ نہیں جانتا تھا تو پھر وہ مال مالک کی اولاد کا ہوگا۔

(۳۴۵۲) جمیل نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس نے اپنے مرتے وقت اپنے غلام کو آزاد کر دیا اور اس پر لوگوں کا قرض ہے۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر غلام کی قیمت اس کے قرض سے دوگنی ہے تو اس کا آزاد کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۳۴۵۳) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں تو میرا غلام آزاد ہے حالانکہ اس شخص پر لوگوں کا قرض ہے۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ مرتا ہے اور اس پر اتنا ہی قرض ہے کہ جو غلام کی قیمت کو دائرہ میں لیتا ہے (یعنی وہ قرض غلام کی قیمت سے زیادہ ہے) تو غلام کو فروخت کر دیا جائیگا اور اگر وہ قرض غلام کی قیمت کو اپنے دائرہ میں نہیں لیتا (یعنی وہ قرض غلام کی قیمت سے کم ہے) تو وہ غلام محنت مزدوری کر کے اپنے مالک کے قرض کو ادا کرے گا اور اس کے بعد آزاد ہو جائے گا۔

(۳۴۵۴) محمد بن مروان نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے اپنے ترکہ میں ساٹھ غلام چھوڑے اور ان میں سے ایک تہائی کو آزاد کر دینے کی وصیت فرمائی۔ تو میں نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی اور اس کے ذریعہ بیس کو نکالا اور انہیں آزاد کر دیا۔

(۳۴۵۵) حریز نے محمد بن مسلم سے اور اس نے ان دونوں امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ایک غلام کئی وارثوں کے درمیان میں چھوڑا۔ تو ان وارثوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ مرنے والے نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ گواہ قابل قبول ہے تو وہ سب کا ضامن نہیں بنے گا بلکہ اس کی گواہی اس کے ہی لئے جائز ہوگی۔ اور غلام محنت مزدوری کر کے دوسرے ورثا کے حصوں کی رقم ادا کرے گا۔

باب :- تدبیر

(اپنی حیات کے بعد ہر غلام کی آزادی کو معلق کر دینا)

(۳۴۵۶) اسحاق بن عمّار نے حضرت ابوابرہیم علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام کو اپنی زندگی کے بعد کے لئے آزاد کیا۔ مگر اس کے بعد اسے اس غلام کی قیمت کی ضرورت پڑگئی؟ آپؑ نے فرمایا اس کو فروخت کر دے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اور اگر اس کو غلام کی احتیاج نہیں ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر غلام راضی ہے تو پھر فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۴۵۷) جمیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے غلام مدبر کے متعلق دریافت کیا کہ کیا وہ فروخت کیا جاسکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس کے مالک کو اس کی قیمت کی احتیاج ہے اور غلام راضی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۴۵۸) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام یا اپنی کنیز کو اپنی زندگی کے بعد کے لئے آزاد کیا مگر اس کے بعد اس کو اس کی قیمت کی ضرورت پیش آئی تو کیا وہ اس کو فروخت کر دے۔ آپؑ نے فرمایا نہیں لیکن یہ کہ وہ اس خریدار سے یہ شرط کر لے کہ وہ میرے مرنے کے بعد اس کو آزاد کر دے گا۔

(۳۴۵۹) اور حضرت ابوابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ایک ایسی عورت کے متعلق جس نے اپنی کنیز کو اپنی زندگی کے بعد کے لئے آزاد کر دیا تھا مگر اس کے بعد اس کنیز کے ایک لڑکی پیدا ہوئی اب اس کو نہیں معلوم کہ یہ لڑکی مدبر ہے یا نہیں (یعنی اس کی زندگی کے بعد آزاد ہوگی یا نہیں)آپؑ نے فرمایا سوال یہ ہے کہ وہ کنیز کب حاملہ ہوئی مدبرہ ہونے کے بعد یا مدبرہ ہونے سے پہلے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا ان دونوں سے اجنبی ہوں۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ کنیز مدبرہ ہونے سے پہلے حاملہ ہوئی تھی اور اس نے اپنی مالکہ کو نہیں بتایا تھا کہ میرے پیٹ میں حمل ہے تو وہ کنیز مدبرہ رہے گی

اور اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے (لڑکا یا لڑکی) وہ غلام اور اگر حاملہ ہونے سے پہلے وہ مدبرہ ہو چکی تھی حاملہ بعد میں ہوئی تھی تو اس کا بچہ ماں کے ساتھ مدبر ہوگا اس لئے کہ وہ بچہ تدبیر کے بعد وجود میں آیا ہے۔

(۳۴۶۰) اور حسن بن علی وشاء نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی کنیز کو بحالت حمل مدبرہ بنا دیا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس شخص کو اپنی کنیز کے حاملہ ہونے کا علم تھا تو جو کچھ اس کنیز کے بطن میں ہے وہ بھی مدبر ہے اور اگر اسے علم نہ تھا تو جو کچھ اس کے شکم میں ہے وہ غلام ہوگا۔

راوی کا بیان ہے کہ نیز میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو اپنے غلام کو مدبر اس وقت کرتا ہے جب خوشحال تھا مگر پھر وہ محتاج ہو گیا تو کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ اس غلام کو فروخت کر دے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگر اس کو اس کے فروخت کرنے کی ضرورت پیش آجائے۔

(۳۴۶۱) علاء سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں امامین علیہما السلام سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا ایک تہائی (حصہ کا غلام) مدبر (کے بارے میں کہ) مالک کے لئے جائز ہے کہ اپنے ایک تہائی حصہ کی تدبیر واپس لیلے خواہ اس نے حالت صحت میں وصیت کی ہو یا حالت مرض میں۔

(۳۴۶۲) ابان نے ابو مریم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی کنیز کو اپنی حیات کے بعد کے لئے آزاد کیا اب کیا وہ اس سے مجامعت یا نکاح کر سکتا ہے یا اس کی خدمت کو جو وہ اس کی حیات میں کرے گی فروخت کر سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں جو چاہے کرے۔

(۳۴۶۳) عاصم نے ابو بصیر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے ایک غلام اور ایک کنیز کے متعلق دریافت کیا جو مالک کے بعد آزاد کر دیئے گئے ہیں تو آپؑ نے فرمایا اگر مالک چاہے تو ان کو مکاتب بنا دے (یعنی ایک معینہ رقم ادا کر کے وہ آزاد ہو جائیں) لیکن اس کو یہ جائز نہیں کہ وہ انہیں فروخت کرے مگر یہ کہ غلام خود چاہے کہ مالک اپنی مدت حیات تک کے لئے اس کو فروخت کر دے اور مالک کے لئے یہ جائز ہے کہ اگر غلام کے پاس مال ہے تو اس کو لیلے۔

(۳۴۶۴) اور عبداللہ بن سنان نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے اپنی موت کے بعد کے لئے اپنی ایک خادمہ کا ایک تہائی حصہ آزاد کر دیا تو اب اس کے گھر والوں پر یہ واجب ہے کہ خواہ وہ چاہیں اس خادمہ کو مکاتب بنا دیں (یعنی ایک رقم معین کر دیں اور مہلت دیں کہ محنت مزدوری کر کے وہ رقم ادا کر دے اور آزاد ہو جائے) آپؑ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس عورت کو اس خادمہ میں (از روئے وصیت) ایک تہائی کا حق ہے اور دو تہائی وارثوں کا حق ہے۔ اپنے حصے کے مطابق وہ اس سے خدمت لیں اور اس عورت کا حق جس قدر تھا (اس سے تو) اس نے اس کو آزاد کر دیا ہے۔

(۳۴۶۵) ابان نے عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر مجھ کو کوئی حادثہ ہو جائے (میں مرجاؤں) تو تم آزاد ہو اور اس شخص پر قسم یا ظہار کے کفارے میں ایک غلام آزاد کرنا واجب تھا اب کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ جس غلام سے یہ کہا ہے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے اسے اپنی قسم کے کفارے میں آزاد کر دے؟ آپؑ نے فرمایا اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ جس کو وہ مدبر کر چکا ہے اس کو کفارے میں محسوب کرے۔

(۳۴۶۶) وھیب بن حفص نے ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مقروض تھا اور قرض سے گریز کے لئے اس نے اپنے غلام کو مدبر کر دیا آپؑ نے فرمایا اس کے لئے یہ تدبیر درست نہیں ہے ہاں اگر اس نے بحالت صحت و سلامتی (یعنی جب اس پر کسی کا قرض نہ تھا) مدبر کیا ہے تو پھر قرض خواہ کا اس پر کوئی اختیار نہیں ہے۔

(۳۴۶۷) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے برید بن معاویہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنے غلام کو جو تاجر اور دولتمند تھا مدبر کر دیا اور غلام مدبر نے اپنے مالک کی اجازت سے ایک کنیز خریدی اور اس کنیز سے اس غلام مدبر کی متعدد اولاد پیدا ہو گئی اور وہ غلام مدبر اپنے مالک سے پہلے مر گیا۔ آپؑ نے فرمایا میری نظر میں اس غلام مدبر کا جو کچھ مال متاع اور کھیتی باڑی ہے وہ سب اس مالک کا ہے جس نے اس کو مدبر کیا تھا اور اس کے بچوں کی ماں اس کی کنیز رہے گی جس نے اپنے غلام کو مدبر کیا ہے اور میری نظر میں یہ بچے اپنے باپ کی طرح مدبر رہیں گے اور جس نے ان کے باپ کو مدبر کیا تھا جب وہ مرے گا تو بچے آزاد ہونگے۔

(۳۴۶۸) حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو غلام مدبر ہوا ہے وہ مالک کی ملکیت کے ایک تہائی میں سے ہونا چاہیئے اور اس غلام مدبر نے اور غلام مکاتب نے اور ام ولد نے جو بھی جرم کیا ہے ان سب کے جرائم کا ضامن مالک ہوگا۔

باب :- مکاتبہ

(غلام اور مالک کے درمیان یہ اقرار نامہ ہو جائے کہ اتنی رقم ادا کرنے پر غلام آزاد ہو جائے گا)

(۳۴۶۹) محمد بن سنان نے علاء بن فضیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول فکاتبو ھم ان علمتم فیھم خیرا (سورہ النور آیت نمبر ۳۳) (ان سے مکاتبہ کرلو اگر تم ان میں خیر کا علم رکھتے ہو) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر تم جانتے ہو کہ یہ مال دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا اور و آتو ھم من مال اللّٰہ الذی آتاکم (سورہ النور آیت نمبر ۳۳) (اور اللہ نے جو مال تم لوگوں کو دیا ہے ان میں سے ان لوگوں کو بھی دو) اس سے کیا مراد ہے آپؑ نے فرمایا تم وہ رقم جو اس (غلام) سے قسطوں میں وصول کروگے اور تمہارا اس میں سے کچھ گھٹانے یا بڑھانے کا ارادہ نہیں ہے تو بھی ان قسطوں میں سے کچھ وضع کر دو۔ میں نے عرض کیا کہ کتنی ؟ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے تو اپنے ایک غلام مکاتب کی چھ ہزار میں سے ایک ہزار وضع کر دی تھیں۔

(۳۴۷۰) اور عمرو بن شمر نے جابر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام مکاتب پر یہ شرط لگا دی گئی ہے کہ اگر وہ رقم کی ادائیگی سے عاجز رہا تو اس کو دوبارہ غلامی میں واپس لے لیا جائے گا چنانچہ وہ تھوڑی سی ادائیگی بھی نہ کرسکا اور اس سے قبل ہی عاجز ہوگیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب تک تین سال نہ گزر جائیں وہ غلامی میں واپس نہیں کیا جائے گا ابتداء میں اگر اس نے کچھ ادا کیا ہے تو وہ اسی مقدار میں آزاد بھی ہوگا اور اگر اس نے ابتداء میں کچھ ادا کر دیا ہے تو لوگوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کو غلامی میں دوبارہ واپس کر دیں۔

(۳۴۷۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق دریافت کیا گیا جو مکاتبہ کی رقم کی کچھ ادائیگی کر چکا ہے اور اب مزید ادائیگی سے عاجز ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس کی طرف سے مال صدقہ میں سے ادا کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے انما الصدقات للفقرآء و المساکین و العاملین علیہا و المو لفۃ قلوبھم و فی الرقاب و الغارمین و فی سبیل اللّٰہ و ابن السبیل فریضۃ من اللّٰہ (سورہ توبہ آیت نمبر ۶۰) (خیرات تو بس خاص فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ وغیرہ کے کارندوں کا اور جن کی تالیف قلب کی گئی ہے ان کا اور جن کی گردنوں میں غلامی کا پھندا پڑا ہوا ہے ان کا اور قرضداروں کا جو خود ادا نہیں کرسکتے اور اللہ کی راہ میں جہاد میں اور مسافروں کی کفالت میں خرچ کرنا چاہیئے یہ حقوق اللہ کی طرف سے مقرر ہیں)۔

(۳۴۷۲) علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام کو مکاتب بنا دیا اور مکاتب بنانے کے بعد اس نے مکاتب سے کہا کہ مجھے اپنے مکاتبہ کی رقم میں بطور

ہبہ دیدو میں تمہارے مکاتبہ میں تعجیل کروں گا تو کیا یہ اس کے لئے جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ اس سے بطور ہبہ لینا چاہتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر وہ کہتا ہے کہ میری طرف سے تمہاری قسط گھٹ جائے گی اور میں تم کو آزاد کرنے میں تعجیل کروں گا تو یہ درست نہیں ہے۔

(۳۴۷۳) عمّار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے لئے دریافت کیا جو دو مالکوں کے درمیان مشترک ہے ان میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کردیا اور دوسرا روکے ہوئے ہے اب یہ غلام کیا کرے آپؑ نے فرمایا وہ غلام ایک دن اس دوسرے شخص کے لئے کام کرے گا اور ایک دن اپنے لئے۔ میں نے عرض کیا اگر وہ غلام مرجائے اور کچھ مال چھوڑے؟ آپؑ نے فرمایا وہ مال دونوں مالکوں کے درمیان جس نے آزاد کیا ہے اور جس نے آزاد نہیں کیا نصف نصف تقسیم ہوگا۔

(۳۴۷۴) ابن محبوب نے عمر بن یزید سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اب تک اس کا مالک اپنے مالکانہ حق کے طور پر اس سے ہر سال ایک معینہ رقم وصول کرتا رہا جو اس نے فرض کردی تھی اور اس رقم پر اس کا مالک اس سے راضی تھا اب اس غلام نے اپنے مالک کو حقِ مالکانہ کے طور پر جو کچھ ادا کیا کرتا تھا اس کے علاوہ اپنی تجارت میں زائد رقم کمائی ۔ آپؑ نے فرمایا کہ جو رقم مالک نے اس پر فرض کی تھی جب اس نے ادا کردی تو اب جو کچھ اس نے اس کے علاوہ کمایا وہ خود غلام کا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو فرائض عائد کئے ہیں اگر بندوں نے ان کو ادا کردیا ہے تو پھر وہ ان سے اور کسی چیز کی پُرسش نہیں کرے گا۔ میں نے عرض کیا پھر غلام کو یہ حق ہے کہ مالک نے جو کچھ اس پر فرض کیا اس کی ادائیگی کے بعد جو کچھ اس نے کمایا ہے اس میں سے کچھ تصدق کرے اور غلام خرید کر اسے آزاد کرے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اور اس کو اس کا ثواب ملے گا۔

میں نے عرض کیا اب اس نے جو کچھ کمایا اس سے مالک کی سالانہ رقم کی ادائیگی کے بعد اگر اس نے ایک غلام خرید کر آزاد کردیا تو اب اس غلام کی ولایت اور سرپرستی کا حق کس کو ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا وہ جائے اور جس کو چاہے اپنا ولی اور سرپرست بنائے جو بھی اس کی طرف سے تاوان اور خون بہا کا ضامن ہو وہی اس کا ولی و سرپرست اور اس کا وارث ہوگا۔

میں نے عرض کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ ولایت و سرپرستی کا حق اسے ہے جو اس کو آزاد کرتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا یہ ایک کھلی چھوڑی ہوئی اونٹنی ہے اس کی سرپرستی اور ولایت ایک غلام کو نہیں ہو سکتی جو خود اسی کے مثل غلام ہو۔ میں نے عرض کیا اور اگر وہ غلام جس نے اس کو آزاد کیا ہے اس کی طرف سے تاوان وغیرہ جو اس پر لازم آتا ہے اس کا ضامن بن جائے تو وہ اس کا ولی و وارث ہو جائیگا؟ آپؑ نے فرمایا یہ جائز نہیں ایک آزاد کا

وارث ایک غلام نہیں ہو سکتا۔

(۳۴۷۵) ابان نے ابوالعباس سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے یہ کہا کہ میرا غلام آزاد ہے مگر اسے سال بھر تک یہ کام کرنا لازم ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ غلام آزاد ہے مگر اس کو وہ سب کام کرنا ہے۔ میں نے عرض کیا مگر ابن ابی لیلی کا خیال ہے کہ وہ غلام آزاد ہے اور اس پر کوئی کام لازم نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا وہ غلط کہتا ہے حضرت علی علیہ السلام نے ابو نیزر و عیاض و رباح کو آزاد کیا ان سب پر سال بھر تک فلاں فلاں کام کرنا لازم تھا اور ان سالوں میں ان سب کا کھانا کپڑا از روئے نیکی واحسان (دیا جاتا) تھا۔

(۳۴۷۶) قاسم بن برید نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک غلام مکاتب کے متعلق جس پر کچھ شرط لگائی گئی تھی کہ اگر وہ اس سے عاجز رہا تو پھر غلام بن جائیگا۔ آپ نے فرمایا تمام مسلمان اپنی شرائط کا پاس کرتے ہیں۔

(۳۴۷۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غلام مکاتب کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ان پر جو شرط عائد کی جائے جائز ہے (بشرطیکہ کتاب وسنت کے خلاف نہ ہو)۔

(۳۴۷۸) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسی کنیز مکاتبہ کے متعلق فیصلہ فرمایا جو وفات پا گئی مگر اس نے مکاتبت کی سالانہ قسط ادا کر دی تھی اور اسی مکاتبت کے زمانہ میں ایک لڑکا بھی پیدا ہو گیا تھا تو آپؑ نے لڑکے کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جس طرح اس کی ماں آزاد ہوتی اسی طرح یہ لڑکا بھی آزاد ہوگا اور جس طرح اس کی ماں دوبارہ کنیز بنتی اس طرح یہ غلام بنے گا۔

(۳۴۷۹) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک غلام مکاتب کے متعلق روایت کی ہے جس پر اس کے مالک نے یہ شرط عائد کر دی ہے کہ وہ بغیر اس کی اجازت کے نکاح نہیں کرے گا جب تک وہ مکاتبہ کی پوری رقم ادا نہ کر دے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس غلام مکاتب پر لازم ہے کہ بغیر مالک کی اجازت نکاح نہ کرے۔ اس لئے کہ اس کو اپنی شرط پر عمل کرنا واجب ہے۔

(۳۴۸۰) جمیل بن درّاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کر دیتا ہے اور وفات پا جاتا ہے۔ اور اس کا خود اس کی کنیز سے ایک لڑکا ہے اور اس نے ترکہ میں مال بھی چھوڑا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ (لڑکا) مکاتبہ کی بقیہ رقم ادا کرے گا اور اس کے بعد جو کچھ بچ جائیگا وہ اس کا وارث ہو جائیگا۔

(۳۴۸۱) اور سماعہ نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے غلام کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے مالک نے مکاتب بنا دیا

ہے حالانکہ وہ جانتا تھا کہ غلام کے پاس نہ تھوڑا نہ بہت کچھ مال نہیں ہے۔آپؑ نے فرمایا کہ وہ اس کو مکاتب بنا دے خواہ اس غلام کو لوگوں سے بھیک ہی کیوں نہ مانگنی پڑے۔غلام کے پاس کچھ مال نہ ہونا مکاتبت کے لئے مانع نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی بندوں کو روزی دیتا ہے بعض کو بعض کے ذریعے اور احسان کرنے والے کی اللہ مدد کرتا ہے۔

(۳۴۸۲) نیز آنجنابؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جس نے اپنے مملوک (غلام) کو اختیار دیا تو اس نے اپنے مالک سے مکاتبہ کی درخواست کی تو کیا مالک کے لئے یہ جائز ہے کہ غلام کی قیمت سے زیادہ رقم پر مکاتبہ کرے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۳۴۸۳) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام کے متعلق روایت کی ہے جو مکاتبہ کرتا ہے اور اس کے جتنے مالک ہیں وہ یہ شرط عائد کرتے ہیں کہ اگر مکاتبہ کی رقم کی ادائیگی سے عاجز رہا تو پھر وہ دوبارہ غلام بن جائیگا اور جو کچھ اس نے مکاتبہ کی رقم ادا کی ہوگی اس کو یہ سب لے لینگے۔آپؑ نے فرمایا (ہاں) اپنی شرط کی بنا پر وہ سب یہ اداشدہ رقم ضبط کرلیں گے۔

(۳۴۸۴) معاویہ بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک ایسے غلام کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے نفس اور اپنے مال کے لئے مکاتبہ کیا کہ رقم مکاتبہ کی ادائیگی کے بعد وہ آزاد ہو جائے گا اور اس کے بعد جو رقم باقی رہے گی وہ غلام کی ہوگی اور اس کی ایک کنیز تھی اور شرط یہ عائد ہوئی تھی کہ وہ نکاح نہیں کرے گا۔مگر اس نے کنیز کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرلیا۔آپؑ نے فرمایا کہ اس کے لئے یہ جائز نہیں تھا کہ اپنے مال میں سوائے کھانے پینے کے کچھ اور خرچ کرتا اور اس کا نکاح فاسد ومردود ہے۔تو عرض کیا گیا کہ اگر اس کے مالک کو اس کے نکاح کا علم تھا مگر وہ کچھ نہیں بولا؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ علم کے باوجود خاموش رہا تو گویا اس نے اس کو منظور کرلیا۔پھر عرض کیا گیا کہ اگر اب وہ غلام مکاتب آزاد ہوجائے کیا وہ اس سے دوبارہ نکاح کرے گا یا وہی پہلا نکاح قائم رہے گا؟ آپؑ نے فرمایا اس کا وہی پہلا نکاح قائم رہے گا۔

(۳۴۸۵) علی بن نعمان نے ابو صباح سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے لئے روایت کی ہے کہ جس نے اپنے مکاتبہ کی نصف رقم ادا کردی تھی اور نصف ابھی باقی تھی کہ اس کے مالکوں نے اس کو بقیہ رقم کے لئے کہا تو اس نے ان سے کہا کہ آپ لوگ مجھ سے بقیہ رقم یکمشت لے لیں۔آپؑ نے فرمایا وہ لوگ اس سے بقیہ رقم یکمشت لے کر اس کو آزاد کردیں۔

اور ایک غلام مکاتب کے متعلق فرمایا جس نے اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کردی اس کے بعد مرگیا اور اس نے اپنا ایک لڑکا چھوڑا اور مکاتبہ کی جتنی رقم اس پر باقی تھی اس سے زائد مال چھوڑا۔آپؑ نے فرمایا اس کے مالکان مکاتبہ کی بقیہ رقم لے لینگے اور جو باقی رہے گا وہ اس کے لڑکے کے لئے ہے۔

(۳۴۸۶) ابن ابی عمیر نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق جو مرجاتا ہے اور اس نے اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کر دی ہے اور اس کا اس کی کنیز سے ایک لڑکا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس پر یہ شرط لگا دی گئی تھی کہ وہ رقم کی ادائیگی سے عاجز رہا تو پھر غلام رہ جائیگا۔ تو وہ لڑکا اور وہ کنیز دونوں مملوک ہوجائیں گے اور اگر اس پر یہ شرط عائد نہیں کی گئی تھی تو پھر اس کا لڑکا مکاتبہ کی بقیہ رقم ادا کر دے گا اور جو کچھ بچ رہے گا وہ اس کا وارث قرار پائے گا۔

(۳۴۸۷) جمیل بن دراج نے مہزم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق دریافت کیا جو مرجاتا ہے اور اس کی اولاد ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس مکاتب پر شرط رکھ دی گئی تھی تو اس کی اولاد مملوک بن جائیگی اور اگر اس پر کوئی شرط نہیں رکھی گئی تھی تو اس کی اولاد اپنے باپ کی رقم مکاتبہ کی ادائیگی کی کوشش کرے گی۔ اور جب ادا کر لیگی تو آزاد ہو جائیگی۔

(۳۴۸۸) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر غلام مکاتب اپنے مالک سے یہ شرط لگا دے کہ میرا والی و وارث کوئی نہ ہوگا۔ (بلکہ میں جسے چاہوں گا اپنا والی و وارث بناؤں گا) یا مالک غلام مکاتب پر یہ شرط لگا دے کہ اس کا والی و وارث میں ہوں گا اور غلام مکاتب نے اس کا اقرار کر لیا تو پھر وہ اس کا والی و وارث بنے گا۔

نیز آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایسے غلام مکاتب کے لئے فیصلہ فرمایا جس سے آزاد کرتے وقت مالک نے اس کے والی و وارث ہونے کی شرط لگا دی تھی مگر مکاتب نے ایک دوسرے شخص کی لڑکی سے نکاح کیا اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور وہ لڑکا آزاد ہو گیا۔ پھر وہ غلام مکاتب انتقال کر گیا اور اس کا لڑکا اس کا وارث ٹھہرا۔ اب اس لڑکے کے متعلق اختلاف ہوا کہ اس کا وارث کون ہوگا تو آپؑ نے اس کو اس کے باپ کے مالکوں سے ملحق کر دیا۔

(۳۴۸۹) اور حضرت علی علیہ السلام نے ایک کنیز مکاتبہ کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جس نے وفات پائی اور سالانہ رقم مکاتب ادا کر چکی تھی جو اس پر عائد ہوتی تھی اور اس کی زمانہ مکاتب ہی میں اس کے لڑکا پیدا ہو گیا تھا۔ تو آپؑ نے فیصلہ فرمایا کہ وہ لڑکا بھی اسی طرح آزاد ہوگا جس طرح اس کی ماں آزاد ہوتی اور وہ اسی طرح غلام بنے گا جس طرح اس کی ماں کنیز بنتی (یعنی مکاتبت کی شرائط پوری کرنے یا نہ کرنے پر)۔

(۳۴۹۰) اور عمر صاحب کرابیس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے غلام کو مکاتب بنا دیا اور اس نے شرط لگا دی کہ اس غلام کی وارثت اس کو ملے گی چنانچہ یہ مقدمہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اس کی شرط کو باطل قرار دیدیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شرط تیری شرط کے پہلے ہے۔

(۳۴۹۱) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے قول فکاتبو ھم ان علمتم فیھم خیراً (سورہ نور آیت ۳۳) (ان سے مکاتبہ کر لو اگر تم ان میں خیر کا علم رکھتے ہو) کے متعلق روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ خیر یہ ہے کہ وہ گواہی دے کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں ۔ نیز اس کے ہاتھ میں کوئی کام یا کوئی حرفت ہو۔

(۳۴۹۲) قاسم بن سلیمان سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام غلام مکاتب کو محنت مزدوری پر لگوا دیا کرتے اس لئے کہ لوگ اس زمانہ میں یہ شرط نہیں لگایا کرتے کہ اگر وہ رقم کی ادائیگی سے عاجز رہا تو پھر غلام بن جائیگا۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کی خود اپنی شرطیں تھیں۔

نیز آپؑ نے فرمایا کہ غلام مکاتب کا تین قسطوں تک انتظار کیا جائیگا اگر وہ اقساط کی ادائیگی سے عاجز رہا تو پھر غلام بنا لیا جائیگا۔

(۳۴۹۳) راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے قول خدا و آتو ھم من مال اللّٰہ الذی آتاکم (سورہ نور آیت ۳۳) (اور دو ان کو اللہ کے مال میں سے جو اس نے تم کو دیا ہے۔) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ نے فرمایا ایسا نہ کرے کہ جس رقم پر مکاتبہ کا ارادہ کیا ہے اس پر (کم) نہ کرے (بلکہ) اس رقم کو زیادہ کرکے بتائے اور پھر اس زیادہ رقم کو گھٹائے بلکہ جس رقم پر مکاتبہ کی نیت ہے اس میں سے کچھ گھٹائے۔

باب :۔ آزاد کرنے والے کی ولایت و سرپرستی

(۳۴۹۴) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ولایت کی قرابت نسبی قرابت کے مانند ہے نہ اس کو فروخت کیا جاسکتا ہے اور نہ کسی کو ھبہ کیا جاسکتا ہے۔

(۳۴۹۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ آپؑ لوگ یہ کیوں کہتے ہیں کہ ایک شخص کا موالی (آزاد کردہ غلام) اسی میں سے ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ وہ موالی اس کی طینت سے خلق ہوا پھر ان دونوں میں جدائی ہوگئی پھر اسیری نے اس کو اس کی طرف پلٹا دیا پھر چونکہ اسی کی طینت اس میں بھی تھی اس لئے وہ اس پر مہربان ہوگیا اور اس نے آزاد کردیا اس لئے وہ اسی میں سے ہے۔

(۳۴۹۶) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک اور شخص کو اپنے قسم کے کفارہ یا ظہار کے کفارے میں آزاد کیا تو اس کی ولایت و سرپرستی کس کے لئے ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کا والی و سرپرست وہی ہوگا جس نے اس کو آزاد کیا ہے۔

(۳۴۹۷) اور عبیداللہ بن علی حلبی کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ بریرہ جو کنیز تھی وہ اپنے شوہر کے پاس رہتی تھی اس کو (بی بی) عائشہ نے خرید کر آزاد کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اختیار دیا کہ وہ چاہے اپنے شوہر کے پاس رہے اور اگر چاہے تو وہ شوہر سے جدائی اختیار کر لے اور وہ مالکان جنہوں نے اس کو فروخت کیا تھا انہوں نے (بی بی) عائشہ پر یہ شرط عائد کر دی تھی کہ اس کنیز کے والی و وارث وہی لوگ رہیں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا والی و وارث وہ ہوگا جس نے اس کو آزاد کیا ہے۔ اور بریرہ کے پاس کسی نے صدقہ کا گوشت بھیجا اور اس نے وہ گوشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ بھیجا تو (بی بی) عائشہ نے اس گوشت کو روکا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقہ نہیں کھاتے چنانچہ وہ گوشت رکا رہا اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ یہ گوشت کیسا ہے کیوں نہیں پکایا گیا؟ تو (بی بی) عائشہ نے کہا یا رسول اللہ یہ بریرہ کے پاس صدقہ بھیجا گیا تھا اور آپ تو صدقہ کھاتے نہیں۔ آپؑ نے فرمایا یہ اس کیلئے صدقہ ہے اور ہم لوگوں کے لئے تو ہدیہ ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گوشت کو پکانے کا حکم دیا تو اس واقعہ سے آپ کی تین سنتیں جاری ہوئیں۔ (پہلی یہ کہ آزاد شدہ کنیز کو اپنے فسخ نکاح کا اختیار ہوگا۔ دوسرے یہ کہ ولایت اس کی ہوگی جس نے آزاد کیا ہے اس کی نہ ہوگی جس نے اپنی ولایت کی شرط لگائی ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر کسی نے کسی کو صدقہ دیا اور اس نے وہ ہدیہ کر دیا تو نبی ہاشم کے لئے حلال ہے کیونکہ وہ ان لوگوں کے لئے صدقہ نہیں رہ گیا۔)

(۳۴۹۸) صفوان بن یحییٰ نے عیص بن قاسم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک غلام خریدا اور اس غلام کی ایک آزاد عورت سے اولادیں ہیں پھر اس شخص نے اس غلام کو آزاد کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا اس کی اولاد کا والی و وارث وہ ہوگا جس نے اس کو آزاد کیا ہے۔

(۳۴۹۹) بکر بن محمد سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ساتھ علی بن عبدالعزیز تھا۔ آپؑ نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ میرے مولا ہیں۔ آپؑ نے پوچھا کہ تم لوگوں کو انہوں نے آزاد کیا ہے یا ان کے باپ نے؟ میں نے عرض کیا (انہوں نے نہیں) بلکہ ان کے باپ نے۔ آپؑ نے فرمایا پھر یہ تمہارے مولا نہیں ہوئے یہ تو تمہارے بھائی یا تمہارے چچا زاد بھائی ہوئے۔ مولا وہ ہوتا ہے جس نے نعمت آزادی بخشی ہو۔ جب ان کے باپ نے (تمہیں) نعمت آزادی بخشی ہے تو یہ

تمہارے بھائی اور چچا زاد بھائی ہوئے۔
نیز راوی کا بیان ہے ایک شخص نے آنجنابؑ سے دریافت کیا اور میں وہاں حاضر تھا اس نے دریافت کیا کہ میرا ایک غلام ہے جو شراب پیتا ہے اور ان امور مکروہ میں آلودہ ہے میرا ارادہ ہے کہ اس کو آزاد کر دوں۔ تو اس کا آزاد کرنا آپؑ کے نزدیک بہتر ہے یا میرا اس کو فروخت کر دینا اور اس کی قیمت کو تصدق کر دینا؟ آپؑ نے فرمایا بعض اوقات آزاد کرنا بہتر ہے اور بعض اوقات تصدق کرنا بہتر ہے۔ آزاد کرنا اس وقت افضل و بہتر ہے۔ جب وہ نیکوکار ہوا اور جب بدکار ہو تو اس کی قیمت کو تصدق کرنا بہتر ہے اور یہ شخص جب اس حالت کا ہے تو میرے نزدیک اس کا فروخت کر دینا بہتر ہے۔
(۳۵۰۰) حسن بن محبوب نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو اپنے کسی قرابتدار و صاحب رحم کا مالک ہو گا اب کیا اس کے لئے یہ بہتر ہے کہ اس کو فروخت کر دے یا اس کو غلام بنائے رکھے؟ آپؑ نے فرمایا اس کو اس کا فروخت کرنا درست نہیں ہے اور نہ اس کو اپنا غلام بنائے رکھنا درست ہے۔ وہ اس کا مولا اور دینی بھائی ہے ان دونوں میں سے جو مرے گا دوسرا اس کا وارث ہو گا مگر یہ کہ اس کا کوئی اور رشتہ دار ہو جو اس سے زیادہ قریبی ہو۔
(۳۵۰۱) حذیفہ بن منصور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ آزاد کرنے والا ہی مولا ہوتا ہے اور اس کی اولاد جس کی طرف چاہے خود کو منسوب کرے۔
(۳۵۰۲) اور حسن بن محبوب نے خالد بن جریر سے انہوں نے ابی ربیع سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سائبہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا اور اس سے کہا کہ تو جدھر چاہے چلا جا نہ تیری میراث میں میرے لئے کچھ ہو گا نہ تیرے جرائم کا مجھے کوئی تاوان دینا پڑے گا اور وہ اس پر دو آدمیوں کو گواہ بنا دے۔
(۳۵۰۳) شعیب سے روایت کی گئی ہے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے ایک غلام کے متعلق دریافت کیا گیا جسے بحیثیت سائبہ آزاد کر دیا گیا ہو۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ جس کو چاہے اپنے جرائم کا ذمہ دار اور متولی بنادے اس کی میراث اس کو ملے گی۔ راوی کا بیان ہے کہ اور اگر وہ بالکل خاموش رہے کسی کو اپنا متولی نہ بنائے یہاں تک کہ مرجائے؟ آپؑ نے فرمایا پھر اس کا مال مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کر دیا جائیگا۔
(۳۵۰۴) اور ابن محبوب نے عمّار بن ابی الاحوص سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے سائبہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں دیکھو جہاں کہیں تحریر رقبہ (بندہ آزاد) کرنے کا ذکر آیا ہے تو اے عمّار وہی ایسا سائبہ ہے کہ سوائے اللہ کے مسلمانوں میں سے اس کا کوئی والی و وارث نہیں ہے اور جس کا والی و وارث اللہ تعالیٰ

ہے اس کا والی و وارث اللہ کا رسول ہے اور جس کا والی و وارث اللہ کا رسول ہے اس کا والی و وارث امام ہے اور اس کے جرم کا تاوان بھی امام پر ہے اور اس کی میراث انہی کے لئے ہے۔

(۳۵۰۵) یاسین نے حریز سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا ایک مملوک خود کو خریدنا چاہتا ہے اور اس نے اس کے لئے ایک آدمی کو فریب میں لیا۔ کیا وہ شخص جو اس کے فریب میں آگیا ہے اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ (اسے خود) اس مملوک کی رقم سے خرید لے اور مالک کو نہ بتائے کہ اس نے اس غلام کو اسی کی رقم سے خریدا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ اور اگر وہ چاہتا ہے کہ یہ معاملہ اس کے اور اللہ کے درمیان درست ہوجائے اور وہ اس کا ولی و سرپرست بھی ہوجائے تو مملوک کی قیمت میں کچھ اپنی طرف سے ملا کر اضافہ کردے اپنی رقم اس کی قیمت میں ملا کر اضافہ کرنے سے اس کو اس غلام کی ولایت حلال ہوجائے گی اور پھر وہ اس آزاد شدہ غلام کا والی و وارث بنا رہے گا۔

(۳۵۰۶) حسن بن محبوب نے ابوایوب سے انہوں نے بریدہ عجلی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جس پر ایک بندہ آزاد کرنا واجب تھا۔ مگر وہ آزاد کرنے سے پہلے ہی مرگیا تو اس کے لڑکے نے جا کر اپنی کمائی سے ایک غلام خریدا اور اس کو اپنے باپ کی طرف سے آزاد کردیا اور اس آزاد شدہ غلام نے مال کمایا اس کے بعد وہ مرگیا اور سارا مال چھوڑ گیا تو اس کی میراث کون پائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر اس کے باپ پر غلام کا آزاد کرنا بربنائے نذر یا بربنائے شکر یا کسی اور بنا پر واجب تھا تو وہ آزاد کردہ غلام سائبہ ہوگا اس پر کسی کی ولایت نہ ہوگی۔ اور اگر اس نے اپنی موت سے پہلے مسلمانوں میں سے کسی کو اپنا متولی بنا لیا تھا اور وہ اس کے گناہوں اور خطاؤں کے تاوان کا ضامن بن گیا تھا تو وہ اس کا والی و وارث ہوگا بشرطیکہ مسلمانوں سے کوئی اس غلام کا ایسا قریبی رشتہ دار نہ ہو جو اس کا وارث قرار پائے۔ اور اگر کسی نے کسی کو اپنا متولی نہیں بنایا تھا یہاں تک کہ مرگیا تو اس کی میراث امام المسلمین کو جائیگی بشرطیکہ مسلمانوں میں سے اس کا کوئی ایسا قرابتدار نہ ہو جو اس کا وارث قرار پائے۔ آپؑ نے فرمایا اور اگر اس کے باپ پر غلام کا آزاد کرنا مستحب تھا اور اس کے باپ نے اس کو حکم دیا تھا کہ میری طرف سے ایک غلام آزاد کردینا تو اس آزاد کردہ غلام کی تولیت و میراث مرنے والے کی تمام اولاد کے لئے ہوگی اور فرمایا وہ لڑکا جس نے اپنے باپ کے حکم سے غلام خریدا اور اس کو آزاد کیا ہے وہ بھی وارثوں میں سے ایک شمار کیا جائے گا۔ بشرطیکہ اس غلام کے مسلمانوں میں ایسے آزاد قرابتدار نہ ہوں جو اس کے وارث قرار پائیں۔ نیز فرمایا کہ اس کے اس لڑکے نے جس نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنے مال میں سے ایک غلام خرید کر اپنے باپ کی طرف بطور استحباب آزاد کیا ہے بغیر اس کے کہ اس کے باپ نے اس کو کوئی حکم دیا ہو تو وہی اس کا والی و وارث قرار پائے گا جس نے یہ غلام اپنے مال سے خریدا اور اپنے باپ کی طرف سے آزاد کیا ہے بشرطیکہ مسلمانوں میں سے اس غلام کے قربتداروں میں سے کوئی وارث نہ ہو۔

باب :- امہات الاولاد

(۳۵۰۷) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ام ولد کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ کنیز ہے فروخت کی جاسکتی ہے وراثت میں جاسکتی ہے ہبہ کی جاسکتی ہے اور شرعی حد (کی صورت میں اس پر) ایک کنیز کی شرعی حد جاری ہوگی۔

(۳۵۰۸) اور حسن بن محبوب نے وھب بن عبد ربّہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنی ام ولد کا نکاح اپنے ایک غلام سے کر دیا پھر مالک مرگیا؟ آپؑ نے فرمایا اس غلام کو کوئی اختیار نہیں کنیز وارثوں کی مملوکہ ہے۔

(۳۵۰۹) محمد بن علی بن محبوب کی روایت میں ہے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور انہوں نے بزنطی سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے وفات پائی اور اس کی ایک ام ولد تھی اور اس کا اس ام ولد سے ایک لڑکا ہے اب کیا کسی مرد کے لئے یہ درست ہے کہ وہ اس ام ولد سے نکاح کرلے؟ آپؑ نے فرمایا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ان امہات الاولاد کے لئے وصیت فرمائی جن کے پاس وہ برابر جایا کرتے تھے کہ جن امہات الاولاد میں جس کے کوئی لڑکا ہے وہ اپنے لڑکے کے حصے میں جائے گی اور جس کے کوئی لڑکا نہیں ہے وہ آزاد ہوجائیگی۔ اور آپؑ نے اس ام ولد کو جس کے کوئی لڑکا ہے اس کو اس کے لڑکے کے حصہ میں اس لئے قرار دیا تاکہ وہ بغیر اپنے گھر والوں کی (یعنی لڑکے کی) اجازت کے کوئی نکاح نہ کرے۔

(۳۵۱۰) اور سلیمان بن داؤد منقری نے عبدالعزیز بن محمد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا یا آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آزاد عورت پر لڑکے کو دودھ پلانے کے لئے جبر نہیں کیا جائے گا مگر ام ولد پر جبر کیا جاسکتا ہے۔

(۳۵۱۱) ابن مسکان نے سلیمان بن خالد سے اور انہوں نے ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام جب کوئی ایسا شخص مرجاتا جس کی زوجیت میں کوئی کنیز ہوتی تو اس کنیز کو اس (فوت شدہ) کے مال سے خرید کر آزاد کر دیتے پھر آزاد شدہ اس کنیز کو بھی اس کا وارث بنا دیتے۔

(۳۵۱۲) اور عمر بن یزید نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میں آپؑ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا کیا پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔ میں نے عرض

کیا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے امہات الاولاد کو کیوں فروخت کیا؟ آپؑ نے فرمایا کہ ان کو آزاد کرانے کے لئے
میں نے عرض کیا کہ یہ کیسے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جو کوئی مرد ایک کنیز خریدے اور اس سے اولاد پیدا کرے پھر اس کی قیمت
ادا نہ کرے اور نہ اتنا مال چھوڑے کہ اس سے اس کی قیمت ادا کی جائے تو اس کنیز سے اسکا لڑکا لے لیا جائیگا۔ اور اس کنیز
کو فروخت کرکے اس کی قیمت جو باقی ہے ادا کر دی جائیگی۔ میں نے عرض کیا تو پھر اور قرضوں کے لئے بھی اس کو فروخت
کیا جائیگا؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں۔

(۳۵۱۳) عاصم نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ
امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے اگر کوئی شخص ترکہ میں ایک کنیز چھوڑے اور اس کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہو یا اس کے
بطن میں ہو یا اس کے کوئی لڑکا نہ ہو تو اگر اس کے مالک نے اسے آزاد کر دیا ہو تو وہ آزاد ہے اور اگر اس نے آزاد نہیں کیا
یہاں تک کہ وہ مر گیا تو اس کے متعلق کتاب خدا میں بتا دیا گیا ہے اور کتاب خدا (میں میراث کے متعلق واضح حکم) حق
ہے۔ آپؑ نے فرمایا اور اگر اس کے لڑکا ہے اور ترکہ میں کچھ مال چھوڑا ہے تو اس کو اس کے لڑکے کے حصہ میں ڈال کر اس
لڑکے کے اولیا اس کنیز کو روکے رکھیں گے یہاں تک کہ لڑکا بڑا ہو جائے تو وہی اگر چاہے گا تو اس کو آزاد کرلے گا اور وہی
لوگ اس کے لڑکے کے وارث ہوں گے جب تک وہ کنیز رہے گی۔ اگر اس کے لڑکے نے اس کو آزاد کر دیا تو وہ آزاد ہو جائے
گی اور اگر وہ لڑکا مر گیا اور اس کو آزاد نہیں کیا تو یہ اولیا اگر چاہیں تو کنیز بنائیں یا چاہیں تو آزاد کر دیں۔

اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے اپنے ترکہ میں ایک کنیز چھوڑی
جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو چھوٹی تھی مگر واضح طور پر بات کرلیتی تھی اس نے اپنی ماں کو آزاد کر دیا تو اس لڑکی کے
موالی اس کے متعلق جھگڑنے لگے تو آپؑ نے اس لڑکی کا اپنی ماں کو آزاد کرنے کو جائز قرار دے دیا۔

(۳۵۱۴) حسین بن سعید نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے ولید بن ہشام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں مصر
سے چلا اور میرے ساتھ ایک غلام تھا چنانچہ میں عشر وصول کرنے والے کی طرف گزرا تو اس نے مجھ سے سوال کیا میں نے
کہہ دیا یہ سب کے سب آزاد ہیں پھر میں مدینہ آیا اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عشر
وصول کرنے والے سے جو کہا تھا اسے بیان کیا آپؑ نے فرمایا (غلام کے آزاد کر دینے سے) تجھ پر کوئی گناہ نہیں ہے میں نے
عرض کیا مگر ان میں ایک کنیز بھی تھی جس سے میں نے مجامعت کی تھی اور اس کے حمل قرار پا گیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کوئی
بات نہیں کیا اس کنیز کا یہ لڑکا نہیں جو اس کو آزاد کرے گا؟ اگر اس کا مالک مر گیا تو وہ کنیز اپنے لڑکے کے حصہ میں جائیگی
(اور آزاد ہو جائیگی)۔

باب :- حریت (آزادی)

(۳۵۱۵) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ تمام کے تمام انسان آزاد ہیں سوائے اس کے جو اپنی غلامی کا خود اقرار کرلے اور کہیں پایا گیا ہو وہ خواہ غلام ہو یا کنیز۔ اور جس کی غلامی کی دو آدمی گواہی دیں وہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

(۳۵۱۶) عباس بن عامر سے انہوں نے ابان سے انہوں نے محمد بن فضل ہاشمی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص اقرار کرتا ہے کہ وہ غلام ہے۔ آپ نے فرمایا اس اقرار کی وجہ سے وہ گرفت میں آئے گا (اس اقرار کی وجہ سے کسی نے اس کو خرید لیا اور بعد میں جھوٹ ثابت ہوا تو) خریدار کو رقم واپس کرائی جائیگی۔

(۳۵۱۷) سکونی حضرت امام جعفر بن محمد علیہ السلام سے انہوں نے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی غلام اندھا ہوجائے تو اس کی غلامی نہیں رہے گی اور جب کوئی غلام مرض جذام میں مبتلا ہوجائے تو اس کی غلامی ختم ہوجائے گی۔

(۳۵۱۸) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی غلام اندھا ہوگیا تو وہ آزاد ہوگیا۔

(۳۵۱۹) ہشام بن سالم نے ابو بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا اس شخص کے متعلق جس نے اپنے غلام کو کوئی عبرت ناک سزا دیدی تو وہ غلام آزاد ہے اس پر کسی کی دسترس نہیں وہ سائبہ ہے وہ جسے چاہے اپنا متولی بنالے اگر وہ اس کے کسی حادثہ کا ضامن بن جائے تو وہ اس کا وارث ہوگا۔

(۳۵۲۰) اور ایک عورت کے متعلق روایت کی گئی ہے کہ جس نے اپنی کنیز کے پستان کاٹ دیئے کہ اب وہ کنیز آزاد ہے اس پر اس کی مالکہ کو کوئی اختیار نہیں۔

(۳۵۲۱) طلحہ بن زید نے حضرت امام جعفرؑ بن محمد علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے غلام کا ایک جزو آزاد کردیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ غلام مکمل آزاد ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔

(۳۵۲۲) سکونی نے حضرت جعفرؑ بن محمدؑ سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنی کنیز کو آزاد کردیا جو حاملہ تھی تو اس کے پیٹ میں جو بچہ تھا اس کو آزادی سے مستثنیٰ

قرار دے لیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ کنیز اور اس کے پیٹ میں جو بچہ دونوں آزاد ہیں اس لئے کہ اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ اسی کا ایک حصہ ہے۔

(۳۵۲۳) سیف بن عمیرہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ایک مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے غلام کو جو مشرک ہے آزاد کردے؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں۔

(۳۵۲۴) ابوالبختری نے حضرت امام جعفرؑ بن محمدؑ سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ آزادی میں اندھے کانے اور اپاہج کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے ہاں مشلول اور لنگڑے کا آزاد کرنا جائز ہے۔

(۳۵۲۵) علی بن جعفر سے روایت ہے انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص پر ایک غلام آزاد کرنا واجب ہے تو ان دونوں میں سے کس کو آزاد کرنا افضل ہے بڑے بوڑھے کو یا کسی نوجوان کو۔ آپؑ نے فرمایا وہ اس کو آزاد کرے جس کو کسی دوسرے کی خدمت کی ضرورت نہ ہو۔ مگر نوجوان سے افضل و بہتر بڑے بوڑھے کو آزاد کرنا ہے۔

(۳۵۲۶) احمد بن ہلال سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ تحریر کیا کہ مجھ پر ایک غلام آزاد کرنا فرض تھا کہ اتنے میں میرا ایک غلام بھاگ گیا اور مجھے معلوم نہیں وہ کہاں ہے۔ کیا میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں اس بھاگے ہوئے غلام کو آزاد کردوں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۳۵۲۷) ابوہاشم جعفری سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کا غلام بھاگ گیا ہے کیا یہ اس کے لئے جائز ہے کہ اس غلام کو اپنے ظہار کے کفارہ میں آزاد کردے؟ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں جب تک کہ اس غلام کی موت کی خبر نہ ہو۔

باب :- ولدالزنا اور لقیط کے متعلق روایات

(۳۵۲۸) سعید بن یسار سے روایت ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر ولدالزنا کو آزاد کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۵۲۹) عنبسہ بن مصعب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میری ایک کنیز ہے جس نے زنا کیا کیا میں (اس زنا سے پیدا ہونے والے) اس کے بچہ کو فروخت کرسکتا ہوں آپؑ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اور کیا اس کی قیمت سے حج کرسکتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۳۵۳۰) حمّاد نے حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ولد الزنا کے متعلق کہ کیا اس کی خرید وفروخت ہو سکتی ہے یا اس سے خدمت لی جا سکتی ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں لیکن کہیں پڑی ہوئی کنیز (لقیطہ) نہیں خریدی جائیگی۔

(۳۵۳۱) حمّاد بن عیسیٰ نے حریز سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔آپؑ نے فرمایا کہ کہیں راستہ پر پھینکا ہوا ولد الزنا بچہ آزاد ہے اگر وہ چاہے تو جن لوگوں نے اس کی پرورش کی ہے ان کو اپنا والی و وراث بنائے اور اگر وہ چاہے تو کسی غیر کو۔

(۳۵۳۲) اور مثنیٰ کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا جس نے اس پھینکے ہوئے بچہ کی پرورش کی ہے وہ اس بچہ سے (بڑے ہونے کے بعد) اس کی پرورش میں جو خرچ ہوا ہے اسے ادا کرنے کا مطالبہ کرے تو وہ بچہ اگر مالدار ہے تو اسے ادا کردے اور اگر وہ مالدار نہیں ہے تو پرورش کرنے والے کی طرف سے جو کچھ خرچ کیا گیا ہے وہ صدقہ ہوگا۔

(۳۵۳۳) زرارہ نے ان دونوں امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہیں ایک پڑی ہوئی بچی کے متعلق تو آپؑ نے فرمایا وہ آزاد ہے نہ اس کو خریدو نہ فروخت کرو۔اور اگر کوئی زنا سے پیدا شدہ لڑکا ہے تو وہ تیرا مملوک ہے تم اس کو چاہے اپنی غلامی میں رکھو چاہے فروخت کردو وہ تمہارا مملوک اور غلام ہے۔

باب :- الاباق (غلام کا فرار کر جانا)

(۳۵۳۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بھاگے ہوئے غلام کی نماز قبول نہیں ہوگی جب تک وہ اپنے مالک کے پاس واپس نہ آجائے۔

(۳۵۳۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر کوئی غلام بھاگے مگر اپنے شہر سے باہر نہ نکلے تو اس کو بھاگنے والا نہیں کہا جائیگا۔

(۳۵۳۶) زید شحام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ڈرتا ہے کہ اس کا غلام بھاگ جائیگا یا ہو سکتا ہے کہ کبھی بھاگ گیا ہو۔تو کیا وہ اس کو مقید کردے یا اس کے گلے میں کوئی نشانی لٹکا دے ؟ آپؑ نے فرمایا وہ بمنزلہ اونٹ کے ہے جس سے ڈرا جاتا ہے کہ کہیں بھاگ نہ جائے۔لہٰذا اگر تم کو اس کا خوف ہے تو پورے طور سے اس کی حفاظت کا سامان کرو۔اس کو پیٹ بھر کھانا اور تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا دیا کرو۔میں نے عرض کیا پیٹ بھرنے کے لئے کتنا ؟ آپؑ نے فرمایا ہم لوگ تو اپنے عیال کو دو مد کھوریں دیتے ہیں۔

(۳۵۳۷) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسی کنیز کے متعلق دریافت کیا جو مدبرہ تھی مگر اپنے مالک سے کئی سال تک بھاگی رہی پھر اپنے مالک کے مرنے کے بعد اپنے بال بچے و مال و متاع لے کر واپس آئی اور دو آدمیوں نے گواہی دی کہ اس کے بھاگنے سے پہلے اس کے مالک نے اس کو اپنی حیات ہی میں مدبرہ کر دیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ میری نظر میں اس کے پاس جو کچھ ہے وہ سب مرنے والے کے وارثوں کا ہے میں نے عرض کیا کہ وہ اپنے مالک کے ایک تہائی (حق وصیت) میں بھی آزاد نہیں ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا نہیں اس لئے کہ وہ بھاگ گئی تھی اس طرح اس نے اللہ کی بھی نافرمانی کی اور اپنے مالک کی بھی اس لئے بھاگنے کی وجہ سے مدبرہ رہنے کا حق باطل ہو گیا۔

(۳۵۳۸) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفرؑ بن محمدؑ سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک ایسے شخص کا معاملہ پیش ہوا جس نے کسی کے بھاگے غلام کو پکڑا تو وہ کچھ دن اس کے ساتھ رہا پھر وہاں سے بھی بھاگا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ حلف اٹھائے گا کہ قسم اس اللہ کی جس کے سوا کوئی اللہ نہیں کہ اس نے اس غلام کا لباس اور جو کچھ اس کے جسم پر تھا نہ فروخت کیا ہے نہ اس کو مالک کے پاس بھیجنے میں کوئی کوتاہی کی ہے۔ جب وہ یہ حلف اٹھائے گا تب ذمہ داری سے بری ہو جائیگا۔

(۳۵۳۹) غیاث بن ابراہیم دارمی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک بھاگے ہوئے غلام کی (پکڑ لانے) کی مزدوری کے متعلق فرمایا کہ ایک مسلمان ایک مسلمان کو واپس کر دیگا (مزدوری نہیں لیگا)۔

(۳۵۴۰) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا ایسے شخص کے متعلق جس نے ایک بھاگے ہوئے غلام کو پکڑ لیا پھر وہ بھاگ گیا تو اس پر کوئی الزام نہیں۔

(۳۵۴۱) حسن بن محبوب نے حسن بن صالح سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کو ایک جانور ملا جو اس کے پڑوسی کا تھا اور اس نے اس کو پکڑ لیا تاکہ اس پڑوسی کو پہنچائے اسی اثناء میں وہ جانور مر گیا۔ آپؑ نے فرمایا اس پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔

(۳۵۴۲) علی بن رئاب نے روایت کی ہے ابو عبیدہ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگا ہو پھر اس کے بعد اس نے چوری کی ہو تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائینگے کیونکہ وہ بھاگا ہوا ہے اور اسلام سے مرتد ہونے کے بمنزلہ ہے۔ اس سے کہا جائیگا کہ وہ اپنے مالک کی طرف واپس جائے اور اسلام کی صف میں داخل ہو۔ اگر وہ اپنے مالک کی طرف واپس جانے سے انکار کرے تو پہلے چوری کی سزا میں اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے پھر اسے قتل کر دیا جائیگا اور جب کوئی مرتد چوری کرے تو وہ اس کے بمنزلہ ہے۔

(۳۵۴۳) ابن ابی عمیر نے ابی حبیب سے انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ایک آدمی سے ایک غلام خریدا اور فروخت کرنے والے کے دو غلام تھے اس نے خریدار سے کہا کہ جاؤ اور ان دونوں میں سے ایک کو چن لو اور دوسرے کو مجھے واپس کردو (یہ کہکر) اس نے قیمت وصول کرلی۔ اب خریدار دونوں کو لے چلا لیکن اس کے پاس سے ایک غلام بھاگ گیا۔ آپؑ نے فرمایا خریدار کے پاس جو دونوں میں سے ایک رہ گیا ہے وہ فروخت کرنے والے کو واپس کردے اور اپنی آدھی قیمت اس سے لے لے اور غلام کی تلاش میں نکلے اگر مل جائے تو پھر ان دونوں میں سے جسے چاہے لے لے دوسرے کو واپس کردے اور اگر وہ بھاگا ہوا غلام نہ ملے تو وہ ایک غلام خریدار اور بیچنے والے دونوں کے درمیان مشترک رہے گا۔

(۳۵۴۴) ابی جمیلہ سے روایت کی گئی اور انہوں نے عبداللہ بن ابی یعفور سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مفرور ہونے والے کے لئے کسی پتّے یا کاغذ پر یہ لکھو۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ید فلان مغلولة الی عنقه اذا اخرجها لم یکد یراها و من لم یجعل اللّٰہ له نوراً فما له من نور (سورہ نور آیت نمبر ۴۰) (یعنی اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔ فلاں کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوا ہے وہ جب اس کو نکالے تو اس کو دیکھ نہ سکے اور جس شخص کو اللہ نے نہیں دیا اس کے لئے کوئی نور نہیں) پھر اس کو لپیٹ دو اور دو لکڑیوں کے درمیان رکھ کر اندھیرے گھر کے گوشے میں ڈالدو جس میں وہ عموماً پناہ لیتا یا چھپتا ہے۔

(۳۵۴۵) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا تم مفرور کے لئے یہ دعا پڑھو اور اسے ایک پرچہ لکھو پر اَللّٰهُمَّ السَّمَاءُ لَکَ وَ الْاَرْضُ لَکَ وَ مَا بَیْنَهُمَا لَکَ، فَاجْعَلْ مَا بَیْنَهُمَا اَضْیَقَ عَلَی فُلَانٍ مِنْ جِلْدِ جَمَلٍ حَتّٰی تَرُدَّهُ عَلَیَّ وَ تُظْفِرَنِیْ بِهٖ (پروردگار آسمان بھی تیرا ہے اور زمین بھی تیری اور جو کچھ ان دونوں کی درمیان ہے وہ بھی تیرا ہے پس ان دونوں کے درمیان کو فلاں پر اونٹ کی جلد سے بھی زیادہ تنگ کردے یہاں تک کہ وہ میرے پاس واپس آجائے اور مجھے اس پر فتحیاب فرما)۔

اور اس تحریر کے گرد مدور شکل میں آیتہ الکرسی لکھ دے اور اس کو ایسی جگہ دفن کردے جہاں وہ عموماً رات کو آتا ہے اور اس پر کوئی بھاری چیز رکھ دے۔

باب :- ارتداد

(کسی مسلمان کا اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جانا)

(۳۵۴۶) ہشام بن سالم نے عمّار سا باطی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ جناب فرما رہے تھے کہ مسلمانوں میں سے کوئی بھی مسلمان اگر اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے انکار کرے اور آنحضرتؐ کی تکذیب کرے تو اس کا خون ہر اس شخص پر مباح ہے جو اس کو یہ کہتے ہوئے سنے اور اسکی زوجہ اس سے جدا ہو جائے گی وہ اس سے مقاربت نہ کرے اور اس کا مال اس کے وارثوں میں تقسیم ہو جائے گا اور اس کی عورت اپنے شوہر کی وفات کا عدہ رکھے گی اور امام پر واجب ہے کہ اس کو قتل کردے اگر وہ پکڑ کر لایا جائے اور اس کو توبہ کرنے کے لئے نہ کہا جائے ۔

(۳۵۴۷) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوارؑ سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ اسلام سے مرتد ہونے والے کی عورت اس سے علیحدہ کردی جائے گی،۔اس کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا اور اس کو تین دن تک دین اسلام میں واپس آنے کے لئے کہا جائے گا اگر واپس آگیا تو ٹھیک ورنہ چوتھے دن اس کو قتل کردیا جائے گا بشرطیکہ وہ صحیح العقل ہو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس مرتد سے مراد وہ ہے جو مسلمان کی اولاد نہ ہو۔

(۳۵۴۸) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسلام سے مرتد ہونے والی عورت کے متعلق کہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے سخت خدمت لی جائیگی اس کا کھانا پانی بند کر دیا جائے گا لیکن صرف اتنا کہ وہ زندہ رہے اور اس کو سخت اور موٹا کپڑا پہنایا جائیگا اور نماز کے وقت اس کو مارا پیٹا جائیگا۔

(۳۵۴۹) اور غیاث بن ابراہیم کی روایت میں جسے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی عورت اسلام سے مرتد ہو جائے تو وہ قتل نہیں کی جائے گی بلکہ وہ حبس دوام یعنی تاحیات قید میں ڈال دی جائے گی۔

(۳۵۵۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام جس وقت اہل بصرہ سے قتال کر کے فارغ ہوئے تو آپؑ کے پاس ستر(۷۰) عدد سوڈانی آئے آپؑ کو سلام کیا اور اپنی زبان میں بات کی آپؑ نے ان لوگوں سے کہا میں وہ نہیں ہوں جو تم لوگ کہتے ہو میں تو اللہ کا ایک بندہ ہوں اور مخلوق ہوں مگر وہ لوگ نہیں مانے اور اللہ ان پر لعنت کرے انہوں نے کہا نہیں بلکہ آپؑ وہ ہیں۔آپؑ نے فرمایا اگر تم لوگ اپنے قول سے نہیں پلٹے اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ نہیں کی تو میں تم لوگوں کو قتل کر دونگا ان لوگوں نے توبہ کرنے اور اپنے قول سے پلٹنے سے انکار کیا۔راوی کا بیان ہے کہ

اس پر آپؑ نے حکم دیا کہ ان سب کے لئے چند کنوئیں کھودے جائیں چنانچہ کنوئیں کھودے گئے اور ان کنوؤں کے درمیان سوراخ بنا دیئے گئے۔ پھر ان کنوؤں میں ان سب کو ڈال دیا گیا اور ان کنوؤں کے منہ ڈھانپ دیئے گئے پھر ان میں سے ایک کنوئیں میں آگ روشن کر دی گئی کہ جس کے اندر ان میں سے کوئی نہ تھا اور اس کا دھواں تمام کنوؤں میں بھر گیا اور وہ اس سے گھٹ کر مر گئے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ غلات اللہ ان پر لعنت کرے کہتے ہیں کہ اگر علیؑ رب نہ ہوتے تو ان سوڈانیوں کو آگ کا عذاب نہ دیتے۔ تو ان سے کہا جائے گا کہ اگر وہ رب ہوتے تو وہ کنوئیں کھودنے اور ان کے درمیان سوراخ رکھنے اور کنوؤں کے منہ ڈھانپ دینے کے محتاج نہ ہوتے بلکہ وہ ان کے اجسام میں آگ پیدا کر دیتے وہ بھڑک اٹھتی اور جلا دیتی۔ مگر چونکہ وہ بندے اور مخلوق تھے اس لئے انہوں نے کنوئیں کھدوائے پھر جو کچھ کیا وہ کیا تاکہ ان پر حکم خدا جاری کریں اور انہیں قتل کریں۔ اور اگر جو شخص آگ کا عذاب دے اس سے حد جاری کرے وہ رب ہو تو پھر جو بغیر آگ کے عذاب دے وہ رب نہ ہوگا۔ حالانکہ ہم لوگ ایسی مثالیں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو غرق سے، کسی کو آندھی سے، کسی کو طوفان سے، کسی کو ٹڈیوں سے، کسی کو چچڑی اور جوں سے، کسی کو مینڈکوں سے اور خون سے، کسی کو کنکریوں سے عذاب دیا۔ اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ان لوگوں کے ربوبیت کے قائل ہونے کے بموجب آگ کے ذریعہ عذاب دیا دوسری چیزوں کے ذریعہ نہیں۔ تو شاید اس میں کوئی انتہائی حکمت ہو اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اہل توحید پر آگ کو حرام کر دیا ہے تو حضرت علی علیہ السلام یہ بتانا چاہتے ہوں کہ اگر میں تم لوگوں کا رب ہوتا تو تمہیں آگ سے عذاب نہ دیتا جبکہ تم لوگ میری ربوبیت کے قائل ہو۔ لیکن تم لوگ اپنے ظلم کی وجہ سے میری طرف سے اس کی ضد کے مستوجب ہو جس کا مستوجب اللہ تعالیٰ نے اپنے موحدین کو قرار دیا ہے۔ اور میں تو اللہ تعالیٰ کی جہنم (کی آگ) کا تقسیم کرنے والا ہوں تو اگر تم چاہو تو ابھی اسی دنیا میں آگ کا مزا چکھا دوں اور چاہو تو اس کو آخرت کے لئے اٹھا رکھوں بہرحال تم لوگوں کی بازگشت آتش جہنم ہے وہی تم لوگوں کا مولا ہے۔ یعنی تم لوگوں کے لئے اولیٰ اور بہتر ہے اور بدترین بازگشت ہے اور میں تم لوگوں کا مولیٰ نہیں ہوں۔ اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ان لوگوں کو جو آپؑ کی ربوبیت کے قائل تھے وہی مقام دیا جو مقام اس کا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر بت کی پرستش کرتا ہے۔

(۳۵۵۱) اور وہ اس طرح کہ کوفہ کے اندر مسلمانوں میں سے دو شخص تھے جو ایک بت کی عبادت کر رہے تھے چنانچہ ایک شخص امیرالمومنین کے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ وہ دونوں شخص بت کی عبادت کر رہے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر شاید تجھے کچھ اشتباہ ہوا ہے اور آپ نے ایک شخص کو بھیجا اور اس نے ان دونوں کو دیکھا کہ وہ دونوں واقعاً بت کی عبادت کر رہے تھے چنانچہ وہ ان دونوں کو اپنے ہمراہ لایا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر آپؑ نے ان سے کہا کہ اس سے باز رہو انہوں نے

انکار کیا تو ان کے لئے زمین میں گڑھے کھودے گئے اور ان میں آگ دھکائی گئی اس دوران دونوں کو ان (گڑھوں) میں ڈال دیا گیا۔ یہ روایت موسیٰ بن بکر نے فضیل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۳۵۵۲) امیرالمومنین علیہ السلام کے ایک غلام نے آپ کو ایک خط تحریر کیا کہ میں نے مسلمانوں میں زندیقوں کا ایک گروہ پایا ہے (اور نصاریٰ میں زندیقوں کا ایک گروہ) تو آپؑ نے جواب میں فرمایا کہ مسلمانوں میں جو لوگ پیدائشی مسلمان ہوں پھر مرتد ہوگئے ہوں تو ان کی گردنیں مار دو اور انہیں توبہ کے لئے بھی نہ کہو لیکن جو لوگ پیدائشی نہیں ہیں نومسلم ہیں ان سے کہو کہ وہ توبہ کریں اگر وہ توبہ کرلیتے ہیں تو بہتر ورنہ ان کی گردنیں اڑا دو اب رہ گئے نصاریٰ تو وہ تو (تثلیث کے قائل ہونے کی وجہ سے) زندیقوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔

(۳۵۵۳) اور موسیٰ بن بکر نے فضیل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص نصرانی ہوگیا تو اس کو پکڑ کر حضرت علی علیہ السلام کے پاس لایا گیا آپؑ نے کہا کہ توبہ کرلے اس نے انکار کیا تو آپؑ نے اس کے سر کے بال پکڑ کر نیچے گرایا اور کہا اے اللہ کے بندو اس کو اپنے پاؤں سے روندو اور لوگوں نے اس کو اتنا روندا کہ وہ مرگیا۔

(۳۵۵۴) اور فضالہ نے ابان سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی لڑکا جوان ہو کر نصرانی بن جائے تو اگر اس کے والدین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو یا دونوں مسلمان ہوں تو اس کو نہ چھوڑو اور مار پیٹ کر اسلام پر لے آؤ۔

(۳۵۵۵) اور ابن فضّال نے ابان سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق جو اسلام سے مرتد ہو کر مرگیا اور اس کی کئی اولادیں ہیں اور مال بھی ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ اس کا مال مسلمان اولاد کو ملے گا۔

(۳۵۵۶) اور حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر باپ مسلمان ہے تو اولاد کو کھینچ کر اسلام کی طرف لایا جائے جب بچہ بڑا ہوجائے تو اس کو اسلام کی طرف بلایا جائے اگر وہ انکار کرے تو قتل کردیا جائے۔ اور اگر لڑکا مسلمان ہے تو اس کے ماں باپ کو اسلام کی طرف نہیں کھینچا جائیگا اور ان دونوں کے درمیان میراث نہیں ہوگی۔

باب :- عتق (آزادی) کے متعلق نادر روایات

(۳۵۵۷) سعد بن سعد نے حریز سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے اور تیرا مال میرا ہے۔ آپؑ نے فرمایا وہ آزادی سے پہلے مال کے لئے کہے۔ اور غلام کی رضا کے ساتھ یوں کہے تیرا مال میرا ہے اور تو آزاد ہے۔

(۳۵۵۸) اور حسن صیقل نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے یہ نیت کی کہ سب سے پہلے جس غلام کا میں مالک بنوں گا وہ آزاد ہے۔ لیکن اس نے بیک وقت چھ غلام خریدے۔ تو آپؑ نے فرمایا اگر اس کی نیت صرف ایک غلام کے آزاد کرنے کی ہے تو ان میں سے جسے چاہے چن لے اور اسے آزاد کر دے۔

(۳۵۵۹) ابراہیم بن مہزیار نے اپنے بھائی علی بن مہزیار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ کو عریضہ تحریر کیا اور یہ دریافت کیا کہ ایک غلام کا دم نکل رہا تھا کہ اس کے مالک نے اس کو اسی وقت آزاد کر دیا اور وہ دنیا سے آزاد چل بسا۔ تو کیا اس شخص کو اس کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا یا ویسے ہی غلام چھوڑ دے اور جب وہ مرجائے تو اس (مالک) کے لئے ثواب ہے اور کیا یہ افضل ہے؟ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ وہ غلام کو مرتے وقت غلام ہی چھوڑ دے تاکہ اس کے مرنے کی وجہ سے مالک کو جو دنیاوی خسارہ ہو اس کا ثواب ملے۔ ایسے وقت میں آزاد کرنا اس کو کوئی نفع نہیں پہنچائے گا۔

(۳۵۶۰) محمد بن عیسیٰ عبیدی نے فضل بن مبارک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھ کر ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جس کے پاس ایک غلام ہے جو مریض ہوگیا ہے تو کیا اس کو اس مرض کے عالم میں آزاد کر دیا جائے اس میں زیادہ ثواب ہے یا اس کو غلام ہی رہنے دیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ مرض کی حالت میں ہے تو اسی حالت میں اس کو آزاد کر دینا افضل ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کا ایک عضو جہنم سے آزاد کر دے گا اور اگر وہ حالت احتضار میں ہے تو اس کو آزاد کرنے سے بہتر یہ ہے کہ غلام کی حالت میں چھوڑ دیا جائے۔

(۳۵۶۱) محمد بن عیسیٰ عبیدی نے فضل بن مبارک بصری سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ایک شخص پر ایک بندہ مومن کا آزاد کرنا واجب ہے مگر وہ اس کو نہیں ملتا اب وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا اس کے بدلے تم کئی اطفال خرید کر آزاد کر دو اگر ان میں سے کوئی مومن نکل آیا تو یہ کامیابی کی بات ہے اور اگر کوئی مومن نہیں نکلا تو تم لوگوں پر کوئی بات نہیں ہے۔

(۳۵۶۲) معاویہ بن میسرہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنے غلام کو جتنی اس کی قیمت ہے اس سے کم قیمت کرکے فروخت کر رہا ہے تاکہ جو شخص اس کو خرید رہا ہے وہ اسے آزاد کردے اور غلام نے یہ کہا ہے کہ اتنی رقم آپ کی میرے اوپر واجب الادا رہے گی؟ تو کیا مالک کو یہ حق ہے کہ وہ غلام سے وہ رقم لے۔ آپؑ نے فرمایا وہ بخشش کے طور پر لے سکتا۔ چنانچہ اس سے بخشش کے طور پر طلب کرے اور اگر وہ دینے سے انکار کردے تو اس کو چھوڑ دے۔ (اصرار نہ کرے)۔

(۳۵۶۳) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام نے ایسی کنیز کے متعلق فرمایا جو مکاتبہ تھی اور اس کے مالک نے اس سے مجامعت کرلی اور وہ حاملہ ہوگئی۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کو اس کی مثل کی مہر ادا کیا جائے گا اور کنیز اپنی قیمت ادا کرنے کی کوشش کرے گی۔ اگر ادائیگی سے عاجز رہی تو پھر اس کا شمار امہات الاولاد میں ہوگا۔

(۳۵۶۴) ایک مرتبہ ابن ابی سعید مکاری حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا کہ اللہ تمہیں اس منزل پر پہنچائے کہ تم بھی وہی دعویٰ کرو جو تمہارے والد نے کیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا تجھے کیا ہوگیا ہے اللہ تعالیٰ تیری روشنی کو سلب کرے اور تیرے گھر میں فقر و فاقہ کو داخل کردے کیا تجھے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمران کی طرف وحی فرمائی کہ میں تمہیں ایک لڑکا دینے والا ہوں تو اللہ نے ان کو مریم عنایت کیں اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ عنایت کئے تو عیسیٰ مریمؑ سے ہیں اور حضرت مریم عیسیٰؑ سے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریم ایک ہی چیز ہیں اور میں اپنے پدربزرگوار سے ہوں اور میرے پدربزرگوار مجھ سے ہیں اور میں اور میرے پدربزرگوار ایک ہی شے ہیں۔ پھر ابن ابی سعید نے آپؑ سے کہا کہ میں آپؑ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ میرا جواب تم قبول نہیں کرو گے تم ہمارے ماننے والوں میں سے نہیں ہو لیکن لاؤ کیا مسئلہ ہے۔ اس نے کہا کہ ایک شخص نے اپنی موت کے وقت یہ کہا کہ میرے جتنے قدیمی غلام ہیں وہ لوجہ اللہ آزاد ہیں؟ آپؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے حتیٰ عاد کالعرجون القدیم (سورہ یٰسین آیت نمبر ۳۸) (یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہوجاتا ہے) تو اس کے غلاموں میں سے جسے چھ مہینے ہوگئے ہیں وہ قدیمی اور پرانا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ آپ کی خدمت سے نکلا اور ایسا فقیر ہوا کہ شب بسر کرنے کو کوئی جگہ نہیں رہ گئی۔ اللہ اس پر لعنت کرے۔

(۳۵۶۵) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم اور انہوں نے ابو الورد سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک مسلمان کا ایک نصرانی غلام ہے کیا اس پر جزیہ لگے گا؟ آپؑ نے فرمایا ہاں وہ مسلمان اس کا مالک ہے وہ اس کی طرف سے فدیہ دیگا۔ اگر اس سے لیا جائیگا تو وہ ادا کرے گا۔

کتاب المعیشۃ

باب :۔ کسب معاش پیشہ و فوائد و صنعت و ہنرمندی

(۳۵۶۶) حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۰۱) (اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں نعمت دے اور آخرت میں ثواب دے) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اللہ کی خوشنودی اور جنت آخرت میں اور وسعت رزق و معیشت و حسن خلق دنیا میں۔

(۳۵۶۷) ذریح بن یزید محاربی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ آخرت پر دنیا سے مدد لینا بہت اچھا ہے۔

(۳۵۶۸) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا جو شخص دنیا کو آخرت کے لئے ترک کر دے یا آخرت کو دنیا کے لئے ترک کر دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۳۵۶۹) اور عالم علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اپنی دنیا کا کام تم اس طرح کرو جیسے تم ہمیشہ زندہ رہو گے اور اپنی آخرت کا کام اس طرح انجام دو جیسے تم کل ہی مرجاؤ گے۔

(۳۵۷۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ غنیٰ و دولتمندی سے تقویٰ الہیٰ میں مدد لینا بہت اچھی بات ہے۔

(۳۵۷۱) عمر بن اذنیہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ طلب رزق کے لئے غربت و مسافرت اختیار کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔

(۳۵۷۲) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا تم اپنی جگہ سے حرکت کرو تو رزق تمہارے لئے اپنی جگہ سے حرکت کرے گا۔

(۳۵۷۳) علی بن عبدالعزیز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ آدمی طلب رزق میں پھرتا رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ تو میری امت کو صبح تڑکے اٹھنے میں برکت عطا فرما۔

(۳۵۷۴) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم لوگوں میں سے کوئی شخص کسی حاجت کے لئے جانے کا ارادہ کرے تو بہت سویرے تڑکے جائے اس لئے کہ میں نے اپنے رب سے دعا مانگی ہے کہ وہ میری امت کو بہت سویرے میں برکت عطا فرمائے۔

(۳۵۷۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگوں میں سے کوئی شخص کسی حاجت کے لئے جانے کا ارادہ کرے تو بہت سویرے جائے اور چلنے میں تیزی کرے۔

(۳۵۷۶) اور حمّاد لحّام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم اپنے تلاش معاش میں کسل اور سستی نہ کرو اس لئے کہ ہمارے ائمہ علیہم السلام بھی اس میں تیز دوڑتے اور اس کو طلب کرتے تھے۔

(۳۵۷۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کسی کام کے لئے بھیجا تو وہ دھوپ چڑھے گیا آپؐ نے فرمایا کہ سایہ میں دھوپ چڑھنے سے پہلے جایا کرو اس لئے کہ سایہ سایہ جانے میں برکت ہے۔

(۳۵۷۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی کام کے لئے بغیر وضو کئے ہوئے جائے اور وہ کام نہ ہو تو اپنے نفس کے سوا کسی کی ملامت نہ کرے۔

(۳۵۷۹) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا میں سب سے ناپسند اس شخص کو پاتا ہوں جس پر طلب معیشت تنگ ہو اور وہ چت لیٹے لیٹے یہ کہے کہ اے اللہ تو مجھے روزی عطا فرما اور زمین پر چلنا پھرنا چھوڑ دے اور اللہ کے فضل کی خواہش کرے آخر چیونٹی بھی تو اپنے سوراخ سے نکلتی ہے اور روزی تلاش کرتی ہے۔

(۳۵۸۰) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ چلنے پھرنے والے امانت دار کو پسند فرماتا ہے۔

(۳۵۸۱) اور محمد بن عذافر سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے سات سو دینار دیئے اور فرمایا کہ اے عذافر تم اس کو کسی تجارت میں لگاؤ اور میں اس پر کوئی بہت زیادہ نفع کی حرص نہیں کرتا صرف یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہ دیکھے کہ میں فوائد کما رہا ہوں۔ عذافر کا بیان ہے کہ پھر میں نے اس سے سو (۱۰۰) دینار نفع کمایا اور طواف میں (جب آپ سے ملاقات ہوئی تو) میں نے آپؑ سے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان اللہ تعالیٰ نے اس میں مجھے سو (۱۰۰) دینار عطا کئے تو آپ نے فرمایا اچھا تو تم اس کو میرے راس المال میں شامل کرلو۔

(۳۵۸۲) ابراہیم بن عبدالحمید نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے اپنے اس لڑکے کو لکھنا سکھادیا ہے اب کس پیشہ میں اس کو لگادوں ؟ آپؐ نے فرمایا اللہ تمہارے باپ پر رحم کرے اسے جس پیشے میں چاہو لگادو مگر اس کو پانچ پیشوں میں نہ لگانا۔ اس کو نہ سبّاء بنانا نہ سنار بنانا نہ قصاب بنانا نہ غلہ فروش بنانا اور نہ بردہ فروش بنانا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ سبّاء کیا ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ کفن فروش ہوتا ہے جو میری امت کے لئے موت کی تمنا کرتا ہے اور میری امت کے مولود مجھے جن چیزوں پر آفتاب طلوع کرتا ہے ان سب سے زیادہ پیارے ہیں اور سنار تو یہ میری امت کے غبن کا کام کرتا ہے۔ اور قصاب کہ ذبح کرتے کرتے اس کے دل سے رحم نکل جاتا ہے اور غلہ فروش تو یہ میری امت کی

خوراک کا احتکار کرتا ہے۔(غلہ روکے رکھتا ہے کہ گرانی ہو تو فروخت کروں) ۔اگر کوئی بندہ چور بن کر اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو تو یہ میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ وہ چالیس دن تک خوراک روک کر اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو۔اب رہ گیا بردہ فروش تو ایک مرتبہ حضرت جبریلؑ میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا اے محمدؐ تمہاری امت میں بدترین وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کو فروخت کرتے ہیں۔

(۳۵۸۳) سدیر صیرفی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک حدیث مجھ تک حسن بصری سے پہنچی ہے اگر وہ واقعاً صحیح ہے تو انا للہ و انا الیہ راجعون آپؑ نے فرمایا وہ حدیث کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حسن کہا کرتے تھے کہ اگر ان کا دماغ آفتاب کی گرمی سے کھولنے بھی لگے تو وہ کسی صراف کی دیوار کے زیر سایہ نہیں جائیں گے اور اگر ان کا جگر مارے پیاس کے پارہ پارہ بھی ہو رہا ہو تو وہ کسی صراف کے گھر کا پانی نہیں پیئیں گے۔مگر یہی تو میرا کام اور میری تجارت ہے اور اسی پر میرے گوشت و خون نے پرورش پائی ہے اسی سے میرا حج اور میرا عمرہ ادا ہوا ہے۔راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر آپؑ بیٹھ گئے پھر فرمایا حسن نے غلط کہا تم برابر دو اور برابر لو اور جب نماز کا وقت آجائے تو جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے وہ چھوڑو اور نماز کے لئے چلے جایا کرو۔کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اصحاب کہف بھی صراف تھے یعنی کلام کے صراف درہم و دینار کے صراف نہیں۔

(۳۵۸۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے ان تاجروں کے لئے ویل (تباہی) ہے جو نہیں خدا کی قسم اور ہاں خدا کی قسم کہتے ہیں اور میری امت کے ان کاریگروں کے لئے ویل ہے جو آج کل کہتے ہیں (یعنی وعدہ میں)۔

(۳۵۸۵) عمرو بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (زائد خون نکلنے کے لئے) پچھنی لگوائی اور مولی نبی بیاضہ نے آپؐ کے پچھنی لگائی اور آپؐ نے اس کو اس کی اجرت دی اگر یہ حرام ہوتا تو آپ اس کو اجرت نہ دیتے جب پچھنی لگوانے سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا (وہ نکلا ہوا) خون کہاں ہے اس نے کہا میں نے اس کو پی لیا یا رسول اللہ۔آپ نے فرمایا یہ کرنا تیرے لئے مناسب نہ تھا مگر اب اللہ نے اس کو تیرے لئے جہنم سے رکاوٹ بنا دیا۔

(۳۵۸۶) اور علی بن جعفر نے اپنے برادر مکرم حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے لٹائی ہوئی شکر و بادام اور اس کی مشابہہ چیزوں کے متعلق دریافت کیا کہ کیا ان کا کھانا حلال ہے ؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ ہر وہ مال جو لٹایا گیا ہو مکروہ ہے۔

(۳۵۸۷) عمرو بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی انما الخمر و المیسر و الانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ (سورہ مائدہ آیت نمبر ۹۰) (یہ شراب اور جوا اور بت اور پانسے تو بس ناپاک اور شیطانی کام ہیں تم لوگ ان سے بچے رہو) تو عرض کیا گیا یا

رسول اللہ میسر کیا ہے آپ نے فرمایا ہر وہ شے جس سے جوا کھیلا جائے یہاں تک کہ پانسہ اور اخروٹ۔ دریافت کیا گیا کہ انصاب؟ فرمایا کہ جو چیز یہ لوگ اپنے خداؤں کے لئے ذبح کرتے ہیں۔ دریافت کیا گیا اور ازلام کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ان کے پیالے جن سے یہ لوگ بانٹتے ہیں (یہ بھی قمار بازی کا ایک طریقہ ہے)۔

(۳۵۸۸) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ وہ اخروٹ کھانے کو منع کرتے تھے جو لڑکے قمار اور کھیل میں جیت کر لاتے ہیں اور فرماتے تھے کہ یہ حرام کی کمائی ہے۔

(۳۵۸۹) اور ایوب بن حر نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ وہ نوحہ کرنے والی عورتیں جو کسی میت پر نوحہ کرتی ہیں ان کی اجرت میں کوئی مضائقہ نہیں اور ان گانے والیوں کی اجرت میں بھی کوئی مضائقہ نہیں جو دلہنوں کو سجاتی ہیں بشرطیکہ وہاں مرد داخل نہ ہوں۔

(۳۵۹۰) ابان بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ چار چیزیں، چار چیزوں میں خصوصیت سے جائز نہیں ہیں (اس لئے کہ اس سے سارا عمل حبط ہو جائیگا) خیانت، دھوکا دینا، چوری اور سود خوری، حج اور عمرہ اور جہاد اور صدقہ میں۔

(۳۵۹۱) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ مشاطگی (دلہنوں کو سنوارنے) کے پیشہ میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ آپس میں کوئی شرط نہ رکھی جائے اور مشاطہ کو جو کچھ دیا جائے وہ قبول کرلے اور ایک عورت کے بال دوسری عورت کے بال میں نہ ملا دے ہاں اگر بکری کا بال عورت کے بال میں ملا دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اور نوحہ خوانی کے پیشہ سے کمانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں جبکہ نوحہ خوانی کرنے والی جو کچھ کہے وہ سچ کہے۔

(۳۵۹۲) اور روایت کی گئی ہے کہ نوحہ کرنے والی کے لئے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارنا حلال ہے۔

(۳۵۹۳) روایت کی ہے حسن بن علی بن ابی حمزہ نے اپنے باپ سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی زمینوں میں کام کر رہے ہیں اور آپؑ کے دونوں قدم پسینہ میں تر ہیں تو میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان آپؑ کے آدمی کہاں ہیں تو آپؑ نے فرمایا اے علی اپنے ہاتھ سے کام اپنی زمین میں تو انہوں نے بھی کیا ہے جو مجھ سے اور میرے باپ سے بھی بہتر ہیں۔ میں نے عرض کیا وہ کون؟ آپؑ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیرالمومنین علیہ السلام اور میرے تمام آباء علیہم السلام سب نے اپنے ہاتھ سے کام کئے ہیں اور یہ کام تو انبیاء اور مرسلین وصالحین کا ہے۔

(۳۵۹۴) شریف بن سابق تفلیسی نے فضل بن ابی قرہ سمندی کوفی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے بیان فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تم بہت اچھے بندے ہوتے اگر بغیر اپنے ہاتھ سے کچھ کئے دھرے بیت المال سے نہ کھاتے۔ یہ سن کر حضرت داود علیہ السلام رونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے لوہے کی طرف وحی فرمائی کہ تو میرے بندے داؤد کے ہاتھ کے لئے نرم ہو جا وہ نرم ہو گیا پس اللہ تعالیٰ نے جب ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تو آپؑ ایک دن میں ایک زرہ بنالیا کرتے اور اس کو ایک ہزار درہم پر فروخت کر دیتے۔ اس طرح آپؑ نے تین سو ساٹھ زرہیں بنائیں اور تین سو ساٹھ ہزار درہم پر فروخت کر دیں اور بیت المال سے مستغنی ہو گئے۔

(۳۵۹۵) فضل بن ابی قرّہ سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ اپنے باغ میں کام کر رہے تھے ہم لوگوں نے عرض کیا ہم آپؑ پر قربان ہوں آپؑ چھوڑیں ہم لوگ کام کر دیں یا آپؑ کے نوکر کام کر دیں گے تو آپؑ نے فرمایا کہ نہیں مجھے کام کرنے دو اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ لے کہ میں اپنے ہاتھ سے کام کر رہا ہوں اور خود کو اذیت دے کر حلال روزی کما رہا ہوں۔

(۳۵۹۶) اور امیرالمومنین علیہ السلام دوپہر کو (سخت دھوپ میں) اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے نکلتے تھے اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ لے کر طلب حلال کے لئے میں اپنے نفس کو مشقت میں ڈال رہا ہوں۔

اور معلمی کے پیشہ میں کوئی مضائقہ نہیں اگر وہ شعر و رسائل و حقوق اور اس کے مانند کی تعلیم دیتا ہو اگرچہ وہ اس پر اجرت کی شرط کیوں نہ رکھے لیکن تعلیم قرآن کے لئے ہو تو نہیں۔

(۳۵۹۷) فضل بن ابی قرّہ سے روایت کی گئی اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے عرض کیا کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ معلم کی کمائی حرام کی کمائی ہے؟ آپؑ نے فرمایا اللہ کے دشمنوں نے جھوٹ کہا وہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے بچے قرآن کی تعلیم نہ حاصل کریں۔ اگر کوئی شخص معلم کو اپنے بچے کی دیت (خوں بہا) دیتا ہے تو وہ معلم کے لئے مباح ہے۔

(۳۵۹۸) حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام نے فرمایا کہ آدمی کی خوش قسمتی یہ ہے کہ اس کی تجارت گاہ اس کے ملک میں ہو اور اس کے شریک صالح لوگ ہوں اور اس کے بچے ہوں جن سے وہ اس تجارت میں مدد لے۔

(۳۵۹۹) اور عبدالحمید بن عوّاض طائی سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے اپنی نشست گاہ میں ایک چکی رکھ دی ہے (اور میری نشست گاہ میں) میرے اصحاب بھی میرے پاس بیٹھتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لطف و مہربانی ہے۔ (تاکہ تو اس طرح دنیا اور آخرت حاصل کرے)۔

(۳۶۰۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے وسید بن صبیح سے فرمایا کہ اے وسید تم میرے لئے کسی نا مبارک و منحوس سے کوئی چیز نہ خریدنا اس لئے کہ اگر تم اس کو اور چیزوں میں ملاؤ گے تو ان میں بھی برکت نہیں رہ جائے گی۔

(۳۶۰۱) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ اسی سے میل ملاپ رکھو اور اسی سے لین دین کرو جو خیر و خوبی میں پلا بڑھا ہو۔

(۳۶۰۲) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ کسی بیماری میں مبتلا شخص کے ساتھ معاملہ کرنے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ لوگ بہت ظالم شے ہیں۔

(۳۶۰۳) اور آنجناب علیہ السلام نے ربیع شامی سے فرمایا کہ تم کردوں سے خلط ملط نہ رکھو اس لئے کہ یہ جنوں کا ایک قبیلہ ہے اللہ نے ان سے پردہ اٹھالیا ہے (اور وہ نظر آتے ہیں)۔

(۳۶۰۴) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی مجوسی سے مدد نہ طلب کرو خواہ اپنی مرغی کی ٹانگ پکڑنے میں جس کو تم ذبح کرنا چاہتے ہو۔

(۳۶۰۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ سفلہ اور کمینے سے میل ملاپ اور خلط ملط ہونے سے پرہیز کرو اس لئے کہ وہ بھلائی کی طرف مائل نہیں ہوگا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ احادیث میں سفلہ کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے اس میں سے ایک یہ ہے کہ سفلہ وہ ہے کہ جس کو پرواہ نہیں کہ وہ کیا کہتا ہے اور نہ یہ کہ اس سے کیا کہا جارہا ہے۔

دوسرے سفلہ وہ ہے جو طنبورہ بجاتا ہے۔

تیسرے یہ کہ سفلہ وہ ہے کہ اگر اس کے ساتھ کوئی نیکی کرے تو وہ خوش نہ ہو اور اگر اس کے ساتھ کوئی برائی کرے تو وہ برا نہ مانے۔

چوتھے یہ کہ سفلہ وہ ہے جو دعویٰ امامت (سرداری) کرے حالانکہ وہ اس کا اہل نہ ہو۔ اور یہ سب سفلہ کے اوصاف ہیں جس میں یہ تمام اوصاف جمع ہوں اس سے ملنے جلنے سے اجتناب واجب ہے۔

(۳۶۰۶) فضیل بن یسار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے تجارت ترک کردی ہے۔ آپؑ نے فرمایا ایسا نہ کرو اپنا دروازہ کھولو اپنی بساط بچھاؤ اور اپنے رب اللہ سے روزی طلب کرو۔

(۳۶۰۷) اور سدیر صیرفی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا آدمی پر طلب زرق کے لئے کیا فرض ہے؟ آپؑ نے فرمایا اے سدیر جب تم نے اپنا دروازہ کھول کر اپنی بساط بچھائی تو جو تم پر فرض تھا وہ تم نے پورا کردیا۔

(۳۶۰۸) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ مومنین کا رزق اپنے طریقہ سے قرار دیتا ہے کہ وہ گمان بھی نہیں کرتے اور یہ اس لئے کہ جب بندہ نہیں جانتا کہ اس کا رزق کس طرح ملے گا تو اس کی دعا زیادہ ہو جاتی ہے۔

(۳۶۰۹) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے لئے آمادہ رہو کہ جس کی تم امید نہیں رکھتے وہ تمہیں ملے اور جس کی تم امید رکھتے ہو وہ تمہیں نہ ملے اس لئے کہ حضرت موسیٰ ابن عمران علیہ السلام اپنے اہل کے لئے آگ لینے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کرلیا اور نبی بن کر واپس ہوئے اور بلقیس ملکہ سبا نکلی (کسی اور امید سے) اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام لائی۔ اور فرعون کے جادوگر فرعون کے لئے عزت طلب کرنے نکلے اور مومن بن کر واپس ہوئے۔

(۳۶۱۰) اور ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھ سے وعدہ کیجئے (کب دینگے) تو آپؑ نے فرمایا میں کیسے وعدہ کرلوں کہ میں اس کے لئے ہوں جس کی میں امید نہیں رکھتا کہ وہ مجھے ملے اور جس کی امید رکھتا ہوں وہ مجھے نہ ملے۔

(۳۶۱۱) جمیل بن درّاج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی مومن پر ایک رزق کا دروازہ بند کرتا ہے تو اس کے لئے دوسرا دروازہ اس سے بہتر کھول دیتا ہے۔

(۳۶۱۲) سکونی نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ ایسا رزق دیتا ہے جس کے لئے اس نے پاؤں کو حرکت نہیں دی اس کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا جس کے لئے زبان نہیں ہلائی اور جس کے لئے اس نے کوئی سفر نہیں کیا۔ غرض اس کے لئے ذرا بھی کوشش نہیں کی تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا کہ و من یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب (سورہ طلاق آیت نمبر ۲-۳) (جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہیں کرتا)۔

(۳۶۱۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آسمان سے مدد اسی قدر نازل ہوتی کہ جس قدر بندہ کو ضرورت ہوتی ہے۔

(۳۶۱۴) نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا وہ دولتمندی جو تم کو ظلم سے روکے رہے وہ اس فقر سے بہتر ہے جو تم کو گناہ پر آمادہ کردے۔

(۳۶۱۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص میں کوئی خیروخوبی نہیں جو مال حلال طریقہ سے جمع نہیں کرنا چاہتا جس سے وہ اپنا گزارہ کرلے کہ دینی امور کو پورا کرے اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

(۳۶۱۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی مالی حالت کا شمار بھی انسانیت میں ہے۔

(۳۶۱۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مالی حالت کی اصلاح بھی ایمان میں داخل ہے۔

(۳۶۱۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد مسلمان بغیر تین چیزوں کے صالح نہیں ہو سکتا دین میں تفقہ (سمجھ بوجھ) اور معیشت میں میانہ روی اور مصیبتوں پر صبر۔

(۳۶۱۹) آنجنابؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ نفس جب اپنی غذا کا تحفظ کر لیتا تو اسکو قرار آجاتا ہے۔

(۳۶۲۰) معمر بن خلاد نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا طعام کو محفوظ رکھنا سنت ہے؟ آپؑ نے فرمایا میں یہی کرتا ہوں اس سے آپؑ نے خوراک کی حفاظت کو مراد لیا ہے۔

(۳۶۲۱) ابن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کفایت شعاری سے زیادہ پسندیدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی اور خرچ نہیں ہے۔ وہ اسراف یعنی فضول خرچی سے نفرت کرتا ہے لیکن صرف حج اور عمرہ میں۔ پس اللہ رحم کرے ان مومنین پر جو حلال کماتے ہیں اور کفایت شعاری سے خرچ کرتے ہیں اور جو فاضل ہوتا ہے اسے (آخرت کے لئے) آگے بڑھا دیتے ہیں۔

(۳۶۲۲) اور عالم علیہ السلام نے فرمایا جو شخص کفایت شعاری اختیار کرلے گا اس کے لئے میں ضامن ہوں کہ وہ کبھی فقر میں مبتلا نہ ہوگا۔

(۳۶۲۳) حضرت علی ابن الحسین امام زین العابدین علیہما السلام نے فرمایا بعض آدمی اپنا مال حق کام میں خرچ کرتے ہیں پھر بھی وہ فضول خرچ ہیں (کیونکہ میانہ روی سے خرچ نہیں کرتے)

(۳۶۲۴) اور اصبغ بن نباتہ نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا فضول خرچ و مسرف کی تین علامتیں ہیں وہ کھائے جو اس کے لئے نہیں ہے۔ وہ خریدے جو اس کے لئے نہیں ہے وہ پہنے جو اس کے لئے نہیں ہے۔

(۳۶۲۵) ابوہشام بصری نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ درہم و دینار کو (کوئی اور شے بنانے کے لئے) پگھلانا اور گٹھلیاں ادھر ادھر پھینکدینا یہ بھی فساد میں داخل ہے۔

(۳۶۲۶) اور اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کم سے کم اسراف کیا ہے آپؑ نے فرمایا یہ کہ تم اپنے حفاظت سے رکھے ہوئے لباس فاخرہ کو (بے قدری سے) پہنو اور اسے پرانا کر دو۔ اور برتن کا فاضل پانی بہا دو اور گٹھلیوں کو ادھر ادھر پھینکتے جاؤ۔

(۳۶۲۷) ولید بن صبیح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا تین طرح کے لوگ دعا کرتے ہیں۔ مگر ان کی دعا قبول نہیں ہوتی یا یہ فرمایا کہ ان کی دعائیں رد کردی جاتی ہیں۔ ایک وہ شخص جس کے پاس مال

کثیر تیس ہزار چالیس ہزار ہے وہ اپنی ضروریات پر خرچ کرتا ہے پھر کہتا ہے یا اللہ تو مجھے رزق دے تو اللہ کہتا ہے کیا میں نے تجھے رزق نہیں دیا ہے۔ اور دوسرا وہ شخص جو رزق تلاش نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ اے اللہ تو مجھے رزق دے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے تیرے لئے رزق کے راستے نہیں بنا دیئے ہیں۔ اور تیسرے وہ شخص جس کے پاس عورت ہے اور وہ کہتا ہے یا اللہ تو میرے اور اس کے درمیان جدائی کر دے تو اللہ کہتا ہے کہ کیا میں نے اس کو تیرے لئے نہیں بنایا ہے۔

(۳۶۲۸) امام علیہ السلام نے فرمایا آدمی کی سعادتمندی اور خوش قسمتی یہ ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کا خود نگراں ہو اور ان کی ضروریات کو پورا کرے۔

(۳۶۲۹) امام علیہ السلام نے فرمایا آدمی کے لئے یہی گناہ (جہنم میں لے جانے کے لئے) کافی ہے کہ اس کے اہل وعیال ضائع وبرباد ہو رہے ہوں۔

(۳۶۳۰) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جس کے اہل وعیال ضائع وبرباد ہو رہے ہوں۔

(۳۶۳۱) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حلال کمائی سے اپنے اہل وعیال کے لئے کوشش کرنے والا ایسا ہے جیسے راہ خدا میں جہاد کرنے والا۔

(۳۶۳۲) اسماعیل بن جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپؑ نے فرمایا تم لوگ کسی کے حقوق کی ذمہ داری نہ لو اور اگر ذمہ داری آہی پڑے تو اسے برداشت کرو۔

(۳۶۳۳) حضرت امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائیوں پر اتنا نہ خرچ کرو کہ جتنا ان کو فائدہ ہو اس سے زیادہ تم کو نقصان ہو جائے۔

(۳۶۳۴) اور عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ کسل ، تنگ دلی سے بچو اس لئے کہ جو شخص کسل کرے گا وہ حق کو ادا نہیں کرسکے گا اور جو تنگ دل ہو گا وہ حق پر صبر نہیں کرسکے گا۔

(۳۶۳۵) اور حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے نفرت کرتا ہے جو بہت زیادہ سوتا ہو اور اللہ تعالیٰ نفرت کرتا ہے اس بندے سے جو بالکل فارغ ہو (اور کوئی کام نہ کرتا ہو)۔

(۳۶۳۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بشیر نبّال سے فرمایا کہ جب تم کو کوئی روزی کا ذریعہ ملے تو اس کو لازمی پکڑلو (چھوڑو نہیں) ۔

(۳۶۳۷) اور اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشہ کے لئے شکایت کی تو آپؑ نے فرمایا کہ جب تم کسی تاجر کو مال فروخت کرتے ہو تو اسی سے مال خرید لو پھر وہ مال فروخت کر دو اور جو اس میں نفع حاصل ہو اس کو لازم پکڑلو۔

(۳۶۳۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنے بڑے بڑے امور کو بذات خود انجام دو اور چھوٹے چھوٹے کاموں کو دوسرے کے سپرد کردو تو عرض کیا گیا مثلاً کس قسم کا (بڑا) کام تو آپؑ نے فرمایا مثلاً گھر کا قیمتی سامان و جائیداد وغیرہ (کی خرید و فروخت)۔

(۳۶۳۹) ارقط سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم بازاروں کا چکر لگانے والے ہرگز نہ بنو اور معمولی معمولی اور چھوٹی چھوٹی چیزوں کی خریداری اپنے ذمہ نہ لو۔ اس لئے کہ ایک مذہبی اور صاحب حسب وشرف مسلمان کے لئے ہرگز یہ زیب نہیں دیتا کہ چھوٹی چھوٹی اشیاء کی خریداری کے لئے خود جائے سوائے تین چیزوں کے۔ بیش قیمت سامان و جائیداد، اونٹ اور غلام اس لئے کہ دیندار اور صاحب حسب وشرف کو چاہیئے کہ ان کی خریداری کے لئے بذات خود جائے۔

(۳۶۴۰) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام لکڑیاں کاٹ کر لاتے، پانی بھر کر لاتے، جھاڑو دیتے اور حضرت فاطمہ علیہا السلام چکی پیستی تھیں آٹا گوندھتی تھیں اور روٹیاں پکاتی تھیں۔

(۳۶۴۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جائیداد خریدنے والا رزق یافتہ اور جائیداد فروخت کرنے والا بے برکت ہو جاتا ہے۔

(۳۶۴۲) زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا انسان جو کچھ اپنے بعد مال چھوڑتا ہے۔ اس میں سب سے زیادہ شدید مال صامت (سونا چاندی) ہے راوی کا بیان ہے کہ میں عرض کیا پھر کیا کیا جائے؟ آپؑ سے فرمایا اس کو احاطہ و باغ و مکان کی شکل میں رکھدے۔

(۳۶۴۳) عبدالصمد بن بشیر نے معاویہ بن عمّار سے انہوں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے بیان فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ہجرت کرکے) مدینہ میں وارد ہوئے تو آپؑ نے اس کے چاروں طرف اپنے پاؤں سے ایک خط کھینچ دیا پھر دعا کی اے اللہ جو شخص اس زمین کا ایک ٹکڑا بھی فروخت کرے تو اس میں اسکو برکت نہ دے۔

(۳۶۴۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کتاب توریت میں تحریر ہے کہ جو شخص اپنی زمین اور پانی (کنواں) اور اس کی قیمت زمین اور پانی کی شکل میں نہ رکھے اس میں سے برکت نہ حاصل کر پائے گا۔

(۳۶۴۵) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے پچھنی لگانے کے پیشہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۶۴۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سانڈ کو حاملہ کرنے کیلئے کرایہ پر چلانے کو منع فرمایا کہ یہ حاملہ کرنے

کی اجرت ہے۔

(۳۶۴۷) اور ابو بصیر نے آنجنابؑ علیہ السلام سے شکاری کتے کی قیمت کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا اس کی قیمت حلال نہیں ہے۔

(۳۶۴۸) نیز فرمایا زنا کرانے والی کی اجرت حرام کمائی ہے اور اس کتے کی قیمت جو شکاری نہ ہو وہ بھی حرام کی کمائی ہے اور کاہن کی اجرت بھی حرام کمائی ہے لیکن اپنے موافق فیصلہ کرانے کے لئے رشوت یہ کفر باللہ عظیم ہے۔

(۳۶۴۹) اور روایت کی گئی ہے کہ گانے والے اور گانے والی کی اجرت بھی حرام کمائی ہے۔

(۳۶۵۰) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قاری کی اجرت کو منع فرمایا جو اجرت شرط کرکے ہی قراءت کرتا ہو۔

(۳۶۵۱) حسین بن مختار قلانسی سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ٹوپیاں بنانے کا کام کرتا ہوں اور اس میں پرانی روئی بھر دیتا ہوں اور اس کو فروخت کرتا ہوں اور لوگوں کو نہیں بتاتا کہ اس میں کیا بھرا ہے۔ آپؑ نے فرمایا میں اس بات کو ضرور پسند کروں گا کہ تو لوگوں کو بتا یا کر کہ اس میں کیا بھرا ہوا ہے۔

(۳۶۵۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یتیم کا مال کھانے والوں کو اس کا وبال دنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی ملے گا۔ دنیا کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعفاً فاخافوا علیھم فلیتقوا اللہ - (اور ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ لوگ خود اپنے بعد ننھے اور ناتواں بچوں کو چھوڑ جاتے تو ان پر کس قدر ترس آتا لہٰذا ان پر سختی کرنے سے اللہ سے ڈرنا چاہیے) (سورۃ نساء۔ آیت ۹) اور آخرت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین یاکلون اموال الیتٰمیٰ ظلما انما یاکلون فی بطونھم ناراً و سیصلون سعیراً (جو لوگ یتیموں کا مال ناحق چٹ کرجاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بس انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب جہنم واصل ہونگے) (سورۃ النساء۔ آیت ۱۰)۔

(۳۶۵۳) اور محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو محمد بن علی عسکری علیہما السلام کو ایک خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص خطرناک جگہوں پر قافلوں کی حفاظت بادشاہ کے حکم کے بغیر کرتا ہے اور ایک معینہ رقم ان سے طے کرلیتا ہے کیا اس کا یہ رقم ان لوگوں سے لینا جائز ہے یا نہیں ؟ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ اگر اس نے خود کو ایک معینہ رقم پر ان کا اجیر و مزدور بنا دیا ہے تو وہ ان سے اپنا حق لے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۳۶۵۴) اور محمد بن عیسی بن عبید یقطینی نے حضرت امام ابوالحسن علی بن محمد (امام علی النقی) علیہما السلام کی خدمت میں ایک خط تحریر کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے بیٹے کو معینہ اجرت پر ایک سال کے لئے کسی شخص کے سپرد کردیا تاکہ وہ اس کے لئے کپڑے سیئے پھر ایک دوسرا شخص اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تم اپنے بیٹے کو ایک سال کے لئے اس سے زیادہ اجرت پر میرے سپرد کردو تو کیا اس کو اختیار ہے اور کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ شخص اول سے معاملہ فسخ کردے یا نہیں ؟ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کو اول سے وعدہ کی وفا واجب ہے اگر اس کا بیٹا بیمار یا کمزور نہ

ہو جائے۔

(۳۶۵۵) اور محمد بن خالد برقی نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے مزدوری کے لئے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ درست ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں اگر خلوص کے ساتھ بقدر طاقت کام کردے چنانچہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے بھی خود کو مزدور بنایا تھا اور شرط کر لی تھی کہا تھا ان شئت ثمانیاً و ان شئت عشراً آپ چاہیں تو آٹھ سال چاہیں تو دس سال) تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق آیت نازل فرمائی علی ان تاجرنی ثمانی حجج فان اتممت عشراً فمن عندک (اس شرط پر کہ تو آٹھ برس میری نوکری کرے پس اگر تو نے دس پورے کر دیئے تو تیری طرف سے ہے۔) (سورۃ قصص آیت ۲۷)۔

(۳۶۵۶) اور محمد بن عمرو بن ابی مقدام نے عمّار ساباطی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص تجارت کر رہا ہے لیکن اگر اس تجارت کے بدلے کسی کی نوکری کرلے تو جس قدر اس کو تجارت سے ملتا ہے اس سے زیادہ اس کو نوکری سے ملے گا۔ آپؑ نے فرمایا نہیں وہ نوکری نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ سے طلب رزق کرتا رہے اور تجارت کرے اس لئے کہ اگر وہ نوکری کرے گا تو چونکہ وہ دوسرے پر بھروسہ کرے گا اس لئے اپنے رزق کو محدود کرلے گا۔

(۳۶۵۷) عبداللہ بن محمد جعفی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی کی ملازمت کی اس نے گویا اپنے رزق کو محدود کر دیا اور روک دیا اور اس کا رزق کیونکر محدود نہ ہوگا اس لئے کہ وہ جو کچھ کمائے گا وہ اس کے مالک کا ہوگا۔

(۳۶۵۸) ہارون بن حمزہ غنوی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک مزدور کو مزدوری پر رکھا مگر ان دونوں کو ایک دوسرے پر اعتبار نہ تھا اس لئے مزدوری کسی تیسرے کے پاس رکھ دی گئی دریں اثناء تیسرا شخص مرگیا اور اتنا نہیں چھوڑا کہ پوری مزدوری ادا ہو۔ اور مزدوری ماری گئی آپؑ نے فرمایا اصل میں جس نے مزدوری پہ رکھا ہے وہی مزدور کی مزدوری کا ضامن ہے جب تک کہ پوری مزدوری ادا نہ ہو لیکن یہ کہ مزدور سے بات کی جائے اور وہ اس پر راضی ہو جائے اور اگر وہ مزدوری کرے تو جتنا وہ لینے پر راضی ہو وہی اس کا حق ہے۔

(۳۶۵۹) اور عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اے عبید اسراف اور فضول خرچی میں فقر ہے اور کفایت شعاری میں دولتمندی ہے۔

(۳۶۶۰) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو لوگوں کے لئے دوا تیار کرتا ہے اور اس کی مزدوری لیتا ہے آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۶۶۱) اور حسن بن محبوب نے علی بن حسن بن رباط سے انہوں نے ابی سارہ سے انہوں نے ھند زین ساز سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے میں اسلحہ لیکر اہل شام کے پاس جاتا تھا، ان کے ہاتھ فروخت کرتا تھا مگر جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اس (مذہب حقہ) کی معرفت عطا کی تو اس اسلحے کی تجارت سے دل تنگ ہوا اور جی میں کہا کہ اب میں ان دشمنوں کے پاس اسلحے لیجا کر فروخت نہیں کرونگا۔ آپ نے فرمایا نہیں تم ان کے پاس اسلحے لیجا کر ان کے ہاتھ فروخت کرو اس لئے کہ ان ہی لوگوں کے ذریعہ اللہ ہمارے اور تم لوگوں کے دشمن یعنی اہل روم کو مار بھگائے گا۔ آپ نے (یہ بھی) فرمایا مگر جب ہمارے اور ان کے درمیان جنگ چھڑ جائے اور کوئی شخص اسلحے لیجا کر ہمارے دشمنوں کو پہنچائے اور ہمارے خلاف ان کی مدد کرے تو وہ مشرک ہے۔

(۳۶۶۲) اور حسن بن محبوب نے ابی ولاد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کی اس کے متعلق کیا رائے ہے کہ ایک شخص شاہی عملہ کے ساتھ قریبی رابطہ رکھتا ہے اور اس شاہی عملہ کے علاوہ اس کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے اور میں ادھر سے گزرتا ہوں تو اس کے وہاں قیام کرتا ہوں وہ میری مہمانداری اور میرے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے اور وہ میرے لئے کبھی کبھی درہم اور لباس دینے کا بھی حکم دیتا ہے۔ اس سے میں دل تنگ ہوں۔ تو آپ نے فرمایا تم اس سے اور لو اور کھاؤ یہ تمہارے لئے بغیر کسی محنت مشقت کے ہے اور اس کا بوجھ تو خود اس پر ہے۔

(۳۶۶۳) ابی المغرا سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور میں وہاں موجود تھا کہ میں عامل کے پاس جاتا ہوں یا عامل آتا ہے تو میرے لئے درہموں کا حکم دیتا ہے کیا میں اس سے لوں ؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اور اس رقم سے حج کروں گا ؟ آپ نے فرمایا ہاں اور اس سے حج بھی کرو۔

(۳۶۶۴) اور علی بن یقطین سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت امام ابو الحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے ارشاد فرمایا کہ بادشاہ وقت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے کچھ اولیاء اور دوست ہوتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اور دوستوں کا دفاع کرتا رہتا ہے۔

(۳۶۶۵) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اور وہی لوگ جہنم سے اللہ کے آزاد کردہ ہیں۔

(۳۶۶۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ملازمت کا کفارہ اپنے برادران مومن کی حاجت کو پورا کرنا ہے۔

(۳۶۶۷) اور عبید بن زرارہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کو زیاد بن عبید اللہ (والی مدینہ) کے پاس بھیجا اور کہا کہ اس کو کسی کام پر لگا دو۔

باپ اپنے بیٹے کا مال لے سکتا ہے

(۳۶۶۸) حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے پاس مال ہے اور اسکے باپ کو مال کی ضرورت ہے۔آپؑ نے فرمایا وہ اس میں سے کھائے گا مگر ماں اس مال میں سے نہیں لے گی مگر یہ کہ وہ اپنے لئے بطور قرض لے۔

(۳۶۶۹) حسین بن ابی العلاء نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کو اپنے لڑکے کے مال میں کتنا خرچ کرنا حلال ہے ؟آپؑ نے فرمایا اگر لینے پر مجبور ہو تو اپنی خوراک بھر بغیر اسراف اور فضول خرچی کے۔میں نے عرض کیا کہ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے۔آپؑ نے ارشاد فرمایا(ہاں) ایک شخص اپنے باپ کو لئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ میرے باپ ہیں انہوں نے میری ماں کی میراث میں مجھ پر ظلم و زیادتی کی ہے۔اور باپ نے بتایا کہ اس میراث کو میں نے اس پر اور اپنے اوپر خرچ کیا ہے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال تو تیرے باپ ہی کا ہے۔اس کے پاس مال نہیں تو کیا بیٹے کے لئے ایک باپ کو قید کیا جائے گا ؟

(۳۶۷۰) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ رہتے ہوئے اپنے مال میں نہ غلام کو آزاد کرنے کا اور نہ کسی غلام کو مدبر کرنے کا اختیار ہے نہ صدقہ کرنے کا نہ ہبہ کرنے کا اور نہ نذر کا اختیار ہے لیکن یہ کہ وہ زکوٰۃ دے سکتی ہے اور اپنے والدین اور اپنے قرابتداروں کے ساتھ نیک سلوک کر سکتی ہے۔

(۳۶۷۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کسی دولتمند اور زبردست اور طاقت والے کے لئے حلال نہیں ہے۔آپؑ نے فرمایا آنحضرتؐ نے صرف یہ کہا کہ کسی دولتمند کے لئے حلال نہیں یہ ہرگز نہیں کہا کہ کسی زبردست اور طاقت والے کے لئے حلال نہیں ہے۔

(۳۶۷۲) اور ابوالبختری نے روایت کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کسی بہرے کو بغیر کسی ڈانٹ یا جھڑک کے کچھ بتانا بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔

(۳۶۷۳) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا کیا تم روزہ سے ہو ؟ اس نے کہا نہیں آپؑ نے پوچھا کیا تم نے کسی مریض کی عیادت کی۔اس نے کہا نہیں پھر پوچھا کیا تم نے کسی جنازے کی مشایعت کی ؟ اس نے کہا نہیں پوچھا کیا

تم نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا؟ اس نے کہا نہیں آپؑ نے فرمایا پھر تم اپنے گھر والوں کے پاس پلٹ جاؤ ان کے دل کو خوش کرو یہی تمہاری طرف سے ان سب کے لئے کار خیر اور صدقہ ہے۔

(۳۶۷۴) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے آکر کہا یا امیرالمومنین خدا کی قسم میں آپؑ سے محبت کرتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا لیکن میں تجھے ناپسند کرتا ہوں۔ اس نے کہا یہ کیوں؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ تو نے اذان کو ذریعہ کسب بنایا ہے اور تعلیم قرآن کی اجرت لیتا ہے۔

(۳۶۷۵) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص تعلیم قرآن پر اجرت لیتا ہے قیامت میں بھی اس کا حصہ ہوگا۔

(۳۶۷۶) حکم بن مسکین نے قتیبہ بن اعشی سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں قرآن پڑھتا ہوں تو لوگ مجھے ہدیہ پیش کرتے ہیں کیا میں اس کو قبول کرلوں۔ آپؑ نے فرمایا تمہاری نظر میں کیا ہے اگر تم ان کے لئے قرآن نہ پڑھو تو کیا وہ تمہارے لئے ہدیہ دینگے؟ میں نے عرض کیا نہیں آپؑ نے فرمایا پھر تم اس کو قبول کرو۔

(۳۶۷۷) عیسیٰ بن شقفی سے روایت کی گئی ہے کہ وہ ایک ساحر وجادوگر تھا لوگ اس کے پاس آتے تھے اور وہ ان لوگوں سے اپنی اجرت لیا کرتا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حج پر گیا۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات کرنے بھی گیا اور آنجنابؑ سے عرض کیا میں آپؑ پر قربان میں ایک ایسا شخص ہوں کہ جادوگری میرا فن ہے اور میں اس پر لوگوں سے اجرت لیا کرتا تھا اب میں نے حج کرلیا ہے اور مجھ پر یہ اللہ کا احسان ہے کہ آپؑ کی ملاقات سے شرف یاب ہوا اور اب میں نے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرلی ہے تو کیا اب اس سے نکلنے کی کوئی راہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں تم جادو کھولو جادو باندھو نہیں۔

(۳۶۷۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص باغوں کی طرف سے ہو کر گزر رہا ہو تو وہاں کے پھل کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں (مگر) اس میں سے کچھ اٹھا کر نہ لے جاؤ۔

باب :- دَین اور قرض

(۳۶۷۹) حسن بن محبوب نے عبدالرحمن بن حجّاج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا تم لوگ اللہ کی پناہ مانگو قرض کے غلبہ سے اور آدمیوں سے اور رانڈ اور رنڈوے بن جانے کے عذاب سے۔

(۳۶۸۰) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ قرض لینے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ دین ومذہب کے لئے باعث شرم ہے۔

(۳۶۸۱) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ قرض سے بچو اس لئے کہ یہ رات میں باعث فکر اور دن میں باعث ذلت ہے۔

(۳۶۸۲) نیز حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ قرض لینے سے احتیاط کرو اس لئے کہ یہ دن میں باعث ذلت اور رات میں باعث فکر ہے اور اس کو ادا کرنا دنیا میں بھی ہے اور اس کو ادا کرنا آخرت میں بھی ہے۔

(۳۶۸۳) معاویہ بن وھب سے روایت ہے اس کا بیان ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ انصار میں سے ایک شخص مرگیا اور اس کے اوپر دو دینار قرض تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور فرمایا تم لوگ اپنے بھائی پر نماز جنازہ پڑھ لو تو اس کے اقربا میں سے کسی نے ان دو دیناروں کی ادائیگی کی ضمانت لی۔ یہ سن کر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ سچ ہے۔ اس کے بعد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اس لئے کیا تاکہ لوگوں کو نصیحت کریں اور لوگ ایک دوسرے کا قرض ادا کریں اور قرض کو ہلکی اور معمولی چیز نہ سمجھیں ویسے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو ان پر قرض تھا۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے شہادت پائی اور ان پر قرض تھا حضرت امام حسن علیہ السلام نے شہادت پائی اور ان پر قرض تھا۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہادت پائی اور ان پر قرض تھا۔

(۳۶۸۴) موسیٰ بن بکر نے حضرت امام ابوالحسن اول علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص حلال طریقہ سے روزی کی تلاش کرے اور فقر وافلاس میں مبتلا ہوجائے تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بھروسہ پر قرض لے۔

(۳۶۸۵) ہیثمی نے ابو موسیٰ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا میں آپؑ پر قربان کیا کوئی قرض لیکر حج کرے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اور قرض لیکر شادی کرے؟ فرمایا ہاں اس لئے کہ وہ دن رات اللہ کے رزق کا انتظار کرتا ہے۔

(۳۶۸۶) اور ابی ثمامہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر ثانی علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں مکہ اور مدینہ کو اپنے لئے لازم کرلوں مگر میرے اوپر قرض ہے اس کے متعلق آپؑ کیا فرماتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ واپس جاؤ اور اپنے قرض کی ادائیگی کی فکر کرو اور اس امر پر نظر رکھو کہ جب تم اللہ کی بارگاہ میں پہنچو تو تمہارے اوپر کسی کا کوئی قرض نہ ہو اس لئے کہ مومن بے ایمانی اور خیانت نہیں کرتا۔

(۳۶۸۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص پر کسی کا کوئی قرض ہے اور اس کی ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے ساتھ محافظ فرشتے مقرر ہوجاتے ہیں جو ادائیگی امانت میں اس کی مدد کرتے ہیں اور اگر نیت میں کوتاہی ہوئی تو مدد میں بھی کوتاہی ہوجاتی ہے اور جس قدر نیت میں کوتاہی ہوتی ہے اس قدر مدد میں بھی کوتاہی ہوتی جاتی ہے۔

(۳۶۸۸) ابان سے روایت ہے اور انہوں نے بشّار سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ شہید کے خون کا پہلا قطرہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے سوائے قرض کے، اس لئے کہ قرض کا کفارہ صرف اس کی ادائیگی ہے۔

(۳۶۸۹) ابو خدیجہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص کسی آدمی کے پاس جائے اور اس سے کچھ مال قرض مانگے مگر اس کی نیت میں یہ ہو کہ وہ اسکو ادا نہیں کرے گا تو وہ عادی چور ہے۔

(۳۶۹۰) سماعہ بن مہران سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم لوگوں میں سے ایک شخص کے پاس ایک شے ہے جس سے وہ اپنا خرچ چلاتا ہے اور اس پر قرض بھی لدا ہوا ہے کیا وہ اس سے اپنے اہل وعیال کا روٹی کپڑا چلاتا رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے خوشحالی لائے پھر وہ اپنا قرض ادا کرے یا وہ زمانہ کی نامساعدتی اور تنگیِ معیشت میں اپنی پشت پر قرض کا مزید بوجھ لادے یا پھر صدقہ قبول کرلے۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس کے پاس لوگوں کا قرض ادا کرنے کی قدرت ہے تو وہ لوگوں کا قرض ادا کرے اور لوگوں کا مال نہ کھائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

و لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل (تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طور پر نہ کھاؤ) (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۸)

(۳۶۹۱) اور ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص کسی مرد مسلمان کا حق روکے رہے جبکہ وہ اس کے دینے پر قدرت بھی رکھتا ہو محض اس خوف سے کہ اگر یہ حق اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا تو وہ فقیر و مفلس ہوجائے گا تو اللہ تعالیٰ تو اس امر پر (بھی) قادر ہے کہ اس حق کو روکنے کے باوجود اس کو فقیر اور مفلس بنادے۔

(۳۶۹۲) اور اسماعیل بن ابی فدیک نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ قرض دار کے ساتھ رہتا ہے جب تک وہ اس کو ادا نہ کرلے بشرطیکہ اس نے ایسی چیز قرض نہ لی ہو جو اس پر حرام ہو۔

(۳۶۹۳) برید عجلی سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے اوپر یتیموں کا قرض ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں اپنی جائیداد فروخت کردوں تو میرے پاس کچھ بھی نہ رہے گا۔ آپؑ نے فرمایا تم اپنی جائیداد نہ فروخت کرو بلکہ تھوڑا دو اور تھوڑا روکو۔ (تھوڑی تھوڑی ادائیگی کرتے رہو۔)

(۳۶۹۴) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی قرضدار کی پاس سے کوئی قرض خواہ خوش خوش اٹھتا ہے تو روئے زمین کے چوپائے اور سمندروں کی مچھلیاں اس قرضدار کے لئے رحمت کی دعا کرتی ہیں اور جب وہ قرض خواہ اس کے پاس سے ناراض و ملول جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قرض دار کے نامہ اعمال میں جتنے دن اس نے قرض روکا ہوا ہے ہر دن اور ہر رات ظلم لکھتا رہتا ہے۔

(۳۶۹۵) ابراہیم بن عبدالحمید نے خضر بن عمرو نخعی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کا کوئی مال کسی آدمی کے پاس ہے مگر وہ اس سے انکار کرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ اس کو حلف اٹھانے کو کہتا ہے اور وہ حلف اٹھالیتا ہے تو پھر قسم کے بعد اس شخص کو کوئی حق نہیں کہ اس آدمی سے کچھ لے یا اگر اس نے اس آدمی کو قید کردیا تو بھی اس شخص کو کوئی حق نہیں کہ اس آدمی سے کچھ لے اور اس شخص نے اس آدمی سے حلف نہیں لیا ہے تو پھر وہ اپنے حق پر ہے۔

(۳۶۹۶) اور علی بن رئاب نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کے پاس میرا کچھ مال تھا مگر وہ مجھ سے بحث کرنے لگا اور بالآخر حلف اٹھالیا پھر کچھ دن بعد اس کا مال میرے ہاتھ پڑا تو اس مال کے عوض جو اس نے لے لیا ہے اور اس پر حلف اٹھالیا ہے میں بھی اس کا مال لے لوں جیسا کہ اس نے کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے تمہاری خیانت کی تو تم اس کی خیانت نہ کرو اور اس برائی کے اندر جس میں وہ داخل ہوا ہے تم نہ داخل ہو۔

(۳۶۹۷) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے کہ جس کے ذمہ میرا کچھ مال تھا مگر اس نے مجھ سے انکار کردیا پھر اس نے اپنا کچھ مال میرے پاس رکھا کیا میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں اپنا وہ مال جو اس کے پاس تھا (اسکے عوض) لے لوں ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں یہ خیانت ہوگی۔

(۳۶۹۸) زید شحّام نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تمہارے پاس کوئی امانت رکھے تو اس کی امانت اس کو واپس کر دو اور جو تمہاری خیانت کرے تو تم اس کی خیانت نہ کرو۔

(۳۶۹۹) حسن بن محبوب نے سیف بن عمیرہ سے اور انہوں نے ابی بکر حضرمی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ایک شخص کا کسی آدمی پر کچھ مال تھا مگر اس نے اس سے انکار کر دیا اور ہڑپ کر لیا پھر کچھ دنوں کے بعد اتفاق ایسا ہوا کہ جس شخص نے ہڑپ کیا اس کا ویسا ہی مال اس کے پاس آگیا کیا وہ اپنے مال کی جگہ یہ مال لے لے ؟ آپؑ نے فرمایا ہاں وہ یہ کہے اے اللہ میں اس کو لے رہا ہوں اپنے اس مال کے عوض کہ جس کو اس نے مجھ سے لیا ہے۔

(۳۷۰۰) اور اس کے مثل ایک حدیث یونس بن عبدالرحمن کی ہے جو اس سے ابی بکر حضرمی سے روایت کی ہے یہ کہ آپؑ نے فرمایا کہ وہ یہ کہے گا۔ اے اللہ میں نے جو اس سے لیا ہے وہ نہ خیانت کر کے لیا ہے اور نہ ظلم کر کے بلکہ میں نے اپنے مال کی جگہ اس کو لیا ہے۔

(۳۷۰۱) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر اس کے لینے پر اس سے حلف اٹھوایا تھا اس کو بھی چاہیے کہ کلمات کہتے ہوئے خود بھی حلف اٹھالے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ تمام احادیث متفق المعانی ہیں مختلف نہیں ہیں اور وہ اس طرح کہ جب وہ اس سے حلف اٹھوائے پھر اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس میں سے کچھ لے۔

(۳۷۰۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے بموجب کہ جو شخص اللہ کی قسم کھائے اس کو سچا سمجھنا چاہیے اور جس کے لئے اللہ کی قسم کھائی جائے اس کو اس پر راضی ہونا چاہیے اور جو اس پر راضی نہیں ہوتا وہ اللہ کی طرف سے کسی شے میں نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص بغیر اس کے کہ اس سے حلف کے لئے کہا جائے حلف اٹھالے پھر اپنے حق کا مطالبہ کرے یا اس میں سے کچھ لے لے یا اس مال میں سے اس کو کچھ پہنچ جائے تو وہ نہی اور ممانعت کے حکم میں داخل نہیں ہے۔ اس طرح اگر کسی کو کوئی مال سپرد کیا جائے تو اس کو حق نہیں کہ اس مال میں سے کچھ لے اس لئے کہ وہ امانت ہے جس کا اس کو امین بنایا گیا ہے اور اس کے لئے جائز نہیں کہ اس امانت میں خیانت کرے۔ اور جب تک اس نے کسی مال کے لئے حلف نہیں اٹھایا ہے اور کسی امانت پر وہ امین نہیں بنایا گیا ہے مگر وہ مال اس تک پہنچ گیا ہے یا وہ مال کسی صورت اس کے ہاتھ لگ گیا ہے تو اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنا حق اس میں وہ کہکر لے لے جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ تو ان احادیث میں اتفاق کی صورت یہ ہے (ولاحول ولا قوۃ الاّ باللہ)۔

(۳۷۰۳) اور محمد بن ابی عمیر نے داؤد بن زربی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام

ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا ہم ایک گروہ کے ساتھ معاملہ اور لین دین کرتے رہتے ہیں وہ لوگ بسا اوقات میرے پاس مال بھیجتے ہیں اور مجھ سے کچھ کنیز اور کچھ جانور لیکر چلے جاتے ہیں۔ پھر گھوم پھر کر انکا مال میرے پاس آتا ہے تو کیا میں اس میں سے جس قدر وہ میرا مال لے گئے ہیں لے لوں؟ آپ نے فرمایا جس قدر مال انہوں نے تم سے لیا ہے اتنا لے لو اس سے زیادہ نہ لو۔

(۳۷۰۴) حسن بن محبوب نے هذیل بن حنان برادر جعفر بن حنان صیرفی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے اپنے بھائی جعفر کو کچھ مال دیا ہے اور وہ مجھے کچھ دیتا رہتا ہے جس کو میں خرچ کرتا رہتا ہوں، اس سے حج کرتا ہوں، اس میں سے صدقہ دیتا رہتا ہوں۔ تو جو لوگ میرے آس پاس ہیں میں نے اس کا ذکر ان لوگوں سے کیا ان لوگوں نے کہا یہ مال فاسد ہے حلال نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ میں اس مسئلہ میں آپؑ کے ارشاد کو آخری سمجھوں۔ تو آپ نے فرمایا یہ بتاؤ کہ تمہاری اس رقم کے دینے سے پہلے بھی وہ تم سے حسن سلوک کیا کرتا تھا؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر وہ جو کچھ تم کو دیتا ہے وہ لے لو اور کھاؤ پیو حج کرو تصدق کرو اور جب تم عراق جاؤ تو کہدو کہ جعفر ابن محمد (علیہما السلام) نے مجھے یہ فتویٰ دیا ہے۔

(۳۷۰۵) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کسی آدمی کے گھر منزل کرتا ہے اور اس کا اس آدمی کے اوپر کچھ قرض ہے۔ کیا وہ شخص کھانا کھائے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کے پاس تین دن کھانا کھالے اس کے بعد بالکل نہ کھائے۔

(۳۷۰۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق فرمایا۔ لاخیر فی کثیر من نجواهم اِلّامن امر بصدقة او معروف او اصلاح بین الناس [ان لوگوں کے بہت سے مشورے اچھے نہیں ہاں (اس شخص کا مشورہ اچھا ہو سکتا ہے) جو خیرات یا نیک بات یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہے] (سورۃ نساء آیت نمبر ۱۱۴) آپ نے فرمایا یہاں معروف سے مراد قرض ہے۔

(۳۷۰۷) صباح بن سیابہ سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عبداللہ بن ابی یعفور نے مجھ سے کہا ہے کہ آپ سے دریافت کروں کہ ہم لوگ اپنے پڑوسیوں سے روٹیاں قرض لیا کرتے ہیں اور ان سے چھوٹی یا ان سے بڑی واپس کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہم لوگ خود ساٹھ ستر اخروٹ قرض لیتے ہیں اور ان میں چھوٹے اور بڑے بھی ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۳۷۰۸) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کو اس کی خوشحالی تک کیلئے قرض دیتا ہے تو اس کے مال کی زکوٰۃ میں شمار ہوتا ہے اور جب تک یہ قرض واپس نہیں لیتا وہ ملائیکہ کی طرف رحمت کی دعاؤں میں شامل رہتا ہے۔

(۳۷۰۹) اور اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کے اوپر قرض ہو اور وہ مرجائے تو قرض سے چھوٹ گیا۔

(۳۷۱۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب مرنے والا مرگیا تو جو کچھ اس کا ہے اور جو کچھ اس پر ہے سب سے چھوٹ گیا۔

(۳۷۱۱) اور حسن بن محبوب نے حسن بن صالح ثوری سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مرتا ہے اور اس کے ذمے قرض ہے اور کوئی ضامن قرض خواہوں کے لئے قرض کی ادائیگی کی ضمانت دیتا ہے۔آپؑ نے فرمایا کہ اگر قرض خواہ راضی ہے تو مرنے والا بری الذمہ ہو گیا۔

(۳۷۱۲) ابراہیم بن عبدالحمید نے حسن بن خنیس سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ عبدالرحمن بن سیابہ کا کسی شخص پر قرض تھا وہ مرگیا تو ہم لوگوں نے اس سے گفتگو کی کہ وہ اس مرنے والے کے قرض کو چھوڑ دے مگر اس نے انکار کیا۔آپؑ نے فرمایا اس پر وائے ہو کیا اس کو نہیں معلوم تھا کہ وہ معاف کر دیتا تو ایک درہم پر دس ملتے اور اب جبکہ معاف نہیں کیا تو ایک درہم کے بدلے ایک ہی درہم ملے گا۔

(۳۷۱۳) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا ایک مرتبہ ایک شخص امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے دولت کمائی اور اس کے حصول میں حرام و حلال سے چشم پوشی کرلی۔اب میں نے توبہ کا ارادہ کیا ہے مگر مجھے نہیں معلوم کہ میری اس دولت میں کتنا حلال ہے اور کتنا حرام ہے اس لئے کہ وہ باہم مخلوط ہوگئے ہیں۔تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اپنے مال سے خمس نکال دے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ انسان سے خمس پر راضی ہے اور (یوں) باقی تمام مال تیرے لئے حلال ہے۔

(۳۷۱۴) ابوالبختری وہب بن وہب نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے بارے میں فیصلہ فرمایا جو مرگیا اور اس نے بہت سے ورثاء چھوڑے تو ان ورثاء میں سے ایک نے اپنے باپ پر قرض کا اقرار کیا آپؑ نے فیصلہ دیا کہ اس قرض کی ادائیگی کا جس نے اقرار کیا ہے اس کے اس حصہ سے لازم ہے جو اس کو وراثت میں ملا ہے۔پورے مال سے نہیں۔اور اگر وارثوں میں سے دو اقرار کریں اور وہ دونوں عادل ہیں تو یہ تمام ورثاء پر ہوگا اور اگر وہ دونوں عادل نہیں ہیں تو صرف دونوں کے حصہ میں جتنا بقدر وراثت ان کو ملا ہے اسی میں سے قرض کی ادائیگی لازم ہوگی۔اس طرح اگر دوسرے ورثاء مثلاً بھائی یا بہن اقرار کریں تو ان ہی کے حصہ سے ادائیگی لازم ہے اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص کسی کے اپنے بھائی ہونے کا اقرار کرے تو وہ اس کے مال میں شریک ہوگا لیکن وہ نسب میں شریک نہیں ہوگا اور اسی طرح اگر دو اقرار کریں مگر یہ کہ وہ

دونوں عادل ہوں تو وہ نسب میں بھی ملحق ہوگا اور ان سب کے ساتھ میراث میں اس کا حصہ لگے گا۔

(۳۷۱۵) ابراہیم بن ہاشم نے روایت کی ہے کہ محمد بن ابی عمیر بزاز تھے ایک مرتبہ ان کا سارا مال جاتا رہا اور وہ فقر و تنگدستی میں مبتلا ہوگئے۔ اور ان کے ایک شخص پر دس ہزار روپیہ قرض تھے اس شخص کو جب یہ معلوم ہوا تو جس مکان میں وہ رہتا تھا اس کو دس ہزار درہم پر فروخت کر دیا اور رقم لیکر محمد بن ابی عمیر کے دروازے پر آیا (آواز دی) تو محمد بن ابی عمیر نکلے اور پوچھا کیا بات ہے اس نے کہا یہ آپ کی رقم ہے جو مجھ پر قرض تھی۔ انہوں نے پوچھا یہ رقم کیا تجھ کو کسی ورثہ میں ملی؟ اس نے کہا نہیں۔ پوچھا یہ رقم تجھ کو کسی نے عطیہ دیا ہے اس نے کہا نہیں کہا پھر کیا تو نے اپنی کوئی جائیداد فروخت کی ہے اور یہ اس کی قیمت ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا پھر آخر یہ رقم کہاں سے آئی؟ اس نے جواب دیا میں کہ نے وہ مکان جس میں رہتا ہوں اسے فروخت کر دیا تاکہ اپنا قرض ادا کروں۔ محمد بن ابی عمیرؒ نے کہا۔ سنو ذریح محاربی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث مجھ سے بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی شخص قرض کی ادائیگی کے لئے اپنے جائے پیدائش (مکان مسکونہ) سے نہیں نکلے گا۔ لہذا اس کو لے جاؤ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگرچہ خدا کی قسم میں اس وقت ایک ایک درہم کو محتاج ہوں مگر اس میں سے ایک درہم بھی میری ملکیت میں داخل نہ ہوگا۔

اور ہمارے شیخ محمد بن حسن رضی اللہ عنہ روایت فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کا گھر وسیع ہے اور اس کے لئے ایک حصہ رہنے کو کافی ہے تو اس پر لازم ہے کہ اتنے حصہ میں رہے جتنی اس کو ضرورت ہے اور بقیہ سے اپنا قرض ادا کرے اور اسی طرح اگر کوئی گھر بلا قیمت ملے جو اس کے رہنے کے لئے کافی ہو تو بھی وہ اپنے گھر کو فروخت کرکے اس کی قیمت سے کوئی اور (چھوٹا) گھر خرید لے اور بقیہ رقم سے اپنا قرض ادا کرے۔

(۳۷۱۶) اور یونس بن عبدالرحمن نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو ایک خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص پر میرا دس (۱۰) درہم قرض ہے اور بادشاہ وقت نے ان درہموں کو منسوخ کرکے اسکی جگہ پر اس سے اعلیٰ درہم جاری کر دیا اور آجکل ان سے پہلے درہموں کی قیمت گر گئی تو اب کونسا درہم میرا اس کے اوپر ہے وہ پہلے دراہم جو بادشاہ نے منسوخ کر دیئے یا وہ دراہم جو بادشاہ نے اب اس کے بدلے جاری کئے ہیں۔ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا تیرے لئے وہی پہلے دراہم ہیں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ (استاد) محمد بن حسن رضی اللہ عنہ ایک حدیث روایت کیا کرتے تھے کہ اس کے لئے وہ دراہم ہیں جو لوگوں میں رائج ہیں۔

اوپر کی دونوں حدیثیں متفق اور ہم معنیٰ ہیں۔

جب کسی پر معروف سکے قرض ہوں اور جب کسی پر معلوم وزن میں سکے قرض ہوں (گنے ہوئے نہ ہوں) تو اس کے لئے وہی (دینا واجب) ہے جو لوگوں میں رائج ہو۔

باب :- تجارت اوراس کے آداب اس کی فضیلت اوراس کے لئے فقہی معلومات

(۳۷۱۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تجارت سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۳۷۱۸) نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تجارت کو ترک کرنا عقل زائل کرنا ہے۔

(۳۷۱۹) اور معلیٰ بن خنیس سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں بہت دنوں سے بازار نہیں گیا تھا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے دیکھا تو فرمایا اپنی عزت کی طرف جاؤ (یعنی وہاں جاؤ جہاں سے تمہاری ساکھ اور عزت بنی ہوئی ہے)۔

(۳۷۲۰) اور روح بن عبدالرحیم سے روایت ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالی کے اس قول کے متعلق روایت کی ہے رجال لا تلھیھم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللّٰہ (ایسے لوگ ہیں جن کو نہ تجارت ہی غافل کر سکتی ہے ذکر خدا سے اور نہ خرید وفرخت) (سورۃ النور آیت ۔۳۷) آپؑ نے فرمایا یہ تاجر لوگ ہیں جب نماز کا وقت آتا ہے تو تجارت چھوڑ دیتے ہیں اور نماز کے لئے روانہ ہوجاتے ہیں اور ان لوگوں کا درجہ ان لوگوں سے بڑا ہے جو تجارت نہیں کرتے۔

(۳۷۲۱) ہارون بن حمزہ نے علی بن عبدالعزیز سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ عمر بن مسلم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان وہ تجارت چھوڑ کر عبادت میں لگا ہوا ہے ۔آپؑ نے فرمایا اس پر وائے ہو کیا اس کو یہ معلوم نہیں کہ طلب معاش چھوڑنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی؟ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ آیت نازل ہوئی و من یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب (اور جو خدا سے ڈرے گا تو خدا اس کی نجات کی صورت نکال دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس کو وہم بھی نہ ہوگا) (سورۃ الطلاق آیت ۔۲۔۳) تو ان میں سے کچھ لوگ دروازے بند کرکے عبادت میں مشغول ہوگئے اور بولے کہ بس ہمارے لئے یہ کافی ہوگیا۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے ان کو آدمی بھیج کر بلوایا اور پوچھا کہ ایسا تم لوگوں نے کیوں کیا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کے رزق کا ذمہ دار بن گیا تو ہم لوگ عبادت میں مشغول ہوگئے۔ آپؐ نے فرمایا جو ایسا کرے گا اس کی دعا قبول نہ ہوگی۔ ہم لوگوں پر روزی تلاش کرنا واجب ہے۔ پھر فرمایا میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اپنے رب کی طرف منہ کرلے اور روزی کی تلاش چھوڑ کر یہ کہے کہ پروردگار مجھے روزی دے۔

(۳۷۲۲) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تم لوگ تجارت کرو اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اس میں برکت عطا فرمائے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رزق کے دس حصے ہیں نو حصہ تجارت

میں ہے اور ایک حصہ ساری دنیا کے کاروبار میں ہے۔

(۳۷۲۳) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ تجارت کے لئے آگے بڑھو اس لئے کہ یہ (عمل) تم لوگوں کو جو کچھ اور لوگوں کے قبضہ میں ہے ان سب سے بے نیاز اور مستغنی کر دیگا۔

(۳۷۲۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ تجارت نہ چھوڑو ورنہ بے وقعت اور ہلکے بن جاؤ گے۔ تجارت کرو اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو برکت عطا فرمائے۔ اس حدیث کی روایت شریف بن سابق تفلیسی نے فضل بن ابی قرہ سمندی سے کی ہے۔

(۳۷۲۵) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا جو شخص مسائل تجارت کے جانے بغیر تجارت کرے گا وہ ربا اور سود کی دلدل میں پھنسے گا اور پھر پھنسے گا لہذا بازار میں وہی شخص بیٹھے جو خرید وفروخت کے مسائل سمجھتا ہو۔

(۳۷۲۶) (جابر سے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا) حضرت علی علیہ السلام کوفہ میں ہر صبح کو نکلتے اور کوفہ کے ایک ایک بازار کا چکر لگاتے آپؑ کے کاندھے پر ایک درہ ہوتا جس کے دو کنارے ہوتے اور اس کا نام سبیبہ تھا (گائے کے چمڑے کا) آپ تمام بازار والوں کے سامنے کھڑے ہوتے اور انہیں آواز دیتے کہ "اے تجارت کرنے والوں (اللہ سے ڈرتے رہو) اللہ سے طلب خیر وبرکت و سہولت کرتے رہو۔ خریداروں کے قریب رہو حلم وبردباری سے آراستہ رہو۔ ظلم سے دور رہو۔ مظلوموں کے ساتھ انصاف کرو۔ سود اور ربا کے قریب نہ جاؤ۔ ناپ تول کو پورا رکھو اور لوگوں کو ان کی خریدی ہوئی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں اس کی اصلاح ودرستی کے بعد فساد نہ پھیلاتے پھرو۔" آپؑ نے فرمایا کہ اسی طرح آپؑ کوفہ کے بازاروں میں پھرتے اس کے بعد واپس آتے اور لوگوں کے مسائل کیلئے بیٹھے۔

(۳۷۲۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص خرید وفرخت کرے وہ پانچ باتیں یاد رکھے اور ان سے پرہیز کرے ورنہ خرید وفرخت نہ کرے سود و ربا، قسم کھانا، عیب کا پوشیدہ رکھنا، فروخت کرتے وقت مال کی تعریف اور خریدتے وقت مال کی مذمت۔

(۳۷۲۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے گروہ تجار اپنے سر اٹھا کر دیکھو تم لوگوں کے لئے راستہ واضح ہو چکا ہے۔ تم لوگ قیامت کے دن فاجر مبعوث ہوگئے سوائے ان تاجروں کے جو سچ بات کہہ دیا کریں۔

(۳۷۲۹) نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تاجر فاجر ہے اور فاجر جہنم میں جائے گا سوائے اس تاجر کے جو حق لے اور حق دے۔

(۳۷۳۰) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا اے گروہ تجار اپنے اموال کا صدقہ نکال کر حفاظت کرو یہ تمہارے گناہوں کی اور تمہاری ان قسموں کا کفارہ بن جائیگا جو تم لوگ دوران تجارت کھاتے ہو اور تمہاری تجارت تم لوگوں کے لئے پاک ہو جائیگی۔

(۳۷۳۱) اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ منبر کوفہ پر فرمارہے تھے۔ "اے گروہ تجار پہلے فقہ پھر تجارت، پہلے فقہ پھر تجارت، خدا کی قسم اس امت میں ربا و سود اس سے بھی زیادہ خفی طور پر رینگتا ہے جتنی خفی طور سے چیونٹی سنگ سخت پر رینگتی ہے (کہ پاؤں کا نشان نظر نہیں آتا) اپنے اموال کی حفاظت صدقہ سے کرو۔ تاجر فاجر ہوتا ہے اور فاجر جہنم میں جاتا ہے ماسوائے اس تاجر کے کہ جو حق ہے وہ لے اور جو حق ہے وہ دے"

(۳۷۳۲) حفص بن بختری نے حسین بن منذر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ میری عورت نے مجھے کچھ رقم دی اور کہا کہ اس سے جو چاہو کرو میں نے اس کی رقم سے ایک کنیز خرید لی کیا میں اس سے مجامعت کروں؟ آپ نے فرمایا نہیں اس نے تو تم کو یہ رقم اس لئے دی ہے کہ تم آنکھیں ٹھنڈی کرو تم اس کی آنکھیں جلانا چاہتے ہو۔

(۳۷۳۳) عثمان بن عیسیٰ نے میسر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے لئے بازار سے فلاں سودا خریدو اور بازار میں جو مال ہے اس سے بہتر مال میرے پاس موجود ہے تو آپؑ نے فرمایا اگر تم کو یقین ہے کہ وہ تمہیں متہم نہیں کرے گا تو اپنے پاس سے دیدو لیکن اگر تمہیں ڈر ہے کہ وہ تمہیں متہم کرے گا تو اس کے لئے بازار سے خرید دو۔

(۳۷۳۴) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض انبیاء پر یہ وحی نازل فرمائی کہ تم کریم کے ساتھ کرم کا سلوک کرو۔ سخی اور فیاض سے سخاوت کا برتاؤ کرو۔ حریص و لالچی سے تم بھی لالچیوں کا سلوک کرو اور بدخلق کے سامنے سے منہ پھیر لو۔

(۳۷۳۵) ۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد کرتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ نرم مزاجی بھی نفع کی ایک صورت ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے یہ بات اس شخص سے بطور نصیحت کی جس کے پاس مال تھا اور وہ اس کو فروخت کر رہا تھا۔

(۳۷۳۶) اور حضرت علی علیہ السلام ایک مرتبہ ایک کنیز کی طرف سے ہو کر گزرے جو ایک قصاب سے گوشت خرید رہی تھی اور کہتی جارہی تھی کہ مجھے اور دو۔ حضرت علی علیہ السلام نے قصاب سے فرمایا اسے دیدو اس میں بڑی برکت ہے۔

(۳۷۳۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند کرتا ہے جو سہولت کے ساتھ فروخت کرے سہولت کے ساتھ خریدے۔ سہولت کے ساتھ اپنا قرض ادا کرے اور سہولت کے ساتھ اپنا قرض وصول کرے۔

(۳۷۳۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کی ندامت پر اپنا فروخت شدہ مال واپس لے لے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی لغزشوں کے الزام کو واپس لے لے گا۔

(۳۷۳۹) حضرت علی علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کی طرف سے ہو کر گزرے جس کے ساتھ کچھ مال تھا جو وہ فروخت کرنا چاہتا تھا تو آپؐ نے فرمایا تم پر لازم ہے پہلے بازار جاؤ۔

(۳۷۴۰) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جو مال کا مالک ہے اس کو قیمت بتانے کا زیادہ حق ہے۔

(۳۷۴۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب کے درمیان بھاؤ تاؤ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(۳۷۴۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خریدار مول تول اور قیمت گھٹانے کیلئے بات کرے اس میں جی خوش ہوتا ہے اور وہ قیمت زیادہ ہی کیوں نہ دے اس لئے کہ خرید وفروخت کے اندر فریب کھانا نہ قابل تعریف ہے اور نہ اس میں کوئی ثواب ہے۔

(۳۷۴۳) اور آنجنابؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ چار چیزوں میں مول تول اور قیمت گھٹانے کی بات نہ کرو۔ قربانی کا جانور، کفن، غلام کی قیمت، اور مکہ معظمہ جانے کا کرایہ۔

(۳۷۴۴) اور علی ابن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام اپنے قہرمان (آمدنی اور اخراجات کے منتظم) سے فرمایا کرتے کہ جب تم میرے لئے ضروریات حج کے خریدنے کا ارادہ کرو تو خرید لو اور مول تول یا قیمت گھٹانے کی بات نہ کرو اور یہی روایت زیاد قندی نے عبداللہ بن سنان سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(پوری تول اور کم تول)

(۳۷۴۵) میسر نے حفص سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص کی نیت پوری تول تولنے کی ہے مگر جب تولتا ہے تو اچھی تول نہیں تولتا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو اس کے اردگرد ہیں وہ کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ پورا نہیں تولتا۔ آپؑ نے فرمایا کہ پھر وہ ان لوگوں میں ہے جن کو تولنا نہیں چاہیے۔

(۳۷۴۶) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے ہاتھ میں ترازو پکڑے ہوئے ہو اور اس کی نیت بھی ہو کہ اپنے لئے پوری پوری تول لے گا (پوری کرتے کرتے) جھکی ہوئی ڈنڈی ہی لیگا اور جو شخص کسی کو دے اور اس کی نیت بھی ہو کہ برابر کی ڈنڈی دے تو اس کو کم ہی دے گا۔

(۳۷۴۷) حمّاد بن بشیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ پوری تول ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ ترازو کی زبان ذرا جھکی نہ ہو۔

(۳۷۴۸) اور ایک دوسری حدیث میں ہے پوری تول ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ ترازو کا پلڑا ذرا جھکا ہوا نہ ہو۔

(۳۷۴۹) اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص سے میں درہم لیتا ہوں ان کو وزن کرتا ہوں پھر ان کو جدا جدا کرتا ہوں تو میرے ہاتھوں میں کچھ فاضل محسوس ہوتا ہے آپ نے فرمایا کیا وہ پورا کہنے کے لائق ہے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ۔ فرمایا پھر کوئی مضائقہ نہیں ۔

بیعانہ

(۳۷۵۰) وھب بن وھب نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے ۔ کہ بیعانہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ قیمت نقد نہ ہو ۔

باب :- بازار

(۳۷۵۱) حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بنی عامر کا ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپؐ سے زمین کے بدترین ٹکڑے اور زمین کے بہترین ٹکڑے کے متعلق دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ زمین کے بدترین ٹکڑے بازار ہیں یہ ابلیس کا میدان ہے یہاں وہ صبح ہی کو اپنا جھنڈا لیکر آجاتا ہے اور اپنی کرسی لگا کر بیٹھ جاتا ہے اور اپنی ذریت کو ہر طرف پھیلا دیتا ہے کوئی پیمانے سے کم ناپنے میں لگ جاتا ہے کوئی ترازو سے کم تولنے میں یا کوئی ہاتھ سے ناپنے میں چوری کرتا ہے یا کوئی اپنے مال کے متعلق جھوٹ بولتا ہوتا ہے اور وہ (شیطان) کہتا ہے تم لوگ ان آدمیوں کو لے لو ان کا باپ مر گیا مگر تمہارا باپ تو زندہ ہے اور اس طرح وہ مسلسل بازار میں داخل ہونے سے لیکر بازار سے خارج ہونے تک کہتا رہتا ہے ۔ پھر فرمایا کہ بہترین زمین کی ٹکڑے مسجدیں ہیں اور سب سے پسندیدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے ان میں داخل ہوتے ہیں اور سب کے بعد میں نکلتے ہیں ۔

(۳۷۵۲) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے بازار ان کی مسجدوں کے مانند ہیں جو شخص پہلے کسی جگہ آکر بیٹھ گیا وہ رات تک وہاں بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے ۔

باب :- بازاروں میں دعا کا ثواب

(۳۷۵۳) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص کسی بازار میں داخل ہو یا مسجد کی جماعت میں اور ایک مرتبہ یہ کہے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْراً ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْراً ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اللہ سب سے بڑا اور اللہ کی حمد بہت زیادہ اور اللہ کے نام کی تسبیح صبح و شام اور نہیں کوئی طاقت اور نہیں ہے کوئی قوت لیکن اس اللہ کی دی ہوئی جو سب سے بالاتر اور عظیم تر ہے۔ اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں محمدؐ پر اور انکی آل پر) تو یہ اس کے لئے ایک مقبول حج کے برابر ثواب ہوگا۔

(۳۷۵۴) عبداللہ بن حمّاد انصاری سے روایت ہے انھوں نے سدیر سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوالفضل کیا تمہارے لئے بازار میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں تم بیٹھو اور لوگوں سے خرید و فروخت کرو؟ ان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا اچھا یہ جان لو کہ جو بھی شخص صبح و شام اپنے بازار میں اپنی نشست پر جائے اور جس وقت بازار میں قدم رکھے تو یہ کہے کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ اَهْلِهَا ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا (اے اللہ میں تجھ سے اس بازار کی اور بازار والوں کی خیر چاہتا ہوں اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس بازار کے شر سے اور اس بازار والوں کے شر سے) تو اللہ تعالیٰ اس پر ایسے کو متعین کر دے گا جو اس کی حفاظت کرے گا اور اس کا محافظ بنا رہے گا جب تک وہ اپنے گھر واپس نہ جائے پس اللہ تعالیٰ کہے گا کہ دیکھ میں نے آج کے دن تجھے پناہ دی اس بازار کے شر سے اور اس بازار والوں کے شر سے۔ اور جب بازار میں اپنی نشست پر بیٹھتے وقت یہ کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ حَلَالًا طَيِّبًا ، وَاَعُوْذُبِكَ من ان اظلم او اظلم و اعوذ بك من صفقة خاسرة و يمين كاذبة - (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اے اللہ میں تیری حلال و طیّب بخشش کو تجھ سے مانگتا ہوں اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے اور تیری پناہ چاہتا ہوں ناکامیاب سودا کرنے سے اور جھوٹی قسم سے) جب وہ یہ کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس مؤکل فرشتہ سے کہے گا کہ اس کو بشارت دے دو کہ آج تیرے اس بازار میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کا حصہ تجھ سے زیادہ ہو اور عنقریب تیرے پاس وہ حلال و طیّب و مبارک روزی آئے گی جو اللہ نے تیرے قسمت میں رکھ دی ہے۔

(۳۷۵۵) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص بازاروں میں اللہ کا ذکر کرے گا تو اس بازار میں جتنے عربی و عجمی ہیں اور بولنے والے یا نہ بولنے والے اللہ تعالیٰ ان کی تعداد کے برابر اس کے گناہ بخش دے گا۔

(۳۷۵۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بازاروں میں اللہ کا ذکر کرے گا اللہ تعالیٰ اس بازار میں جتنے لوگ ہیں انکی تعداد کی برابر اس کے گناہ معاف کر دیگا۔

باب :- تجارت کیلئے مال خریدنے کی دعا

(۳۷۵۷) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے ان دونوں امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک نے فرمایا کہ جب کوئی مال خریدو تو تین مرتبہ اللّٰہ اکبر کہو اس کے بعد یہ کہو اللھم انی اشتریتہ التمس فیہ من خیرک فاجعل لی فیہ خیراً ، اللھم انی اشتریتہ التمس فیہ من فضلک فاجعل لی فیہ فضلاً ، اللھم انی اشتریتہ التمس فیہ من رزقک فاجعل لی فیہ رزقاً (اے اللہ میں نے اس کو خریدا ہے اور اس میں تیری خیر چاہتا ہوں پس اس میں مجھے خیر عطا کر ، اے اللہ میں نے اس کو خریدا ہے اور اس میں تیرا فضل چاہتا ہوں پس تو میرے لئے اس میں اپنا فضل عطا فرما۔ اے اللہ میں نے اس کو خریدا ہے اور میں اس میں تیرا رزق چاہتا ہوں۔ پس تو میرے لئے اس میں رزق عطا فرما) اور ان میں ہر فقرے کو تین بار دہرائے۔

(۳۷۵۸) اور حضرت امام رضا علیہ السلام مال پر ہماری برکت کے لئے کچھ لکھ دیا کرتے تھے۔

باب :- جانوروں کو خریدتے وقت کی دعا

(۳۷۵۹) عمر بن ابراہیم نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی جانور خریدے تو اس کے بائیں جانب سے اس کو چارہ کھلائے اور اپنے داہنے ہاتھ سے اس کی چوٹی پکڑے اور اس کے سر پر سورہ فاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس و سورۃ حشر کی آخری آیت اور بنی اسرائیل کی آخری آیت یعنی قل ادعو اللہ ادعو الرحمن اور آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کرے تو یہ اس جانور کیلئے تمام آفات سے امان ہے۔

(۳۷۶۰) ابن فضّال نے ثعلبہ (بن میمون) سے اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب تم کوئی کنیز خریدو تو یہ کہو اللھم انی استشیرک و استخیرک (اے اللہ میں تجھ سے مشورہ چاہتا ہوں اور تجھ سے طلب خیر کرتا ہوں) اور جب تم کوئی سواری کا جانور یا بکری کا بچہ خریدو تو یہ کہو اللھم قدر لی اطولھن حیاۃ و اکثرھن منفعۃ ، و خیرھن عاقبۃ (اے اللہ تو میرے لئے اس کی درازی حیات اور اس کی سب سے زیادہ منفعت اور اس کی خیر وعافیت مقدر فرما دے۔)

باب :- خرید و فروخت کرنے میں شرط اور اختیار

(۳۷۶۱) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ تمام جانوروں میں خریدار کیلئے تین دن کی شرط ہے اس مدت کے اندر اس کو اختیار ہے کہ (مال رکھے یا واپس کردے) خواہ اس نے اس کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو۔

(۳۷۶۲) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا جو کوئی شخص کسی آدمی سے کوئی مال خریدے تو خریدار اور بیچنے والے دونوں کو اختیار ہے دونوں کے جدا ہونے تک اور جب جدا ہوگئے تو فروخت لازمی ہو گئی۔

(۳۷۶۳) نیز آنجنابؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جس نے کسی آدمی سے ایک غلام یا ایک جانور خریدا اور ایک یا دو دن کی شرط رکھی اور اسی اثناء میں وہ غلام مرگیا یا وہ جانور مرگیا یا اس میں عیب یا مرض ظاہر ہوگیا تو یہ کس کے ذمہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا جب تک وہ مدت پوری نہ ہو جائے اور وہ مال اس کا نہ ہو جائے خریدار کے ذمہ نہ ہوگا۔

(۳۷۶۴) اسحاق بن عمّار نے حضرت عبد صالح علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی مال خریدے اور معاملہ طے کرکے چلا جائے اور تین دن تک نہ آئے تو اس کا یہ معاملہ خرید و فروخت باقی نہیں رہے گا۔

(۳۷۶۵) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر قائم رہیں سوائے ان شرطوں کے جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں اور جائز نہ ہوں۔

(۳۷۶۶) جمیل نے زرارہ سے انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی آدمی سے مال خریدا اور پھر اسی کے پاس وہ مال چھوڑ کر چلا گیا اور کہہ گیا میں ابھی قیمت لاتا ہوں؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ تین دن کے اندر قیمت لاتا ہے تو ٹھیک ورنہ بیع کا معاملہ ختم۔

(۳۷۶۷) اور ایک دوسری روایت میں ہے جو ابن فضّال سے ہے انھوں نے حسن بن علی بن رباط سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا اگر تین دن کے اندر جانور میں کوئی عیب یا مرض ظاہر ہو جائے تو وہ فروخت کرنے والے کا مال قرار دیا جائیگا۔ اور جو شخص کوئی کنیز خریدے اور فروخت کرنے والے سے کہے کہ میں اس کی قیمت لاتا ہوں تو اگر وہ ایک مہینہ کے اندر قیمت لائے تو ٹھیک ورنہ بیع کا معاملہ ختم۔ اور وہ چیزیں جو ایک دن میں خراب ہو جاتی ہیں جیسے سبزیاں، خربوزہ اور پھل وغیرہ تو اس کی مدت دن سے رات تک ہے۔

باب :- بایع اور مشتری کی وہ جدائی وافتراق جس سے بیع پکی اور واجب ہو جاتی ہے خواہ وہ ایجاب و قبول جسمانی ہو یا زبانی ہو۔

(۳۷۶۸) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے ایک قطعہ زمین خرید فرمائی جس کو عریض کہا جاتا ہے جب بیع مکمل ہو گئی یعنی ایجاب و قبول ہو گیا تو آپ اٹھے اور چلے میں نے عرض کیا بابا جان آپؑ نے اٹھ کھڑے ہونے میں تعجیل فرمائی؟ آپؑ نے فرمایا کہ اے فرزند میں نے چاہا کہ بیع واجب اور پکی ہو جائے۔

(۳۷۶۹) ابو ایوب نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرمارہے تھے کہ میں نے ایک زمین خریدی جب ایجاب و قبول ہو چکا تو اپنی جگہ سے اٹھا ایک قدم چلا پھر واپس آیا چاہتا تھا کہ اس افتراق و جدائی سے بیع واجب اور پکی ہو جائے۔

باب :- دو آدمیوں کے درمیان شرائط معلومہ کے ساتھ مدت معلومہ تک کیلئے قبالہ کے احکام

(۳۷۷۰) سعید بن یسار سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ لوگ اپنے اطراف کے دیہات والوں میں ملتے جلتے ہیں اور انکے ہاتھ دس (۱۰) کا سودا بارہ (۱۲) پر اور دس (۱۰) کا سودا تیرہ (۱۳) پر فروخت کرتے ہیں اور قیمت کم و بیش ایک سال تک کیلئے موخر کر دیتے ہیں اور وہ شخص اپنے مکان یا اپنی زمین کا قبالہ ہم لوگوں کے نام لکھ دیتا ہے اس مال کی قیمت کے عوض جو ان لوگوں نے ہم لوگوں سے خریدا ہے ان الفاظ کے ساتھ کہ یہ مال یا یہ زمین میں نے فروخت کر دیا ہے اور قیمت وصول پائی ہے اور ہم لوگ اس سے وعدہ کر لیتے ہیں کہ اگر طے شدہ مدت معلومہ تک قیمت لائے گا تو ہم لوگ یہ چیز اس کو واپس کر دیں گے اور اگر وہ اس طے شدہ مدت تک رقم نہ لایا تو وہ چیز ہماری ہو جائے گی اس خرید کے متعلق آپؑ کی نظر میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میری نظر میں تو یہ ہے کہ اگر وہ وقت کے اندر نہ لائے تو وہ تمہاری ہے اور اگر وقت کے اندر لائے تو تم اس کو واپس کر دو۔

(۳۷۷۱) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک شخص نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا اور میں وہاں موجود تھا کہ ایک مرد مسلمان کو اپنے گھر فروخت کرنے کی ضرورت ہوئی تو وہ اپنے بھائی کے پاس آیا اور کہا میں اپنا یہ گھر تمہارے ہاتھ فروخت کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ بجائے اس کے کہ کسی غیر

کا ہو جائے گا میرے نزدیک یہ زیادہ اچھا ہے کہ تمھارا ہو جائے مگر اس شرط پر کہ جب میں ایک سال پر اس کی قیمت لاؤں تو تم مجھے واپس کر دوگے اس نے کہا کوئی مضائقہ نہیں اگر تم ایک سال کے اندر اس کی قیمت لاؤ گے تو میں تمہارا گھر تم کو واپس کر دونگا۔ میں نے کہا اب سوال یہ ہے کہ اس مکان کی آمدنی سے (مکان کا کرایہ یا زمین کی، مال گزاری) ایک سال تک کس کی ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا کہ خریدار کی کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ اگر وہ مکان جل جاتا تو اس کی ملکیت جل جاتی۔

ہمارے شیخ (استاد) محمد بن حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ثالث کے پاس دو آدمیوں کے درمیان ایک مدت تک کے لئے قبالہ طے پاجائے تو وہ دونوں بالاتفاق ایک تحریر لکھیں جس کی دونوں پابندی کریں اور ثالث پر لازم ہے کہ جن شرائط پر دونوں کا اتفاق ہے اس پر عمل کرے اس سے ہرگز تجاوز نہ کرے اور اس کے لئے یہ بھی جائز نہیں وہ اس تحریر کی واپسی میں تاخیر کرے بلکہ وقت پر اس قبالہ کو اس کے مستحق کے حوالہ کر دے۔

اور میں نے آنجناب شیخ (استاد) کو یہ فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے مشائخ (اساتذہ رضی اللہ عنہ) سے سنا ہے وہ حضرات فرمایا کرتے تھے کہ باہمی شرائط واتفاقات کی پابندی احکام شرعیہ کی طرح لازم اور واجب العمل نہیں ہے اگر ان کو احکام شرعیہ کی طرح واجب العمل سمجھا جائے تو غلط ہوگا۔ ویسے مسلمانوں کو آپس کی ان شرائط کی پابندی لازم ہے جو کتاب خدا کے مطابق ہوں اور جس پر رقم عائد ہے۔ جب وہ رقم کا کچھ حصہ وقت معینہ پر یا اس سے پہلے لے کر آئے پھر وقت معینہ آجائے اور باقی رقم کسی وجہ سے نہ لاسکے اگر اس کے پاس رقم تھی تو ثالث پر لازم ہے کہ رقم وصول کرنے والے سے اس کی رسید لکھوا کر اس پر اپنی گواہی ثبت کر دے اور اگر اس کے پاس رقم نہیں ہے تو رھن نامہ لکھوا دے اور اگر رقم وصول کرنے والے کو حکم دے کہ وصول شدہ رقم فروخت کرنے کو واپس کر دے تاکہ وہ پوری رقم کا انتظام کر کے لائے اور رھن چھڑالے تو یہ بہتر ہے علاوہ بریں اگر قبالہ میں کسی اور بات پر اتفاق کا ذکر ہے تو دونوں اس کی پابندی کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب :- خرید و فروخت

(۳۷۷۲) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب تم کوئی ایسی چیز خریدو جو ناپنے یا تولنے کی ہو تو اس کو اس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک اس پر قبضہ نہ کرلو مگر یہ کہ تم اس (خریدار) کو ناپ تول کا اختیار دیدو اور اگر کوئی ایسی چیز ہے جو ناپ تول کی نہیں تو اس کو فروخت کرلو اس لئے کہ خریدار اس پر قبضہ کرنے کا خود وکیل ہے۔

(۳۷۷۳) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس پر کسی آدمی کا ایک کر (۳۶۰) گیہوں باقی تھا اس

نے ایک دوسرے آدمی سے ایک کر گیہوں خرید کر اپنے باقیدار سے کہا کہ جاؤ اپنا پورا پورا گیہوں تلوالو ؟آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں ۔

(۳۷۷۴) عبداللہ بن مسکان نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے چند درھموں کا گیہوں خریدا اس میں سے آدھا لے لیا پھر اس وقت آیا جب گیہوں کا نرخ بڑھ گیا تھا یا کم ہو گیا تھا ؟آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے خرید کے دن نرخ طے کر لیا تھا تو وہی نرخ اس کا ہے اور اگر طے نہیں کیا تھا تو اس کے لئے اسی دن کا نرخ ہے ۔ نیز آپؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس کے پاس دو رنگ کا گیہوں ہے اس میں سے ایک کا نرخ کھل چکا ہے اور دوسرا اس سے اچھے رنگ کا ہے وہ ان دونوں کو مخلوط کر کے ایک نرخ پر بیچنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا جب تک وہ بتا نہ دے اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ مسلمانوں کو دھوکا دے ۔

(۳۷۷۵) اسحاق بن عمّار نے ابی عطارد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے گیہوں خریدا مگر اس کا نرخ بدل گیا ۔آپؑ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ وہ اس کو پورا دے جس طرح اگر اس میں نفع ہوتا تو وہ پورا پورا لیتا۔

(۳۷۷۶) حمّاد نے حلبی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کسی کے لئے یہ درست نہیں کہ اپنے شہر کے پیمانے کو چھوڑ کر کسی دوسرے جگہ کے باٹ اور پیمانے سے فروخت کرے ۔

(۳۷۷۷) عبدالصمد بن بشیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے راوی کا بیان ہے کہ محمد بن قاسم گندم فروش نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ اللہ آپؑ کا بھلا کرے میں ایک شخص کو ایک معینہ مدت کے وعدہ پر گندم فروخت کرتا ہوں اب جبکہ معینہ مدت پر قیمت لینے کے لئے پہنچتا ہوں تو اس کا نرخ بدلا ہوا ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے میرے پاس درھم نہیں ہیں ۔آپؑ نے فرمایا پھر تم اس سے اسی دن کے نرخ پر گیہوں لے لو اس کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اللہ آپؑ کا بھلا کرے مگر میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہی گیہوں ہے جو اس نے مجھ سے خریدا تھا۔آپؑ نے فرمایا پھر اس سے نہ لو جب تک کہ وہ فروخت کر کے تمہیں قیمت نہ دے اس نے عرض کیا کہ یہ تو آپؑ نے میری ناک رگڑ دی آپؑ نے اجازت دے دی تھی کہ میں رقم کی عوض گیہوں لے لوں پھر آپؑ نے فرمایا کہ صبر کرو وہ فروخت کر کے تمہیں قیمت ادا کر دے گا۔

(۳۷۷۸) حمّاد نے حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے کھانے کی چیزیں (مثلاً سبزی ترکاری) خریدیں جن کی قیمت لگنے کے لئے بہتر یہ ہے کہ اس کو پانی سے بھگوئے رکھے اس ارادے سے نہیں کہ اس کا وزن بڑھ جائے ۔آپؑ نے فرمایا کہ اگر بغیر بھگوئے ہوئے وہ اچھی نہیں رہ سکتی اور اس کی قیمت نہیں لگ سکتی اور اس کا ارادہ وزن میں زیادتی کا نہیں ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ۔ اور اگر اس کا ارادہ مسلمانوں کو دھوکا دینے اور ملاوٹ کا ہے تو درست نہیں ہے ۔

(۳۷۷۹) ابن مسکان نے اسحاق مدائنی سے روایت ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام دریافت کیا کہ کچھ لوگ اناج خریدنے کے لئے کشتی میں جاتے ہیں اور کشتی والے سے نرخ میں اتار چڑھاؤ کرتے ہیں پھر ان میں سے ایک شخص اس کو خرید لیتا ہے پھر اس سے اور لوگ جتنا چاہتے ہیں طلب کرتے ہیں اور وہ انہیں دیتا ہے اور اناج کا مالک ہی لوگوں کو اناج دیتا ہے اور قیمت وصول کرتا ہے آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں میری نظر میں وہ بھی خریداروں میں شریک ہوگیا ہے میں نے عرض کیا اور اناج کے مالک ایک ناپنے والے کو بلاتا ہے اور پیمانہ بھر بھر کے ناپتا اور ہم لوگوں کو دیتا اور ہمارے ملازمین اس کا حساب رکھتے ہیں اس طرح پیمانے میں کبھی زیادہ ہوتا ہے اور کبھی کم۔ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی زیادہ غلطی نہیں ہوتی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۸۰) خالد بن حجّاج کرخی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں کچھ اناج ایک وقت معینہ پر وصول کرنے کے لئے خریدتا ہوں اور خریدنے کے بعد مال پر قبضہ کرنے پر پہلے کچھ تجار مجھ سے خریدنا چاہتے ہیں آپؑ نے فرمایا جس طرح وقت معینہ کے لئے تم نے خریدا ہے اسی طرح اگر وقت معینہ کے لئے تم بھی فروخت کر دو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ ابھی وقت معینہ سے پہلے مالک سے لے کر انھیں دو۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان جب میں مالک سے اناج لوں تو مالک نے جس پیمانے سے مجھے دیا ہے اسی پیمانے سے میں ان خریداروں کو دوں؟ آپؑ نے فرمایا اگر یہ خریدار راضی ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

آپؑ نے فرمایا کہ جو اناج تم نے کھلیان یا دیہاتوں سے خریدا ہے اور اس کو اٹھانے سے پہلے تم نے اس کو فروخت کر دیا اگر اس پر کوئی آفت آجائے تو خریدار صرف اپنی دی ہوئی قیمت واپس لے گا۔ اور جو کوئی خاص صنف اور قسم کا اناج خریدا جائے اور کسی قریہ یا جگہ کا نام نہ دیا جائے تو فروخت کرنے والے پر لازم ہے کہ اسے وہی دے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ایک شخص سے اناج خریدتا ہوں اور اس کو تلوانے سے قبل کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہوں اور اس سے کہہ دیتا ہوں کہ اپنے وکیل کو بھیجدو تاکہ وہ اسے تلوالے۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۸۱) ابن مسکان نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک آدمی سے ایک کیل (پیمانہ) کے برابر اناج والے خریدا پھر اناج والے نے خریدار سے کہا کہ یہ دوسرا ڈھیر بغیر ناپے ہوئے خرید لو یہ بھی جو تم نے خریدا ہے اس کے برابر ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس کو بغیر ناپے ہوئے خریدنا درست نہیں ہے نیز آپؑ نے فرمایا وہ چیز جس کے لین دین میں ناپ تول چلتا ہے اس میں تخمینہ درست ہے یہ چیز اناج کی فروخت میں مکروہ ہے۔

(۳۷۸۲) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت جو کچھ اناج خریدتا ہے پھر میں اس سے خریدتا ہوں کیا میں اس کے ناپ کو سچ مان لوں آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اب اگر تم اس کو فروخت کرو تو ناپ کر فروخت کرو۔

(۳۷۸۳) عبدالرحمن بن حجاج سے روایت ہے اس کا بیان کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پیمانے اور وزن کیلئے باٹ میں زیادتی کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر برائے نام ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۸۴) اور جمیل نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کھلیان کا بھوسا فی کُر کے حساب سے خریدا اور قبل اس کے کہ اناج کی ناپ تول ہو وہ بھوسے کو لیکر فروخت کر دیتا ہے آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۸۵) جمیل نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ اس کا بیان کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے کسی معینہ قریہ کا اناج خریدا۔آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں اگر اس قریہ سے اناج نکلا تو وہ اس کا ہے اور اگر نہیں نکلا تو وہ اس کا قرض رہیگا۔

(۳۷۸۶) ابن ابی عمیر نے حسن بن عطیّہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ ہم لوگ کشتیوں سے اناج خریدا کرتے ہیں پھر اس کو ناپتے ہیں تو وہ زیادہ نکلتا ہے آپؑ نے فرمایا اور کبھی کبھی کم بھی تو ہوتا ہوگا میں نے عرض کیا جی ہاں۔آپؑ نے فرمایا پھر وہ کمی کو پورا کر دیتا ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں آپؑ نے فرمایا تو پھر (زیادہ ہونے کی صورت میں) کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۸۷) حمّاد نے حلبی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو پھل خریدتا ہے اور اس کو وصول کرنے سے پہلے ہی فروخت کر دیتا ہے آپؑ نے فرمایا اگر اس کو اسی میں نفع ملتا ہے تو فروخت کردے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے آنجنابؑ سے کھجور اور انگور اور دوسرے پھلوں کو تین چار سال کیلئے خریدنے کے متعلق دریافت کیا آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر اس سال پھل نہیں آیا تو اگلے سال آئے گا۔اور اگر تم صرف ایک سال کے لئے خرید رہے ہو تو جب تک پھل نہ آجائیں نہ خریدو۔

راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو کسی مخصوص جگہ کا پھل خریدتا ہے اور اس جگہ کے سارے پھل تباہ ہوجاتے ہیں آپؑ نے فرمایا کہ اسی طرح کا مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش ہوا مدعی اور مدعا علیہ آپس میں بحث کرتے رہے جب آنحضرت صلی اللہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ یہ جھگڑنے سے کسی طرح باز نہیں آتے تو آپؑ نے ان لوگوں کو اس طرح کی فروخت سے منع فرمادیا کہ جب تک پھل نہ آجائیں نہ خریدا کرو۔

آپ نے اس کو حرام قرار نہیں دیا بلکہ آپؑ نے اس سے ان لوگوں کے جھگڑے کی وجہ سے منع فرما دیا۔

(۳۷۸۸) حمّاد بن عیسیٰ نے ربعی سے۔ اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جو (اپنے باغ کے) پھل فروخت کرتا ہے مگر اس میں چند کیل (پیمانے) کھجور کو مستثنیٰ کر لیتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ راوی کا بیان اور آپؑ کے پاس آپؑ کا غلام بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ یہ بھی تو اپنے باغ کا پھل فروخت کیا کرتے ہیں۔ اور اس میں سے چند وسق مستثنیٰ کر لیا کرتے ہیں یعنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ سنکر غلام کی طرف دیکھا مگر اس کے اس کہنے سے انکار نہیں کیا۔

(۳۷۸۹) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے پھلوں کی خرید و فروخت کے متعلق دریافت کیا کہ کیا شگوفوں اور بور آنے سے پہلے اس کا خریدنا درست ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں لیکن یہ کہ اس کے ساتھ کچھ رطب یا کچھ ترکاریاں وغیرہ شامل کر لی جائیں اور کہا جائے کہ میں تم سے یہ رطب اور یہ کھجور کا درخت اور یہ درخت اتنی رقم پر خریدتا ہوں پس اگر ان درختوں میں پھل نہیں آتے تو خریدار کا اصل مال وہ رطب اور وہ ترکاری ہوگی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے درختوں کے پتوں کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اس کو تین مرتبہ یا چار مرتبہ توڑنے کیلئے خریدنا درست ہے؟ آپؑ نے فرمایا جب تم درخت پر پتے دیکھ لو تو جتنی مرتبہ کے توڑنے کیلئے چاہو خریدو۔

(۳۷۹۰) قاسم بن محمد نے علی ابن ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک باغ خریدا جس میں کھجور اور دوسرے درخت ہیں اور ان میں کچھ پھلدار ہیں اور کچھ بے پھل کے ہیں آپؑ نے فرمایا اگر ان میں کچھ پھلدار ہیں تو اس کے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۹۱) حسن بن علی بن بنت الیاس سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا یہ جائز ہے کہ جب کھجور کے درخت بار آور ہو جائیں تو ان کو فروخت کیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ زھو نہ ہو جائے میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان زھو کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا جب تک پھل سرخ و زرد نہ ہو جائے۔

(۳۷۹۲) یعقوب بن شعیب سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میں ایک شخص کو بیس (۲۰) دینار بطور قیمت دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ جب تمہارے درختوں میں پھل آجائیں تو وہ ہمارے ہیں اس قیمت کے بدلے میں اگر تم راضی ہوگے تو لیلوں گا اور اگر تم راضی نہ ہوگے تو چھوڑ دونگا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم اس کو رقم دیدو اور کوئی شرط نہ عائد کرو میں نے عرض کیا میں آپؑ پر

قربان اس نے تو کچھ نہیں بتایا اس کی نیت تو اللہ ہی جانتا ہے۔آپؑ نے فرمایا اگر اس کی یہ نیت نہیں ہے تو پھر یہ درست نہیں ہے۔

(۳۷۹۳) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی سے کہتا ہے کہ میں ایک چیز خرید تا ہوں اور اس میں جو نفع ہوگا وہ میرے اور تمہارے درمیان ہوگا۔آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۹۴) میّسر سوداگر زطّی سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ادھار پر مال خرید تا ہوں ایک شخص آتا ہے اور پوچھتا ہے تمہیں یہ مال کتنے پر ملا؟ تو میں اس پر اپنا نفع رکھ کر کہتا ہوں کہ مجھے یہ مال اتنے پر ملا آپؑ نے فرمایا جب تم نفع پر فروخت کر رہے ہو تو ادھار میں جتنا تمہارا حق ہے اتنا ہی اس کا بھی تو ہونا چاہیے یہ سنکر میں نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون اور عرض کیا پھر میں تو تباہ ہو گیا۔ آپؑ نے فرمایا کس بات سے؟ میں نے عرض کیا اس لئے کہ روئے زمین پر کوئی کپڑا ایسا نہیں جس کو میں اس کے اندر بتا کر فروخت کروں اور لوگ مجھ سے خرید لیں یعنی خواہ میں اس کی اصل قیمت سے گھٹا کر ہی کیوں نہ مانگوں جب تک اس میں اپنا نفع رکھ کر یہ نہ کہوں کہ یہ اس قیمت کا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب آپؑ نے یہ دیکھا کہ یہ شخص پریشان ہے تو آپؑ نے فرمایا پھر کیوں نہ میں تم پر ایک ایسا در کھول دوں کہ جس سے تم نکل سکو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔آپؑ نے فرمایا کہ تم یہ کہو کہ مجھے اتنے میں ملی ہے اور تمہارے ہاتھ اتنے پر فروخت کرتا ہوں یہ نہ کہو کہ اتنے نفع پر۔

(۳۷۹۵) عبدالرحمن بن حجّاج سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی ہے جس نے میرے آدمی سے کہا کہ میں تم سے مال خریدوں گا اس شرط پر کہ تم ہر کپڑے (کے تھان پر) پر جس کو میں تم سے خریدوں اتنا اتنا فائدہ مجھے دو۔اور وہ لوگوں کے لئے مال خریدا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میں تم سے مال خریدتا ہوں تو تم مجھے بھی فائدہ دو۔تو آنجنابؑ نے اس کو مکروہ قرار دیا۔

(۳۷۹۶) بشّار بن یسار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص جو ادھار پر مال فروخت کرتا ہے کیا وہی شخص جس نے کسی کے ہاتھ مال فروخت کیا وہی مال اس سے خرید لے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں میں نے عرض کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنا مال خود خریدوں؟ آپؑ نے فرمایا اب تو وہ تیرا مال نہیں نہ تیرا بیل ہے اور نہ تیری بھیڑ۔

(۳۷۹۷) حمّاد نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو اپنے اہل خانہ کیلئے کپڑے خریدتا ہے اور اسے اس شرط پر لیتا ہے کہ اگر اسے پسند نہ آیا تو

واپس کردے گا تو دوکاندار اس کو نفع بھی دیتا ہے آپؑ نے فرمایا اگر اس کو نفع کی خواہش ہے تو اس پر لازم ہے کہ اگر اس کی بیوی واپس کرتی ہے تو وہ کپڑا خود اپنے لئے خرید لے اور دوکاندار کو واپس نہ کرے۔

(۳۷۹۸) ابن مسکان نے عیسیٰ بن ابی منصور سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کچھ لوگ ھروی (ہرات کی) کروی (کروان کی جو طوس کا ایک قریہ ہے) مروزی (مروشاہ جان ۔ خراسان کا ایک مشہور شہر) اور قوھی (قوھا، قہستان جو نیشاپور اور ھرات کے درمیان ہے) کے بنے ہوئے چمڑے کے تھیلے خریدتے ہیں ان میں سے ایک نے دس کپڑے خریدے اس شرط پر کہ وہ ان میں سے چن کر لے گا اور ہر کپڑے کی قیمت پانچ درھم یا اس سے کم یا اس سے زیادہ تھی آپؑ نے فرمایا میں اس خرید و فروخت کو پسند نہیں کرتا۔ تمہاری نظر میں اگر اس میں سے صرف پانچ کپڑے اس نے چنے تو کیا باقی کپڑے ایک معیار کے ہونگے ؟ تو آپ کے فرزند حضرت اسماعیل نے کہا کہ ان لوگوں نے یہ شرط رکھی تھی کہ ان میں سے صرف دس کپڑے چن لیں گے بقیہ اور سب کو واپس کر دینگے ۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں انھوں نے شرط رکھی تھی کہ اس میں صرف اپنی پسند کے کپڑے لیں گے اب اگر انہیں اپنی پسند کے حرف پانچ کپڑے ملے تو کیا بقیہ کپڑے ایک معیار کے ہونگے ۔ میں اس خریدو فروخت کو پسند نہیں کرتا۔

(۳۷۹۹) ابوالصباح کنانی اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اہل بازار سے مال اٹھاتا ہے اور وہ لوگ اس مال کی قیمت مقرر کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس قیمت سے جس قدر زیادہ فروخت کرو گے وہ تمہارا ہے آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں مگر اب ان لوگوں کو تو مال نفع پر فروخت نہ کرے۔

(۳۸۰۰) عبیداللہ بن علی حلبی اور محمد حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس کچھ مال مصر سے آیا تو آپؑ نے کھانا تیار کروایا اور اس میں تاجروں کو مدعو کیا ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ اس کو دس بارہ پر لینگے آپ نے فرمایا پھر یہ کتنا ہوگیا۔ ان لوگوں نے کہا ہر دس ہزار پر دو ہزار ۔ آپؑ نے فرمایا لو یہ مال میں تم لوگوں کے ہاتھ بارہ ہزار پر فروخت کرتا ہوں۔

(۳۸۰۱) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے ان دونوں امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مختلف کپڑوں کا ڈھیر ایک مجموعی قیمت پر خریدتا ہے اس کے بعد وہ اس مجموعی قیمت کو ہر کپڑے پر تقسیم کر دیتا ہے یہاں تک کہ اصل لاگت پر پہنچ جاتا ہے اب وہ ایک ایک کپڑا کچھ نفع کے ساتھ فروخت کرے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں جب تک وہ یہ نہ واضح کرے کہ یہ قیمت اس نے لگائی ہے۔

(۳۸۰۲) عمر بن یزید سے روایت ہے کہ اس نے ھروی جرابیں کسی قیمت پر مدینے میں فروخت کیں وہاں کے لوگوں نے ان کو لیکر آپس میں تقسیم کرلیا پھران لوگوں نے ایک جراب میں کچھ عیب پایا تو انھوں نے اس کو میرے پاس واپس کر دیا میں نے کہا اچھا جس قیمت پر میں نے تمہارے ہاتھ فروخت کیا وہی قیمت تم کو دیتا ہوں ان لوگوں نے کہا نہیں بلکہ ہم لوگ تو تم سے اس کی موجودہ قیمت لیں گے۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کا ذکر کیا تو آپؑ نے فرمایا ان لوگوں کو اس کی وہی پرانی قیمت لینا لازم ہے۔

(۳۸۰۳) جمیل بن درّاج کی روایت ہمارے بعض اصحاب سے اور انھوں نے ہمارے ان دونوں امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ اس نے ایک آدمی سے کپڑا خریدا مگر اس میں کوئی عیب پایا گیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ کپڑا بعینہ قائم ہے تو وہ اس کے مالک کو واپس کر کے اپنی قیمت لیلے اور اگر وہ سل گیا ہے یا رنگ گیا ہے یا قطع ہوگیا ہے تو وہ عیب کے نقصان کے لئے اس سے رجوع کرے۔

(۳۸۰۴) ابان نے منصور سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ایک ایسی چیز خریدی جو ناپنے کی ہے اور نہ تولنے کی کیا وہ اس کو نفع کے ساتھ اس پر قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کردے۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس میں ناپ تول نہیں ہوتا تو اس کے فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر وہ اپنے قبضہ میں لیکر فروخت کرے تو اس کی ذات سب سے زیادہ بری الذمہ ہوگی۔

(۳۸۰۵) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ چند لوگوں نے مشترکہ طور پر کوئی گھر کا سامان خریدا اور ابھی آپس میں تقسیم نہیں کیا ہے تو کیا ان میں سے ایک شخص قبضہ لینے سے پہلے اسے فروخت کرسکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں مضائقہ نہیں یہ بمنزلہ اناج کے نہیں ہے اس لئے کہ اناج ناپا تولا جاتا ہے۔

(۳۸۰۶) حمّاد نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کپڑا خریدا پھر اس نے دوکاندار کو واپس کیا تو اس نے قیمت کم کئے بغیر واپس لینے سے انکار کر دیا آپؑ نے فرمایا اس کو قیمت گھٹائے بغیر واپس لینے سے انکار درست نہیں ہے۔ اگر اس نے نادانستہ طور پر اسے لیکر زیادہ قیمت پر فروخت کیا ہے تو اسے واپس لیکر اس کے پہلے مالک کو واپس کردے۔

(۳۸۰۷) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کاتے ہوئے سوت کو بنے کپڑے کے عوض فروخت کرنے کے متعلق دریافت کیا جب کہ سوت کا وزن کپڑے سے زیادہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۰۸) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور ان کے علاوہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ دلال کی اجرت میں کوئی مضائقہ نہیں وہ آئے دن لوگوں سے چیزیں خریدتا رہتا ہے اور وہ مزدور کے مانند ہے۔

(۳۸۰۹) راوی کا بیان ہے کہ نیز میں نے آنجنابؑ سے ایک دلال کے متعلق دریافت کیا کہ وہ اجرت پر خرید وفروخت کرتا ہے اور اس کو رقم اس شرط پر دی گئی کہ تم جو کچھ خریدو گے اس میں سے ہم جو چاہیں گے لے لینگے اور جو چاہیں گے چھوڑ دیں گے چنانچہ وہ جاتا ہے اور خرید کر مال لاتا ہے اور کہتا ہے اِس میں سے جو چاہو لے لو اور جو چاہو چھوڑ دو۔آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

غلام کی خرید وفرخت اور اس کے احکام

(۳۸۱۰) معاویہ بن عمّار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یمن سے کچھ قیدی لائے گئے۔جب وہ لوگ مقام جحفہ پہنچے تو ان کا خرچہ ختم ہوگیا اس بنا پر لوگوں نے وہاں ایک کنیز کو فروخت کر دیا اس کنیز کی ماں بھی ان لوگوں کے ساتھ تھی۔جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؑ نے اس کی ماں کے رونے کی آواز سنی آپؑ نے پوچھا یہ کیا ہے یہ کیوں روتی ہے۔لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کو خرچہ کی ضرورت پیش آگئی تھی اس لئے اس کی لڑکی کو فروخت کر دیا ہے۔یہ سن کر آنحضرتؐ نے آدمی بھیجا اس کی لڑکی لائی گئی۔آپؑ نے فرمایا ان دونوں کو ایک ساتھ فروخت کرو یا ان دونوں کو ایک ساتھ روک لو۔

(۳۸۱۱) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا دو بھائیوں کے متعلق کہ جو دونوں مملوک اور غلام ہیں کیا ان دونوں کو اور عورت اور اس کے لڑکے کو جدا کیا جاسکتا ہے؟ فرمایا کہ نہیں یہ حرام ہے مگر یہ کہ وہ سب خود ہی چاہیں۔

(۳۸۱۲) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے معینہ قیمت پر ایک کنیز خریدی اور اس کے مالک کو قیمت ادا کرنے سے پہلے ہی نفع پر اس کو فروخت کر دیا اب اس کا مالک اپنی رقم کے تقاضے کے لئے آیا تو اس شخص نے ان لوگوں سے کہا جن کے ہاتھ یہ کنیز فروخت کی تھی کہ میرے اس قرض خواہ کا قرض ادا کر دو میں نے جو تم لوگوں سے نفع لیا تھا وہ تم لوگوں کا ہے۔آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۱۳) نیز آپؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک جانور خریدا مگر اس کے پاس قیمت ادا کرنے کیلئے رقم نہ تھی کہ اتنے میں اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص آگیا اس نے آواز دی اے فلاں میری طرف سے قیمت ادا کردے نفع میں ہم اور تم دونوں بانٹ لیں گے چنانچہ اس نے قیمت ادا کردی پھر عجب اتفاق کہ اس کے بعد ہی وہ جانور مر گیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس جانور کی قیمت دونوں کے ذمہ ہے جس طرح اگر نفع ہوتا تو دونوں کو ملتا۔

(۳۸۱۴) نیز آپؑ نے فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو غلام کو فروخت کرتا ہے اور اس پر یہ شرط لگائی جاتی ہے کہ فروخت کرنے والا غلام کوئی سامان وغیرہ لائے۔ آپؑ نے فرمایا یہ جائز ہے۔

(۳۸۱۵) یحییٰ بن ابی العلاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص کوئی غلام فروخت کرے اور غلام کے پاس کوئی مال ہو تو وہ مال فروخت کرنے والے کا ہوگا مگر یہ کہ خریدار شرط لگادے (کہ غلام کا مال بھی اس کا ہوگا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی کا حکم دیا ہے۔

(۳۸۱۶) اور جمیل بن درّاج کی روایت زرارہ سے ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کوئی غلام خریدتا ہے تو غلام کا مال کس کا ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر فروخت کرنے والے کو معلوم ہے کہ غلام کے پاس مال ہے تو وہ مال خریدار کا ہوگا۔ اور اگر فروخت کرنے والے کو معلوم نہیں ہے تو وہ فروخت کرنے والے کا ہوگا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا دونوں حدیثیں ایک دوسرے کے موافق ہیں ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہیں اور وہ اس طرح کہ اگر کوئی شخص غلام فروخت کرے اور خریدار اس کے مال کی شرط لگادے تو اگر فروخت کرنے والے کو یہ علم نہ ہو کہ غلام کے پاس مال ہے تو وہ مال فروخت کرنے والے کا ہوگا اور اگر فروخت کرنے والے کو علم ہو کہ غلام کے پاس مال ہے اور اس نے فروخت کرتے وقت اس کو مستثنیٰ نہ کیا ہو تو وہ مال خریدار کا ہوگا۔

(۳۸۱۷) زرارہ سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا کوئی شخص غلام اور اس کا مال خریدے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مگر جس قیمت میں اس نے غلام کو خریدا ہے اس سے زیادہ غلام کے پاس مال ہے آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۱۸) ابان نے اسماعیل بن فضل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کافران ذمی کے مملوکوں کی خریداری کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر یہ مملوک ان کی غلامی کا اقرار کریں تو ان سے خریدو اور ان سے نکاح کرو۔

(۳۸۱۹) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک کنیز خریدی اور اس سے مجامعت کی تو اس کو پتہ چلا کہ وہ تو حاملہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اس کو واپس کرے اور اس کے ساتھ اس کو کچھ دیدے۔

(۳۸۲۰) اور عبدالملک بن عمرو کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ کنیز حاملہ ہے تو اس کو واپس کرے اور اس کے ساتھ قیمت کے دسویں حصہ کا آدھا بھی واپس کرے۔

(۳۸۲۱) اور محمد بن مسلم کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے کہ وہ کنیز کو واپس کرے اور اس کو لباس پہنائے۔

(۳۸۲۲) اور محمد بن میّسر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام جب مجامعت کرلیا کرتے تو کنیز کو کسی عیب کی بنا پر واپس نہیں کیا کرتے تھے بلکہ اس عیب کی قیمت کیلئے رجوع کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ اس کنیز کو اس مجامعت کا کوئی معاوضہ دوں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یعنی اس کنیز کو جو حاملہ نہیں اور اگر وہ حاملہ ہے تو واپس کردی جائے گی۔

(۳۸۲۳) اسحاق بن عمّار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابی ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو لوگوں کے لئے مال کی دلالی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کو خرید لو اس میں میرا نصف ہے تو ایک شخص خرید لیتا ہے اور اپنے پاس سے قیمت ادا کردیتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس کے لئے آدھا نفع ہے۔ میں نے عرض کیا اگر اس کی قیمت کم ہوگئی تو اس کمی میں بھی اس کو کچھ برداشت کرنا پڑے گا۔ آپؑ نے فرمایا جس طرح وہ نفع لیتا اسی طرح وہ نقصان بھی اٹھائے۔

(۳۸۲۴) حمزہ بن حمران سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں بازار سے ایک کنیز کے خریدنے کا ارادہ کرتا ہوں تو وہ کنیز کہتی ہے کہ میں آزاد ہوں (کنیز نہیں ہوں) آپؑ نے فرمایا تم اس کو خرید لو مگر یہ کہ اس کے پاس آزادی کا کوئی ثبوت و گواہ ہو۔

(۳۸۲۵) اور عیص بن قاسم نے آنجنابؑ سے ایک ایسے مملوک کے متعلق دریافت کیا جو دعویٰ کررہا ہے کہ میں آزاد ہوں مگر اس پر وہ کوئی ثبوت اور شہادت پیش نہیں کرتا کیا میں اس کو خریدوں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۳۸۲۶) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک کنیز کو اس کے مالک کے بیٹے نے اپنے باپ کی غیر موجودگی میں فروخت کردیا اور جس نے اس کو خرید لیا تھا اس نے اس سے مجامعت کی اور اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اتنے میں اس کنیز کا پہلا مالک آگیا اور اس نے اس کے دوسرے مالک سے

جھگڑا شروع کر دیا اور کہنے لگا کہ میرے لڑکے نے میری اجازت کے بغیر اس کو فروخت کیا ہے (مجھے واپس دو) اس مقدمہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے یہ فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ اس سے وہ کنیز اور اس کا لڑکا لے لیا جائے یہ سن کر جس نے خریدا تھا وہ فریاد کرنے لگا کہ یہ تو مجھ پر سراسر ظلم ہے۔آپؑ نے فرمایا پھر تم بھی اس کے اس لڑکے کو لیلو جس نے تمہارے ہاتھ فروخت کیا تھا چنانچہ وہ کہنے لگا خدا کی قسم میں تیرے لڑکے کو نہ جانے دونگا جب تک کہ تو میرا لڑکا مجھے نہ بھیج دے جب اس کنیز کے پہلے مالک نے یہ دیکھا (میرا لڑکا میرے ہاتھ سے جاتا ہے) تو اس نے اپنے لڑکے کو فروخت کی اجازت دیدی (اور مقدمہ اس طرح ختم ہوا)۔

(۳۸۲۷) ابن سنان سے روایت ہے اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جس نے ایک غلام یا ایک کنیز خریدی اور اس غلام یا کنیز کے بھائی یا بہن یا باپ یا ماں اس شہر میں تھے آپؑ نے فرمایا اگر یہ بچہ ہے اور کمسن ہے تو اس کو اس شہر سے نہ لیجایا جائے اور اس کو نہ خریدا جائے ہاں اگر اس کی ماں بھی چاہے اور لڑکا بھی چاہے تو اگر تم چاہو تو اسے خرید لو۔

گنتی سے اور تخمینہ سے مبہم شے کی خرید و فروخت

(۳۸۲۸) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک مرتبہ آپؑ سے اخروٹ کے متعلق دریافت کیا جس کا شمار کرنا ممکن نہیں تو کیا کسی پیمانے سے ناپ کر اس کو شمار کرلیا جائے پھر اسی پیمانے سے بقیہ کو ناپ کر اس کا حساب کر کے عدد معلوم کرلیا جائے ؟آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۲۹) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کھانے کی چیزوں میں سے جس کے لئے پیمانے سے ناپنے یا تولنے کا رواج ہے اس کو تخمینہ سے فروخت کرنا درست نہیں یہ بھی کھانے کی ان چیزوں میں شامل ہے جن کا تخمینہ سے فروخت کرنا مکروہ ہے۔

(۳۸۳۰) عبدالرحمن بن حجّاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو درہم دے کر مال خرید رہا ہے مگر اس میں ایک دو سکے ناقص ہیں کیا وہ جس سے خرید رہا ہے اس کو دے اور یہ نہ بتائے کہ یہ ناقص اور کھوٹے ہیں۔آپؑ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ وہ صحیح سکوں کی طرح ہیں اور وہ اسی طرح رائج ہیں جس طرح ہم لوگوں کے پاس شمار میں رائج ہیں۔

(۳۸۳۱) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا وہ دودھ خریدا جائے جو ابھی تھن میں ہے ؟آپؑ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تھن میں سے ایک کوزہ دودھ لیا جائے پھر تم کہو کہ میں تم سے یہ دودھ جو کوزے میں ہے اور وہ جو تھن میں ہے اتنی

رقم پر خریدتا ہوں۔ تو اگر تھن میں دودھ نہ بھی ہو تو کوزے میں تو دودھ ہے۔

(۳۸۳۲) ابان نے اسماعیل بن فضل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص لوگوں سے خراج اور ان کے سرداروں سے جزیہ کھجور کے درختوں پر، جھاڑیوں پر شکار گاہوں پر، مچھلیوں پر، پرندوں پر لیتا ہے اور وہ یہ نہیں جانتا کہ ان میں کچھ ہوگا بھی یا نہیں کیا وہ ان سب کا خراج وصول کرے اور اگر وصول کرے تو کب وصول کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب تم کو علم ہو جائے کہ اس میں ایک شے بھی ہے تو اس کو خریدو یا اس کا مالیانہ قبول کرو۔

(۳۸۳۳) زرعہ نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو اس (غیر حاضر) غلام کو خریدتا ہے جو اپنے گھر والوں سے بھاگا ہوا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس کے لئے یہ درست نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ساتھ ملا کر کوئی اور چیز بھی خریدے اور یہ کہے کہ میں تم سے یہ چیز اور تیرے (بھاگے ہوئے) غلام کو اتنی رقم کے بدلے خریدتا ہوں تو اگر غلام ہاتھ بھی نہ آئے تو یہ رقم جو اس نے دی ہے اس کے بدلے میں یہ چیز ہے۔

(۳۸۳۴) یعقوب بن شعیب سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص پر اناج کے چند بورے پیمانوں سے نپے ہوئے میرے قرض تھے تو اس نے مجھے چند بورے بھیجے جن میں سے بعض میں جتنے پیمانے اس پر میرے قرض تھے اس سے بھی کم تھے مگر میں نے اس کو اندازے سے لے لیا۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص پر ایک آدمی کا ایک سو کُر (ایک وزن کا نام) کھجور قرض تھے اور مقروض کا ایک کھجور کا درخت تھا چنانچہ قرض خواہ اس کے پاس آیا اور بولا میرے ان کھجوروں کے بدلے میں اپنا یہ درخت دیدو۔ تو گویا آپؑ نے اس بات کو ناپسند اور مکروہ سمجھا۔

اور راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ نے ایسے دو آدمیوں کے متعلق دریافت کیا جن دونوں کی شرکت میں ایک کھجور کا درخت ہے ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا خواہ تم اس درخت کو اتنے اتنے کیل و پیمانے کے اندازے پر لے لو اور مجھے اس کا نصف کیل (پیمانہ) دیدو یا میں اس کو لے لیتا ہوں۔ آپؑ فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۳۵) جمیل نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کھلیان کا ایک کُر بھوسہ قبل اس کے کہ اس کی دنوائی کر کے اس میں سے اناج نکال لیا جائے ایک معینہ قیمت پر خریدا پھر اس نے بھوسہ لیکر اناج کے تولنے سے پہلے ہی فروخت کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۳۶) عبدالملک بن عمرو سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں تیل کی ایک سو مشکیں (پیپے) خریدتا ہوں اور ایک یا دو مشکیں لیکر اسے وزن کر لیتا ہوں پھر

اسی کے حساب سے تمام مشکوں کو خرید لیتا ہوں۔آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۳۷) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا ایک شخص کا کسی پر کچھ قرض ہوتا ہے اور مقروض کی اس کے پاس کوئی چیز رہن ہوتی ہے کیا وہ اس رہن کو خرید سکتا ہے۔آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۳۸۳۸) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اناج کے تولنے کا رواج ہے اسے اندازے سے لینا درست نہیں۔

(۳۸۳۹) داؤد بن سرحان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میرے پاس مسک کے دو تھیلے ہیں ایک تر ہے دوسرا خشک ہے میں نے تر کو فروخت کرنا شروع کر دیا اور اس کو فروخت کر دیا پھر خشک کو لیا کہ اس کو فروخت کروں مگر تر کے مساوی یا اس سے زیادہ اس کی قیمت نہیں ملتی تو میں نے اس کے متعلق آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا میں اس کو تر کر لوں ؟آپؑ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تم خریداروں کو آگاہ کر دو۔راوی کا بیان ہے کہ چنانچہ میں نے اس کو تر کیا پھر خریداروں کو آگاہ کیا۔آپؑ نے فرمایا کہ جب تم نے انہیں آگاہ کر دیا تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۴۰) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا ولد الزنا فروخت کیا اور خریدا جا سکتا ہے اور اس سے خدمت لی جا سکتی ہے ؟آپؑ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اور نکاح بھی کیا جا سکتا ہے ؟آپؑ نے فرمایا ہاں مگر اس سے بچہ پیدا کرنے کی کوشش نہ کرو۔

(۳۸۴۱) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے خیانت اور چوری کے مال کے خریدنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر تم پہچانتے ہو کہ یہ مال چوری و خیانت کا ہے تو نہیں مگر یہ کہ تم کوئی شے عمال اور کارندوں سے خریدو۔

باب :- مضاربہ

دوسرے کے سرمایہ سے شرکت میں تجارت کرنا

(۳۸۴۲) محمد بن فضیل نے ابی الصباح کنانی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مضاربہ کے متعلق دریافت کیا کہ ایک شخص کو مال دیا گیا اور وہ اس کو لے کر ایک جگہ گیا اور اس کو منع کر دیا گیا تھا کہ وہ اس کے علاوہ کسی دوسری جگہ نہ جائے مگر اس نے کہنا نہ مانا اور دوسری جگہ چلا گیا اور وہاں وہ مال تلف ہو گیا۔آپؑ نے فرمایا تو وہ اس کا ضامن و ذمہ دار ہے اور اگر مال سلامت رہا اور نفع ہوا تو نفع دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

(۳۸۴۳) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تاجر سے کہا کہ میرے مال کا ضامن تو ہے (مال تلف ہوا یا اس میں گھاٹا ہوا تو تجھ کو دینا پڑے گا) تو اس کے لئے اصل مال کے سوا اور کچھ نہیں نفع میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

(۳۸۴۴) محمد بن قیس سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو ایک ہزار درہم مضاربہ (شرکت میں کاروبار) کے لئے دیئے تو اس نے لاعلمی میں اپنے باپ کو خریدا (جو غلام تھا) آپؑ نے فرمایا پھر اس کی قیمت لگوائی جائے گی اگر ایک درہم بھی زائد ہوا تو اس کا باپ آزاد ہو جائے گا اور وہ اس شخص کی رقم کو کام کاج کرکے ادا کرے گا۔

(۳۸۴۵) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جس کی کسی دوسرے شخص پر کچھ رقم تھی اس نے تقاضہ کیا مگر اس کے پاس کچھ نہ تھا جو قرض ادا کرے تو اس قرض خواہ نے قرضدار سے کہا اچھا تو پھر یہ میری رقم تمہارے پاس مضاربہ کے لئے رہے گی آپؑ نے فرمایا جب تک کہ وہ اس سے وصولی نہ کرلے مضاربہ میں دینا درست نہیں۔

(۳۸۴۶) حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مضاربہ کرنے والا (جو دوسرے کی رقم سے تجارت کر رہا ہے) جو کچھ سفر میں اس کا خرچ ہوگا وہ تمام مال میں سے محسوب ہوگا لیکن جب اپنے شہر واپس آجائے گا اور یہاں جو کچھ خرچ ہوگا وہ اس کے حصہ میں محسوب ہوگا۔

(۳۸۴۷) اور حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ جو شخص مر رہا ہے اور اس کے پاس مضاربہ کا مال ہے تو اگر اس نے مرنے سے پہلے نشاندہی کردی ہے کہ فلاں کا مال ہے تو وہ اس کا ہوگا اور اگر وہ مر گیا اور اس کا کوئی ذکر نہیں کیا تو سارے قرض خواہوں کا ہوگا (اور یہ بھی منجملہ ایک قرض خواہ کے ہوگا)۔

(۳۸۴۸) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ دو آدمی ایک مال میں شریک ہیں دونوں نے نفع اٹھایا اور مال میں کچھ قرض تھا اور کچھ اصل تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ تم راس المال مجھے دیدو اور جو کچھ نفع ہے تمہارا ہے اور اس میں جو مال تلف ہوا ہے وہ میرے ذمہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا ان دونوں نے آپس میں شرط کی ہے تو کوئی ہرج نہیں اور ان کی یہ شرطیں اگر خدا کے مخالف ہیں تو ان کو کتاب خدا کے حکم کے مطابق کیا جائے گا۔

(۳۸۴۹) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ تم میں سے کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی کافر ذمی کو تجارت میں اپنا شریک

بنائے نہ اپنی تجارت میں حصہ دار بنائے نہ اس کو کوئی امانت سپرد کرے نہ اس سے خالص دوستی کرے۔

(۳۸۵۰) حسن بن محبوب نے ابی ولاّد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس ایک بکری ہے جس کا دودھ وہ دوھتا ہے اور روزانہ بہت سا دودھ دیتی ہے۔ اگر اس کو خریدتے وقت کہا جائے کہ پانچ سو رطل (ایک پیمانہ) اتنے اتنے درہم میں اور خریدار اس سے روزانہ اتنے رطل دودھ حاصل کرتا رہے گا یہاں تک کہ جتنی رقم پر اس نے خریدا اس کی اتنی رقم پوری ہو جائے گی ؟ آپؑ نے فرمایا اس طرح کہنے میں کوئی حرج نہیں ۔

(۳۸۵۱) حسن بن محبوب نے رفاعہ بردہ فروش سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے ایک شخص سے ایک کنیز کے خریدنے کے لئے مول تول کیا اور اس نے میری ہی لگائی ہوئی قیمت پر اس کو میرے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اور میں نے اسی قیمت پر اس کنیز کو لے لیا اور فروخت کرنے والے کے پاس ایک ہزار درہم بھیجے اور کہلایا کہ یہ ایک ہزار درہم ہیں جو میں نے قیمت لگائی تھی۔ اس نے لینے سے انکار کر دیا ادھر قیمت بھیجنے سے پہلے میں نے اس کنیز کو مس کر لیا۔ آپؑ نے فرمایا میری نظر میں اس کنیز کی از سر نو عادلانہ قیمت لگوائی جائے اگر اس کی قیمت اس سے زیادہ لگتی ہے جتنی تم نے اسے بھیجی ہے تو قیمت سے جس قدر کم ہے تم پر اس کا دینا فرض ہے اور اگر اس سے کم لگتی ہے جتنی تم نے اس کو بھیجی ہے تو وہ اس کے لئے ہے۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان لیکن مس کرنے کے بعد میں نے اس میں کوئی عیب پایا ؟ آپؑ نے فرمایا لیکن اب تم کو اس کو واپس کرنے کا حق نہیں اب تم صرف یہ کر سکتے ہو کہ صحیح اور عیب دار کے درمیان کی قیمت میں جو فرق ہو وہ اس سے لے لو۔

(۳۸۵۲) حسن بن محبوب نے ابراہیم بن زیاد کرخی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے لئے ایک کنیز خریدی جب میں ان لوگوں کو اس کی قیمت دینے کیلئے چلا تو آپؑ سے پوچھا کیا میں ان لوگوں سے اس کی قیمت کم کرنے کے لئے کہوں ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خریدنے کے بعد قیمت کم کرانے کو منع کیا ہے۔

(۳۸۵۳) اور ابن محبوب نے ابراہیم کرخی سے یہ بھی روایت کی ہے ان کا بیان ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپؑ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے متعلق جس نے ایک آدمی سے سو (۱۰۰) دنبیوں کے اون اور ان کے پیٹ میں جو بچے ہیں ان کو اتنے اتنے درہموں میں خریدا ؟ آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر ان کے پیٹ میں بچے نہ بھی ہوں تو یہ قیمت اُون کی ہو گی۔

(۳۸۵۴) حسن بن محبوب نے زید شحّام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ قصابوں کے شرکت کے حصے ان کے نکلنے سے پہلے خریدتا ہے

آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے کوئی حصہ خرید لیا ہے تو جب حصہ نکل جائے تو اس کو اس پر اختیار ہے۔

(۳۸۵۵) حسن بن محبوب نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا۔ آپؑ کیا فرماتے ہیں (اس شخص کے بارے میں) جو اپنے غلام کو ایک ہزار درہم یا اس سے کم یا اس سے زیادہ عطا کرتا ہے اور کہتا ہے میں نے آج تک جب بھی تجھ کو مارا یا ڈرایا دھمکایا ہے وہ تو میرے لئے حلال کردے اور بخش دے۔ تو اس غلام نے اس عطیہ کے عوض اس کو بخوشی حلال کردیا اور بخش دیا۔ پھر وہ دراہم جو اس کو عطا کئے گئے تھے اس غلام نے ان کو کہیں رکھ دیا تھا اور اس کو مالک نے پالیا۔ تو کیا وہ اپنے لئے حلال سمجھتے ہوئے اس کو لے لے؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا کیوں کیا غلام اور اس کا مال مالک کا نہیں ہے؟ آپؑ نے فرمایا یہ وہ نہیں ہے اور فرمایا کہ اس سے یہ کہدو کہ یہ غلام کو واپس کردے یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس نے قیامت کے دن سزا اور غلام کی طرف سے قصاص کے ڈر کے مارے اپنی جان چھڑانے کے لئے اس کو فدیہ دیا ہے۔ میں نے عرض کیا تو کیا غلام اس کی زکوٰۃ نکالے گا جب اس پر ایک سال گزر جائے؟۔ آپؑ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ یہ اس رقم سے کوئی کام کرے اور غلام زکوٰۃ کی مد میں کچھ نہیں دیگا۔

(۳۸۵۶) یونس بن یعقوب سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ ایک شخص کسی آدمی سے کوئی چیز خریدتا ہے اور خریدنے کے بعد بلا جبر واکراہ اس سے کہتا ہے کہ اتنا تم مجھے بخش دو؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۸۵۷) زید شحّام سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام کی خدمت میں ایک کنیز کو لے کر آیا اور آپؑ کے سامنے پیش کیا آپؑ مجھ سے اس کا مول بھاؤ کرنے لگے اور میں بھی آنحضرتؑ سے اتار چڑھاؤ کرنے لگا پھر میں نے اس کنیز کو آپؑ کے ہاتھ فروخت کر دیا تو آپؑ نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مارا (یعنی سودا پکا ہوگیا) تو میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان میں نے آپؑ سے اتار چڑھاؤ اس لئے کیا تھا تاکہ دیکھوں کہ اتار چڑھاؤ سزاوار ہے یا نہیں اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ لیجئے میں نے آپؑ کے لئے اس میں سے دس دینار کم کردیئے۔ آپؑ نے فرمایا افسوس یہ تم نے سودا طے ہو جانے سے پہلے کیوں نہیں کیا تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث نہیں پہنچی کہ سودا ہو جانے کے بعد اس میں کم کرانا حرام ہے۔

(۳۸۵۸) اور روح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ دس (۱۰) حصوں میں سے نو (۹) حصہ رزق تجارت میں ہے۔

(۳۸۵۹) ابن بکیر نے زرارہ سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ اسلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ سمرہ بن جندب کے کھجور کا ایک درخت کسی انصاری کے احاطہ میں پڑ گیا تھا اور اس انصاری کا گھر بھی اسی احاطے میں تھا

جو راستہ پر تھا اور سمرہ بن جندب جب آیا کرتا تو بے دھڑک اس میں داخل ہو جاتا اور اجازت نہیں لیتا تھا تو اس انصاری نے اس سے کہا کہ تم آتے ہو اور بے دھڑک داخل ہو جاتے ہو اور ہم لوگ ایسی حالت میں ہوتے ہیں کہ ہمیں ناگوار ہوتا کہ اس حالت میں ہمیں کوئی دیکھے لہذا جب آؤ تو اجازت لے لیا کرو تاکہ ہم لوگ پردہ کر لیا کریں اور پھر اجازت دیں تو تم داخل ہو۔ اس نے کہا میں تو ایسا نہیں کرونگا وہاں میرا مال ہے میں داخل ہونگا اور اجازت نہیں لونگا۔ چنانچہ انصاری رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اس کی شکایت کی اور قصہ بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے سمرہ کے پاس آدمی بھیجا وہ آیا تو آپؐ نے اس سے کہا کہ اجازت لے لیا کرو اس نے انکار کیا اور وہی کہا جو انصاری سے کہا تھا۔ آپؐ نے قیمت کے ساتھ خریدنے کی پیشکش کی اس نے انکار کیا آپؐ اس کی قیمت بڑھاتے رہے مگر اس نے فروخت کرنے ہی سے انکار کر دیا جب آنحضرتؐ نے یہ دیکھا تو فرمایا تجھے جنت میں کھجور کا ایک درخت بھی ملے گا مگر اس نے اس کو قبول کرنے سے بھی انکار کر دیا تو آپؐ نے انصاری کو حکم دیا کہ اس درخت کو اکھاڑ پھینکو۔ نہ کوئی کسی کو ضرر پہونچائے نہ اسے ضرر اٹھانا پڑے۔

(۳۸۶۰) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے دونوں امامین علیہما السلام سے کسی ایک سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص چکی پیسنے والے کو گیہوں دیتا ہے اور اس سے طے کرتا ہے کہ ہر دس من گیہوں پر وہ اسے دس من آٹا دے آپؑ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا ایک شخص تیلی کو تل دیتا ہے اور اس کو ذمہ دار بناتا ہے کہ ہر صاع (ایک وزن) پر اتنے رطل (ایک اور وزن) دے آپؑ نے فرمایا نہیں۔ (یعنی اگر وزن میں کمی یا بیشی ہو جائے تو پیسنے والا یا تیلی اس کا ذمہ دار نہیں ہو گا۔)

باب :- گھاس کا میدان، چراگاہ، زراعت، درخت، زمین، پانی کی نالی، پن گھٹ اور غیر منقولہ جائیداد کی خرید و فروخت

(۳۸۶۱) ابان نے اسماعیل بن فضل سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک مرتبہ اس سبزہ زار کی فروخت کے متعلق دریافت کیا جس میں پانی بہتا ہو اور آدمی کا مقصد اس کا پانی ہو اور نہر بنا کر اس کا پانی لے جائے اور گھاس وغیرہ کو سینچے اور اس سے جس کی چاہے زراعت کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب پانی اس کا ہے تو اس سے جس چیز کی چاہے زراعت کرے اور جس کے ہاتھ چاہے فروخت کرے۔

(۳۸۶۲) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے جانوروں کے چارے کا کھیت خریدنے کے لئے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اس کو خریدا مگر چارہ کاٹا نہیں بلکہ اس کو چھوڑ دیا یہاں تک۔ اس میں جو اور گیہوں کی بالیاں پھوٹ آئیں حالانکہ اس نے اس کو جڑ سے خریدا اور اس کے مالکوں پر جو مالگزاری ہوتی ہے وہ کفار عجم کے کاشت کاروں کو ادا کرنی ہوتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے خرید و فرخت پر یہ شرط کر لی ہے کہ اگر چاہے گا تو چارہ کاٹے گا اور چاہے گا تو بالیوں کے آنے تک چھوڑ دے گا تو ٹھیک

ورنہ اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ اسے بالیوں کے آنے تک چھوڑ دے۔

(۳۸۶۳) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک چراگاہ جانور چرانے کے لئے کم و پیش پچاس (۵۰) درھم پر خریدی اور اس کا ارادہ ہے کہ اس میں ان لوگوں کو بھی اپنے ساتھ داخل کرے جو اس کے ساتھ جانور چراتے ہیں اور ان سے قیمت وصول کرے۔ آپؑ نے فرمایا جو بھی چاہے قیمت کا کچھ حصہ دے کر اس میں داخل ہو اگر کوئی اونچاس (۴۹) درھم دے کر اس میں داخل ہوا اور ایک درھم میں اس کی بکریاں چریں تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ پچاس (۵۰) درھم پر وہ چراگاہ فروخت کر دے پھر ان لوگوں کے ساتھ اپنی بکریاں بھی چرائے مگر یہ کہ اس نے اس چراگاہ میں کام کیا ہو کوئی کنواں کھودا ہو یا چراگاہ کے مالکوں کی اجازت سے کوئی نہر نکالی ہو تو اس نے جس قیمت پر خریدا ہے اس سے زائد قیمت پر اگر فروخت کرے تو کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اس نے بھی اس کے اندر کام کیا ہے اس بنا پر اس کے لئے درست ہے۔

(۳۸۶۴) سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ اکیلے چکی کرایہ پر لوں پھر اس کو زیادہ کرایہ پر چلاؤں مگر یہ کہ اس میں کوئی نئی چیز لگائی ہو یا اس پر کوئی لازمی خرچ آتا ہو۔

(۳۸۶۵) اور اسحاق بن عمار کی روایت میں ہے جو انھوں نے ابی بصیر سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا جب تم نے سونا یا چاندی دے کر کوئی زمین لی ہے تو جس قدر تم نے لیا ہے اس سے زیادہ نہ لو اس لئے کہ سونا اور چاندی (جو تم نے دیا) بڑھتے نہیں ہیں منجمد ہیں۔

(۳۸۶۶) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ گیہوں اور جَو خرید لیا جائے جب کہ وہ ابھی بویا گیا ہے اور ابھی اس میں بالیاں تک نہیں آئی ہیں ڈنٹھل ہیں؟ آپؑ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ اس کے پودے اور ڈنٹھل خرید لئے جائیں جو جانوروں کی چارے کے کام آتے ہیں پھر اگر وہ چاہے تو اس کو بالیاں نکلنے تک چھوڑ دے۔

(۳۸۶۷) سعید بن یسار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کی کچھ لوگوں کے ساتھ ان کی نہر پر پانی پلانے کی باری تھی مگر اب اس کو اس کی ضرورت نہیں رہی کیا وہ فروخت کر دے۔ آپؑ نے فرمایا ہاں وہ چاہے تو درھموں سے فروخت کر دے چاہے تو چند گیہوں کے بدلے پر فروخت کر دے۔

(۳۸۶۸) سماعہ نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک سو (۱۰۰) جریب زمین پر اپنے بیج سے گیہوں کاشت کرتا ہے پھر ایک دوسرا شخص آتا ہے اور کہتا ہے مجھ سے نصف بیج اور نصف خرچ اس زمین پر جو تم نے کیا ہے لے لو

تاکہ میں تمہارا شریک کاشت بن جاؤں ؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

(۳۸۶۹) اور انھوں نے آنجنابؑ سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے جانوروں کے چارے کے لئے کاشت کیا ہوا جَو خریدا مگر اس نے اس کو کاٹا نہیں بلکہ چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس میں بالیاں تک آگئیں ۔ اور اس نے کاشتکار ہاری سے خریدتے وقت شرط کر لی تھی کہ اس پر جو بھی آفت آئے گی وہ کاشتکار ہاری کے ذمہ ہوگی ؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے کاشتکار سے خریدتے وقت یہ شرط کرلی تھی کہ اگر چاہے گا تو اسے کاٹ لے گا اور نہ چاہے گا تو بالیاں نکلنے کے لئے چھوڑ دے گا تو یہ ٹھیک ہے لیکن اگر اس نے یہ شرط نہیں کی تھی تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ بالیاں نکلنے کے لئے چھوڑ دے اور اگر اس نے ایسا کیا تو اس پر اس کی مال گزاری اور اس کا خرچ اور اس میں جو کچھ نکلے سب کی ذمہ داری اس پر ہے ۔

اور اگر کوئی شخص کھجور کا درخت کاٹنے کے لئے خریدے اور غائب ہو جائے اور کھجور کو اسی حالت پر چھوڑ جائے اور پھر اس وقت آئے جب کھجور میں پھل آجائیں تو وہ سارا پھل اس کا ہے مگر یہ کہ کھجور کے مالک نے اس کو سینچا اور اس کی دیکھ بھال کی ہو ۔

ایک شخص ایک زمین پر آتا ہے اور زمین کے مالک کی بغیر اجازت اس پر کاشت کرتا ہے اور جب زراعت تیار ہو جاتی ہے تو زمین کا مالک آتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے میری اجازت کے بغیر اس پر کاشت کی اس لئے یہ زراعت میری ہے اور جو کچھ تیرا خرچ ہوا ہے وہ میرے ذمہ ہے تو ایسی صورت میں کاشتکار کی زراعت ہوگی اور زمین کے مالک کے لئے اس زمین کا کرایہ ہوگا ۔

(۳۸۷۰) محمد بن علی بن محبوب سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام فقیہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے عریضہ لکھا اور ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کی پن چکی ایک قریہ کی نہر پر تھی اور وہ قریہ ایک آدمی یا دو آدمیوں کا تھا ۔ چنانچہ قریہ کے مالک کا ارادہ ہوا کہ وہ اپنے قریہ تک پانی اس نہر کے علاوہ کسی دوسری نہر سے پہنچائے تاکہ سے اس کی پن چکی معطل ہو جائے ۔ کیا اس کے لئے یہ جائز ہے یا نہیں ؟ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ وہ اللہ سے ڈرے اور اس معاملے میں نیک سلوک کرے اور اپنے برادر مومن کو نقصان نہ پہنچائے ۔

ایک ایسے شخص کے متعلق جس کی ایک قریہ میں نالی تھی تو ایک دوسرے شخص نے اس قریہ کے اوپر ایک دوسری نالی کھودنے کا ارادہ کیا تو ان دونوں نالیوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہو جو ایک دوسرے کو نقصان نہ پہونچائیں ۔ زمین سخت ہو یا نرم تو آنجنابؑ کی طرف سے تحریر آئی کہ اتنا فاصلہ ہو کہ ایک سے دوسرے کو نقصان نہ پہونچے ۔ ان شاءاللہ تعالیٰ

(۳۸۷۱) اور رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اگر زمین نرم ہو تو دو نہروں کے درمیان ایک ہزار ہاتھ کا فاصلہ ہو اور اگر زمین سخت ہے تو پانچ سو ہاتھ کا فاصلہ ہو ۔

(۳۸۷۲) اور آنجناب علیہ السلام نے اہل بادیہ کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ وہ فاضل پانی کو نہ روکیں اور فاضل سبزہ زاروں کو فروخت نہ کریں۔

(۳۸۷۳) اور آنجنابؑ علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ کنوئیں کے حدود چالیس ہاتھ ہیں اس کے پہلو میں اس کی حد کے اندر کوئی دوسرا کنواں اونٹ یا بکری کے پانی پلانے کے لئے نہ کھودا جائے۔

(۳۸۷۴) محمد بن سنان نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے وادی کے پانی کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ تمام مسلمان پانی اور آگ (جلانے کی لکڑی) اور گھاس کے میدانوں میں شریک ہیں۔

(۳۸۷۵) عمر بن حنظلہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ اس نے ایک زمین یہ کہہ کر فروخت کی کہ یہ دس جریب ہے اور خریدار نے اس کو اس کی حد بندیوں کے ساتھ خرید لیا اور قیمت نقد ادا کردی خرید وفروخت کا کام مکمل ہوگیا اور دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔ مگر جب زمین کی پیمائش کی گئی تو وہ پانچ جریب نکلی؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ چاہے تو اپنی فاضل قیمت کے لئے اس سے رجوع کرے یا اگر چاہے تو پوری بیع وشرا کو مسترد کردے اور اپنی ساری قیمت لے لے لیکن اگر اس زمین کے متصل اس بیچنے والے کی زمینیں ہیں اور وہ اس سے پوری کردے پھر یہ بیع لازم ہو جائے گی اور اس کو زمین پوری کرنی لازم ہوگی۔ اور اگر اس کی کوئی زمین اس کے سوا نہیں ہے تو خریدار کو اختیار ہے کہ اس زمین کو لے اور فاضل قیمت کے لئے اس سے رجوع کرے اور چاہے تو زمین دے کر اپنی ساری قیمت واپس حاصل کرے۔

باب :- بنجر وافتادہ زمین کو قابل کاشت بنانا

(۳۸۷۶) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے یہودیوں اور نصرانیوں کی زمینیں خریدنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب خیبر پر چڑھائی کی تو ان لوگوں پر خراج گزاری لگا دی کہ زمین انہی کے قبضے میں رہے گی کہ وہ اس میں زراعت کریں اور اسے آباد رکھیں۔ اور کوئی حرج نہیں اگر تم ان کی زمینوں میں سے کچھ ان سے خرید لو۔ اور جو کوئی زمین کو زندہ اور قابل کاشت بنائے وہ اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے وہ اسی کی ہے۔

(۳۸۷۷) اور نبی صلی اللہ علہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کوئی درخت لگاتا ہے یا اس وادی کو کھودتا ہے جہاں اس سے پہلے کوئی نہیں پہنچا تھا یا کسی مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے تو یہ اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے فیصلہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(۳۸۷۸) حسن بن علی وشاء سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی آدمی سے مردہ زمین سو (۱۰۰) کُر پر خریدی کہ وہ اس زمین سے پیداوار کرکے اس کو دیگا۔ آپؑ نے فرمایا یہ حرام ہے میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان اگر زمین چند معینہ وزن (کیل) گیہوں وغیرہ دے کر خریدے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۳۸۷۹) ابی الربیع شامی سے روایت ہے کی گئی ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اہل سواد (عراق وغیرہ) کی زمین جو بزور طاقت فتح کی گئی ہے کوئی نہ خریدے مگر یہ کہ وہ جو کافر ذمی ہیں اور زمین کا خراج ادا کرتے ہیں اس لئے کہ یہ سب مسلمانوں کا مال غنیمت ہے۔

(۳۸۸۰) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا اور میں وہاں موجود تھا کہ ایک شخص نے مردہ زمین کو زندہ کیا اس میں نہر کھودی اس میں گھر بنائے اور کھجور اور دوسرے درخت لگائے؟ آپؑ نے فرمایا یہ زمین اس کی ہے اور اس کے گھروں کی اجرت ہے اور جو کاشت کیا ہے اگر وہ بارش سے یا وادی کے سیلاب سے یا کسی چشمے سے سیراب ہوتی ہے تو اس کی پیداوار کا عشر (دسواں حصہ) زکوٰۃ دے گا اور اگر اس نے ڈول اور ڈولچوں سے سینچا ہے تو نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ) دے گا۔

(۳۸۸۱) اور سماعہ نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے کسی مسلمان یا کسی معاہد کے ساتھ کھیتی کی پھر اس کے جی میں آیا کہ اپنا حصہ فروخت کر دے تو کیا اس کے لئے یہ جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس کو سکوں کے عوض فروخت کر دے (اناج کے عوض نہیں) کیونکہ اس کی اصل اناج ہے۔

(۳۸۸۲) اور عبداللہ بن سنان نے آنجنابؑ سے اہل خراج (مالگزاری ادا کرنے والوں) کے یہاں قیام کرنے کے متعلق دریافت کیا آپؑ نے فرمایا تین دن اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی روایت ہے۔

(۳۸۸۳) علی ابن مہزیار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابی جعفر ثانی (امام علی نقی) علیہ السلام سے دریافت کہ ایک عورت کا ایک گھر تھا اور اس کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی تو اس کا لڑکا دریا میں کہیں غائب ہو گیا۔ اور وہ عورت بھی مر گئی اب اس کی لڑکی نے دعویٰ کیا کہ اس کی ماں نے یہ گھر اس کو دیا ہے اور اس کے سارے حصے فروخت کر دئے ہیں، اس کا صرف ایک حصہ اس کے برادر ایمانی میں کسی ایک کے پہلو میں باقی ہے اور لڑکے کا غائب ہونے کی وجہ سے وہ اسے خریدنا نہیں چاہتا اس کو ڈر ہے کہ اس کا خریدنا جائز نہ ہوگا اور لڑکی کی بھی خبر نہیں؟ آپؑ نے فرمایا وہ لڑکا کتنے دنوں سے غائب ہے؟ میں نے عرض کیا کہ وہ بہت دنوں سے غائب ہے آپؑ نے فرمایا اس کی غیبت کا دس سال تک انتظار کرے اس کے بعد خریدے۔

(۳۸۸۴) محمد بن حسن صفار رحمہ اللہ نے حضرت ابی محمد حسن بن علی (امام حسن عسکری) علیہ السلام کو خط لکھ کر

دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے اس کے گھر کا نچلہ حصہ تمام حقوق کے ساتھ خریدا جس کے اوپر ایک اور منزل ہے کیا اوپر کی منزل والا نیچے کی منزل والے کے حقوق میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کے لئے وہی ہے جو اس نے جگہ اور حصہ معین کر کے خریدا ہے۔ ان شاالله تعالیٰ۔

(۳۸۸۵) نیز انھوں نے آنجنابؑ سے خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص نے دو آدمیوں سے کہا کہ تم دونوں گواہ ہو کہ میرا پورا گھر جو فلاں جگہ واقع ہے اور اس کے حدود یہ ہیں اب وہ کُل کا کُل فلاں ابن فلاں کا ہے اور اس گھر میں جو کچھ مال و متاع سازوسامان ہے وہ سب میرا ہے مگر یہ دونوں گواہ تو نہیں جانتے تھے کہ اس میں کیا کیا سامان ہے (پھر وہ گواہ کیسے بنیں گے)؟ آپؑ نے جواب تحریر فرمایا وہ تمام مال و متاع جب اسی خریدے ہوئے گھر کے احاطے میں ہے تو درست ہے۔ ان شاالله تعالیٰ۔

(۳۸۸۶) اور انھوں نے آنجناب علیہ السلام سے خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص کی ملکیت میں کچھ زمین کے قطعات ہیں اور مکہ مکرمہ میں حاضری دینے کا وقت آگیا وہ قریہ (جس میں قطعات تھے) اس کی منزل سے کئی مراحل پر تھا اس کیلئے وہاں ٹھہرنا ممکن نہ تھا کہ قریہ کے حدود تک آتا تو اس نے اس قریہ کے حدود اربعہ کو پہچنوایا اور گواہوں سے کہا کہ تم لوگ گواہ ہو کہ میں نے فلاں بن فلاں کے ہاتھ پورے قریہ کو فروخت کر دیا جس کی پہلی، دوسری اور تیسری اور چوتھی سرحدیں یہ ہیں حالانکہ اس قریہ میں اس شخص کے محض چند قطعات زمین ہیں تو کیا خریدار کے لئے اس کا خریدنا جائز ہے جب کہ اس کے قریہ میں چند قطعات ہیں اور کہتا ہے کہ کل قریہ کو فروخت کرتا ہوں؟ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ جس چیز کا وہ مالک نہیں اس کا فروخت کرنا جائز نہیں فروخت اسی چیز کے لئے ہے جس کا وہ مالک ہے۔

(۳۸۸۷) اور انھوں نے آنجناب علیہ السلام کو عریضہ تحریر کیا کہ کسی آدمی نے ایک شخص کو گواہ بنایا کہ اس نے ایک دوسرے آدمی کو اپنی زمین فروخت کر دی اور زمین کے کئی قطعے تھے تو وہ بتاتے وقت اس کے حدود کی شناخت نہیں کرائی اور کہا کہ جب کچھ لوگ تمہارے پاس آئیں گے اور حدود بتائیں گے تو تم گواہی دینا۔ تو کیا یہ گواہی اس کے لئے جائز ہے یا جائز نہیں ہے تو جواب میں تحریر آئی کہ ہاں جائز ہے الحمد للہ۔

(۳۸۸۸) نیز انھوں نے آنجناب علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھا اور دریافت کیا کہ کیا کسی گواہ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ گواہی دے کسی زمین کے حدود کی جب کہ قریہ کے دوسرے لوگ آئیں اور گواہی دیں کہ اس شخص نے جو زمین فروخت کی ہے اس کے حدود یہ ہیں۔ اب اس گواہ کو جسے صرف قطعہ اراضی کا گواہ بنایا گیا ہے قطعہ اراضی کے حدود اربعہ کا گواہ نہیں بنایا گیا ہے صرف قریہ والوں کے کہنے پر کہ ہم اس کے حدود جانتے ہیں کیا حدود کی گواہی دینا جائز ہے یا جائز نہیں ہے جب کہ فروخت کرنے والا قریہ والوں سے کہہ چکا ہے جب لوگ تمہارے پاس آئیں تو اس زمین کی چوحدی بتا دینا؟ تو جواب میں تحریر آئی کہ گواہی نہ دو جب تک کسی شے کا مالک نہ کہے کہ یہ چیز میری ہے۔

(۳۸۸۹) جرّاح مدائنی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام سے ایک حویلی کے متعلق دریافت کیا جس میں تین گھر ہیں اوراس میں کوئی دروازہ نہیں ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ گھروں میں داخلہ کے لئے اذن کی ضرورت ہے حویلی میں داخلہ کے لئے نہیں ۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس دار (حویلی) سے مراد وہ ہے کہ جو غلہ کے لئے ہوتا ہے اور جس میں کرایہ دار بسائے جاتے ہیں یا ویسے ہی رکھ لئے جاتے ہیں ایسی حویلی کے لئے اذن کی ضرورت نہیں بلکہ بیوت (گھروں) کے لئے ہے ۔ اور وہ حویلی جو غلہ کے لئے نہیں ہے تو اس میں کس کا بغیر اذن داخل ہونا جائز نہیں ہے ۔

باب :- کاشتکاری اور مزدوری

(۳۸۹۰) یعقوب بن شعیب سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو اپنی زمین دی جس میں پانی ہے اور کھجوروں کے اور مختلف قسم کے پھلوں کے درخت ہیں اوراس سے کہا کہ اس کی آبیاری کرنا اس کو آباد رکھنا اس میں جو کچھ اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا اس میں سے نصف تمہارا ہوگا ۔ ؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ۔

اور راوی مذکور کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی کو ایک غیر آباد زمین دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کو آباد (قابل زراعت) کرو تین یا چار یا پانچ سال یا جتنے سال تک تم چاہو اس میں جو پیدا ہو وہ تمہارا ہے ۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ۔

نیز اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس مالگزاری والی زمین ہے اور اس پر معینہ مالگزاری لگتی ہے اور یہ مالگزاری کبھی بڑھ جاتی ہے کبھی کم ہو جاتی ہے وہ یہ زمین ایک شخص کو اس معاہدہ پر دیتا ہے کہ وہ اس کی مالگزاری ادا کرتا رہے گا نیز دو سو درھم سالانہ اس کو دیگا ؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ۔

(۳۸۹۱) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے زمین کے مالک کے خاطر کچھ زمین (چند سالوں کے لئے) قبالے پٹے اور دیگر شرائط پر لی ؟ آپؑ نے فرمایا اس میں جتنے حجرے ہیں ان کا کرایہ اس کے لئے ہے سوائے ان حجروں کے جو دھقانوں اور کسانوں کے قبضے میں پہلے سے ہیں یا اس نے زمین کے مالکوں سے شرط کر لی ہو کہ وہ دھقانوں کے قبضے میں جو حجرے ہیں ان کا بھی کرایہ وہ وصول کرے گا ۔

(۳۸۹۲) شعیب نے ابو بصیر سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب تم کسی زمین کا قبالہ اور پٹہ ان کے مالکوں کی خوشی کے خاطر سے لو تو اس میں جو کچھ پیدا ہوگا اس کے مالکوں کے حق کو پورا کرکے وہ تمہارا ہے اور یہ کہ اس میں جو کچھ تم مرمت کراؤ یا نئے حجرے بناؤ گے ان کی اجرت تمہارے لئے ہے سوائے ان

حجروں کے جو پہلے سے دھقانوں (کسانوں) کے قبضے میں ہیں۔

(۳۸۹۳) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے دونوں امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک زمین ایک ہزار درھم کی اجرت پر لی پھر اس نے اس زمین کا ایک حصہ دو سو درہم میں اجرت پر دے دیا۔ پھر زمین کے مالک نے اس سے کہا ایسا کرو کہ یہ زمین جو تم نے اجرت پر لی ہم اس میں تمہارے شریک ہو جائیں اس میں جو خرچ ہوگا وہ ہمارے ذمہ اور اس میں جو پیدا ہوگا وہ ہمارے اور تمہارے درمیان ہوگا آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۸۹۴) ابان نے اسماعیل سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے کوئی زمین اجرت پر لی اور کہا کہ تم مجھے یہ زمین اتنی رقم میں اجرت پر دو خواہ میں اس میں زراعت کروں یا نہ کروں میں اتنی رقم تمہیں دونگا۔ مگر اس میں اس نے کوئی زراعت نہیں کی۔ آپؑ نے فرمایا کہ زمین کے مالک کو حق ہے کہ وہ اپنی رقم لے لے اور چاہے تو چھوڑ دے اور چاہے تو نہ چھوڑے۔

(۳۸۹۵) اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کھجور، گیہوں، جو، اربعاء اور نطاف دیکر کوئی زمین پٹہ اور قبولیت پر نہ لو۔ میں نے عرض کیا اربعاء کیا چیز ہے؟ فرمایا اربعاء چھوٹی نہر اور نطاف تھوڑا پانی۔ بلکہ پٹے اور قبولیت پر لو تو سونے اور چاندی پر یا نصف یا ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار پر۔

(۳۸۹۶) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک گھر کرایہ پر لیا اس میں باغ بھی ہے تو اس نے باغ میں کھیتی لگائی اس میں کھجور کے اور مختلف پھلوں کے درخت وغیرہ لگائے اور اس کے لئے صاحب مکان سے حکم حاصل نہیں کیا آپؑ نے فرمایا اس کی اجرت کا حقدار صاحب مکان ہے۔ صاحب مکان درختوں اور کھیتوں کی قیمت لگوائے گا اور درخت کھیتی لگانے والے کو دے دے گا اگر اس نے اس کی اجازت سے یہ سب لگایا ہے اور اگر اس نے اس کی اجازت نہیں لی تھی تو صاحب مکان اپنا کرایہ وصول کرے اور درخت اور کھیتی لگانے والے کے لئے یہ ہے کہ وہ انہیں اکھاڑ کر جہاں چاہے لے جائے۔

(۳۸۹۷) ادریس بن زید نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہمارے پاس کچھ کاشت کی زمینیں ہیں ان میں کنواں ہے اور اس پر پانی کھینچنے کے لئے چرخی ہے وہاں چراگاہ بھی ہے اور ہم میں سے ایک شخص کے پاس بھیڑ اور اونٹ ہیں اور اسے اپنی بھیڑوں اور اونٹوں کے لئے ان چراگاہوں کی ضرورت ہے کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اس چراگاہ کو دوسروں سے بچائے اس لئے کہ اس کو ضرورت ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر زمین خود اس کی ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کو بچائے اور اپنی ضرورت کے لئے استعمال کرے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک آدمی چراگاہ فروخت کرتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر زمین خود اس کی ہے تو کوئی

حرج نہیں۔

(۳۸۹۸) حسن بن محبوب نے ابراہیم کرخی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ایک عجمی مشرک کا شریک کار ہوں میری طرف سے زمین بیل اور بیج ہوتا ہے اور اس عجمی کی طرف سے دیکھ بھال، کام کاج اور کوشش یہاں تک کہ گیہوں پیدا ہوتا ہے یا جَو، تو وہ تقسیم ہوتا ہے بادشاہ وقت اپنا حصہ لے لیتا ہے بقیہ میں سے ایک تہائی عجمی مشرک کا پھر جو باقی بچتا ہے وہ ہمارا؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں میں نے عرض کیا اور اگر میں نے جو بیج دیا تھا وہ اس میں لگا کر مجھے دے دے اور بقیہ میں سے تقسیم کر لیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں تم نے اس سے اس شرط پر شرکت کی ہے کہ بیج اور بیل اور زمین تمہاری طرف ہوگا اور زراعت کا سارا کام کاج اس کی طرف سے ہوگا۔

(۳۸۹۹) حسن بن محبوب نے خالد بن جریر برادر اسحاق بن جریر سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک زمین کو ایک شخص قبالہ اور پٹے پر لینا چاہتا ہے تو قبالہ کن شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ آپؑ نے فرمایا وہ اس کے مالک سے معینہ رقم پر معینہ سالوں کے لئے قبالہ لے اس کو آباد کرے اور اس کی مالگزاری ادا کرتا رہے اور اگر اس قبالہ میں عجمی کافر ہو تو عجمی کافر اس میں شریک نہیں ہوگا یہ جائز نہیں۔

(۳۹۰۰) حسن بن محبوب نے خالد سے انھوں نے ابی الربیع سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص دھقانوں سے زمین قبالہ پر لیتا ہے اور جتنی رقم پر قبالہ لیتا ہے اس سے زیادہ رقم لے کر لوگوں کو اجرت پر دیتا ہے اور اس میں حکومت وقت کا حصہ بھی رکھتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں زمین نہ اجیر کے مثل ہے اور نہ گھر کے مثل بے شک مزدور کو کم اجرت پر رکھ کر زیادہ اجرت پر اٹھانا یا گھر کم کرایہ پر لے کر زیادہ کرایہ پر اٹھانا حرام ہے۔

(۳۹۰۱) اور اگر کوئی شخص کوئی گھر دس درھم کرایہ پر لے اور دو تہائی میں خود رہے اور ایک تہائی دس درھم کرایہ پر اٹھائے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن جتنے کرایہ پر لیا ہے اس سے زیادہ کرایہ پر نہ اٹھائے۔

(۳۹۰۲) نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے خراج کی زمین مقررہ درھموں پر یا مقررہ غلہ پر لی اور اسکا ایک ایک جریب یا ایک ایک ٹکڑا مقررہ رقم یا مقررہ شے پر اٹھا دیا چنانچہ حکومت سے جتنے خراج پر اس نے لیا تھا اس سے زیادہ اس کو ملتا ہے اس میں وہ کچھ خرچ بھی نہیں کرتا یا وہ زمین اس طرح اجرت پر دیتا ہے کہ بیج اپنے ذمہ اور اس کا خرچ اپنے ذمہ اس طرح اجرت پر دینے میں اس کا فائدہ ہے اور اسی کے ذمہ زمین کی مرمت بھی ہے تو کیا یہ اس کے لئے جائز ہے یا اس کے لئے جائز نہیں ہے؟ آپؑ نے فرمایا جب تم نے زمین اجرت پر لی اور اس میں کچھ خرچ یا اس کی مرمت کی تو جو صورت تم نے بیان کی اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص ایک زمین سو

دینار کرایہ پر لے اس میں کچھ حصہ ننانوے (۹۹) دینار میں کرایہ پر دے دے اور بقیہ کو خود آباد کرے۔

(۳۹۰۳) ابی الربیع سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی ایسا احاطہ جس میں کھجور کے درخت اور دوسرے درخت ہوں ایک سال کے لئے فروخت کرے تو اس وقت تک فروخت نہ کرے جب تک اس میں پھل نہ آجائیں۔ اور جب دو یا تین سال کے لئے فروخت کرے تو اگر اس پر کچھ کچھ سبزی آجانے کے بعد فروخت کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۹۰۴) ابی الربیع سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کسی آدمی کی زمین پر زراعت کرتا ہے اس شرط پر کہ اس کی پیداوار کا ایک تہائی بیل کا ہوگا ایک تہائی بیج کا ہوگا اور ایک تہائی زمین کے مالک کا ؟ آپؑ نے فرمایا وہ بیل اور بیج کا نام نہ لے بلکہ زمین کے مالک سے یہ کہے کہ میں تمہاری زمین پر زراعت کرونگا اب جو بھی اللہ اس میں پیدا کرے گا اس میں اتنا اتنا تمہارا ہے۔

(۳۹۰۵) ابو الربیع کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جو ایک قریہ والوں کے پاس آتا ہے جن پر حکومت وقت نے اس قدر ظلم و زیادتی کی ہے کہ اب وہ زمین کا خراج بھی ادا نہیں کر سکتے اور وہ قریہ ان کے قبضہ میں ہے مگر ان کو یہ معلوم نہیں کہ یہ ان کا ہے یا اس میں غیر کا بھی حصہ ہے چنانچہ لوگوں نے اس کو اس شرط پر اس کے ذمہ کر دیا کہ وہ سرکاری خرچ ادا کرے اور ان لوگوں سے تحصیل وصول کر کے خراج ادا کرے اس طرح اس کو بہت کچھ بچ جاتا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر ان لوگوں سے یہ شرط ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۰۶) اور حمّاد کی روایت میں ہے جو انھوں نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے خراج ادا کرنے والوں کے ساتھ شرکت میں زراعت کرنے کے متعلق ایک چوتھائی اور ایک تہائی اور نصف پر دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر فتح کیا تو وہاں کے یہودیوں کو وہاں کی زمینوں کا نصف پر قبالہ اور پٹہ کر دیا۔

(۳۹۰۷) محمد بن خالد نے ابن سیابہ اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا اور یہ کہا کہ میں آپؑ پر قربان میں کچھ لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں کہ زراعت (کھیتی) کرنا مکروہ ہے آپؑ نے فرمایا کھیتی کرو اور باغ لگاؤ خدا کی قسم لوگ جو پیشے اختیار کرتے ہیں ان میں سے کوئی پیشہ اس سے زیادہ حلال اور طیب نہیں خدا کی قسم خروج دجال کے بعد امام قائم علیہ السلام بھی کھیتی کریں گے اور درخت لگائیں گے۔

(۳۹۰۸) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا تم ایسا نہ کرو کہ گیہوں دے کر زمین اجرت پر لو پھر اس میں گیہوں کاشت کرو۔

(۳۹۰۹) محمد بن سہل نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے لئے کسان زعفران کی کاشت کرتا ہے اور ضامن ہوتا ہے کہ جتنی زمین وہ اس کو دیگا اس پر فی جریب اسے اتنے اتنے درہم دیا کرے گا مگر کبھی اس میں کم پیداوار ہوتی ہے اور نقصان ہوتا ہے کبھی زیادہ پیداوار ہوتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا اگر دونوں اس پر راضی ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۹۱۰) علی بن یقطین سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ہے جو کسی آدمی سے ایک گھر یا ایک کشتی ایک سال یا اس سے کم وقت کے لئے کرایہ پر لیتا ہے آپؑ نے فرمایا کرایہ پر لینے والے کے لئے لازم ہے کہ جس وقت تک کیلئے اس نے کرایہ پر لیا ہے اس کی پابندی کرے اور کرایہ پر دینے والے کو اختیار ہے کہ اس وقت لے لے یا چاہے تو چھوڑ دے۔

(۳۹۱۱) علی صائغ (سنار) نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور یہ عرض کیا کہ میں لوگوں سے کام لیتا ہوں اور دو تہائی پر لڑکوں کو کام دیتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا کہ درست نہیں جب تک کہ تم بھی ان کے ساتھ ہاتھ نہ بٹاؤ میں نے عرض کیا ان کے لئے دھات کو پگھلاتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا اگر ایسا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۹۱۲) صفوان بن یحییٰ نے ابو محمد خیاط سے انہوں نے مجمع سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں سلائی کیلئے لوگوں سے کپڑے لیتا ہوں اور دو تہائی پر لڑکوں کو سلنے کے لئے دیتا ہوں آپؑ نے فرمایا کیا تم اس میں کچھ کام نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا کہ میں ان کو قطع کرتا ہوں اور ان کے لئے سلائی کا دھاگا خریدتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۹۱۳) محمد طیار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مدینہ میں وارد ہوا اور گھر کرایہ پر لینے کے لئے تلاش کیا چنانچہ ایک گھر میں دو حجرے تھے ان دونوں کے درمیان ایک دروازہ لگا ہوا تھا اس میں ایک عورت رہتی تھی اس نے پوچھا کہ تم یہ حجرہ کرائے پر لوگے؟ میں نے کہا مگر ان دونوں کے درمیان ایک دروازہ ہے اور میں جوان آدمی ہوں۔ اس نے کہا میں دروازہ بند کر لونگی چنانچہ میں نے اس حجرے میں اپنا سامان منتقل کیا اور اب اس سے کہا کہ دروازہ بند کر لو اس عورت نے کہا کیونکہ اس دروازے سے ہوا آتی ہے اسے کھلا ہی چھوڑ دو میں نے کہا نہیں میں بھی جوان ہوں اور تم بھی جوان ہو دروازہ بند کر لو۔ اس نے کہا تم اپنے حجرے میں بیٹھو میں تمہارے پاس نہیں آؤں گی اور نہ قریب ہونگی یہ کہہ کہ اس نے دروازہ بند کرنے سے انکار کر دیا تو میں حضرت امام جعفر صادق السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ وہاں سے منتقل ہو جاؤ اس لئے کہ جب ایک مرد اور ایک عورت ایک گھر میں تنہا رہیں تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان رہتا ہے۔

(۳۹۱۴) ابو ھمّام نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھا کہ ایک شخص نے ایک جائیداد کچھ دنوں کے لئے

اجرت پر لی پھر وہی جائیداد اس کے مالک نے جائیداد اجرت پر لینے والے کی موجودگی میں کسی اور کے ہاتھ فروخت کر دی اور اس نے کوئی تعرض نہیں کیا وہ حاضر تھا اور اس پر گواہ رہا۔ پھر اس کا خریدار مرگیا اس کے بہت سے ورثاہیں کیا یہ جائیداد میت کی میراث میں پلٹ جائے گی یا جب تک مدت اجازت ختم نہ ہو اجرت پر لینے والے کے قبضہ میں رہے گی ؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ جب تک مدت اجازت ختم نہ ہو یہ اجرت پر لینے والے کے قبضہ میں رہے گی۔

میں نے اپنے شیخ (استاد) محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کوئی چیز کسی کو اجرت پر دی ہے کیا ایسی صورت میں اس کے لئے یہ جائز ہے کہ اس چیز کو فروخت کردے آپؑ نے فرمایا اس کے لئے جائز نہیں کہ مدت اجازت ختم ہونے سے پہلے اس کو فروخت کرے مگر یہ کہ وہ خریدار سے شرط کرے اور اجرت پر لینے والے کو مدت اجرت پوری کرنے دے۔

(۳۹۱۵) محمد بن عطیہ سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے لئے کھیتی اور زراعت کا پیشہ منتخب فرمایا تاکہ وہ آسمان سے نازل ہونے والی آفات سے مانوس رہیں دل برداشتہ نہ ہوں۔

(۳۹۱۶) حضرت علی علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول و علی اللّٰہ فلیتو کل المتو کلون کے متعلق دریافت کیا گیا (اور اللہ پر توکل کرنے والے ہی بھروسہ کرتے ہیں) (سورہ ابراہیم آیت ۱۲) تو آپؑ نے فرمایا کہ (متوکلون سے مراد) زراعت کرنے والے ہیں۔

باب :- جو شخص کسی شے کے درست کرنے کی اجازت لے اور اس کو خراب کردے تو اس پر کیا ذمہ داری اور ضمانت لازم ہے

(۳۹۱۷) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کو رنگنے کے لئے کپڑا دیا گیا اور اس نے اس کو خراب کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہر وہ کاریگر جس کو درست کرنے اور مرمت کرنے کی اجرت دو اور وہ اس کو خراب کر دے تو وہ اس کا ضامن اور ذمہ دار ہے۔

(۳۹۱۸) علی بن الحکم نے اسماعیل بن صباح سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک دھوبی کو کپڑے دیئے گئے اس نے جلا دیئے یا پھاڑ دیئے کیا اس کا نقصان وہ برداشت کرے گا ؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں اس کے ہاتھ کا قصور ہے اسلئے وہ برداشت کرے گا کہ تم نے اس کو درست کرنے کے لئے دیا تھا خراب کرنے کے لئے نہیں دیا تھا۔

(۳۹۱۹) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام دھوبی اور سنار کو ضامن ٹھہراتے تھے جو کچھ وہ

خراب کیا کرتے تھے اور حضرت علی ابی الحسین علیہ السلام ان کو معاف کر دیا کرتے تھے۔

باب :- اس شخص کی ضمانت اور ذمہ داری جو کسی کا سامان لاد کر لیجائے پھر دعویٰ کرے کہ وہ کھو گیا

(۳۹۲۰) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک اونٹ والا اپنے ساتھ کسی کا تیل لاد کر لیجاتا ہے پھر کہتا ہے کہ وہ جاتا رہا یا راستہ میں ڈاکہ پڑ گیا تو اگر اس کے پاس عادل گواہ ہیں کہ واقعاً ڈاکہ پڑ گیا یا جاتا رہا تو اس پر کچھ نہیں ورنہ وہ ضامن ہوگا۔

اور ایسے شخص کے متعلق کہ جس کی کشتی پر کسی آدمی نے اناج لادا اور وہ کم ہو گیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ اس کا ضامن ہے میں نے عرض کیا وہ کبھی کبھی زیادہ بھی لاد دیتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اس نے زیادہ لادا ہے میں نے عرض کیا کہ نہیں آپؑ نے فرمایا پھر وہ تمہارا ہے۔

(۳۹۲۱) اور آنجنابؑ نے غسّال اور سنار کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس میں سے کسی کے پاس سے بھی کوئی شے چوری ہو جائے اور اس کا ثبوت و شہادت نہ پیش کرے جو بتائے کہ اس کے یہاں تھوڑی یا بہت چوری ہوئی ہے (تو وہ ذمہ دار ہے) اور اگر اس نے ایسا کیا تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے گواہ و ثبوت پیش نہیں کئے اور اس کا گمان ہے کہ جس چیز کا دعویٰ کیا گیا ہے خود بخود جاتی رہی تو وہ اس کا ضامن ہے تاوقتیکہ وہ اپنے اس قول پر کوئی ثبوت و گواہ نہ پیش کرے۔

(۳۹۲۲) نیز آپؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جو ایک معینہ مقام تک کے لئے ایک سواری کا جانور کرایہ پر لیتا ہے اور وہ جانور ضائع ہو جاتا ہے تو اگر یہ شرط ہو گئی تھی تو وہ اس کا ضامن ہے اور اگر وہ جانور کسی وادی میں اتر گیا اور اس نے اس کو باندھ کر نہیں رکھا تو وہ اس کا ضامن ہے اور اگر وہ کنوئیں میں گر گیا تو وہ اس کا ضامن ہے کیونکہ اس نے اس کو باندھ کر نہیں رکھا۔

(۳۹۲۳) اور ایک اونٹ والے کے متعلق روایت کی گئی ہے کہ جس سے ایک اونٹ کرایہ پر لیا گیا ہے اور اس کے ہاتھ کسی مقام پر تیل بھیجا گیا۔ تو اس کا کہنا ہے کہ تیل کا مشکیزہ پھٹ گیا اور تیل بہہ گیا تو تیل بھیجنے والا اگر چاہے تو تیل وصول کرے اور اس کا کہنا کہ مشکیزہ پھٹ گیا تو اس کی تصدیق بغیر عادل گواہوں کے نہیں ہوگی۔

اور اگر کوئی شخص کوئی سواری کا جانور کرایہ پر لے اور اس کے حلق میں ذبحہ (ایک بیماری) ہو جائے اور اس میں وہ مر جائے تو وہ اس کا ضامن ہے مگر یہ کہ وہ مسلمان ہو اور عادل ہو۔

(۳۹۲۴) جعفر بن عثمان سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میرے والد نے ایک اونٹ والے کے ساتھ اپنا کچھ سامان تجارت شام روانہ کیا تو اس نے بتایا کہ اس سامان میں سے کچھ ضائع ہو گیا۔ اس کا تذکرہ میں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ تم اس کو ناقابل اعتبار سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا پھر تم اس کو ضامن نہ ٹھہراؤ۔

(۳۹۲۵) ابن مسکان نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک دھوبی کو میں نے دھونے کے لئے کپڑا دیا وہ کہتا ہے کہ اس کے تمام مال و اسباب کے درمیان سے وہ کپڑا چوری ہو گیا۔ آپؑ نے فرمایا اس دھوبی پر لازم ہے کہ وہ گواہ اور ثبوت پیش کرے اگر اس کے مال و اسباب کے درمیان سے یہ چوری ہوا ہے تو پھر اس پر کوئی تاوان نہیں ہے اور اگر اس کے سارے مال و اسباب کے ساتھ یہ بھی چوری ہوا ہے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے (یعنی ثبوت و گواہ کی بھی ضرورت نہیں)۔

(۳۹۲۶) عثمان بن زیاد نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ہمارا اونٹ والا جو ہمیشہ ہمارا سامان اپنے کرایہ کے اونٹ پر لیجایا کرتا تھا اس نے اس بار میرا سامان دوسرے کے اونٹ پر لاد دیا اور وہ ضائع ہو گیا آپؑ نے فرمایا اس کو ذمہ دار ٹھہراؤ اور اس سے وصول کرو۔

(۳۹۲۷) اور امیر المومنین علیہ السلام رنگریز، دھوبی اور سنار کو لوگوں کے سامان کا احتیاطاً ضامن ٹھہراتے تھے اور اگر کوئی سامان ڈوب گیا یا جل گیا یا کوئی ایسی آفت آجاتی جس کا فیصلہ ممکن نہ ہو تو پھر ضامن نہیں ٹھہراتے تھے۔ اور اگر کوئی کشتی اپنے پورے سامان کے ساتھ ڈوب جائے تو جو کچھ سامان خود سمندر ساحل پر پھینک دے وہ اس کے مالک کا ہے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے اور جو سامان لوگ غوطہ لگا کر نکالیں اور اس کا مالک نے چھوڑ دیا ہو وہ ان لوگوں کا ہے۔

(۳۹۲۸) ابن مسکان نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ سنار، دھوبی اور کپڑا بننے والے کو ضامن نہیں ٹھہرایا جائے گا مگر یہ کہ وہ لوگ ناقابل اعتبار ہوں تو وہ گواہ اور ثبوت لائیں انہیں ڈرا دھمکا یا جائے ان سے حلف لیا جائے شاید ان سے کچھ نکل آئے۔

(۳۹۲۹) اور حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایک حمّام والے کو لایا گیا جس کے پاس کپڑے رکھوائے گئے تھے اور وہ گم ہو گئے تو آپؑ نے اس کو ضامن نہیں ٹھہرایا اور فرمایا کہ وہ تو بس امین تھا۔

(۳۹۳۰) اور حضرت علی علیہ السلام نے ایک مسلمان کو قیمت کا ضامن ٹھہرایا جس نے ایک نصرانی کے سور کو مار ڈالا تھا۔

(۳۹۳۱) ابن مسکان نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کے متعلق کہ جس نے ایک مزدور کو بوجھ اٹھانے کیلئے مزدوری پر لیا اس نے جو بوجھ اٹھایا تو اس کو توڑ دیا یا بہا دیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے پوری احتیاط سے اٹھایا تو اس پر کوئی الزام نہیں اور اگر اس نے لاپروائی برتی تو وہ ضامن ہے۔

(۳۹۳۲) ابن ابی نصر نے داؤد بن سرحان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق

روایت کی ہے کہ جو اپنے سر پر بوجھ اٹھائے ہوئے تھا کہ اس سے ایک آدمی ٹکرایا اور وہ مر گیا یا اس میں سے کچھ سامان ٹوٹ گیا تو (فرمایا) وہ اس کا ضامن ہے۔

(۳۹۳۳) محمد بن علی بن محبوب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت فقیہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام کو عریضہ تحریر کیا کہ ایک شخص نے دھوبی کو ایک کپڑا دھونے کو دیا اس دھوبی نے ایک دوسرے دھوبی کو دھونے کے لئے دے دیا اور وہ کپڑا ضائع ہو گیا تو کیا دھوبی پر لازم ہے کہ اس کو واپس کرے جو اس دوسرے دھوبی کو دیا ہے۔ اگرچہ وہ دھوبی قابل بھروسہ ہے۔ جواب میں تحریر آئی کہ وہ ضامن ہے مگر یہ کہ وہ باوثوق اور قابل بھروسہ ہے ان شاءاللہ۔

باب :- اناج یا جانور وغیرہ کے لئے پیشگی رقم دینا

(۳۹۳۴) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ دریافت کیا گیا ایک شخص کے متعلق جس کو میں نے اناج کیلئے پیشگی کچھ درہم دیئے۔ جب میرے اناج لینے کا وقت آیا تو اس نے کچھ درہم دے کر ایک آدمی کو بھیجا اور کہا اپنے اناج خرید لو اور اپنا حق پورا کر لو۔ آپؑ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اس نے یہ کام تمہارے علاوہ کسی دوسرے کے سپرد کر دیا ہے لہذا تم خود اس کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ تا کہ اپنے اناج کو اپنے قبضہ میں لے لو اس کی خریداری کی ذمہ داری تمہارے سپرد نہیں ہے۔

(۳۹۳۵) صفوان بن یحییٰ نے یعقوب بن شعیب سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے گیہوں یا کھجور کے لئے کسی کو ایک سو درہم پیشگی دیئے جب ادائیگی کا وقت آیا تو وہ کہنے لگا کہ خدا کی قسم میرے پاس (اناج یا کھجور) نصف سے زیادہ نہیں ہے اگر تم چاہو تو یہ نصف لے لو اور نصف رقم واپس لے لو؟ آپؑ نے فرمایا اگر تم اس سے رقم جو تم نے اس کو دی ہے واپس لے لو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ نیز میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس پر میری کچی کھجوروں کی ایک ٹوکری باقی تھی اور اس کے بدلے اب میں اس سے پکی ہوئی کھجوروں کی ایک ٹوکری لیتا ہوں جو وزن میں اس سے کم ہے آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس پر ایک ٹوکری کچی قرض ہو اور میں اس سے ایک ٹوکری خشک کھجوریں لوں جو وزن میں اس سے زیادہ ہو آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر تم دونوں کے درمیان اس طرح لین دین چلتا رہتا ہو۔

نیز میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی ایک آدمی پر ایک سو کُر خشک کھجوریں قرض ہیں اور اس کے پاس کھجور کا ایک درخت ہے چنانچہ وہ آکر کہنے لگا کہ میرا تم پر جو قرض ہے اس کے عوض تم مجھے یہ کھجور کا درخت دے دو آنجنابؑ نے گویا اس کو ناپسند فرمایا۔

نیز اس کا بیان ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص کے کسی آدمی پر کئی ٹوکرے رطب یا تمر کے باقی ہیں چنانچہ اس آدمی نے اس کے پاس کچھ دینار بھیجے اور کہلایا کہ اس کے تم رطب یا تمر خرید کر اپنا قرض پورا کر لو آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں جب وہ تم کو امانتدار سمجھتا ہے۔

(۳۹۳۶) صفوان بن یحییٰ نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کو کسی کاشت یا کھجور کے لئے پیشگی رقم نہیں دی گئی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اس کو کیل کہتے ہیں جو معینہ تعداد میں معینہ وقت تک کیلئے ہوتی ہے۔

اور میں نے آنجنابؑ سے جانوروں اور اناج کے لئے پیشگی رقم دینے کے متعلق اور ایک شخص جو لوگوں کا مال رھن رکھتا ہے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ہاں مگر تم اپنے مال کی تحریری رسید حاصل کر لو۔

(۳۹۳۷) منصور بن حازم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے کسی آدمی پر بھیڑوں کی قیمت کے کچھ درہم واجب الادا تھے جن پر اس نے اس سے خریدا تھا چنانچہ طلب گار دَینداد کے پاس تقاضا کرنے کے لئے آیا تو دَیندار نے اس سے کہا یہ بھیڑیں تمہارے ہاتھ تمہارے ان درھموں کے عوض فروخت کرتا ہوں جو تمہارے میرے اوپر باقی ہیں اور وہ راضی ہو گیا۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۳۸) عبداللہ بن بکیر سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کہ کیا ایک شخص نے کسی شے کی پیشگی قیمت لے لی جیسا کہ لوگ پھلوں کی پیشگی قیمت حاصل کیا کرتے ہیں۔ مگر اس کے درختوں کے پھل جاتے رہے اور اپنی پیشگی رقم کا پھل ادا نہ کر سکا آپؑ نے فرمایا پھر رقم دینے والا اپنی اصل رقم واپس لے گا یا دوسری فصل کا انتظار کرے گا۔

(۳۹۳۹) صفوان بن یحییٰ نے عیص بن قاسم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو گیہوں کیلئے پیشگی درہم دے دیئے یہاں تک کہ جب گیہوں کا موسم آیا مگر اس کے پاس گیہوں پیدا نہیں ہوا اب اس نے اس کے پاس کچھ جانور کچھ غلام اور کچھ سامان پائے کیا اس کے لئے یہ حلال اور جائز ہے کہ گیہوں کے عوض ان میں سے کوئی چیز لے لے آپؑ نے فرمایا کہ ہاں مگر یہ کہے کہ اتنے اتنے گیہوں کے عوض فلاں فلاں چیز لے رہا ہوں۔

(۳۹۴۰) حدید بن حکیم سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص قصائیوں سے چمڑے خریدتا ہے اور یہ قصائی اس کو روزانہ متعدد چمڑے دیا کرتے ہیں آپؑ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۴۱) ابان نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص ایک آدمی کو پیشگی درہم دیتا ہے کہ وہ اس کو کسی دوسرے ملک میں نقد ادا کریگا۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۴۲) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے رھن کے متعلق دریافت کیا ایک شخص گیہوں یا سامان یا جانور کے لئے کچھ پیشگی رقم دیتا ہے تو کوئی چیز رہن رکھ لیتا ہے آپؑ نے فرمایا کہ تم اس سے اپنی چیزوں کی رسید لکھوالو تو اس طرح کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۹۴۳) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جانور کے لئے پیشگی رقم دینے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اگر وہ غلام خریدنے کیلئے پیشگی رقم دے اور سن و سال کی یا کوئی اور شرط رکھ دے اور دینے والا اس شرط سے کم یا اس سے بھی بڑھ کر دے جو ان لوگوں کی خواہش کے مطابق ہو؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۴۴) ابان نے یعقوب بن شعیب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کچھ گیہوں چند درہموں میں قرض پر دیئے اور جب ادائیگی کا وقت آیا اور اس نے درہموں کا تقاضا کیا تو خریدار نے کہا کہ میرے پاس درہم نہیں تم مجھ سے ان ہی درہموں کے گیہوں لے لو۔ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں مگر اس کے تو درہم ہیں وہ اس سے جو چاہے گا خریدیگا۔

(۳۹۴۵) عبید اللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے پانچ صاع گیہوں یا جو کے لئے چند درہم پیشگی ایک وقت معینہ تک کے لئے دے دیئے اور جس پر گیہوں یا جو ادا کرنا لازم تھا اس کی مقدرت میں نہ تھا کہ وہ پورا وقت معینہ پر ادا کرے تو خریدار نے چاہا کہ آدھے یا ایک تہائی یا اس سے کم یا اس سے زیادہ درہموں کا گیہوں لے لے اور باقی اصل رقم لے لے آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کو بیس (۲۰) مثقال زعفران یا اس سے کم یا اس سے زیادہ کے لئے پیشگی کچھ درہم دیئے گئے۔ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر زعفران دینے والا اتنی زعفران نہیں دے سکتا تو اس سے نصف یا ایک تہائی یا دو تہائی زعفران لے لے اور اس کے بعد جو درہم اس کے ذمہ باقی رہ جائیں وہ درہم لے لے۔

(۳۹۴۶) اور آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کو یکسالہ اور دو سالہ بھیڑوں وغیرہ کے لئے معینہ وقت پر دینے کے لئے پیشگی رقم دے دی گئی۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں اگر وہ شخص تمام بھیڑیں نہیں دے پاتا تو بھیڑ لینے والے کو چاہیئے کہ وہ اس کی نصف تعداد یا ایک تہائی تعداد یا دو تہائی لے لے اور بقیہ رقم اس سے واپس لے لے اور جن شرائط کی بھیڑیں اس نے چاہی تھیں ان شرائط کے اندر کی ہی لے اس سے اوپر کی نہ لے۔

نیز فرمایا کہ اور چادریں بھی گیہوں و جو اور زعفران اور بھیڑوں کے مانند ہیں۔

(۳۹۴۷) وشاء نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرمارہے تھے کہ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ گھی خریدنے کے لئے قیمت میں تیل پیشگی دے دے یا تیل خریدنے کیلئے قیمت میں گھی پیشگی دے دے۔

(۳۹۴۸) عمرو بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے گوشت کے لئے پیشگی قیمت دینے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس کے قریب نہ جانا ورنہ وہ کبھی موٹے تازے کا گوشت دے گا کبھی بوڑھے اور کبھی لاغر و کمزور کا بلکہ تم دیکھ بھال کے ہاتھ کے ہاتھ گوشت لو اور میں نے پانی کی مشکوں کے لئے پیشگی قیمت دینے کے لئے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ نہیں اس لئے کہ وہ بہشتی کبھی تم کو تھوڑی خالی مشک دے گا اور کبھی پوری بھری ہوئی بلکہ تم اسے دیکھ بھال کر خریدو یہ تمہارے لئے بھی بہتر ہے اور اس کے لئے بھی۔

(۳۹۴۹) وھب بن وھب نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ناپنے والی چیز کے لئے تولنے والی چیز بطور قیمت پیشگی دینے میں اور تولنے والی چیز کے لئے ناپنے والی چیز بطور قیمت پیشگی دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۹۵۰) غیاث بن ابراہیم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ (اناج کے لئے) مقررہ ناپ تول اور مقررہ وقت کے لئے پیشگی قیمت دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اناج کو گاہنے یا کھیتی کی کٹائی کے وقت کے لئے پیشگی قیمت نہ دی جائے۔

(۳۹۵۱) نضر نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا یہ درست ہے کہ ایسے شخص کو گیہوں کے لئے پیشگی رقم دی جائے جس کے پاس گیہوں ہوں نہ جانور سوائے اس کے جب دینے کا وقت آئے تو وہ خرید کر وعدہ پورا کرے؟ آپؑ نے فرمایا جب وہ وقت پر وعدہ پورا کرنے کا ضامن ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ آپؑ کی نظر میں اس کے لئے یہ جائز ہے وہ کچھ وعدہ پورا کرے اور کچھ موخر کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۳۹۵۲) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ان دونوں امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ادھار پر فروخت کے لئے رھن اور کفیل کے متعلق کہا تو آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۵۳) اور زرارہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ کسی چیز کے لئے پیشگی قیمت دینے میں کوئی حرج نہیں جب اس کی تفصیل بیان کر دی جائے۔ اور نہ کسی جانور کے لئے پیشگی رقم

دینے میں جب کہ یہ کہہ دیا جائے کہ وہ کتنے دانت کا ہو۔

باب :- احتکار و سعار

(گراں فروخت کرنے کے لئے مال روکے رکھنا اور ذخیرہ اندوزی کرنا اور بھاؤ بڑھا کر مال فروخت کرنا)

(۳۹۵۴) غیاث بن ابراہیم سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ سوائے گیہوں جَو، کھجور، منقیٰ، گھی اور تیل کے اور کسی چیز میں احتکار نہیں ہے۔

(۳۹۵۵) اور ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کی طرف سے گزرے تو ان ذخیرہ اندوزوں کو حکم دیا کہ تم لوگ اپنے ذخیروں کو بیچ بازار میں نکالو اس طرح کہ لوگ اسے دیکھیں۔ تو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاش آپؐ ان لوگوں پر کوئی نگراں مقرر فرمادیتے۔ یہ سن کر آنحضرتؐ غضبناک ہوئے ایسے غضبناک کہ آپؐ کے چہرے سے آثار غضب ظاہر ہو رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں ان پر نگراں مقرر کروں۔ چیزوں کا نرخ اور بھاؤ کا اختیار تو اللہ تعالیٰ کو ہے وہی جب چاہتا ہے نرخ بڑھا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے گھٹا دیتا ہے۔

(۳۹۵۶) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حکرت یعنی ذخیرہ اندوزی کے متعلق دیافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ حکرت اور ذخیرہ اندوزی یہ ہے کہ تم اناج خرید لو اور شہر میں اس کے علاوہ کہیں یہ اناج نہ ہو اور تم اس کو ذخیرہ کر لو۔ لیکن اگر شہر میں اس کے علاوہ اور بھی اناج اور مال ہے تو کوئی حرج نہیں اگر تم اپنے سامان تجارت سے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کی خواہش کرو۔

(۳۹۵۷) صفوان بن یحییٰ نے سلمہ حنّاط (گیہوں فروش) سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا تم کیا کام کرتے ہو؟ میں نے کہا گیہوں فروش ہوں کبھی بھاؤ چڑھتا ہے (فروخت کرتا ہوں) کبھی بھاؤ گرتا ہے تو مال روک لیتا ہوں۔ آپؑ نے پوچھا پھر لوگ اس کے سلسلہ میں تمہارے لئے کیا کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ محتکر (ذخیرہ اندوز) ہے آپؑ نے فرمایا کیا تمہارے علاوہ کوئی اور یہ گیہوں فروخت کرتا ہے. میں نے عرض کیا کہ (اور بہت سے لوگ فروخت کرتے ہیں) میں تو ہزار حصوں میں سے ایک حصہ فروخت کرتا ہوں آپؑ نے فرمایا پھر کوئی حرج نہیں۔ قریش میں ایک شخص تھا جس کو حکیم بن حزام کے نام سے پکارا جاتا تھا اور مدینہ میں جب کوئی اناج آتا تو وہ کُل کا کُل خرید لیا کرتا ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف ہو گزرے تو آپؐ نے فرمایا اے حکیم بن حزام تم احتکار (ذخیرہ اندوزی) سے پرہیز کرو۔

(۳۹۵۸) نضر نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ کچھ تاجر ایک مقام پر پہنچے اور انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ سب کے سب اپنا مال ایک معینہ نرخ پر فروخت کریں گے آپؑ نے ان کے متعلق فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۹۵۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اناج کی ذخیرہ اندوزی وہی کرے گا جو خطا کار ہوگا۔

(۳۹۶۰) معمر بن خلّاد سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اناج کا ذخیرہ رکھنا سنت ہے آپؑ نے فرمایا میں ایسا ہی کرتا ہوں یعنی خوراک بھر بچائے رکھتا ہوں۔

(۳۹۶۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے والا روزی پاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔

(۳۹۶۲) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے شہروں میں ذخیرہ اندوزی کو منع فرمایا ہے۔

(۳۹۶۳) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ذخیرہ اندوزی سرسبزی کے دور میں صرف چالیس دن تک اور ذخیرہ اندوزی قحط اور تنگی کے دور میں صرف تین دن تک، پس جو سرسبزی کے دور میں چالیس دن سے زیادہ ذخیرہ اندوزی کرے وہ ملعون ہے اور جو خشک سالی وقحط کے دور میں تین سے زیادہ ذخیرہ اندوزی کرے وہ ملعون ہے۔

(۳۹۶۴) ابو اسحاق نے حارث سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو اناج فروخت کرنے کا پیشہ کرتا ہے اس سے رحمت چھین لی جاتی ہے۔

(۳۹۶۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنے اناج کو پیمانے سے ناپا کرو اس لئے کہ برکت ناپے ہوئے اناج میں ہے۔

(۳۹۶۶) ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام علی ابن الحسین علیہما السلام کے سامنے چیزوں کی مہنگائی کا ذکر آیا تو آپؑ نے فرمایا کہ چیزوں کی مہنگائی کا مجھ پر کیا اثر اگر کوئی مہنگا بکتا ہے تو اس کا اثر اس پر اگر کوئی سستا بکتا ہے تو اس کا اثر اس پر۔

(۳۹۶۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر چیز مہنگی ہو جائے تو تم لوگ خریدو اس لئے کہ خریداری سے ہی رزق نازل ہوتا ہے۔

(۳۹۶۸) اور آنجناب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول (انی اراکم بخیر) (میں تو تم لوگوں کو آسودگی میں دیکھ رہا ہوں) (سورہ ھود آیت ۸۴) کے متعلق فرمایا (یہ ان لوگوں کے متعلق ہے) جن لوگوں کی چیزوں کا نرخ سستا ہو۔

(۳۹۶۹) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپؐ ہم لوگوں کے لئے نرخ معین کر دیا کریں۔ اس لئے کہ نرخ کبھی بڑھ جاتا ہے اور کبھی گھٹ جاتا ہے تو آپؐ نے فرمایا میں کبھی اللہ سے اس حال ملاقات نہیں کرنا چاہتا کہ جس چیز کے متعلق اس نے مجھ سے نہیں کہا ہے اس میں کوئی نئی بات کروں لہذا اللہ کے بندوں کو چھوڑو وہ ایک دوسرے سے نفع کھائیں اور اگر تم لوگوں سے کوئی مشورہ چاہے تو اس کو مشورہ دیدو۔

(۳۹۷۰) اور ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے انہوں نے حضرت امام علی ابن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چیزوں کے نرخ پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے۔ وہی اس کے معاملہ کو درست کرتا رہتا ہے۔

(۳۹۷۱) ابی الصباح کنانی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوالصباح آٹا خریدنا ذلت ہے گیہوں خریدنا عزت ہے اور روٹی خریدنا فقر ہے لہذا تم لوگ فقر سے اللہ کی پناہ مانگو۔

(۳۹۷۲) اور آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ بیٹھی روٹیاں شمار کر رہی ہیں تو آپ نے فرمایا اے عائشہ تم روٹیاں نہ گنو ورنہ تم کو روٹیاں گن کر دی جائیں گی۔

(۳۹۷۳) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کو خمیر اور روٹیاں دینے سے منع نہ کرو اس لئے کہ ان دونوں کو منع کرنے سے فقر پیدا ہوتا ہے۔

(۳۹۷۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق سے خوشی کی علامت یہ ہے کہ ان کا حاکم عادل ہوتا ہے اور ان کے لئے چیزوں کا نرخ سستا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق سے ناخوشی و ناراضگی کی علامت یہ ہے کہ ان کا حاکم ظالم ہوتا ہے اور ان کے لئے چیزوں کا نرخ مہنگا ہوتا ہے۔

باب :۔ فروخت کرنے والے اور خریدنے والے کے درمیان اختلاف کا فیصلہ

(۳۹۷۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص کوئی چیز فروخت کر رہا ہے اور خریدار کہتا ہے کہ یہ چیز اتنے کی نہیں اتنے کی ہے یعنی فروخت کرنے والے کی قیمت سے کم قیمت بتاتا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ چیز اپنی شکل پر بعینہ قائم ہے تو فروخت کرنے والے سے قسم لے کر اس کی بات مانی جائے گی۔

باب :- چیز کو دیکھنے کے بعد خریدار کو اختیار ہے کہ لے یا نہ لے اور فروخت کرنے والے پر واپس لینا لازم ہے

(۳۹۷۶) محمد بن ابی عمیر نے جمیل بن درّاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے زمین کے چند قطعات خریدے جہاں وہ برابر آتا جاتا رہتا تھا۔ اور جب اس نے اس کی قیمت ادا کی تو ان قطعات اراضی میں گیا اور تفصیلی و تفتیشی چکر لگایا واپس آیا تو مالک نے کہا بولو یہ کچھ نہ بولا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس نے ننانوے فیصد زمین کے قطعات دیکھ لئے اور ایک فیصد نہیں دیکھا تو اس کو اختیار ہے (دیکھنے کے بعد لے یا نہ لے)۔

(۳۹۷۷) محمد بن ابی عمیر نے میّسر بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک مشک تیل خریدا اور دیکھا تو اس میں تلچھٹ تھا۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ جانتا ہے کہ اتنی تلچھٹ تیل میں ہوتی ہی ہے تو واپس نہ کرے اور اگر وہ نہیں جانتا کہ یہ تلچھٹ تیل میں ہوتی ہے تو واپس کردے۔

(۳۹۷۸) اور امیرالمومنین علیہ السلام ایک مرتبہ کھجور فروشوں کے بازار میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک عورت گریہ کررہی ہے اور ایک کھجور فروش سے جھگڑ رہی ہے۔ آپؑ نے اس عورت سے پوچھا کیا بات ہے کیوں رو رہی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنینؑ میں نے اس سے ایک درہم کی کھجوریں خریدیں تو اس کے نچلے حصہ میں ردی (خراب) کھجوریں تھیں اور میں نے اوپر سے دیکھا تھا تو ایسی نہیں تھیں۔ آپؑ نے کھجور فروش سے کہا کہ اس کو واپس لو اس نے واپس کرنے سے انکار کیا آپؑ نے اس سے تین مرتبہ کہا کہ اسے واپس لو مگر اس نے انکار کیا تو آپؑ نے اپنا کوڑا اٹھایا تب اس نے واپس لے لیا۔ آپؑ کھجوریں ڈھانپ کر رکھنے کو ناپسند کرتے تھے۔

باب :- مال کے فروخت کرنے کے لئے آواز (نیلام)

(۳۹۷۹) امیہ بن عمرو نے شعیری سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے بیان فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب منادی ندا کررہا ہو تو تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کی قیمت زیادہ بڑھاؤ۔ ہاں جب وہ خاموش ہوجائے تو تمہارے لئے جائز ہے کہ اس کی قیمت بڑھاؤ۔ ندا کے سنتے ہوئے زیادتی حرام ہے اور سکوت جائز ہے۔

باب :- گھنے سایہ میں مال فروخت کرنا

(۳۹۸۰) ہشام بن حکم سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں سابوری کپڑے گھنی چھاؤں میں فروخت کر رہا تھا کہ حضرت امام ابوالحسن کی سواری ادھر سے گزری آپؑ نے فرمایا اے ہشام گھنی چھاؤں میں مال فروخت کرنا دھوکا اور فریب ہے اور دھوکا اور فریب جائز نہیں۔

باب :- پانی ملے ہوئے دودھ کی فروخت

(۳۹۸۱) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروخت کرنے کے لئے دودھ میں پانی ملانے سے منع فرمایا ہے۔

باب :- کسی معتمد علیہ کا غبن کرنا

(۳۹۸۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس پر بھروسہ کیا جائے وہی غبن کر بیٹھے تو یہ اس کی حرام کی کمائی ہے اور مومن کا غبن کرنا حرام ہے۔

(۳۹۸۳) عمرو بن جمیع کی روایت میں ہے جس کو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا جس پر اعتماد کیا گیا ہو اس کا غبن کر لینا ربا (سود) ہے۔

(۳۹۸۴) نیز آنجنابؑ نے فرمایا جب کوئی شخص کسی آدمی سے کہے کہ آؤ میں تمہیں اچھا سودا کرادوں تو پھر اس پر نفع لینا حرام ہے۔

باب :- خرید و فروخت میں دھوکے اور فریب سے باز رہنا اور حسن سلوک کرنا

(۳۹۸۵) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب عطارہ حولاء سے ارشاد فرمایا کہ جب تم فروخت کرو تو نیک سلوک کرو، دھوکا اور فریب نہ کرو اس لئے کہ اسی میں پاکیزگی اور مال کی بقا ہے۔

(۳۹۸۶) نیز آنجنابؑ نے فرمایا کہ جو کسی مسلمان کو فریب اور دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۳۹۸۷) نیز آنجنابؑ نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کے ساتھ ملاوٹ، دھوکا اور فریب کرے گا اس کا حشر قیامت کے دن یہودیوں کے ساتھ ہوگا اس لئے کہ یہ سب مسلمانوں کو سب سے زیادہ دھوکا اور فریب دینے والے ہیں۔

میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۱۷) داؤد بن حصین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ دو بکریاں دے کر ایک بکری اور دو انڈے دیکر ایک انڈہ لینا کیسا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں بشرطیکہ یہ تول کر یا ناپ سے فروخت نہ ہوتی ہوں۔

(۴۰۱۸) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا وہ چیزیں جو کیل و وزن (ناپ تول) سے فروخت نہیں ہوتیں ان کو ایک دوسرے سے ادل بدل کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۱۹) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے حریر فروخت کرنے کے لئے کہتا ہے حالانکہ میرے پاس ذرا بھی حریر نہیں مگر میں اور وہ نرخ اور وقت کے متعلق گفتگو اور اتار چڑھاؤ کرتے ہیں اور ایک بات پر دونوں متفق ہوجاتے ہیں پھر میں جاتا ہوں اور اس کے لئے حریر خریدتا ہوں اور اس کو بلا بھیجتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا کہ تمہارے خیال میں اگر اس کو کہیں حریر مل جائے اور تمہارے والے حریر سے اس کو زیادہ پسند ہو تو وہ تمہارے حریر کو چھوڑ کر اس کو خرید سکے گا یا تم ہی اس خریدار کے علاوہ کسی دوسرے کو فروخت کر دو گے؟ میں نے کہا جی ہاں آپؑ نے فرمایا پھر کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۲۰) ابو لصباح کنانی نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے ایک سو من سونا یا پیتل اتنی قیمت پر خریدا مگر جو کچھ خریدا وہ اس کے پاس نہیں ہے آپؑ نے فرمایا اگر مقررہ وزن کو پورا کر دے تو کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۲۱) عبدالرحمن بن حجّاج نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی سے غلہ خریدتا ہے جو اس کے پاس نہیں ہے اور وہ فی الحال خریدتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے میں نے عرض کیا لیکن ہمارے مخالفین جو ہمارے دیار میں رہتے ہیں وہ تو اس کو فاسد سمجھتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا پھر وہ لوگ بیع سلم (پیشگی قیمت ادا کرنے) کے لئے کیا کہتے؟ میں نے عرض کیا کہ وہ لوگ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ مال کی ادائیگی کیلئے ایک مدت مقرر ہے اور اگر اس کی مدت مقرر نہیں ہے اور فروخت کرنے والے کے پاس مال موجود نہیں ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ تو آپؑ نے فرمایا اس کی کوئی مدت مقرر نہیں پھر تو اس سے بھی زیادہ درست ہونے کا مستحق ہے۔

آپؑ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص کسی آدمی سے غلہ خریدے جو فروخت کرنے والے کے پاس موجود نہ ہو، مدت مقررہ کیلئے خریدے یا حال کے لئے جس میں مدت کا ذکر نہ ہو۔ مگر یہ کہ وہ چیز اس وقت پائی نہ جاتی ہو، اس کا موسم ہی نہ ہو جیسے انگور اور خربوزہ وغیرہ تو اس کا حال کے لئے خرید نادرست نہیں۔

(۴۰۲۲) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کوئی شے فروخت کرے اور کہے کہ اس کی قیمت نقد ہاتھ کے ہاتھ اتنی ہے اور ادھار لینے

اس سے مراد تمہارا وہ ہدیہ ہے جسے تم کسی شخص کو پیش کرو اس غرض سے کہ اس سے بہتر و افضل اس کی جانب سے تمہیں اس کا بدلہ ملے اور یہ ربا وہ ہے جو حلال ہے اور کھایا جاتا ہے۔

(۳۹۹۶) عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ چیزیں کہ جن میں ناپ تول رائج ہے ان کے علاوہ کسی میں ربا (سود) نہیں ہوگا۔

(۳۹۹۷) نیز آنجنابؑ نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنے باپ کے ورثہ میں کوئی مال پائے اور اس کو معلوم ہو کہ اس مال میں سود کا مال بھی ہے لیکن تجارت میں دوسرے میں مخلوط ہو گیا تو وہ اس کے لئے حلال اور پاک ہے اور اگر اس میں سے کسی مال کو الگ پائے اور پہچان لے کہ یہ سود ہے تو اصل لے لے اور سود واپس کر دے۔

(۳۹۹۸) نیز فرمایا جو کوئی شخص زر کثیر سے کاروبار کر رہا ہے اور اس میں سود کی رقم زیادہ لگ گئی مگر اس سے ناواقف تھا بعد میں اس کی معرفت ہوئی تو اب چاہتا ہے کہ اس سے چھٹکارا حاصل کر لے۔ تو اب تک جو ہو چکا وہ اس کا ہے اور اب آئیندہ جو لین دین شروع کرے اس میں سود چھوڑ دے۔

(۳۹۹۹) نیز آنجنابؑ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا کہ میں نے ورثہ میں مال پایا اور مجھے معلوم ہے کہ جس کے ورثہ سے میں نے یہ مال پایا ہے وہ سود لیا کرتا تھا اور مجھے معلوم ہے اس مال میں سود شامل ہے اور مجھے اس کا یقین ہے اور چونکہ مجھے اس کا علم ہے اس لئے اس میں جو حلال ہے اس کے استعمال کا بھی جی نہیں چاہتا۔ میں نے عراق کے فقہا اور حجاز کے فقہا سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ تمہیں اس کا استعمال حلال نہیں اس لئے کہ اس میں سود شامل ہے تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اگر تم کو معلوم ہے کہ یہ خاص رقم سود کی ہے اور اس سود دینے والے کو جانتے ہو تو اصل رقم لے لو اور بقیہ سود اس کو واپس کر دو اور اگر اصل سود مخلوط ہو گیا ہے تو اسے کھاؤ بغیر محنت و مشقت کے تمہیں مل گیا، تمہیں گوارا ہو یہ مال تمہارا ہے اور جو کچھ اس کا مالک کر رہا تھا اس سے تم اجتناب کرو۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سود جو گزر گیا اس کو وضع کر دیا تھا اور باقی کو حرام کر دیا تھا۔ اور جو اس سے ناواقف ہو تو اس کی ناواقفیت اس کے لئے حلال قرار دیتی ہے جب تک کہ وہ اس سے واقف نہ ہو۔ اور جب اس کو معلوم ہو جائے یہ حرام ہے تو اس کا استعمال اس پر حرام ہوگا اور اگر اس نے استعمال کیا تو اس پر اسی طرح عقوبت لازم ہے جس طرح سود لینے والے پر عقوبت لازم ہوتی ہے۔

(۴۰۰۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اور کافران حربی کے درمیان کوئی سود نہیں ہم ان سے سود لیتے ہیں ان کو دیتے نہیں ہیں۔

(۴۰۰۱) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ باپ بیٹے کے درمیان سود نہیں اور مالک اور اس کے غلام کے درمیان بھی کوئی سود نہیں۔

(۴۰۰۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمان اور کافر ذمی کے درمیان سود نہیں اور عورت اور اس کے شوہر کے درمیان بھی سود نہیں ہے۔

(۴۰۰۳) عمر بن یزید کھجور فروش سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان لوگوں کا خیال ہے کہ کسی ضرورت مند سے نفع لینا حرام ہے اس کا شمار سود ہے۔ آپؑ نے فرمایا کیا تم نے دیکھا ہے کہ کوئی امیر ہو یا فقیر اس نے بغیر ضرورت کے کبھی کوئی چیز خریدی ہے؟ اے عمر اللہ تعالیٰ نے فروخت کرنے کو حلال قرار دیا اور سود لینے کو حرام لہٰذا تم نفع اور سود نہ لو۔ میں نے عرض کیا کہ سود کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ایک درہم کے عوض دو درہم (یا) اسی کے مثل لینا۔

(۴۰۰۴) غیاث بن ابراہیم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام گوشت فروخت کرنے اور اس کی قیمت جانور کی شکل میں وصول کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

(۴۰۰۵) ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اسی قول کے متعلق دریافت کیا یمحق اللّٰہ الربوا ویربی الصدقات (اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتا اور خیرات کو بڑھاتا ہے) (سورہ بقرہ آیت ۲۷۶) مگر میں دیکھتا ہوں کہ جو شخص سود کھاتا ہے اس کا مال اور بڑھتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کوئی مٹانے والا درہم سے سود کو کب مٹاتا ہے۔ دین ہی تو اس کو مٹاتا ہے کہ اگر وہ سود سے توبہ کرلے تو اس کا مال جاتا رہے اور وہ فقیر ہو جائے۔

(۴۰۰۶) ابان نے محمد بن علی حلبی سے اور حمّاد بن عثمان نے عبیداللہ ابن علی حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ مختلف غلے یا مال یا چیزیں جو ایک دوسرے سے بہتر ہوں تو ایک مثل کو دو مثل سے فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں نقد ایک ہاتھ سے دے اور دوسرے ہاتھ سے لے اس میں مہلت درست نہیں ہے۔

(۴۰۰۷) جمیل بن درّاج نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ایک اونٹ کے بدلے دو اونٹ اور ایک جانور کے بدلے دو جانور نقد ہاتھ کے ہاتھ خریدنے میں کوئی حرج نہیں اور اسی طرح ایک کپڑے سے دو کپڑے نقد ہاتھ دینے اور ایک سے لینے میں کوئی حرج نہیں اور ایک کپڑا ادھار دے کر اگر اس سے دو کپڑے لینا ہے تو ان دونوں کی صفت معین کرلے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۰۸) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دو جانوروں کے بدلے ایک جانور کے فروخت کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر تم نے سِن مقرر کرلیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۰۹) اور عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام کے بدلے دو

غلام اور ایک غلام کے بدلے ایک غلام اور چند درہم لئے جاسکتے ہیں ؟ آپؑ نے فرمایا کہ تمام جانداروں کو اسی طرح لیا جاسکتا ہے۔

(۴۰۱۰) اور سعید بن یسار نے آنجنابؑ سے ایک اونٹ دے کر دو (۲) اونٹ نقد اور ادھار کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ہاں کوئی حرج نہیں ان کا سن مقرر کر لو پنجسالہ یا چھ سالہ ۰ پھر آپؑ نے مجھے حکم دیا اور میں نے ادھار پر خط کھینچ دیا اسلئے کہ لوگ کہتے ہیں کہ (ادھار) نہیں۔ اور یہ آپؑ نے تقیہ کے لئے کیا۔

(۴۰۱۱) ابان نے سلمہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک مرتبہ عراق میں لوگوں کو جوڑا پہنایا اس میں ایک جوڑا بہت اچھا اور نفیس تھا امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا یہ مجھے عنایت ہو۔ حضرت علی علیہ السلام نے انکار کر دیا امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا میں اس کے بدلے دو حلے دیتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا نہیں۔ امام حسین علیہ السلام تعداد بڑھاتے ہوئے پانچ تک پہنچے تو ان سے لے لئے اور وہ حلہ ان کو عنایت کر دیا۔ اور وہ پانچ حلے اپنی آغوش میں رکھ کر فرمایا میں نے ایک دیکر پانچ لئے۔

(۴۰۱۲) جمیل نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ آٹے سے گیہوں اور ستو سے آٹا ہم وزن فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۱۳) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا گیہوں اور جَو ایک سے دوسری چیز (فروخت کی جاسکتی ہے) ایک شے دوسرے شے سے وزن میں زیادہ نہ ہو۔

(۴۰۱۴) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے گیہوں کھجور اور منقیٰ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ان میں سے کوئی شے ایک دے کر دو لینا درست نہیں مگر یہ کہ تم اس کی نوعیت بدل دو اور جب تم اس کی نوعیت بدل دوگے تو ایک دیکر دو یا اس سے زائد لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۱۵) محمد بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ مدینہ کی کھجوروں کے ایک ٹوکرے کو خیبر کی کھجوروں کے دو ٹوکروں کے بدلے فروخت کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ مدینہ کی کھجوریں ان دونوں میں نفیس اور بہتر ہیں۔ نیز راوی نے بیان کیا آپؑ نے مکروہ سمجھا اس بات کو کہ خشک کھجوریں ابھی نقد دے کر اس سے رطب (تر) کھجوریں اسی وزن کی ایک مدت بعد لینے کے لئے سودا کیا جائے اس لئے کہ رطب (تر) خشک ہو جائے گا تو اس کا وزن گھٹ جائے گا۔

(۴۰۱۶) اور علی ابن جعفر نے اپنے برادر مکرم حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو دس درہم اس شرط پر دیئے کہ وہ اس کو ہر ماہ دس درہم دیا کرے کیا یہ اس کے لئے جائز ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اس

باب :- تلقی

(شہر سے باہر نکل کر بالا بالا سوداگروں سے ملاقات کر کے سودا کر لینا)

(۳۹۸۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص (غلہ لے کر شہر آنے والوں سے) شہر سے باہر نکل کر ان سے بالا ہی بالا غلہ نہ خرید لے اور نہ دیہاتیوں کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرے ۔ مسلمانوں کو چھوڑ دو اللہ تعالیٰ ایک کو دوسرے کے ذریعہ رزق دیتا ہے ۔

(۳۹۸۹) منہال قصاب سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے (شہر سے باہر نکل کر) بھیڑوں کا استقبال کرنے کے متعلق دریافت کیا ۔ آپؑ نے فرمایا (شہر سے باہر) بھیڑوں سے ملاقات نہ کرو ۔ اور اگر ملاقات کرو بھی تو انہیں مت خریدو اور جو جانور (شہر سے باہر) ملاقات کر کے خریدا ہو اس کا گوشت نہ کھاؤ ۔

(۳۹۹۰) روایت کی گئی ہے کہ تلقی کی حد ایک روحہ (عصر کے بعد غروب آفتاب تک کی مسافت) ہے پس جب وہ چار فرسخ کی حد تک پہنچ گیا تو پھر وہ (تجارت کے سفر کی حد میں یعنی) جلب منفعت کی حد میں ہے ۔

باب :- ربا (سود)

(۳۹۹۱) حسین بن مختار نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ایک درہم سود اللہ کے نزدیک تیس (۳۰) بار زنا کرنے سے بھی زیادہ گناہ ہے جو سب کا سب محرم عورتوں جیسے خالہ اور پھوپھی سے کیا گیا ہو ۔

(۳۹۹۲) اور ہشام بن سالمؒ کی روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ایک درہم سود اللہ کے نزدیک ستر (۷۰) مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ گناہ ہے جو اپنی محرم عورتوں سے کیا جائے ۔

(۳۹۹۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سود کھانے والا اور اس کا مؤکل اور اس کا کاتب اور اس کے دونوں گواہ گناہ کے بوجھ میں سب برابر ہیں ۔

(۳۹۹۴) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود اور اس کے کھانے والے اور اس کے مؤکل اور اس کے فروخت کرنے والے اور اس کے خریدنے والے اور اس کے کاتب دونوں گواہوں پر لعنت کی ہے ۔

(۳۹۹۵) ابراہیم بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق کہ و ماآتیتم من رباً لیربوا فی اموال الناس فلایربوا عنداللہ [تم لوگ جو سود دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال و دولت میں ترقی ہو (تو یاد رہے کہ) ایسا مال خدا کے ہاں پھولتا پھلتا نہیں] (سورہ روم آیت ۳۹) فرمایا کہ

ہے تو اتنی ہے تو تم جس قیمت پر چاہو خرید لو دونوں میں سودا کرنے کا طریقہ ایک ہے اور ان دونوں میں جو قیمت کم ہو وہی اس کو لینا چاہیئے خواہ ادھار ہی کیوں نہ ہو۔

(۴۰۲۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کو چند آدمیوں نے کہا کہ تم اپنی رقم سے ہم لوگوں کیلئے ایک اونٹ خرید دو ہم لوگ چند دنوں بعد تم کو قیمت سے زیادہ دینگے اور ان میں سے ایک آدمی اس کے ساتھ ہوگیا اور اس نے ان لوگوں کے لئے اونٹ خرید لیا۔ تو آپؑ نے منع فرمایا کہ وہ ان لوگوں سے چند دنوں بعد قیمت سے زائد کچھ لے۔

(۴۰۲۴) جمیل بن درّاج نے ایک شخص سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ آپؑ کا بھلا کرے۔ یہ بتائیں کہ ہم لوگ اطراف کے دیہات والوں سے میل جول رکھتے اور انہیں قرض دیا کرتے ہیں وہ اپنے غلے ہم لوگوں کے پاس بھیج دیتے ہیں اور ہم لوگ اجرت (کمیشن) پر اس کو فروخت کردیتے ہیں اس میں ہم لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور اس نے آنجنابؑ کو کچھ نہیں بتایا سوائے اس بات کے کہ اگر وہ لوگ ہم لوگوں کے پاس اپنے غلے نہ بھیجیں تو ہم لوگ ان کو قرض نہ دیں۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۲۵) اور ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص سفید دراہم شمار کر کے قرض لیتا ہے اور وزن کر کے ادا کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اس نے جو کچھ لیا تھا اس سے یہ وزنی ہے اور اس کی خوشی اسی میں ہے کہ وہ اس کو کچھ زیادہ دے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر زائد کی شرط نہیں تھی تو کوئی حرج نہیں اگر وہ اپنی پوری رقم بھی دے دے تو ٹھیک ہے۔

(۴۰۲۶) اور عبدالرحمن بن حجّاج نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی سے درہم قرض لیتا ہے اور مثقال کی شکل میں ادا کرتا ہے یا مثقال لیتا ہے اور درہم میں ادا کرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس کی کوئی شرط نہیں تھی تو کوئی حرج نہیں یہ اس کا فضل و بخشش ہے۔ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام بھی ملاوٹ کے درہم قرض لیا کرتے تھے اور ادا کرتے وقت ان درہموں میں کچھ خالص اور عمدہ درہم ڈال دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اے فرزند جس سے ہم نے قرض لیا تھا اس کو یہ درہم واپس کر آؤ اور میں عرض کرتا کہ بابا اس کے سکے تو ملاوٹ کے تھے اور یہ تو اس سے اچھے ہیں تو فرماتے تھے کہ اے فرزند یہ عطیہ اور بخشش ہے اس کو دے آؤ۔

(۴۰۲۷) اسحاق بن عمّار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کا کسی آدمی کے پاس کچھ مال رکھا ہوا تھا اس نے اس کو قرض دے دیا اور وہ مال اس آدمی کے پاس رکھے ہوئے ایک طویل عرصے گزر گیا مگر اس مال سے مقروض کو منفعت بھی نہیں پہنچی اور وہ شخص اس آدمی سے برابر کچھ نہ

کچھ لیتا رہتا مگر یہ کہنا اس کو پسند نہ تھا اس لئے کہ آدمی کو اس مال سے کوئی فائدہ بھی نہیں پہنچ رہا تو کیا اس شخص کو اس آدمی سے کچھ نہ کچھ لینا جائز ہے آپؑ نے فرمایا اگر شرط نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۲۸) شہاب بن عبدربّہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ بیان فرمارہے تھے کہ ایک مرتبہ ایک حاجت مند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر سوال کیا۔ تو آپؑ نے حاضرین سے خطاب کیا کہ کون ہے جس کے پاس قرض دینے کیلئے کچھ ہو ؟ تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے کہا میرے پاس ہے۔ آپؑ نے فرمایا اچھا تو اس کو چار ٹوکرے کھجور کے دیدو اور انہوں نے اس سائل کو دے دیئے پھر کچھ دن بعد وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے اپنی کھجور کا تقاضا کیا۔ تو آپؑ نے فرمایا ہو جائیگی تو دے دونگا کچھ دن بعد پھر آئے اور تقاضا کیا تو آپؑ نے فرمایا اچھا ہو جائیگی تو دے دونگا انہوں نے کہا یا رسول اللہ اب بہت ہو چکا یہ سن کر آنحضرتؐ ہنسے اور مجمع سے پوچھا تم میں سے کسی کے پاس قرض دینے کو کچھ ہے ؟ ایک شخص نے کہا میرے پاس ہے آپؑ نے پوچھا تمہارے پاس کتنا ہے انہوں نے کہا جتنا آپؑ چاہیں۔ آپؑ نے فرمایا ان کو آٹھ ٹوکرے دے دو۔ ان صاحب نے کہا مگر میرے تو چار ہی ٹوکرے تھے۔ آپؑ نے فرمایا چار ٹوکرے مزید لے لو۔

(۴۰۲۹) محمد بن مسلم نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی سے قرض لیتا ہے اور بطور رہن اس کو ایک غلام یا کوئی برتن یا کوئی لباس دے دیتا ہے۔ اب اس رہن شدہ چیز کی اس کو ضرورت ہوتی ہے وہ اس سے اجازت لیتا ہے تو کیا وہ اس کو اجازت دے دے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس کا جی چاہے تو اجازت دیدے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا مگر ہمارے یہاں تو لوگوں کی رائے یہ ہے کہ ہر وہ قرض کہ جس سے نفع اٹھایا جائے فاسد ہے آپؑ نے فرمایا کیا بہترین قرض وہ نہیں ہے جس سے نفع اٹھایا جائے؟

(۴۰۳۰) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کا کسی آدمی پر کچھ درہم اور مال قرض ہے وہ اس کو کھانے پر مدعو کرتا ہے یا اس کو کوئی ہدیہ پیش کرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۳۱) اور یعقوب بن شعیب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی کو ملاوٹ کے درہم دیتا ہے اور پھر اس سے اچھے اور جید درہم لیتا ہے جو اس کو خوشی سے دیتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور آپؑ نے حضرت علی علیہ السلام کا یہ ارشاد بیان فرمایا کہ ربا (سود) دو طرح کے ہوتے ہیں ایک سود کھایا جاتا ہے اور ایک سود کھایا نہیں جاتا۔ وہ سود جو کھایا جاتا ہے وہ تمہارا ہدیہ ہے جو تم کسی شخص کو بنظر ثواب دیتے ہو اور وہ اس سے بہتر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے و ما آتیتم من ربًا لیربو افی اموال الناس فلایربو اعند اللّٰہ (اور تم لوگ جو سود دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں ترقی ہو تو ایسا مال خدا کے یہاں پھلتا پھولتا نہیں) (سورہ روم آیت ۳۹) اور وہ سود جو کھایا نہیں جاتا وہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کو دس درہم اس شرط پر دے کہ وہ اس سے زیادہ وصول کرے گا۔ یہ وہ سود ہے جس

کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور یہ کہا یاایھاالذین آمنو اتقوا اللّٰہ و ذرو امابقی من الربو ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنو ابحرب من اللّٰہ ورسولہ و ان تبتم فلکم روس اموالکم لاتظلمون و لاتظلمون (اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے ذمہ باقی رہ گیا ہے اگر تم سچے مومن ہو تو چھوڑ دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار رہو اور اگر تم نے توبہ کرلی تو تمہارے لئے تمہارا اصل مال ہے نہ تم کسی کا زبردستی نقصان کرو اور نہ تم پر زبردستی کی جائے گی) (سورہ بقر آیت نمبر ۲۷۹ - ۲۷۸)۔

اس کہنے سے اللہ کا مطلب یہ ہے سود کھانے والا وہ سب واپس کردے جو اس نے اپنے اصل مال سے زیادہ لیا ہے حتیٰ کہ وہ گوشت بھی جو اس کے جسم پر سود کھانے کی وجہ سے چڑھا ہوا ہے اسے گھٹائے اور جب اس کو توبہ کی توفیق ملے تو پابندی سے حمام جائے تاکہ اس کے بدن سے اس کا وہ گوشت کم ہو۔

اور جب کوئی شخص اپنے ساتھی سے کہے کہ تم میرے گھوڑے سے اپنا گھوڑا بدل لو میں کچھ اور اس کے علاوہ زائد دیدوں گا تو یہ درست اور جائز نہیں ہے بلکہ یہ کہے کہ تم مجھے اپنا گھوڑا عطا کردو میں تمہیں اپنا یہ گھوڑا عطا کردوں گا۔

باب :- مبادلہ وعینت

(اپنی فروخت کی ہوئی چیز کو پھر دوبارہ کم قیمت پر خریدلینا)

(۴۰۳۲) یونس بن عبدالرحمن نے متعدد آدمیوں سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص ایک آدمی کو کوئی چیز کسی شرط پر فروخت کرتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ شرط حلال ہے تو کوئی حرج نہیں

(۴۰۳۳) اور محمد بن اسحاق بن عمار نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کی کسی کے پاس کچھ رقم ہوتی ہے وہ اس کے پاس جاتا ہے اور اس کے ہاتھ ایک سو درھم کی قیمت کا موتی ہزار درھم پر فروخت کرتا ہے اور رقم مذکور کو ایک مدت مقرر تک کے لئے اس پر موخر کردیتا ہے آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں میرے پدر بزرگوار نے بھی مجھے ایسا ہی حکم دیا اور میں نے خود ایسا ہی کیا۔

اور محمد بن اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے بھی ایسا ہی ارشاد فرمایا۔

(۴۰۳۴) صفوان جمّال (اونٹ والے) سے روایت۔ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے ایک شخص کے ہاتھ ایک مال فروخت کیا اور قیمت کی ادائیگی کے لئے ایک وقت مقرر ہو گیا۔جب وہ وقت آگیا تو میں نے اس سے کہا کہ مجھے اس کی قیمت دیدو اس نے کہا میرے پاس تو رقم نہیں ہے ایسا کرو کہ جو مال تم نے میرے ہاتھ جتنی قیمت پر فروخت کیا ہے وہی مال اس سے کم قیمت پر تم مجھ سے خرید لو تاکہ میں تمہاری

باقی قیمت ادا کر دوں ۔ آپؑ نے فرمایا کہ خرید لو تاکہ وہ تمہاری قیمت ادا کر دے ۔

(۴۰۳۵) بکّار بن ابی بکر سے روایت ہے جو انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کی ایک آدمی پر کچھ رقم باقی تھی جب ادائیگی کا وقت آیا تو اس نے کہا تم کوئی شے میرے ہاتھ فروخت کر دو تاکہ میں اس کو فروخت کر کے جو رقم تمہاری مجھ پر باقی ہے اس کو ادا کر دوں ۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ۔

باب:۔ صرافہ

(سکوں کی خرید و فروخت اور اس کے مختلف طریقے)

(۴۰۳۶) عمّار ساباطی سے روایت ہے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ ایک شخص درھموں کو دیناروں سے ادھار پر فروخت کرتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ۔

(۴۰۳۷) حمّاد نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ چاندی کو چاندی سے یعنی مثل کو مثل سے اور سونے کو سونے سے یعنی مثل کو مثل سے (خریدا جائے) اس میں نہ زیادہ ہو نہ کمی نہ مہلت (ہاں) زائد دینے والا اور زائد لینے والا جہنم میں (جائیگا) ۔

(۴۰۳۸) ابان نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے ایک آدمی پر چند دینار (واجب الادا) ہوتے ہیں وہ اس سے درھم لیتا ہے پھر اس کا نرخ بدل جاتا ہے ۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کے لئے اس دن کا نرخ ہے جس دن اس نے اس سے لیا تھا ۔ اگر اس کے پاس درھم ہو اور اس سے دینار لے تو وہ اصل ہی لے اور جب چاہے لے ۔

(۴۰۳۹) اور ابن محبوب نے حنان بن سدیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اس کے پاس دس درھم تھے میں نے ان کو دیناروں سے خرید لیا پھر میں نے اس کو ایک تھیلی دی جس میں اس کے درھموں سے زیادہ دینار تھے اور میں نے کہا تیرے درھموں کی قیمت کے تیرے لتنے لتنے دینار ہیں اس نے مجھ سے وہ تھیلی لے لی پھر مجھے یہ کہتے ہوئے واپس کی کہ یہ میری امانت ہے تم اپنے پاس رکھ لو ۔ آپؑ نے فرمایا اس تھیلی میں اس کے درھموں کی قیمت کے برابر ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

(۴۰۴۰) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے اہل سجستان میں سے ایک

شخص آنجنابؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم لوگوں کے دیار میں جو درھم ہوتے ہیں ان کو شامیہ کہتے ہیں اور شامیہ دوسرے درھموں سے دو دانق زیادہ ہوتا ہے آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں یہ جائز ہے (ایک دانق درھم کا چھٹا حصہ)۔

(۴۰۴۱) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ صرافوں میں سے دو شخصوں نے مل کر ایک آدمی سے دینار دیکر درھم خریدے تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ تم میری طرف سے بھی قیمت نقد ادا کردو اور وہ مالدار تھا چنانچہ اس نے اس کی طرف سے بھی قیمت نقد کردی پھر اس کے جی میں آیا کہ وہ اپنے ساتھی کا بھی حصہ کچھ نفع دے کر خرید لے کیا یہ درست ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۴۲) عمر بن یزید سے روایت ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ درھموں کو درھموں سے خریدنا جس کے اندر ایک میں سیسے کی آمیزش ہے برابر وزن دیکر لینا (کیا درست ہے)؟ آپؑ نے فرمایا کیا کہا ؟ پھر سے کہو (تاکہ حاضرین سن لیں) میں نے پھر سے کہا تو آپؑ نے فرمایا پھر سے کہو میں نے پھر سے کہا تو آپؑ نے فرمایا میری نظر میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۴۳) صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے سکوں کی خرید و فروخت کے متعلق دریافت کیا اور عرض کیا کہ میں اپنے رفقاء کی عجلت کی بنا پر دمشقیہ اور بصریہ پر قادر نہ ہوسکا اور نیشاپور میں دمشقیہ اور بصریہ چلتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا رفقاء سے کیا مراد ؟ میں نے عرض کیا کچھ لوگ جو سفر میں ساتھ ہوتے ہیں اور اجتماعی طور پر سفر کے لئے نکلتے ہیں ۔ اور جب وہ دعوت کرتے ہیں تو اکثر دمشقیہ اور بصریہ پر قابو نہیں پاتے اس لئے ہم نے ان کو ملاوٹ کے سکوں سے فروخت کر دیا تو ایک ہزار دمشقیہ کے بدلے ان لوگوں نے ایک ہزار پچاس ملاوٹ کے سکے دیئے ۔ آپؑ نے فرمایا اس میں تو کوئی بھلائی نہیں تم ان سکوں میں زائد کی جگہ سونے کے سکے کیوں نہیں رکھتے میں نے عرض کیا کہ ایک ہزار دینار دو ہزار درھم سے خریدوں ؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں میرے پدر بزرگوار نے اہل مدینہ میں جو ہم میں سے تھے یہی جاری فرمایا تھا تو لوگ ایسا ہی کیا کرتے تھے ۔ تو اغیار کہا کرتے تھے کہ یہ حرام سے بچنے کا بہانہ ہے حالانکہ اگر کوئی دینار لاتا تو اس کو ایک ہزار درھم نہیں دیا جاتا اور اگر کوئی ایک ہزار درھم لاتا تو اس کو ایک ہزار دینار نہیں دیا جاتا ۔ نیز آپؑ فرمایا کرتے کہ بڑی اچھی بات ہے کہ انسان حرام سے بچنے کے لئے حلال کی طرف جائے۔

(۴۰۴۴) صفوان نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص پر میری رقم تھی مجھے اس نے کچھ دینار دیئے اور کچھ درھم دیئے اور جب وہ حساب کرنے

کے لئے میرے پاس آیا تو جس دن وہ آیا دینار کے نرخ میں تبدیلی ہو چکی تھی اب میں کس نرخ سے ان کا حساب کروں ؟ آپؑ نے فرمایا اس دن کے نرخ سے جس دن اس نے تم کو دیا تھا اس لئے کہ اس دینار کے نفع سے تم نے اس کو روک دیا تھا۔

(۴۰۴۵) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس چاندی کی خریداری کے متعلق دریافت کیا جس میں سیسہ اور پارہ چاندی کے سکے کی شکل میں ہوتا ہے اور جب وہ پگھلایا جاتا ہے تو ہر دس درھموں میں دو تین درھم کم ہو جاتے ہیں آپؑ نے فرمایا اس کو سونے سے خریدنا ہی درست ہے۔

(۴۰۴۶) اور اسحاق بن عمّار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے میرے پاس صحیح دراھم تھے وہ مجھ سے ملتا ہے اور کہتا ہے کیا تمہارے پاس میرے ایک ہزار صحیح درھم نہیں ہیں میں کہتا ہوں کہ ہاں تو وہ کہتا ہے کہ اچھا تو پھر ان درھموں کو دیناروں سے اس نرخ پر تبدیل کر کے اپنے پاس میری امانت کے طور پر رکھ لو۔ایسی صورت میں آپؑ کی کیا رائے ہے ؟آپؑ نے فرمایا اگر تم نے اس دن کے نرخ کی تحقیق کر لی ہے تو کوئی حرج نہیں۔میں نے عرض کیا کہ مگر میں نے تو ان کو نہ ابھی وزن کیا اور نہ پرکھا یہ تو ابھی میرے اور اس کے درمیان کی گفتگو ہے آپؑ نے فرمایا کیا درھم و دینار بھی تمہارے پاس نہیں ہیں میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

باب :- لقطہ اور گم شدہ چیز

(۴۰۴۷) ابو عبداللہ محمد بن خالد برقی رضی اللہ عنہ نے دھب بن وھب سے انھوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کسی کی گم شدہ چیز کو وہی لوگ کھائیں گے جو گمراہ ہونگے۔

(۴۰۴۸) اور مسعدہ بن زیاد کی روایت میں ہے جو انھوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ تم لوگ کسی کی گری پڑی ہوئی چیز کو اٹھانے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ کسی مومن کی گمشدہ چیز ہے اور یہ بھی جہنم کی آگ ہے۔

(۴۰۴۹) اور علی بن جعفر نے اپنے برادر محترم امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے لقطہ کے متعلق دریافت کیا جس کو ایک مرد فقیر نے پایا کہ کیا یہ بھی اس میں بمنزلہ غنی کے ہوگا ؟آپؑ نے فرمایا ہاں (یعنی اس کے لئے بھی ناجائز ہے) اور آنجنابؑ نے فرمایا کہ حضرت امام علیؑ ابن الحسینؑ فرمایا کرتے تھے کہ یہ لقطہ (گمشدہ شے) اپنے مالک کی ہے اس کو ہاتھ نہ لگاؤ۔
نیز راوی (علی بن جعفر) کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہیں گرا پڑا ایک درھم یا

ایک کپڑا یا ایک جانور پایا تو وہ کیا کرے؟ آپؑ فرمایا وہ ایک سال تک لوگوں سے اس کی شناخت کرائے اگر کسی نے نہیں پہچانا تو پھر اپنے مال میں رکھے جب تک اس کا تلاش کرنے والا نہ آجائے اور وہ اس کو دے دے اور اگر وہ مرنے لگے تو اس کی وصیت کر جائے وہ اس کا ضامن ہے۔

(۴۰۵۰) ابن محبوب نے جمیل بن صالح سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے گھر میں ایک دینار پایا آپؑ نے فرمایا اس کے گھر میں کوئی دوسرا بھی اس کے سوا آتا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں بہت لوگ آتے ہیں آپؑ نے فرمایا پھر یہ لقطہ ہے۔ اور میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی صندوق میں ایک دینار پایا۔ آپؑ نے دریافت کیا کہ اس کے صندوق میں اس کے سوا دوسرا بھی ہاتھ ڈالتا ہے یا اس میں کوئی چیز رکھتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں آپؑ نے فرمایا پھر وہ اسی کا ہے۔

(۴۰۵۱) محمد بن عیسیٰ نے محمد بن رجاء خیّاط سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے امام طیب تقی ہادی علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ میں مسجد حرام میں تھا کہ میری نگاہ ایک دینار پر پڑی میں اس کی طرف جھپٹا کہ اسے اٹھالوں کہ ایک شخص بڑھا اور میں دوسرا ہو گیا اور میں وہاں کے سنگریزے کریدنے لگا کہ اتنے میں ایک اور شخص آ گیا اور اب میں تیسرا ہو گیا بالآخر میں نے اس کو پالیا میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ دینار کس کا ہے مگر کسی نے نہیں پہچانا۔ اب اس کے متعلق آپؑ کا کیا حکم ہے؟ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تم نے دینار کے متعلق جو کچھ لکھا وہ سمجھ گیا۔ اگر تم محتاج ہو تو اس میں سے ایک تہائی تصدق کر دو اور اگر تم غنی ہو تو کل تصدق کر دو۔

(۴۰۵۲) حسن بن محبوب نے صفوان بن یحییٰ جمّال سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کسی کی کوئی گمشدہ چیز پائے اور اس کا اعلان نہ کرے (چھپا ڈالے) پھر وہ چیز اس سے ملے تو وہ چیز اس کے مالک کی ہے اور اسی کی مثل اس مال سے جس نے اس کو چھپا لیا تھا (اور اگر چھپانے والے نے اسے ختم۔ یا ضائع کر دیا ہو اور بعینہ وہ چیز اس کے پاس نہ مل سکے تو) اسی کے مثل اس کے مال سے حاصل کر لی جائے گی۔

(۴۰۵۳) ابی علاء سے روایت ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہیں کسی کی (گری پڑی) گمشدہ چیز پائی اس نے لوگوں میں اعلان کرایا یہاں تک کہ اس کو ایک سال گزر گیا تو اس نے اس رقم سے ایک کنیز خرید لی اتنے میں مالک اپنی رقم تلاش کرتا ہوا آیا تو دیکھا کہ وہ کنیز جو اس نے اس کے درھموں سے خریدی وہ خود اسکی لڑکی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اس کو صرف اپنے دراھم لینے کا حق ہے اس کو لڑکی لینے کا حق نہیں ہے اس لئے کہ یہ لڑکی کسی اور کی کنیز تھی اس نے تو اس سے خریدی ہے۔

(۴۰۵۴) ابو خدیجہ سالم بن مکرم جمّال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ذریح نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ مملوک لقطہ لے سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ مملوک کو لقطہ کا کیا کام وہ تو خود اپنی کسی چیز کا خود مالک نہیں مملوک لقطہ کو پیش نہیں کرے گا یہ مرد آزاد کے لئے سزاوار ہے کہ وہ سال بھر تک لوگوں کے سامنے مجمع میں اعلان کرے اگر اس کا طلب گار آئے تو اس کو دے دے ورنہ وہ اس کا مال ہے اور اگر وہ مرگیا تو اس کے لڑکے کو یا جو بھی اس کا وارث ہو اس کی میراث میں ملے گا۔ اور اس کے بعد اگر اس مال کا طلب گار آیا تو یہ ورثاء اس کو دیں گے۔

(۴۰۵۵) داؤد بن ابی یزید نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے راستہ میں کسی کا پڑا ہوا لوٹا، جوتا اور کوڑا پایا کیا وہ اس سے فائدہ اٹھائے؟ آپؑ نے فرمایا وہ اس کو ہاتھ بھی نہ لگائے۔

(۴۰۵۶) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ عصا، بورا لٹکانے کی کھونٹی، زمین پر گاڑنے کی میخ، رسی اور اونٹ کے پاؤں باندھنے کا چھنا اور اس کے مشابہہ چیزوں کے لقطے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۵۷) نیز آنجناب علیہ السلام سے صحرا میں گمشدہ بکری کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے سائل سے فرمایا کہ وہ تیرے لئے ہے یا تیرے بھائی کے لئے ہے یا بھیڑیئے کے لئے ہے اس نے عرض کیا میں اس کو چھونا نہیں چاہتا۔ اور اس نے گمشدہ اونٹ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے عرض کیا کہ تیرا اس سے کیا کام اس کا پیٹ اس کا برتن ہے اس کا کھر اس کا جوتا ہے اس کی اوجھ اس کی مشک ہے اس کو ویسے ہی چھوڑ دے۔

(۴۰۵۸) حنان بن سدیر سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لقطہ کے متعلق دریافت کیا اور میں سن رہا تھا تو آپؑ نے فرمایا کہ سال بھر تک اس کا اعلان کرو اگر اس کا مالک آجائے تو (اس کو دیدو) ورنہ تم اس کے زیادہ حقدار ہو (یعنی جو غیر حرام سے ملا ہو)۔

(۴۰۵۹) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جو اپنی سواری کا جانور بھٹکنے کی وجہ سے چھوڑ گیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے اس کو ایسی جگہ چھوڑا جہاں نہ پانی ہے نہ گھاس تو جس کے ہاتھ آجائے وہ اس کا ہے۔

(۴۰۶۰) وھب بن وھب سے روایت ہے انھوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے بھاگے ہوئے غلام اور گمشدہ چیز کے ڈھونڈنے کی اجرت کے متعلق دریافت کیا آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۶۱) حسین بن زید نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے کہ اگر کوئی گم شدہ جانور کوئی آدمی پا جائے اور وہ نیت کرے کہ میں اس کے ڈھونڈنے پر اجرت لونگا اور وہ جانور مرجائے تو پھر وہ اس کا ضامن ہے اور اگر یہ نیت نہ کرے کہ میں

ڈھونڈنے پر اجرت لونگا تو پھر اس پر کوئی ضمانت نہیں ہے ۔

(۴۰۶۲) عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے بذریعہ خط دریافت کیا کہ ایک شخص نے ذبح کرنے کے قابل اونٹ، گائے یا بکری وغیرہ قربانی یا غیر قربانی کے لئے خریدا اور جب اس کو ذبح کیا تو اس کے پیٹ سے ایک تھیلی نکلی جس میں درھم یا دینار یا جواہرات وغیرہ تھے جو منافع بخش تھے تو وہ کس کی ملکیت ہونگے اور ان کا کیا کیا جائے ؟ تو جواب میں تحریر آئی کہ اس کو فروخت کرنے والے سے شناخت کرائی جائے اگر اس نے شناخت نہیں کیا تو یہ چیز تمہاری ہے اللہ نے تمہیں اس کی روزی بخشی ہے ۔

(۴۰۶۳) حجّال نے داؤد بن ابی یزید سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میں نے کچھ رقم پائی ہے اور اپنے جی میں خوف زدہ ہوں (کہ کہیں گنہگار نہ ٹھہروں) اگر مجھے اس کا مالک مل جاتا ہے تو اس کو دے کر اپنی جان چھڑاتا ۔ آپؑ نے فرمایا قسم کھاؤ کہ اس کا مالک اگر مل جاتا تو تم اس کو دے دیتے ؟ اس نے کہا کہ ہاں خدا کی قسم آپؑ نے فرمایا تو خدا کی قسم اس کا مالک میرے سوا کوئی نہیں ہے اچھا حلف سے کہو کہ اس کا مالک جس کے لئے کہے گا تم اس کو دیدو گے ؟ چنانچہ اس نے حلف سے کہا تو آپؑ نے فرمایا کہ اچھا تو جاؤ اور اس کو اپنے بھائیوں میں تقسیم کر دو اور جس سے تم ڈر رہے ہو اس سے امان ہے راوی کا بیان ہے کہ پھر اس نے اس کو اپنے بھائیوں میں تقسیم کر دیا ۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک سال تک اعلان اور شناخت کرانے کے بعد ہوا ۔

(۴۰۶۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ لقطہ کے متعلق انسان کے لئے افضل و بہتر یہ ہے کہ اس کو نہ اٹھائے اور اس سے کوئی تعرض نہ کرے ۔ اگر لوگ اس کو جہاں پڑا ہے وہیں چھوڑ دیں تو اس کا مالک خود آکر اس کو اٹھا لے گا ۔

اور اگر لقطہ ایک درھم سے کم ہے تو وہ تمہارا ہے اس کو شناخت کرانے اور اعلان کرانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اور اگر حرام سے ایک دینار پاؤ جو بغیر کھوٹ کے ہو تو وہ تمہارے لئے ہے اس کو شناخت کرانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اور اگر تم کسی جائے پناہ یا صحرا میں کچھ غلہ یا کھانے کی چیز پاؤ تو اپنے دل میں یہ طے کر لو کہ یہ اس کے مالک کا ہے اور اسے کھالو پھر اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو اس کی قیمت دے دو ۔ اور اگر تم کوئی لقطہ آباد گھر میں پاؤ تو وہ اس گھر والوں کا ہے اور اگر ویرانہ اور کھنڈر میں ہو تو وہ جس نے پایا ہے اس کا ہے ۔

باب :- وہ چیز جو لقطہ کے حکم میں آتی ہے

(۴۰۶۵) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث نخعی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مسلمانوں میں سے کسی کو چوروں میں سے ایک چور نے درھم یا کوئی دوسرے چیز سپرد کی اور چور بھی مسلمان ہے ۔ کیا وہ اسے چور کو واپس کرے ؟آپؑ نے فرمایا کہ وہ اس کو واپس نہ کرے بلکہ اگر ممکن ہو تو اس کے مالک کو واپس کرے ورنہ اپنے قبضہ میں رکھے یہ بمنزلہ لقطہ کے ہے جو اس نے پایا ہے اور لوگوں سے اس کی ایک سال تک شناخت کرائے اور اگر مالک مل جائے تو اس کے حوالے کرے ورنہ وہ اس کی طرف سے تصدق کر دے اور اب اس کے بعد اگر مالک آئے تو اس سے کہے کہ دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کرے ثواب یا اپنا مال ؟ اگر وہ ثواب کو اختیار کرتا ہے تو اس کو ثواب ملے گا اور اگر مال اختیار کرتا ہے تو اس کو دیدو اور اس کا ثواب تمہارے لئے ہے۔

باب :- ھدیہ

(۴۰۶۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ توراۃ میں ہے کہ ہدیہ آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے (ہدیہ دینے والے کے عیوب سے چشم پوشی کی جاتی ہے)۔

(۴۰۶۷) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ پیش کرو اور آپس میں محبت بڑھاؤ۔

(۴۰۶۸) نیز آنجنابؑ نے فرمایا کہ ہدیہ دلوں سے کینہ اور بغض کو کھینچ کر نکال دیتا ہے ۔

(۴۰۶۹) نیز آنجنابؑ نے فرمایا کہ حاجت پیش کرنے سے پہلے ہدیہ بہت اچھی چیز ہے ۔

(۴۰۷۰) نیز رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے پائے کھانے کی دعوت دی جاتی ہے تو قبول کر لیتا ہوں اور اگر کوئی مجھے پائے ھدیہ کرتا ہے تو اسے قبول کر لیتا ہوں ۔

(۴۰۷۱) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جس برتن میں ہدیہ آئے اس کو جلد ہی واپس کر دو تاکہ ہدیہ متواتر آتا رہے ۔

(۴۰۷۲) اور آنجناب علیہ السلام کسی کی بھیجی ہوئی خوشبو اور شیرینی واپس نہیں کرتے تھے ۔

(۴۰۷۳) اور حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایک مرتبہ نوروز کا ہدیہ لایا گیا تو آپؑ نے پوچھا یہ کیا ہے ؟ لوگوں نے کہا یا امیرالمومنینؑ آج نوروز ہے آپؑ نے فرمایا کہ پھر تو تم لوگ ہمارے لئے ہر روز کو نوروز بنا دو ۔

(۴۰۷۴) روایت کی گئی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارا نوروز ہر دن ہے ۔

(۴۰۷۵) ثویر بن ابی فاختہ نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ کسریٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہدیہ بھیجا تو آپؑ نے اس سے قبول فرمالیا اور قیصر نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہدیہ بھیجا آپؑ نے اس سے قبول فرمالیا اور مختلف سلاطین آپؑ کو ہدیہ بھیجتے اور آپؑ اسے قبول فرمالیا کرتے۔

(۴۰۷۶) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا اس کی عیادت کرو جو تمہاری عیادت نہیں کرتا اور اس کو ہدیہ بھیجو جو تمہیں ہدیہ نہیں بھیجتا۔

(۴۰۷۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہدیہ تین قسم کا ہوتا ہے ایک بدلے کا ہدیہ دوسرا کسی سے بنائے رکھنے کا ہدیہ تیسرے خالصاً لوجہ اللہ ہدیہ۔

(۴۰۷۸) حسن بن محبوب نے ابراہیم کرخی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے پاس بڑی جائیداد ہے مہرجان اور نو روز کے دن لوگ اسے کوئی چیز ہدیہ بھیجتے جو ان پر واجب تو نہیں ہے صرف اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے۔ آپؑ نے فرمایا کیا یہ لوگ نماز گزار نہیں ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں (ہیں)۔ فرمایا پھر اس کو چاہیئے کہ ان لوگوں کا ہدیہ قبول کرے اور اس کے بدلے میں ان لوگوں کو بھی ہدیہ دے۔

(۴۰۷۹) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کسی کے پاس کھانے پینے کی چیز کا کوئی ہدیہ جیسے کوئی پھل وغیرہ بھیجا جائے اور اس کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہوں تو وہ سب لوگ اس میں شریک ہیں۔

(۴۰۸۰) عیسیٰ بن اعین سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو کوئی ہدیہ بھیجا محض اس امید پر کہ وہ اس کا بدلہ دیگا مگر اس نے اس کا بدلہ نہیں دیا یہاں تک کہ مرگیا۔ اب بھیجنے والے کو وہی اپنا بھیجا ہوا ہدیہ نظر آیا تو کیا وہ اس کو واپس لے سکتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں (بشرطیکہ وہ رشتہ دار نہ ہو)۔

(۴۰۸۱) اسحاق بن عمار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک مرد فقیر میرے پاس کچھ ہدیہ بھیجتا ہے اس امید پر کہ میں اپنے پاس سے اس کو کچھ دونگا لیکن میں نے اس کو لے لیا اور اسے کچھ نہیں دیا کیا یہ میرے لئے حلال ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں یہ تمہارے لئے حلال ہے لیکن تم اس کو دینا نہ ترک کرو۔

(۴۰۸۲) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے ایک ایسے مسئلہ کے متعلق دریافت کیا جس کو مجھ سے محمد بن عبداللہ قمی اشعری نے خط لکھ کر دریافت کیا تھا اس میں پوچھا گیا تھا کہ میرے جائیدادیں اور قریے ہیں جن میں کئی آتشکدے ہیں جن کے لئے مجوسی لوگ گائے بھیڑیں اور دراھم بطور ہدیہ بھیجا کرتے ہیں کیا قریہ والوں کو جائز ہے کہ یہ ہدیہ لیں واضح ہو کہ ان آتشکدوں کے لئے مہتمم مقرر ہیں جو ان کا

اہتمام کرتے رہتے ہیں ۔ تو حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل قریہ یہ ہدیہ لے لیں اس میں کوئی حرج نہیں ۔

باب:۔ عاریت

(۴۰۸۳) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یا حضرت امام ابی ابراہیم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ عاریت لی ہوئی چیز کی عاریت لینے والے کی کوئی ذمہ داری اور ضمانت نہیں جب تک کہ وہ اس کی ضمانت نہ کرے سوائے سونے اور چاندی کی چیزوں کے اس لئے کہ وہ اس کا ضامن ہے خواہ شرط کرے یا نہ کرے ۔ نیز فرمایا کہ جب کوئی شے مالک کی اجازت کے بغیر عاریتاً لی جائے اور وہ ہلاک و تباہ ہو جائے تو عاریتاً لینے والا اس کا ضامن ہے ۔

(۴۰۸۴) ابان نے محمد بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عاریت کے متعلق دریافت کیا کہ ایک انسان عاریتاً کوئی شے لیتا ہے اور وہ ہلاک ہو جاتی ہے یا چرالی جاتی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ شخص امانتدار ہے تو اس کو یہ نقصان برداشت نہیں کرنا ہے ۔

(۴۰۸۵) ابان نے حریز سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کپڑے والوں سے کچھ کپڑے مستعار لئے پھر اس کی نیت خراب ہوئی اور اس نے ان کپڑوں کو رھن رکھدیا تو کپڑے والے اپنے کپڑوں کی طرف آئے ۔ آپؑ نے فرمایا وہ اپنے کپڑے لے لیں گے ۔

(۴۰۸۶) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفوان بن امیہ جمحی سے ستر (۷۰) حطمیہ زرہیں مستعار مانگیں اور یہ قبل از اسلام کا زمانہ تھا تو اس نے کہا اے ابوالقاسم یہ غصب ہے یا عاریت ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں عاریت برائے ادائیگی ہے تو پھر سنت جاری ہو گئی کہ جب شرط کر لی جائے تو وہ ادائیگی کے لئے ہے اور یہی صفوان بن امیہ اپنے اسلام لانے کے بعد ایک مرتبہ مسجد میں سو رہا تھا کہ اس کی چادر چوری ہو گئی اس نے چور کا پیچھا کیا اور اس سے چادر چھینی اور اسے پکڑ کر رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا اور اس پر دو عادل گواہ بھی پیش کئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا صفوان نے عرض کیا یا رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ایک ردا کے لئے ہاتھ کاٹا جائے گا میں نے اس کو یہ ردا بخش دی آپؑ نے فرمایا یہی تم نے میرے سامنے پیش کرنے سے پہلے کیوں نہیں کردیا پھر آپؑ نے ہاتھ کٹوادیا ۔ پس اس وقت سے حد میں یہ سنت جاری ہو گئی کہ جب امام (حاکم) کے سامنے مقدمہ پیش ہو جائے اور دو گواہ گزر جائیں پھر سزا معطل نہیں ہو گی قائم رہیگی ۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں یا ان جگہوں میں چوری کرے جہاں بغیر اذن داخل ہوتے ہیں جیسے حمام و چکی اور سرائے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے لیکن آنحضرتؐ نے جو اس کا ہاتھ کاٹا تو اس لئے کہ اس نے چادر چرائی اور اسے چھپالیا اور اس چھپانے کی وجہ سے آنحضرتؐ نے اس کا ہاتھ کاٹا اگر چھپایا نہ ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو سزا دیتے ہاتھ نہ کاٹتے۔

باب :- ودیعت

(۴۰۸۷) حمّاد نے حلبی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ودیعت رکھنے والا اور جو اپنا مال ودیعت رکھواتا ہے دونوں امانتدار اور قابل بھروسہ ہونے چاہئیں۔

(۴۰۸۸) نیز راوی کا بیان ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس کو کسی نے اجرت پر ملازم رکھا اور اپنے مال و متاع پر بٹھا دیا تو اس نے چوری کرلی تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ (تو صاحب مال کی طرف سے) امین بنا ہے (اور پھر امانت میں خیانت کی ہے)۔

(۴۰۸۹) محمد بن علی بن محبوب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام فقیہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام کو عریضہ لکھا اور دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو کوئی چیز بطور امانت سپرد کی اور کہا کہ اس کو اپنے گھر میں رکھنا یا نہیں کہا مگر اس آدمی نے اپنے پڑوسی کے گھر میں رکھدیا اور وہ وہاں سے ضائع ہوگئی۔ اس پر کیا واجب ہے جب اس کے کہنے کے خلاف (اس شے کو) اپنی ملکیت سے باہر کر دیا تھا تو جواب میں تحریر آئی کہ وہ ضامن ہے۔ ان شاء اللہ۔

(۴۰۹۰) ابن ابی عمیر نے حبیب خثعمی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس کچھ رقم ودیعت رکھی ہوئی ہے اور وہ مالک کی اجازت کے بغیر اس میں سے کچھ لیتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اس میں سے نہ لے مگر یہ کہ اس کو پورا کرے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس نے عرض کیا کہ جس کی امانت رکھی ہے اگر وہ مل جائے اور اس نے رقم پوری نہ کی ہو اور اس کا اقرار کرے کہ اتنی میرے پاس امانت ہے تو آپؑ کی نظر میں کیا ہے وہ اس رقم میں سے لے سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۴۰۹۱) مسمع ابی سیّار سے روایت ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کو میں نے کچھ رقم بطور امانت رکھنے کو دی تھی مگر وہ اس سے مکر گیا اور اس پر حلف اٹھایا پھر دو سال کے بعد میرے پاس وہ رقم لے کر آیا جس کو میں نے بطور امانت اس کے سپرد کیا تھا اور بولا کہ لیجئے یہ آپ کی رقم اور یہ چار ہزار

درھم اس کا نفع ہے ۔آپ کی رقم کے ساتھ یہ نفع بھی آپ ہی کا ہے اور مجھے ادائیگی سے سبکدوش فرمائیں چنانچہ میں نے اپنی رقم تو لے لی مگر نفع کی رقم لینے سے انکار کیا ۔اب میں نے اپنی امانت کی رقم اور نفع کی وہ رقم جس کے لینے سے میں نے انکار کیا ہے دونوں کو روک رکھا ہے تاکہ آپؑ کی رائے معلوم کرلوں ۔لہذا آپؑ کی کیا رائے ہے ؟آپ نے فرمایا نصف نفع تم لے لو اور نصف نفع اس کو دیدو اور اس کو سبکدوش کردو اس لئے کہ وہ شخص تائب ہو گیا ہے (و اللّٰہ یحب التوابین) (سورہ بقرہ آیت ۲۲۲) (اور اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے) ۔

(۴۰۹۲) اور اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے پاس ایک ہزار درھم رکھے اور وہ ضائع ہوگئے تو امانت رکھوانے والے نے کہا کہ وہ تو قرض دی تھی اور جس کے پاس امانت رکھی تھی اس نے کہا یہ رقم امانت تھی آپؑ نے فرمایا جب تک وہ اُس کا ثبوت اور شاہد نہ پیش کرے کہ یہ رقم واقعی امانت تھی اس وقت تک یہ رقم اس پر واجب و لازم ہے ۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ (اساتذہ) رضی اللہ عنہم کی رائے کہ اس میں ودیعت رکھنے والے کا قول قابل قبول ہے اس لئے کہ وہ امانت دار اور قابل بھروسہ ہے اس پر قسم بھی نہیں ہے ۔

(۴۰۹۳) ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے اپنی رقم ایک شخص کے پاس امانت رکھی تھی اس نے اس میں خیانت کرلی اور اب وہ میرے مال سے انکار کرتا ہے ۔آپؑ نے فرمایا کہ کسی امانت دار نے تمہاری رقم میں خیانت نہیں کی تم نے ایک خائن اور بے ایمان کو ایماندار سمجھا ۔

باب :۔ رھن

(۴۰۹۴) محمد بن ابی عمیر نے جمیل بن درّاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کی پاس کوئی چیز رھن رکھی اور وہ چیز ضائع ہو گئی ۔آپؑ نے فرمایا کہ جس نے یہ مال لپنے پاس رکھا ہے یہ اسی کا مال شمار ہو گا ۔اور مرتھن اس کی طرف لپنے مال کے لئے رجوع کرے گا ۔

(۴۰۹۵) اور اسماعیل بن مسلم کی روایت میں ہے جو انھوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام اور انھوں نے لپنے پدر بزرگوار اور انھوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی سواری اگر رھن رکھی ہوئی ہے تو اس کی پشت پر سواری کی جا سکتی ہے اور اس کا خرچ اور چارہ اور گھاس سوار ہونے والے کے ذمہ ہے اور دودھ دینے والا جانور اگر رھن رکھا ہوا ہے تو اس کا دودھ پیا جا سکتا ہے اور جو شخص اس کا دودھ پیئے اس کا خرچ چارہ ، گھاس وغیرہ اس کے ذمہ رہے گا ۔

(۴۰۹۶) صفوان بن یحییٰ نے اسحاق بن عمار سے اور انھوں نے حضرت امام ابی ابراہیم علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص ایک غلام کو رھن رکھتا ہے اور وہ یا کانا ہو جاتا ہے یا اس کے بدن میں کوئی نقص پیدا ہو جاتا ہے تو اس کا نقصان کون برداشت کرے گا؟ آپؑ نے فرمایا اس کا نقصان اس کا مالک برداشت کرے گا میں نے عرض کیا کہ مگر لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ اگر تم نے کسی غلام کو رھن رکھا اور وہ بیمار ہو گیا یا اس کی آنکھ پھوٹ گئی اور اس کے بدن میں کوئی نقص آگیا تو رھن رکھنے والے شخص کی رقم میں سے اتنی رقم گھٹادی جائیگی جتنا اس غلام میں نقص آیا ہے آپؑ نے فرمایا تمہاری کیا رائے اگر یہ غلام کسی کو قتل کر دے تو اس کا خونبہا کس پر عائد ہوگا کہا کہ اس کا خونبہا تو غلام ہی کی گردن پر ہوگا (جس کو اس کا مالک ادا کرے گا)۔

(۴۰۹۷) حسن بن محبوب نے عبّاد بن صہیب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شے ہے جو دو آدمیوں کے قبضہ میں ہے ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ یہ میں نے تمہیں بطور امانت سپرد کیا ہے دوسرا کہتا ہے کہ یہ رھن ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کی بات مانی جائے گی جو کہتا ہے کہ یہ میرے پاس رھن ہے جب تک دوسرا گواہوں کے ذریعہ یہ ثابت نہ کر دے کہ اس نے اس کو بطور امانت سپرد کیا ہے۔

(۴۰۹۸) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے روایت کی ہے ان کا بیان کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی رقم دے کر کسی آدمی سے گھوڑا اور اونٹ رھن لیا کیا اس کو یہ حق ہے کہ ان دونوں پر سواری کرے آپؑ نے فرمایا اگر وہ ان دونوں کو چارہ کھلاتا ہے تو اس کو حق ہے کہ وہ ان دونوں پر سواری بھی کرے اور اگر ان دونوں کو چارہ وہ کھلاتا ہے جس نے ان دونوں کو اس کے پاس رھن رکھا ہے تو اس کو کوئی حق نہیں کہ ان دونوں پر سواری کرے۔

(۴۰۹۹) حسن بن محبوب نے ابراہیم کرخی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی رقم سے کوئی زمین یا کوئی مکان رھن لیا جن کی پیداوار اور آمدنی کثیر ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ جس نے یہ زمین اور یہ مکان اپنی رقم سے رھن لیا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ زمین کے مالک اور مکان کے مالک سے حساب کرے اور جو آمدنی اس نے اس سے حاصل کی ہے وہ اپنے قرض میں سے اس کے لئے گھٹادے۔

(۴۱۰۰) محمد بن حسان نے ابی عمران ارمنی سے انھوں نے عبداللہ بن حکم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص مفلس (دیوالیہ) ہو گیا اور اس پر بہت سے لوگوں کا قرض ہے جن میں سے بعض سے تو اس نے کچھ رھن رکھ کر قرض لیا ہے اور بعض کے پاس کچھ رھن نہیں ہے۔اور وہ شخص مر گیا اور اس کا مال اس کے پورے قرض کا احاطہ نہیں کرتا آپؑ نے فرمایا کہ اس نے تمام چیزیں جو رہن وغیرہ چھوڑی ہیں وہ قرض خواہوں پر بقدر حصہ تقسیم کر دی جائینگی۔

(۴۰۱) راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کسی آدمی کی پاس ایک چیز ایک ہزار درھم پر رھن رکھی جو دو ہزار کی قیمت کی تھی اور وہ ضائع ہو گئی؟ آپؑ نے فرمایا کہ جتنی رقم پر اس نے رھن رکھا تھا اس سے زائد رقم کے لئے وہ اس سے رجوع کرے گا۔ اور اگر جس رقم پر اس نے رھن رکھا تھا اس سے اس کی قیمت کم تھی تو اس کی کے لئے رھن کرنے والے کی طرف رجوع کرے گا اور جس رقم پر اس نے رھن رکھا ہے اس کی قیمت اس کے برابر ہے تو پھر اسی میں وضع ہو جائے گی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے جب رھن شدہ چیز مرتہن (رہن لینے والے) کے ضائع کر دینے سے ضائع ہو جائے لیکن اگر اس کی حفاظت کے باوجود ضائع ہو جائے یا اس پر غالب آکر نکل بھاگے تو مرتھن (رھن لینے والا) اپنی رقم کے لئے راہن (رھن رکھنے والے) کی طرف رجوع کرے گا اور اس کی تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے۔

(۴۰۲) جس کی روایت کی ہے علی بن حکم نے ابان بن عثمان سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے رھن کے متعلق فرمایا کہ اگر رھن شدہ شے مرتہن کے پاس ضائع ہو جائے اس کے ہلاک کئے بغیر تو وہ راھن کی طرف رجوع کرے گا اور اپنا حق یعنی رقم اس سے لیگا۔

(۴۰۳) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی زمین رھن رکھوائے جس میں پھل ہوں تو وہ پھل بھی اس کی رقم کے حساب میں جائیگا اور اس نے اس زمین میں جو کام کئے ہیں اور خرچ کیا اس کا بھی حساب ہوگا پس اگر اس کی رقم کا حساب پورا ہو گیا تو وہ اس زمین کو اس کے مالک کے حوالے کر دے۔

(۴۰۴) اسماعیل بن مسلم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے رھن کے متعلق ارشاد فرمایا جس میں راھن (رہن رکھنے والا) مرتہن (رہن لینے والا) میں اختلاف ہے راھن کہتا ہے کہ رھن اتنے پر رکھا گیا ہے اور مرتہن کہتا ہے کہ اتنے پر اور یہ اس رقم سے زائد ہے تو اب مرتہن کی بات سچ سمجھی جائے گی جب کہ وہ اس چیز کی قیمت کی حد میں ہو اس لئے کہ وہ امین ہے۔

(۴۰۵) صفوان بن یحیٰ نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس کوئی چیز رھن رکھی ہے مگر اس کو یاد نہیں کہ وہ کس کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس رھن میں تمہارا نفع ہوگا یا نقصان؟ میں نے عرض کیا نفع ہو یا نقصان مگر اس کا کروں کیا؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس میں نقصان ہے تو وہ زیادہ آسان ہے (اگر کم پر فروخت ہوتا ہے) تو بیچ دو اور جو تمہارا باقی رہتا ہے اس کا ثواب کماؤ۔ اور اگر اس میں نفع ہے (اور زائد پر بکتا ہے) تو یہ تمہارے لئے زیادہ شدید اور مشکل ہے اس کو فروخت کرو اپنی رقم لے کر جو بچ جائے اس کو محفوظ رکھو یہاں تک کہ ان کا مالک خود آجائے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب رھن شدہ مال کے مالک کو نہ جانتا ہو اور اس کی تلاش بھی نہ کی ہو ۔ لیکن جب وہ مالک کو جانتا ہے تو پھر اس کے لئے فروخت کرنا جائز نہیں اس کو آجانے دے ۔ اور اس کے تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے ۔

(۴۴۰۶) قاسم بن سلیمان نے عبید بن زرارہ سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ جس نے کوئی چیز ایک وقت معینہ تک کے لئے رھن رکھی اور پھر غائب ہوگیا ۔ تو کیا اس کے لئے کوئی مدت ہے (کہ اگر اس مدت میں نہ آئے تو) اس کی رھن شدہ چیز فروخت کردی جائے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں یہاں تک کہ وہ آجائے ۔

(۴۴۰۷) ابان نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے پاس دو کنگن رھن کئے اس میں ایک جاتا رہا آپؑ نے فرمایا اب جو باقی ہے اس میں اپنے حق کے لئے رجوع کرے ۔

(۴۴۰۸) نیز آپؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک آدمی کے پاس گھر رہن کر دیا وہ جل گیا یا منہدم ہوگیا آپؑ نے فرمایا کہ پھر اس کی رقم مکان کی زمین سے وصول ہوگی ۔

(۴۴۰۹) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنا غلام ایک آدمی کے پاس رہن رکھ دیا اور اس کو جذام ہوگیا یا اس نے اپنی کوئی ادنیٰ چیز اس کے پاس رھن رکھدی اور اس نے نہ پھیلایا نہ دیکھ بھال کی نہ اس کو جھاڑا اور اسے کپڑے کھاگئے تو کیا اس کی رقم میں سے اتنا گھٹ جائیگا جتنا کپڑوں نے کھایا ہے ۔ آپؑ نے فرمایا نہیں ۔

(۴۴۱۰) حمّاد نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ اس نے کسی آدمی کے پاس کوئی چیز رھن رکھی تھی وہ تلف یا گم ہوگئی ۔ آپؑ نے فرمایا وہ اپنے مال کے لئے اس پر دعویٰ کرے گا ۔

(۴۴۱۱) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے سلیمان بن حنفص مروزی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھا کہ ایک شخص مرگیا اور اس پر لوگوں کا قرض ہے اور اس نے سوائے رہن کے اور کچھ نہیں چھوڑا جو ایک قرض خواہ کے پاس ہے جس کی قیمت بھی مرتہن کی رقم سے زیادہ نہیں ہے ۔ کیا وہ اپنی رقم کے عوض وہ رھن شدہ چیز خود رکھ لے یا تمام قرض خواہ اس میں شریک ہونگے ۔ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا تمام قرض خواہ اس رھن شدہ چیز میں برابر کے شریک ہیں اور ان کے درمیان وہ چیز حسب حصہ تقسیم کر دی جائے ۔ میں نے آنجناب علیہ السلام کو عریضہ لکھا کہ ایک شخص مرگیا اس کے بہت سے ورثاء ہیں اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ متوفی پر میری کچھ رقم باقی ہے اور اس کے پاس اس کی کوئی چیز رھن ہے ۔ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اگر

متوفی کے اوپر اس کی کچھ رقم ہے اور اس کے خلاف کوئی ثبوت و شاہد نہیں ہے تو اس کے قبضہ میں متوفی کی جو چیز ہے اس سے وہ اپنی رقم لے کر باقی وارثوں کو واپس کر دے گا اور چونکہ اس نے خود اقرار کیا ہے کہ متوفی کی کوئی چیز اس کے پاس ہے اس لئے وہ چیز اس سے لے کر اس کے دعویٰ پر یا اس کے خلاف ثبوت ور شاہد طلب کیا جائے گا قسم کے بعد۔ اور اگر وہ ثبوت و شاہد نہ پیش کر سکے اور ورثہ انکار کریں تو اس کو حق ہے کہ وہ ان ورثہ پر قسم دے اور وہ سب حلف سے کہیں کہ ان کو معلوم نہیں کہ ان کے متوفی پر اس کا کوئی حق ہے۔

(۴۱۱۲) فضالہ نے ابان سے اور انھوں نے ایک شخص سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ اگر کوئی حیوان، کوئی چوپایہ یا چاندی یا کوئی اور مال و متاع رہن ہو اور آگ لگنے یا چوروں سے اس کو گزند پہنچے، اس کا مال تباہ ہو جائے یا اس میں کوئی کمی آجائے مگر مرتھن (رہن لینے والے) کے پاس حادثہ کا کوئی ثبوت و شاہد نہ ہو تو رہن کا فیصلہ کیسے ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا اگر مرتھن کا سارا مال چلا جائے کچھ باقی نہ رہے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے آپؑ نے (مزید) فرمایا کہ اگر مرتھن کہے کہ میرے مال کے درمیان سے یہ رہن جاتا رہا اور میرا مال بچ گیا تو اس کو سچ نہیں سمجھا جائیگا۔

(۴۱۱۳) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے داؤد بن حصین سے انھوں نے ابوالعباس فضل بن عبدالملک سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس دو غلاموں میں سے ایک آخر کا غلام رہن تھا مگر ان دونوں میں سے ایک مرگیا تو کیا دوسرے میں اس کا حق ہے آپؑ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ یا گھر تھا جو رہن تھا وہ جل گیا تو کیا زمین میں اس کا حق ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا یا سواری کے دو گھوڑے ہیں ایک ان دونوں میں سے مرگیا تو کیا دوسرے میں اس کا حق ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ کوئی مال تھا جو عرصہ تک چھوڑ دینے کی وجہ سے تباہ ہوگیا یا کھانے کی کوئی شے تھی جو فاسد گئی یا ایک غلام تھا چیچک نکلنے کی وجہ سے اس کی آنکھیں جاتی رہیں یا کوئی کپڑا تھا جو تہہ کیا ہوا پڑا تھا اس کی دیکھ بھال نہیں کی گئی اس کو پھیلایا نہیں گیا یہاں تک کہ وہ تباہ ہوگیا۔ آپؑ نے فرمایا یہ سب ایک طرح کی چیزیں ہیں اس کا حق اس پر ہے۔

(۴۱۱۴) صفوان بن یحییٰ نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابی ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کوئی چیز ایک سو درھم پر رہن لی جس کی قیمت تین سو درھم تھی اور اس نے اس کو تباہ وہلاک کر دیا کیا وہ اس کے مالک کو دو سو درھم واپس کرے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس لئے کہ اس نے ایسی چیز رہن لی تھی جس میں نفع تھا اور اس نے اس کو ضائع کر دیا۔ میں نے عرض کیا اور اگر رہن کا نصف حصہ تباہ ہوا ہو؟ آپؑ نے فرمایا اس کا حساب بھی اسی طرح ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ پھر وہ دونوں ایک دوسرے کو زائد واپس کریں گے آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۴۱۱۵) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے رہن

کے متعلق یہ فیصلہ فرمایا کہ اگر رھن شدہ چیز مرتھن کی رقم سے زیادہ کی ہے اور وہ ہلاک و ضائع ہو گئی تو وہ زائد رھن کرنے والے کو ادا کرے گا اور اگر رھن شدہ چیز مرتہن کی رقم سے کم کی ہے اور وہ ہلاک ہو گئی تو رھن رکھنے والا مرتہن کی رقم میں جتنی کمی ہے اس کو ادا کرے گا اور اگر جتنے پر رھن ہے اس کی قیمت اس کے برابر ہے تو اس پر کچھ واجب الادا نہیں ہے۔

(۴۱۱۶) فضالہ نے ابان سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب راھن اور مرتھن دونوں آپس میں اختلاف کریں ایک کہے کہ ایک ہزار درھم پر رھن ہے دوسرا کہے کہ ایک سو درھم پر رھن ہے تو ایک ہزار والے سے ثبوت و شاہد طلب کیا جائے گا اگر اس کے پاس کوئی ثبوت و شاہد نہ ہو تو پھر ایک سو والا حلف اٹھا کر اپنا دعویٰ دہرائے گا اور اگر رھن شدہ مال کی قیمت اس سے کم یا زائد ہے جتنے پر وہ رھن رکھی گئی ہے اور دونوں آپس میں اختلاف کریں ایک کہے یہ رھن ہے دوسرا کہے کہ یہ ودیعت و امانت ہے تو ودیعت کہنے والے سے ثبوت و شہادت طلب کی جائے گی اگر اس کے پاس کوئی ثبوت و شہادت نہیں ہے تو پھر رہن کہنے والے سے حلف لیا جائیگا۔

(۴۱۱۷) صفوان بن یحییٰ نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کوئی غلام یا کوئی کپڑا یا کوئی زیور یا کوئی اور مال و متاع رھن کرتا ہے اور مرتہن سے کہتا ہے کہ تمہارے لئے اس کپڑے کا پہننا حلال ہے اسے پہنو اس مال و متاع سے نفع اٹھاؤ اس غلام سے خدمت لو۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب اس نے حلال کر دیا تو وہ اس کے لئے حلال ہے مگر مجھے پسند نہیں کہ وہ ایسا کرے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک شخص نے کوئی گھر رھن لیا اور اس گھر سے آمدنی ہے تو وہ آمدنی کس کی ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ گھر کے مالک کی۔ میں نے عرض کیا اور ایک شخص نے ایک صاف اور مزروعہ زمین رھن لی اور زمین والے نے کہا کہ اس میں تم کھیتی باڑی کر لو۔ آپؑ نے فرمایا یہ حلال ہے گھر کی طرح نہیں وہ اپنی رقم سے اس میں زراعت کر رہا ہے وہ حلال ہے جیسا کہ مالک نے اس کو حلال کیا ہے۔ وہ اپنی رقم سے زراعت کرتا ہے اور اسے آباد کرتا ہے۔

(۴۱۱۸) صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن رباح القلاء سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ہے جس کا بھائی مرگیا اور اس نے ایک صندوق چھوڑا جس میں بہت سے رھن شدہ مال ہیں جن میں بعض پر مالک کا نام ہے اور یہ کہ کتنے پر رھن ہے اور بعض ایسے ہیں کہ جن کا پتہ نہیں چلتا کہ کس کے ہیں اور کتنے پر رھن ہیں تو جس کا مالک معلوم نہیں ہے اس کے متعلق آپؑ کیا فرماتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا وہ ایسا ہے جیسے اس کا ہو۔

(۴۱۱۹) ابوالحسین محمد بن جعفر اسدی رضی اللہ عنہ نے موسیٰ بن عمران نخعی سے انھوں نے اپنے چچا حسین بن یزید نوفلی سے انھوں نے علی بن سالم سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اس حدیث کے متعلق جو روایت کی گئی ہے کہ جو شخص اپنے برادر مومن کے ساتھ (لین دین

میں) اس سے زیادہ رہن پر بھروسہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے آپؑ نے فرمایا یہ اس وقت کے لئے ہے جب حق ظاہر ہو گا اور ہم اہلبیت میں سے قائم قیام کرے گا۔ میں نے عرض کیا اور وہ حدیث جو روایت کی گئی ہے کہ کسی مومن سے مومن کا نفع لینا رباء اور سود ہے۔ آپؑ نے فرمایا یہ بھی اس وقت کے لئے جب حق ظاہر ہو گا اور ہم اہلبیت کا قائم قیام کرے گا۔ لیکن آج کل تو کوئی حرج نہیں اگر ایک مومن دوسرے مومن کو کچھ فروخت کرے اور اس پر نفع لے۔

(۴۱۲۰) علاء نے محمد بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کو کسی کے پاس رھن رکھا کیا اب اس سے مجامعت کرنا اس کے لئے حلال ہے؟ آپؑ نے فرمایا مگر وہ لوگ جنھوں نے اپنے یہاں اس کو رھن رکھا وہ اس کے اور اس کی کنیز کے درمیان حائل ہونگے میں نے عرض کیا کہ اگر تخلیہ میں اس کو ایسا موقع مل جائے رھن لینے والے اس کو نہ جان سکیں تو آپؑ کی نظر میں کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں میرے نظر میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

باب :- شکار کئے ہوئے اور ذبح کئے ہوئے جانور

اللہ تعالیٰ کا اس سلسلے میں ارشاد ہے یسئلونک ماذا احل لھم قل احل لکم الطیبات وماعلمتم من الجوارح مکلبین تعلمو نھن مماعلمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم و اذکرو اسم اللّٰہ علیہ (سورہ مائدہ آیت۔ ۴) (اے رسول تم سے لوگ پوچھتے ہیں کہ کون کون سی چیزان کے لئے حلال کی گئی تم ان سے کہہ دو کہ تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور وہ شکاری جانور جو تم نے شکار کے لئے سدھا رکھے ہیں اور جو طریقے خدا نے تم کو بتائے ہیں اس میں سے کچھ تم نے ان جانورں کو سکھایا ہو تو یہ شکاری جانور جس شکار کو تمہارے لئے پکڑے رکھیں اس کو بے تکلف کھاؤ اور جانور کو چھوڑتے وقت خدا کا نام لے لیا کرو۔)

(۴۱۲۱) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے شکاری کتے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جب اس کا مالک اللہ کا نام لے کر اس کو شکار کے لئے چھوڑے تو اس کو کھاؤ جس کو وہ گرفت میں لے اگرچہ وہ اس کو قتل کر دے اور اگرچہ وہ اس کو کھائے تو اس کے کھانے سے جو باقی بچے اسے تم کھاؤ۔ اور اگر وہ کتا غیر تعلیم یافتہ ہے تو جس وقت تم اسکو روانہ کرو اسی وقت اس کو سکھادو اور وہ جو شکار پکڑے اس کو کھاؤ اس لئے کہ وہ تعلیم یافتہ ہے اور ماسوا کتے کے جو شکار تیندوا اور شکرا یعنی شکاری پرندہ کرتا ہے اس کو جب تک تم پہنچ کر ذبح نہ کر لو نہ کھاؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مکلبین (تعلیم یافتہ کتے) کہا ہے لہذا کتوں کے سوا کسی کا شکار ایسا نہیں جس کو کھایا جائے جب تک کہ اس تک پہنچ کر اس کو ذبح نہ کر لیا جائے۔

(۴۱۲۲) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہر وہ شکار جس کو اس کتے

نے کچھ کھالیا ہو تم کھاؤ خواہ اس نے اس میں سے دو تہائی کیوں نہ کھالیا ہو ۔ تم کھالو خواہ کتے نے اس میں سے فقط ایک ٹکڑا کیوں نہ چھوڑا ہو ۔

(۴۱۲۳) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مجوسی کا کتا ایک مسلمان لیتا ہے اور جس وقت اس کو چھوڑتا ہے تو بسم اللہ کہتا ہے کیا وہ اس شکار کو کھائے جس کو اس نے پکڑا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں اس لئے کہ وہ مکلب ہے اور اس پر بسم اللہ کہہ لیا گیا ہے ۔

(۴۱۲۴) نضر بن سوید نے قاسم بن سلیمان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک کتا شکاری کے ہاتھ سے زبردستی خود کو چھڑا کر بھاگا شکاری نے اس کو شکار پر نہیں بھیجا تھا مگر آگے بڑھ کر اس نے شکار پکڑ لیا اور جب تک شکاری پہونچے اس نے شکار کو قتل بھی کر دیا ۔ کیا اس کا گوشت کھایا جائے گا ۔ آپؑ نے فرمایا نہیں ۔ جب وہ شکار کرے اور بسم اللہ کہہ لیا گیا ہو تو کھایا جائے ۔ لیکن جب وہ شکار کرے اور بسم اللہ نہ کہا گیا ہو تو نہ کھایا جائے ۔ وہ بھی (مماعلمتم من الجوارح مکلبین) کے ذیل میں آتا ہے ۔

(۴۱۲۵) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے کتے کو شکار پر چھوڑے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہنا بھول جائے تو وہ بھی بمنزلہ اس کے ہے جو ذبح کرے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہنا بھول جائے اور اس طرح جب کوئی شکار پر تیر چلائے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہنا بھول جائے ۔

(۴۱۲۶) اور دوسری حدیث میں اس کا حکم یہ ہے کہ جب کھانے لگے تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ لے ۔

(۴۱۲۷) حمّاد بن عیسیٰ نے حریز سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تیر سے مارے ہوئے شکار کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جب اس کا شکاری دوسرے دن اس کو پائے تو اس میں سے کھائے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب اس شکاری کو معلوم ہو کہ یہی وہ شکار ہے کہ جس کو اس نے تیر سے مارا ہے تو کھائے گا وہ بھی اس وقت جب اس نے تیر چلاتے وقت بسم اللہ کہہ دیا ہو ۔

(۴۱۲۸) ابان نے عبدالرحمن بن ابی عبداللہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کہ شکار جال یا پھندے سے پکڑا جائے اور وہ پھندا اس کے کسی حصہ کو کاٹ دے تو وہ حصہ مردار ہے اور اس کے جسم کا جتنا حصہ زندہ ملے اس کو ذبح کرو اور کھالو ۔

(۴۱۲۹) ابان بن عثمان نے عیسیٰ قمی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے شکار پر تیر چلایا مگر مجھے یاد نہیں کہ میں نے بسم اللہ کہا تھا یا نہیں ؟ آپؑ نے فرمایا اس کو کھاؤ کوئی حرج نہیں ۔ میں نے عرض کیا میں نے تیر چلایا تو شکار غائب ہو گیا پھر میں نے اپنے تیر کو شکار کے جسم میں

پیوست پایا۔آپؑ نے فرمایا جس کو کسی درندے نے نہ کھایا ہو اسے کھاؤ اور جسے کسی درندے نے کھایا ہو اسے نہ کھاؤ۔

(۴۱۳۰) اور آنجناب علیہ السلام سے محمد بن علی حلبیؒ نے ایسے شکار کے متعلق پوچھا جسے کسی نے تلوار سے مار کر شکار کیا ہو یا اپنے نیزے سے مار کر شکار کیا ہو یا اپنے تیر سے اور اس کو قتل کر دیا ہو اور جب ایسا کیا ہو تو بسم اللہ کہہ لیا ہو؟ آپؑ نے فرمایا اسے کھالو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۱۳۱) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شکار کو ایک شخص نے تیر مارا مگر اس کا پیکان یعنی لوہے کی نوک اس کو نہیں لگی بلکہ تیر کا درمیانی حصہ اس کو لگا اور وہ قتل ہو گیا۔آپؑ نے فرمایا جو تیر اس کو لگا ہے اگر وہ اسی سے قتل ہوا ہے اور اس کو لگتے دیکھا گیا ہے تو وہ اس کو کھائے۔

(۴۱۳۲) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ وہ شکار جو معراض (ایک قسم کا تیر جس کے دونوں سرے پتلے اور درمیان میں موٹا ہوتا ہے) سے قتل ہوا ہے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں جب کہ وہ اسی کے لئے بنایا گیا ہے۔

(۴۱۳۳) اور حمّاد کی روایت ہے جو انھوں نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا اس شکار کے متعلق جو معراض سے پکڑا گیا تو آپؑ نے فرمایا اگر اس کے پاس سوائے معراض کے اور کوئی تیر نہ تھا اور اللہ کا نام اس پر لے لیا تھا جسے شکار کیا ہے اسے کھائے اور اگر اس کے پاس معراض کے علاوہ کوئی اور تیر بھی تھا تو نہیں۔

(۴۱۳۴) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس کا یہی اسلحہ ہے جس کو وہ پھینکتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۴۱۳۵) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اگر وہی اس کا تیر ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۱۳۶) نیز روایت کی گئی ہے کہ اگر وہ تیر شکار کے بدن کو پھاڑ دے تو کھائے اور نہ پھاڑے تو نہ کھائے۔

(۴۱۳۷) اور حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس کے پاس تیر ہے مگر اس میں لوہا نہیں ہے وہ ایک پوری کی پوری تراشیدہ شاخ ہے اس نے اس کو پھینکا تو وہ طائر کے درمیانی حصہ پر پڑا اور وہ قتل ہو گیا۔تو اگر اس سے خون نہ بھی نکلے اور اس کو تیر سمجھا جاتا ہو تو اگر اس پر بسم اللہ کہہ دیا گیا تھا تو کھایا جا سکتا ہے۔

(۴۱۳۸) حمّاد بن عثمان نے حلبی سے اور حمّاد بن عیسیٰ نے حریز سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ پتھر یا بندوق سے مارا ہو شکار کھایا جا سکتا ہے۔آپؑ نے فرمایا کہ نہیں۔

(۴۱۳۹) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شکار کے متعلق فرمایا جس میں تیر پیوست ہے اور مرا ہوا ہے۔نہیں

معلوم کہ اس کو کس نے مارا ہے۔آپؑ نے فرمایا تم لوگ اس کو نہ کھاؤ۔

نیز فرمایا کہ جو شخص کسی اسلحہ سے بسم اللہ کہہ کر کسی شکار کو زخمی کر دے اور وہ شکار ایک رات یا دو رات کہیں پڑا رہ جائے اور کسی درندے نے اس کو نہ کھایا ہوا اور علم ہو کہ اسی کے اسلحہ سے یہ شکار قتل ہوا ہے تو اگر چاہے تو اسے کھائے۔

(۴۱۴۰) اور آنجنابؑ نے پہاڑی بکرے کے متعلق فرمایا اگر کوئی شخص پہاڑی بکرے کا شکار کرے اور لوگ ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگیں اور شکار کرنے والا اسے منع کرتا رہے تو کیا اس کے لئے نہی ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس کے متعلق کوئی نہی نہیں اور نہ اس میں کوئی حرج ہے۔

(۴۱۴۱) ابان نے محمد حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی شکار پر تیر چلایا اور اس کو پچھاڑ دیا اتنے میں کچھ لوگ دوڑے اور جلدی سے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔آپؑ نے فرمایا اسے کھاؤ۔

(۴۱۴۲) مفضل بن صالح نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام دور بنی امیہ میں یہ فتویٰ دیا کرتے تھے کہ باز اور شکرا جس شکار کو قتل کر دے اس کا کھانا حلال ہے آپؑ ان لوگوں سے ڈرتے اور تقیہ کرتے تھے مگر میں ان لوگوں سے نہ ڈرتا ہوں اور نہ تقیہ کرتا ہوں باز اور شکرا جس شکار کو مار ڈالے اور قتل کر دے وہ حرام ہے۔

(۴۱۴۳) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر تم کسی باز یا شکرے یا عقاب کو کسی چڑیا پر شکار کے لئے چھوڑو اور وہ پہنچ کر اس کو زخمی کر دے تو جب تک تم اس چڑیا کو ذبح نہ کر لو نہ کھاؤ۔

(۴۱۴۴) نیز آپؑ نے فرمایا اگر تم نے اپنے کتے کو کسی شکار پر چھوڑا اور اس نے اس کو پکڑ لیا اور تمہارے پاس کوئی اور لوہے کی چھری وغیرہ نہیں ہے کہ اس سے ذبح کرو تو کتے ہی کو چھوڑ دو کہ اس کو قتل کر ڈالے پھر تم اس میں سے کھاؤ۔

اور اگر تم اپنے کتے کو کسی شکار پر چھوڑو اور دوسرا کتا اس میں شریک ہو جائے تو جب تک پہونچ کر اس کو ذبح نہ کر لو نہ کھاؤ اور اگر کوئی شکار پہاڑ پر ہے اور تم نے اس کو تیر مارا اور وہ وہاں سے گرا اور مر گیا تو اسے نہ کھاؤ۔اور اگر تم نے تیر مارا اور تمہارا تیر اس کو لگا اور وہ پانی میں گر پڑا اور مر گیا تو اگر اس کا سر پانی سے باہر ہے تو اس کو کھاؤ اور اس کا سر پانی کے اندر ہے تو اسے نہ کھاؤ۔

اور اگر کوئی طائر اپنی پرواز کا مالک ہے (پر بندھے نہیں ہے) تو جو اس کو پکڑے وہ اس کا ہے ورنہ وہ لوگوں کو دکھائے جس کا ہے اس کو دے دے۔

(۴۱۴۵) اور امیر المومنین علیہ السلام نے شہروں میں کبوتر کے شکار کو منع فرمایا ہے۔اور پہاڑوں پر یا کنوؤں یا جھاڑیوں میں چڑیوں کے بچوں کو ان کے گھونسلوں سے پکڑنا جائز نہیں ہے جب تک وہ چلنے پھرنے نہ لگیں۔

(۴۱۴۶) ابن ابی عمیر نے علی بن رئاب سے انھوں نے زرارہ بن اعین سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے مثل کسی کو نہیں دیکھا ایک مرتبہ میں نے ان سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کا بھلا کرے یہ بتائیں کہ چڑیوں میں سے کونسی چڑیا کھائی جائے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہر وہ چڑیا جو پروں کو پھڑ پھڑا کر اڑے لیکن وہ نہ کھاؤ جو پروں کو پھیلائے ہوئے اڑے ۔ میں نے عرض کیا کہ اور انڈے جو جھاڑیوں میں ملتے ہیں ۔ آپؑ نے فرمایا ہر وہ انڈا جس کے دونوں اطراف برابر ہوں نہ کھاؤ (ہاں) وہ کھاؤ جس کے دونوں اطراف مختلف ہوں میں نے عرض کیا کہ اور آبی پرندے ؟ آپؑ نے فرمایا اس میں وہ پرندہ کھاؤ جس کے سنگدانہ ہوتا ہے ۔ اور جس کے سنگدانہ نہیں ہو اسے نہ کھاؤ ۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر کوئی پرندہ ایسا ہو کہ جو صف و دف (پر پھیلا کر اڑنا اور پر پھڑ پھڑا کر اڑنا) دونوں کرتا ہو تو اگر اس کا دف (پر پھڑ پھڑا کر اڑنا) اس کے صف (پر پھیلا کر اڑنا) سے زیادہ ہو تو اسے کھاؤ اور اگر اس کا صف (پر پھیلا کر اڑنا) اس کے دف (پر پھڑ پھڑا کر اڑنا) سے زیادہ ہو تو نہ کھاؤ اور آبی پرندہ وہ کھاؤ جس کے سنگدانہ یا جس کے پاؤں کے اندرونی طرف خار ہو (جیسے انگوٹھا) اور وہ نہ کھاؤ جس کے سنگدانہ یا خار نہیں ہوتا ۔

(۴۱۴۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ درندوں میں جن کے دانت نکیلے ہوں اور پرندوں میں جن کے پنجے ہوں وہ حرام ہیں ۔

(۴۱۴۸) صفوان بن یحییٰ نے محمد بن حارث سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے آبی پرندوں کے متعلق دریافت کیا جو مچھلیاں کھاتے ہیں کیا وہ حلال ہیں ؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں کھاؤ ۔

(۴۱۴۹) اور کردین مسمعی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حباری پرندے جس کو فارسی میں ھوبرہ کہتے ہیں کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اگر وہ میرے پاس ہو تو میں اسے اتنا کھاؤں کہ پیٹ بھر جائے ۔

(۴۱۵۰) اور زکریا بن آدم نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے مرغابی کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ گوہ غلیظ کے ماسوا کوئی اور چیز چگتی ہے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ۔

(۴۱۵۱) اور عبداللہ ابن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آبی پرندوں کے انڈوں کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا جو مرغی کے انڈوں کی ساخت کے مانند ہوں انہیں کھاؤ ۔

(۴۱۵۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر وہ مچھلی جس کے فلس یعنی چھلکا ہو اسے کھاؤ اور جس کے چھلکا نہ ہو اسے نہ کھاؤ ۔

(۴۱۵۳) حماد نے ابی ایوب سے روایت کی ہے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک مچھلی شکار کی اس کو دھاگے میں باندھا اور پانی میں چھوڑ دیا وہ پانی میں مر گئی اسے کھایا جائے ۔ فرمایا نہیں۔

(۴۱۵۴) عبدالرحمن بن سیابہ نے آنجنابؑ سے مچھلی کے متعلق دریافت کیا کہ مچھلی کا شکار کیا جائے پھر اس کو کسی چیز میں رکھ کر دوبارہ پانی میں ڈالا جائے اور وہ اس میں مرجائے ۔آپؑ نے فرمایا اسے نہ کھایا جائے اس لئے کہ وہ اس میں مری ہے جس میں اس کی حیات تھی ۔

(۴۱۵۵) ابان نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک مچھلی پانی سے بلند ہوئی اور اچھل کر خشکی پر آگری تڑپنے لگی پھر مر گئی میں اس کو کھاؤں ۔ فرمایا ہاں ۔

(۴۱۵۶) قاسم بن برید نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی نے پانی میں جال ڈالا پھر اپنے گھر واپس آگیا اور جال کو اسی طرح پڑا رہنے دیا پھر کچھ دیر بعد آیا تو اس میں مچھلیاں تھیں جو قریب قریب مردہ ہو رہی تھی ۔آپؑ نے فرمایا یہ تو اس کے ہاتھوں ہوئی ہیں لہذا جو اس میں ہیں ان کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ۔

(۴۱۵۷) اور ابوالصباح کنانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان مچھلیوں کے متعلق دریافت کیا کہ جنہیں مجوسیوں نے شکار کیا ہے۔آپؑ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں شکار کی ہوئی مچھلیاں لی جاسکتی ہیں (اس میں مسلمان ہونے کی قید نہیں) ۔

(۴۱۵۸) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ مجوسیوں سے سرکہ کی چٹنی لینے میں کوئی حرج نہیں اور کوئی حرج نہیں ان کی شکار کی ہوئی مچھلیاں لینے میں ۔

(۴۱۵۹) راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے سرکنڈوں کی باڑ کے متعلق دریافت کیا جو پانی میں مچھلیوں کے لئے بنائی جاتی ہے اس میں مچھلیاں داخل ہوتی ہیں اور اس میں سے بعض مرجاتی ہیں ۔آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ۔

(۴۱۶۰) اور حلبی نے آنجنابؑ سے مچھلیوں کے شکار کے متعلق دریافت کیا کہ اگر بسم اللہ و اللہ اکبر نہ کہا گیا ہو ؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ۔

(۴۱۶۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بام مچھلی ۔ مارماہی ۔ زمیر مچھلی اور طافی نہ کھاؤ اور طافی وہ مچھلی ہے جو پانی میں مرنے کے بعد سطح پر چکر کھاتی رہتی ہے ۔

اور اگر تم کوئی مچھلی پاؤ اور یہ نہ معلوم ہو کہ مذکی ہے یا غیر مذکی (پانی کے باہر مری ہے یا پانی کے اندر اور اس کا مذکی

ہونا یہ ہے کہ وہ پانی سے زندہ نکالی جائے ۔ تو حقیقت معلوم کرنے کے لئے) پانی میں ڈال دو اگر وہ پانی کی سطح پر چت تیرے تو وہ غیر مذکی ہے (پانی میں مری ہے) اور اگر وہ پٹ تیرے تو سمجھ لو کہ مذکی ہے یعنی پانی سے باہر مری ہے ۔

اور اسی طرح اگر تم کہیں سے گوشت کا ٹکڑا پاؤ اور معلوم نہ ہو کہ یہ ذبح شدہ جانور کا گوشت ہے یا مردہ جانور کا تو اس میں سے ایک ٹکڑا آگ میں ڈال دو اگر وہ سمٹ جاتا ہے تو ذبح شدہ جانور کا ہے اور اگر ڈھیلہ ہو کر پھیل جاتا ہے تو مردہ جانور کا ہے ۔

(۴۱۶۲) اور ایک ایسے شخص کے بارے میں روایت کی گئی ہے جو ایک مچھلی پائے اور اسے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کھانے والی ہے یا نہیں تو وہ اس کی دم کی جڑ کو شق کرے اگر سبزی مائل ہے تو کھانے والی چیز نہیں ہے اور اگر سرخی مائل ہے تو وہ کھانے کی ہے ۔

باب :- جانوروں کو کس چیز سے ذبح کرنا چاہیئے

(۴۱۶۳) صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمن بن حجّاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوابراہیم علیہ السلام سے پتھر کے تیز دھار آلے (مروت) بانس اور لکڑی کے متعلق دریافت کیا کہ جب انسان کو چھری نہیں ملتی تو ان سے ذبح کرتا ہے آپؑ نے فرمایا اگر گردن کی رگیں کٹ جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے ۔

(۴۱۶۴) ابن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ آپؑ نے فرمایا ۔اگر لوہے کی چھری میسر نہ ہو اور تیز دھار کے آلے سے ذبح کیا گیا ہو تو اس کے کھانے میں تمہارے لئے کوئی حرج نہیں ۔

(۴۱۶۵) فضل اور عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہماری ایک گائے ہم لوگوں پر غالب آگئی تھی اور ہم لوگوں کو مشکل میں ڈال دیا تھا تو ہم لوگوں نے اس کو تلوار سے مارا تو آنجنابؐ نے ان کو کھانے کا حکم دیا ۔

(۴۱۶۶) صفوان بن یحییٰ نے عیص بن قاسم سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک سانڈ شہر کوفہ میں گھس آیا تو لوگ اپنی تلوار لے کر دوڑے اور اسے مارا اور امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؑ سے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا فوراً ذبح کر لو اس کا گوشت حلال ہے ۔

(۴۱۶۷) ابان نے زرارہ سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں

نے آنجنابؑ سے ایک اونٹ کے متعلق دریافت کیا جو ایک کنویں میں گر گیا تو اس کو دم کی طرف سے ذبح کیا گیا آپؑ نے فرمایا اگر بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا گیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۱۶۸) عمر بن اذنیہ نے فضیل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ذبح کیا تو اس کی چھری آگے بڑھ گئی اور سر ہی کٹ گیا آپؑ نے فرمایا وہ ذبح شدہ ہے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۱۶۹) حریز کی روایت میں جو محمد بن مسلم سے ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ (ذبح میں) خون نکلے تو کھاؤ۔

(۴۱۷۰) اور سماعہ کی روایت میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ جب خون بہہ جائے تو (کھانے میں) کوئی حرج نہیں۔

(۴۱۷۱) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک بکری ہے جو ذبح کی جارہی ہے مگر کوئی حرکت نہیں کرتی اس اس میں گہرا سرخ رنگ کا خون نکل رہا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اسے نہ کھاؤ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ وہ پاؤں رگڑے یا آنکھوں کو گردش دے تب کھاؤ۔

(۴۱۷۲) حمّاد نے حلبی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک پرندہ ذبح کیا اور اس کا سر کٹ گیا کیا اس کا گوشت کھایا جائے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں مگر عمداً سر نہ کاٹے۔

(۴۱۷۳) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگ درندوں کا مارا ہوا شکار ہرگز نہ کھاؤ اور نہ لاٹھی سے اور نہ پتھر سے مارا ہوا اور نہ گلا گھونٹ کر مارا ہوا اور نہ بلندی سے گرا ہوا اور نہ کنویں وغیرہ میں گر کر مرا ہوا اور نہ اس جانور کا گوشت جسے کسی دوسرے جانور نے سینگ مار کر گرا دیا ہو سوائے اس وقت کہ جب تم اس وقت پہنچ جاؤ جب وہ زندہ ہو اور تم خود اس کو ذبح کرو۔

(۴۱۷۴) ابان نے محمد بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک ایسی ذبیحہ کے متعلق فرمایا جو ذبح کی جاتی ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہے تو آپؑ نے فرمایا اگر بچہ تام الخلقت تو اس کو کھاؤ اس لئے کہ اس کی ماں کا ذبح ہونا ہی اس کا ذبح ہونا ہے اور بچہ تام الخلقت نہیں ہے تو اسے نہ کھاؤ۔

(۴۱۷۵) عمر بن اذنیہ نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہ السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے مندرجہ ذیل قول خدا کے متعلق دریافت کیا احلت لكم بهيمة الانعام

(سورہ مائدہ آیت نمبر۱) (حلال ہوئے تمہارے لئے چوپائے مویشی) آپؑ نے فرمایا اس سے مراد جانوروں کے پیٹ کا بچہ ہے جب اس کے بال نکل آئے ہوں تو اس کی ماں کا ذبح ہونا ہی اس کا ذبح ہونا ہے۔

(۴۱۷۶) کاہلی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنجنابؑ سے دنبہ کی چکتی کاٹنے کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر مال کی اصلاح اور درستی کے لئے ہے تو کوئی حرج نہیں۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ کتاب علی علیہ السلام میں تحریر ہے کہ جو چیز اس سے کاٹ کر جدا کی جائے وہ مردار ہے اس سے نفع حاصل نہیں کیا جائے گا۔

(۴۱۷۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو جانور نحر کرنے کا ہے اگر اس کو ذبح کر دیا جائے تو حرام ہو جائیگا اور جو جانور ذبح کرنے کا ہے اگر اس کو نحر کر دیا جائے تو حرام ہو جائے گا۔

(۴۱۷۸) صفوان بن یحییٰ سے روایت کی ہے کہ مرزبان نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا ولدالزنا کے ذبیحہ کے متعلق جب کہ ہم لوگ جانتے ہیں کہ یہ واقعی ولدالزنا ہے آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ اور عورت اور نابالغ بچہ (ذبح کر سکتا ہے) جب کہ مجبوری ہو۔

(۴۱۷۹) اور حلبی نے آنجناب علیہ السلام سے مرجی اور حروری کے ذبح کے متعلق دریافت کیا کہ (مرجی ایک فرقہ ہے جس کا کہ یہ اعتقاد ہے کہ جس طرح کفر کے ساتھ کوئی عبادت قبول نہیں اسی طرح ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں پہنچائے گا اور حرور یہ خارجیوں کا ایک فرقہ ہے) آپؑ نے فرمایا کہ ان کا کھاؤ اور انہیں کھلاؤ جب تک کہ جو ہونا ہے وہ ہو جائے۔

(۴۱۸۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہودیوں، نصرانیوں، مجوسیوں اور تمام مخالفین کا ذبیحہ نہ کھاؤ جب تک کہ تم یہ نہ سن لو کہ اس نے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا ہے۔ اور کتاب علی علیہ السلام میں مرقوم ہے کہ مجوسی، نصرانی اور نصاریٰ عرب قربانی کے جانور ذبح نہ کریں۔ نیز فرمایا کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کریں تو بھی ان کا ذبیحہ نہ کھاؤ۔

(۴۱۸۱) اور عبدالملک بن عمرو کی روایت میں ہے جو انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ آپؑ نصاریٰ کے ذبیحوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے میں نے عرض کیا کہ وہ لوگ تو اپنے ذبیحوں پر مسیح کا نام لیتے ہیں آپؑ نے فرمایا وہ لوگ مسیح سے اللہ تعالیٰ مراد لیتے ہیں۔

(۴۱۸۲) ابو بکر حضرمی نے ورد بن زید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا مجھ سے کوئی حدیث بیان فرمائیں اور اسے بول دیں کہ میں لکھ لوں۔ آپؑ نے فرمایا

اے اہل کوفہ تم لوگوں کا حافظہ کہاں گیا میں نے عرض کیا کہ اس لئے کہ کوئی میری بات کو رد نہ کرے ۔ اچھا آپؑ نے ایک مجوسی کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو بسم اللہ کہے اور ذبح کرے آپؑ نے فرمایا اسے کھاؤ ۔ میں نے عرض کیا کہ ایک مسلمان کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو ذبح کرے اور بسم اللہ نہ کہے ؟ آپؑ نے فرمایا اسے نہ کھاؤ ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فکلوا مما ذکر اسم اللّٰہ علیہ (سورۃ انعام آیت نمبر ۱۱۹) (تو جس ذبیحہ پر بوقت ذبح اللہ کا نام لیا گیا ہے اس کو کھاؤ) اور فرماتا ہے لا تاکلوا مما ذکر اسم اللّٰہ علیہ (سورۃ انعام آیت ۱۲۰) (جس ذبح پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس میں سے مت کھاؤ) ۔

(۴۱۸۳) اور حسین احمسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا وہ اسم ہے کہ سوائے مسلم کے اور کوئی اس پر ایمان نہیں رکھتا۔

(۴۱۸۴) اور حسین بن مختار نے حسین بن عبیداللہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم لوگ پہاڑوں پر رہتے ہیں اور غیر مسلم چرواہوں کو بھیڑ بکریوں کی طرف بھیجتے ہیں تو کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی بکری مرنے والی ہوتی ہے یا اسے کوئی گزند پہنچتا ہے تو وہ لوگ اسے ذبح کر دیتے ہیں تو کیا ہم لوگ اس کو کھائیں ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں ، بے شک ذبیحہ تو وہ ہے کہ اس پر مسلمانوں کے علاوہ کوئی ایمان نہیں رکھتا۔

(۴۱۸۵) فضیل و زرارہ اور محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ ان لوگوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بازاروں میں سے گوشت خریدنے کے متعلق دریافت کیا کہ جب یہ نہیں معلوم کہ قصاب لوگ کیا کرتے ہیں ؟ آپؑ نے فرمایا جب مسلمانوں کا بازار ہے تو کھاؤ اور اس کے متعلق کسی سے کچھ نہ پوچھو۔

باب :- وہ جانور جو قبلہ رُو ذبح نہ ہو یا ذبح کرتے وقت اس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے

(۴۱۸۶) محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس ذبیحہ کے متعلق دریافت کیا کہ جو قبلہ رُو ذبح نہ ہو تو آپؑ نے فرمایا اگر عمداً ایسا نہیں کیا ہے تو کھاؤ کوئی حرج نہیں ۔ نیز میں نے آنجنابؑ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے جانور ذبح کیا مگر اس پر اللہ کا نام نہیں لیا آپؑ نے فرمایا اگر وہ نام لینا بھول گیا تو جب یاد آئے نام لے لے اور یہ کہے بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَوَّلِہٖ وَعَلٰی آخِرِہٖ (اول بھی اللہ کا نام اور آخر بھی اللہ کا نام) ۔

(۴۱۸۷) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے جانور ذبح کرتے وقت ، سُبْحَانَ اللّٰہِ یا اَللّٰہُ اَکْبَرُ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا ۔ آپؑ نے فرمایا یہ سب کے سب اللہ کے اسماء ہیں کوئی

حرج نہیں ہے۔

(۴۱۸۸) اور حماد کی روایت میں ہے جو انھوں نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا جو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا بھول گیا کیا اس کا ذبح کیا ہوا جانور کھایا جائے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگر اس پر اتہام نہ ہو کہ وہ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا اور اس سے پہلے وہ اچھی طرح ذبح کرتا تھا اور گردن کے پیچھے حرام مغز تک چھری نہیں پہنچاتا تھا اور جب تک ذبیحہ ٹھنڈا نہ ہو جائے اس کی گردن کو نہیں توڑتا تھا۔

(۴۱۸۹) محمد حلبی سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپؑ نے فرمایا کہ جو ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہیں کہتا اس کا ذبیحہ نہ کھاؤ۔

(۴۱۹۰) حمّاد نے حریز سے انھوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عورت کے ذبیحہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر عورتوں کے ساتھ کوئی مرد نہ ہو تو اس میں جو سب سے زیادہ علم والی ہو وہ ذبح کرے اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہے۔

نیز میں نے بچے کے ذبح کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر بچہ سمجھدار ہو اور پانچ بالشت کا ہو اور چھری چلانے کی طاقت رکھتا ہو۔

(۴۱۹۱) اور عمر بن اذنیہ کی روایت میں ہے انھوں نے راویوں کے ایک گروہ سے روایت کی اور ان سب نے حضرت امام محمد باقر و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے عورت کے ذبیحہ کے بارے میں کہ اگر وہ اچھی طرح سے ذبح کرلے اور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے تو اس کا ذبیحہ کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اسی طرح کسی بچے کا ذبیحہ اور اسی طرح کسی اندھے کا ذبیحہ جب وہ صحیح قبلہ رُو کر کے ذبح کرے۔

(۴۱۹۲) اور ابن مسکان سے روایت ہے جو انھوں نے سلیمان بن خالد سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لڑکے اور عورت کے ذبیحہ کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کھایا جائے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ عورت اگر مسلمہ ہو اور بسم اللہ کہہ کر ذبح کرے تو اس کا ذبح حلال ہے اور لڑکا اگر ذبح کرنے کی قوت رکھتا ہو اور بسم اللہ کہہ کر ذبح کرے تو اس کا ذبح بھی حلال ہے اور یہ اس وقت کے لئے ہے جب ذبیحہ کے فوت ہو جانے کا خوف ہو اور ان دونوں (عورت اور لڑکے) کے سوا کوئی دوسرا ذبح کرنے والا نہ مل سکے۔

(۴۱۹۳) اور ابن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امام علی ابن الحسین علیہما السلام کے پاس ایک کنیز تھی جب آپؑ گوشت کھانے کا ارادہ کرتے تو وہ آپؑ کے لئے ذبح کرتی تھی۔

بکری کا ایک سال کا یا اس کے اندر کا نر بچہ جس نے خنزیرہ (سوریا) یا عورت کا دودھ پیا ہو

(۴۱۹۴) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بکری کے اس بچہ کا گوشت نہ کھاؤ جس نے سوریا کا دودھ پیا ہو۔

(۴۱۹۵) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے حضرت امام علی بن محمد (امام علی النقی) علیہما السلام کو عریضہ تحریر کیا کہ ایک عورت نے بکری کے ایک سال کے اندر کے بچے کو اپنا دودھ پلایا یہاں تک کہ اس کا دودھ چھوٹ گیا۔آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا یہ ایک مکروہ فعل ہے مگر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۴۱۹۶) حسن بن محبوب اور محمد بن اسماعیل نے حنان بن سدیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک بکری کے نر بچے نے سوریا (خنزیرہ) کا دودھ پیا یہاں تک کہ وہ پل کر جوان ہو گیا تو ایک شخص نے اپنی بکریوں کے ریوڑ کے لئے اسے سانڈ بنا لیا اور اس کی نسل نکلی۔آپؑ نے فرمایا اگر تم اس کی نسل کی بعینہٖ جانتے ہو تو اس کے قریب نہ جانا اور اگر تم اس کو بعینہٖ نہیں پہچانتے تو وہ بمنزلہ پنیر کے ہے اسے کھاؤ اس کے متعلق کسی سے نہ پوچھو۔

جانوروں کے گوشت میں حلال و حرام

(۴۱۹۷) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے گھوڑے ، باربرداری کے جانور خچر اور گدھے کے گوشت کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا حلال ہے مگر لوگ ان کو چھوڑ دیتے ہیں (ذبح نہیں کرتے)۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر میں پالتو گدھے کے گوشت کے لئے منع فرمایا تاکہ وہ پشت ہی ختم نہ ہو جائے جس پر سواری یا باربرداری کی جاسکے۔اور یہ نہی کراہت تھی تحریمی نہ تھی۔

اور حمار وحشی (گورخر) کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں بارہ سنگھا کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں گدھی کا دودھ پینے میں جس سے شیراز بناتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور مسوخات میں سے کسی شے کا کھانا جائز نہیں ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

بندر ، سور ، کتا ، ہاتھی ، بھیڑیا ، چوہا ، خرگوش ، گوہ ، مور ، شترمرغ ، جونک ، بام مچھلی ، کیکڑا ، کچھوا ، چمگادڑ ، بقعاء ، لومڑی ، ریچھ ، یربوع (ایک قسم کا چوہا جس کی اگلی ٹانگیں چھوٹی اور پچھلی بڑی ہوتی ہیں) ساہی یہ سب مسوخات میں سے ہیں ان کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(۴۱۹۸) اور روایت کی گئی ہے کہ جو لوگ مسخ کئے گئے وہ تین دن سے زیادہ باقی نہیں رہے اور یہ جانور ان کے ہم شکل ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کھانے کو منع کر دیا ہے۔

(۴۱۹۹) اور وشاء نے داؤد رقی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کہ ابی الخطاب کے اصحاب میں سے ایک شخص نے مجھے بخت (خراسانی اونٹ) اور پاموز کبوتروں کو کھانے سے منع کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ بخت یعنی خراسانی اونٹ پر سواری میں اس کا دودھ پینے میں اور اس کا گوشت کھانے میں اور پاموز کبوتروں کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور گوہ اور غلیظ خور جانوروں پر سواری سے اوران کا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے نیز فرمایا کہ اگر ان کا پسینہ تمہیں لگ جائے تو اسے دھو لو۔

اور غلیظ خور اونٹنی کو (استبراء یا پاک کرنے کے لئے) چالیس دن باندھ کر رکھا جائے اس کے بعد اس کا نحر کرنا اور اس کا گوشت کھانا جائز ہے اور غلیظ خور گائے کو تیس (۳۰) دن باندھ کر رکھا جائے۔

(۴۲۰۰) اور قاسم بن محمد جوہری کی روایت ہے کہ گائے کو بیس (۲۰) دن باندھ کر رکھا جائے گا اور بکری دس دن باندھ کر رکھی جائے گی اور بط تین دن باندھی جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ چھ دن اور مرغی تین دن باندھی جائیگی اور مچھلی جو غلیظ کھاتی ہے وہ ایک دن رات تک (پاک) پانی میں رکھی جائے گی۔

(۴۲۰۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ چیز جو دریااورسمندر میں ہے اور اس کے مانند خشکی میں بھی ہے اور کھائی جاتی ہے تو اس کا کھانا بھی جائز ہے اور جو چیز کہ خشکی میں ہے اور اس کا کھانا جائز نہیں اس کے مثل اگر دریااورسمندر میں ہے تو اس کا کھانا بھی جائز نہیں ہے۔

(۴۲۰۲) اور ابان نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ نہ بام مچھلی کھاؤ اور نہ طحال۔

(۴۲۰۳) اور ابن مسکان نے عبدالرحیم قصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دنبہ ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کے پاس ابلیس آیا اور بولا کہ یہ میرا ہے آپؑ نے فرمایا نہیں اس نے کہا اچھا اس میں سے فلاں فلاں ٹکڑا میرا ہے آپؑ نے فرمایا نہیں چنانچہ ایک ایک عضو کا نام لے کر کہتا گیا کہ یہ میرا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام انکار کرتے گئے۔یہاں تک کہ اس نے طحال کا نام لیا تو آنجنابؑ نے اسے دے دیا کہ یہ شیطان کا لقمہ ہے۔

اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب گوشت کے ساتھ طحال کسی سیخ میں پرو کر بھونا جائے تو جو

گوشت طحال کے اوپر ہے وہ کھایا جائے گا اور جو گوشت طحال کے نیچے ہے وہ نہیں کھایا جائے گا اور اس کا جو ذاب (ایک طرح کا پکوان) کھایا جائے گا اس لئے کہ طحال پر ایک جھلی کا پردہ ہے اس میں سے کچھ نکل نہیں سکتا جب تک اس میں سوراخ یا شگاف نہ کیا جائے سوراخ ہو گا تو اس میں سے عرق بہے گا۔ اور اس طحال کے نیچے جو جو ذاب ہے اسے نہیں کھایا جائے گا۔

اگر تم اس مچھلی کو جس کا کھانا جائز ہے بام یا اس مچھلی کے ساتھ جس کا کھانا جائز نہیں بھوننے کے لئے سیخ میں لگا دو تو جو مچھلی بام یا ناجائز مچھلی کے اوپر سیخ میں ہے اس کا کھانا جائز ہے اور جو بام یا ناجائز مچھلی کے نیچے ہے اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(۴۲۰۴) اور محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو خط میں تحریر کیا کہ یہاں ربیثا نامی مچھلی کے متعلق اختلاف ہے (جس پر باریک باریک فلس ہوتے ہیں) آپؑ اس کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں تو آپؑ نے تحریر فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ۔

(۴۲۰۵) حنان بن سدیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ فیض بن مختار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک ربیث مچھلی ہدیہ کی اور آپ کے پاس بھیجی اور میں اس وقت آپؑ کے پاس موجود تھا آپؑ نے ایک نظر اس پر ڈالی اور فرمایا یہ تو چھلکے دار ہے آپؑ نے اس میں سے ذرا چکھا اور میں دیکھ رہا تھا۔

(۴۲۰۶) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جس مردہ مچھلی کو پانی باہر پھینک دے اور جو تڑپ کر پانی سے باہر نکل آئے (پھر مر جائے) وہ نہیں کھائی جائے گی وہ متروک ہے ۔

(۴۲۰۷) محمد بن یحییٰ خثعمی نے حمّاد بن عثمان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان آپ کَنْعَتْ مچھلی کے متعلق کیا فرماتے ہیں آپؑ نے فرمایا اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں میں نے عرض کیا مگر اس پر چھلکا تو نہیں ہوتا آپؑ نے فرمایا یہ مچھلی بدمزاج ہے ہر چیز سے خود کو رگڑتی ہوئی چلتی ہے چنانچہ میں نے اس کے کان کی جڑ پر نظر ڈالی تو وہاں اس پر چھلکا پایا ۔

(۴۲۰۸) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ چیز جس میں حلال و حرام دونوں ہوں تو وہ تمہارے لئے حلال ہے تا ابد جب تک کہ تم یہ نہ پہچان لو کہ اس میں سے یہ چیز بعینہ حرام ہے تو اس کو چھوڑ دو ۔

(۴۲۰۹) اور حسن بن علی بن فضّال نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر علیہ السلام سے خصی (آختہ) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے کوئی جواب نہیں دیا پھر میں نے یہ

حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۲۱۰) یونس بن یعقوب نے ابی مریم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا (سنا ہے کہ) ایک بکری کا بچہ کہیں پڑا ہوا تھا اور وہ مردار تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کے مالک کا کیا نقصان تھا اگر وہ اس کے چمڑے سے فائدہ اٹھاتا۔ اس پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اے ابو مریم وہ بکری کا بچہ مردار نہ تھا بلکہ بہت لاغر تھا اس کے مالک نے اس کو ذبح کیا (مگر دیکھا کہ اس میں کوئی گوشت نہیں نکلے گا اس لئے) اس کو پھینک دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے مالک کا کیا نقصان تھا اگر وہ اس کے چمڑے سے فائدہ اٹھاتا۔

(۴۲۱۱) اور سعید اعرج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک دیگچی میں بکری کا گوشت تھا اس میں ایک اوقیہ (ایک اونس) خون گر گیا کیا اس کو کھایا جاسکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں کیونکہ آگ خون کو کھا جاتی ہے۔

(۴۲۱۲) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انھوں نے زرارہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے بکری کے مردہ بچے کے پیٹ سے نکلے ہوئے پنیر (شیرمایہ) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں میں نے عرض کیا۔ ایک بکری مرگئی اور اس کے تھنوں میں دودھ ہے؟ فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں میں نے عرض کیا اون، بال اور ہاتھی کے دانت اور وہ انڈا جو مرغی کے پیٹ سے نکلتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا یہ سب ذکی و حلال ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۲۱۳) اور عبد العظیم بن عبداللہ حسنی نے ابی جعفر محمد بن علی الرضا علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایسے ذبیحہ کے متعلق سوال کیا جو غیر خدا کے لئے ذبح کیا جائے۔ تو آپؑ نے فرمایا وہ جانور جو کسی بت یا مورتی یا درخت کے لئے ذبح کیا جائے اس کو اللہ تعالیٰ نے اسی طرح حرام کر دیا ہے جس طرح مردار اور خون اور سور کے گوشت کو حرام کیا ہے لیکن جو (اسے کھانے پر) بالکل مجبور ہو باغی اور سرکش نہ ہو اور مردار کھالے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

آپؑ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے اور ان سے بیان کیا ان کے پدر نامدار علیہ السلام نے اور انہوں نے روایت کی ہے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ اگر ہم ایسے مقام پر ہوں جہاں کچھ کھانے کو نہ ملے تو ہم پر مردار کھانا کب حلال ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا اگر تم لوگوں کو صبح کھانے کیلئے دوپہر غذا کے لئے اور رات کھانے کیلئے سبزی، ترکاری اور پھل پھول تک میسر نہ ہوں تو پھر جو چاہو کھاؤ تمہیں اختیار ہے۔

اور عبدالعظیم کا بیان ہے کہ پھر میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کیا مطلب ہے ۔فمن اضطرغیر باغ و لاعاد فلااثم علیہ ۔(سورہ بقرہ آیت ۱۷۳) (پس جو شخص مجبور ہو اور سرکشی کرنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو اور اس میں سے کچھ کھائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں) ۔آپؑ نے فرمایا کہ عادی سے مراد سارق (چور) اور باغی سے مراد وہ ہے جو بلا ضرورت شکار کرتا یا صرف لہو لعب و تفریح کے لئے شکار کرتا ہے اور اپنے اہل و عیال کے لئے شکار لے کر واپس نہیں جاتا تو ان لوگوں کے لئے اگر مجبور بھی ہوں تو مردار کھانا حلال نہیں ان کے لئے لازم ہے حالت مجبوری میں بھی جیسا کہ ان دونوں پر حالت اختیار میں حرام ہے اور انکے لئے حالت سفر میں بھی روزہ نماز قصر نہیں ہے ۔

عبدالعظیم کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے والمنخنقة والموقوذة والمتردية والنطيحة وما اكل السبع الا ماذكيتم (سورہ مائدہ آیت نمبر ۳) (اور جو مرگیا ہو گلا گھونٹنے سے یا چوٹ سے یا بلندی سے گرکر یا سینگ مارنے سے اور جس کو کھایا ہو درندے نے ۔مگر جس کو تم نے ذبح کرلیا) کا مطلب دریافت کیا کہ تو آپؑ نے فرمایا منخنقة وہ ہے جس کی گردن مروڑی ہو درندے نے مگر مرجائے اور موقوذة وہ ہے جو بیمار ہو اور بیماری نے اسے پٹکا ہو کہ اس میں کوئی حس و حرکت نہ ہو ۔اور متردية وہ ہے جو کسی بلندی سے نیچے گرے یا کسی پہاڑ سے گرے یا کسی کوئیں میں گرے اور مرجائے اور نطیحة وہ ہے کہ جس کسی دوسرے جانور نے سینگ مارا ہو اور وہ مرگیا ہو ۔جس میں سے کسی درندے نے کھایا اور وہ مرگیا ہو اور جو کسی پتھر یا بت کے تھان پر ذبح کیا گیا ہو لیکن یہ کہ کسی نے پہنچ کر اسے ذبح کرلیا ہو اور وہ ذبح ہوگیا ہو ۔

میں نے عرض کیا و ان تستقسموا بالازلام آپؑ نے فرمایا کہ ایام جاہلیت میں دس آدمی مل کر ایک اونٹ خریدتے اور اس کو قرعہ کے تیروں سے تقسیم کرتے سات تیروں کا حصہ ہوتا اور تین تیروں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا جن تیروں کا حصہ ہوتا ان کے نام یہ ہیں فذ، توام، نافس، حلس، مسبل، معلی، رقیب اور جن تیروں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا ان کے نام یہ ہیں فسیح، منیح، وغد پھر ان تیروں کو دس آدمیوں کے درمیان گھماتے رہتے وہ تین تیر جن کا کوئی حصہ نہیں ہوتا وہ جن تین آدمیوں کے نکلتے ان تینوں کو اونٹ کی ایک ایک تہائی قیمت دینی پڑتی پھر اس اونٹ کو نحر کرتے اور وہ سات آدمی جنھوں نے کوئی قیمت نہیں دی وہی اس کو کھاتے اور وہ تین آدمی جنھوں نے اونٹ کی پوری قیمت ادا کی ان کو نہیں کھلاتے ۔مگر جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے جہاں اور چیزیں حرام کیں وہاں اس کو بھی حرام کردیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم تیروں سے ہرگز تقسیم نہ کرو یہ فسق ہے یعنی حرام ہے ۔

اور یہ حدیث ابی الحسین اسدی رحمتہ اللہ علیہ کی روایت میں ہے جس کی روایت انہوں نے سہل بن زیاد سے انہوں نے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے اور انہوں نے حضرت ابی جعفر محمد بن علی الرضا علیہ السلام سے کی ہے ۔

(۴۲۱۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص مردار و خون اور سور کا گوشت کھانے پر مجبور ہو اور وہ اس میں سے کچھ بھی نہ کھائے یہاں تک کہ وہ مرجائے تو وہ کافر ہے۔

یہ حدیث محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری کی کتاب نوادر الحکمہ میں مرقوم ہے۔

(۴۲۱۵) محمد بن عذافر نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مردار اور خون اور سور کے گوشت کو کیوں حرام کر دیا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں اپنے بندوں پر حرام کیں اس لئے نہیں کہ ان چیزوں سے اس کو نفرت تھی اور ان کے علاوہ وہ تمام چیزیں جو بندوں کے لئے حلال کیں اس لئے نہیں کہ ان تمام چیزوں سے اس کو رغبت تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کو پیدا کیا ہے لہذا اس کو معلوم ہے کن چیزوں سے ان کے ابدان قائم اور درست رہیں گے اس لئے ان چیزوں کو بندوں کے لئے حلال و مباح کر دیا اور اسے معلوم ہے کہ کون سی چیزیں ان کیلئے مضر ہیں اس لئے ان چیزوں کے کھانے سے ان کو منع کر دیا ہے۔ پھر وہ لوگ جو وقتی طور پر ان کے کھانے کیلئے مجبور ہوں اور بغیر ان کے کھائے ان کا بدن قائم نہ رہ سکے تو انہیں حکم دیا وہ زندہ رہنے کے لئے اس میں سے کھالیں اس سے زیادہ نہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ لیکن مردار تو اس کو جو بھی کھائے گا اس کے بدن میں ضعف آئے گا اس کی قوت کم ہوتی جائے گی اس کی نسل منقطع ہو جائے گی اور مردار کھانے والا ناگہانی موت مرے گا۔ خون تو اس کے کھانے والے میں پانی (یعنی صفرا) پیدا ہو جاتا ہے اس میں کتے کی طرح دیوانگی آجاتی ہے۔ قساوت قلبی پیدا ہوتی ہے اور نرم دلی اور مہربانی نہیں رہ جاتی یہاں تک کہ کوئی بعید نہیں جو اپنے گہرے دوست یا اپنے ساتھی پر حملہ کر بیٹھے۔ اور سور کا گوشت تو اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو مختلف شکلوں میں مسخ کر دیا جیسے سور، بندر، ریچھ، پھر ان کے ہم شکل جانور تھے ان کا کھانا منع کر دیا تاکہ اس سے نفع نہ اٹھایا جاسکے اور ان کے اس عذاب کو ہلکا اور خفیف نہ سمجھا جائے۔ اور شراب تو اس کے فعل اور اس کے فساد کی وجہ سے اس کو حرام کیا کیونکہ شراب کا عادی مثل بت پرست کے ہے۔ نیز اس سے رعشہ پیدا ہوتا ہے۔ اس میں مروت نہیں رہ جاتی اور حرام کاموں کی بھی جسارت کرنے لگتا ہے۔ جیسے کسی کا خون بہانا اور زنا کرنا، اور جب نشہ کی حالت میں ہوتا ہے تو اس سے کوئی بعید نہیں جو اپنی محرم عورتوں پر دست درازی کر بیٹھے اور یہ نہ سمجھے کہ یہ میری محرم ہیں۔ اور شراب خوار میں سوائے بدی کے اور کسی شے کا اضافہ نہیں ہوتا۔

(۴۲۱۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بکری (یا بکرے) میں سے دس چیزیں نہیں کھائی جائیں گی۔ مینگنی، خون، حرام مغز، طحال، غدود، آلہ تناسل، انثین (بیضہ) رحم، فرج (شرمگاہ) اور گردن کی رگ۔

(۴۲۱۷) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ مردار جانور کی دس چیزیں حلال و لائق استعمال ہیں ۔ سینگ ، کھر ، ہڈی ، دانت ، بکری کے بچے کے پیٹ کا پنیر ، دودھ ، بال ، اون ، پرندوں کے پَر ، انڈا (اور میں نے اس کا تذکرہ اپنی کتاب خصال باب عشرات میں بھی کیا ہے) ۔

باب :- کافر ذمی کا کھانا ان کے ساتھ کھانا پینا اور ان کے برتن

(۴۲۱۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا گیا ۔ و طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم (سورہ مائدہ آیت ۵) (وہ لوگ جنھیں کتاب دی گئی ان کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے) آپؑ نے فرمایا اس سے مراد پھل ہیں ۔

(۴۲۱۹) اور ہشام بن سالم کی روایت میں آنجنابؑ سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا مسور اور چنا وغیرہ ۔

(۴۲۲۰) سعید اعرج نے آنجنابؑ سے یہودیوں اور نصرانیوں کے جھوٹے کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اسے کھایا جائے یا پیا جائے ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں ۔

(۴۲۲۱) زرارہ نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے مجوسیوں کے برتنوں کے متعلق فرمایا کہ اگر تم اس کے استعمال پر مجبور ہو تو اسے پانی سے دھولیا کرو ۔

(۴۲۲۲) اور عیص بن قاسم نے آنجنابؑ سے یہودیوں اور نصرانیوں کے ساتھ کھانے پینے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر تمہارے کھانے کی چیزوں میں سے ہو تو کوئی حرج نہیں نیز آنجنابؑ سے مجوسیوں کے ساتھ کھانے پینے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر وہ وضو کرلے (ہاتھ منھ دھولے) تو کوئی حرج نہیں ۔

(۴۲۲۳) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام سے کسی ایک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے اہل کتاب کے ظروف کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ لوگ ان میں مردار ، خون اور سور کا گوشت کھاتے ہوں تو اس میں نہ کھاؤ ۔

باب :- سور کے بالوں کے استعمال کا جواز

(۴۲۲۴) حنان بن سدیر نے برد اسکاف سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ایک مرد خرّاز (ریشم فروش) ہوں سور کے بالوں کے بغیر میرا کام نہیں چل سکتا آپؑ نے فرمایا پھر اس کے نرم بال لو اور مٹی کے پکے برتن میں رکھ کر اس کے نیچے آگ روشن کرو یہاں تک کہ اس کے چکنائی اور میل دور ہو جائے پھر اس سے کام لو ۔

(۴۲۲۵) اور عبداللہ بن مغیرہ کی روایت میں ہے اور انہوں نے برد سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہم لوگ سور کے بالوں سے کام کرتے ہیں کبھی کبھی کوئی آدمی بھول جاتا ہے اور وہ اس کو ہاتھ میں لئے ہوئے نماز پڑھ لیتا ہے۔آپؑ نے فرمایا یہ جائز نہیں کہ وہ نماز پڑھے اور اس کے ہاتھ میں سور کی کوئی چیز ہو۔ نیز فرمایا تم لوگ اس کو لے کر دھولو کہ ان بالوں پر کوئی چکنائی اور میل وغیرہ نہ رہ جائے۔اور جس پر چکنائی وغیرہ رہ جائے اسے استعمال نہ کرو اور جس پر چکنائی وغیرہ نہ رہ جائے اس سے کام لیا کرو۔

باب :- گھر میں بکریاں اور پرندے پالنا

(۴۲۲۶) حسن بن محبوب نے محمد بن مارد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ جس مرد مومن کے گھر ایک دودھ دینے والی بکری ہوگی تو وہ بکری اس گھر والوں کے لئے طہارت اور برکت کی دعا کرے گی۔اور اگر دو بکریاں ہوئیں تو وہ روزانہ دو مرتبہ طہارت کی دعا کریں گی۔تو میرے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ وہ کیسے پاکیزگی کے لئے دعا کریں گی تو فرمایا کہ وہ کہے گی کہ تم لوگوں پر برکتیں نازل ہوں تم لوگ پاکیزہ رہو اور تمہارا سالن پاک رہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے پوچھا قدستم کے معنی؟ آپؑ نے فرمایا یعنی تم لوگ طاہر ہوئے۔

(۴۲۲۷) اور امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب صلوات اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جن کی تمہارے سرد ذمہ داری ہے ان کے متعلق اور اپنے اموال میں سے عجم (بے زبانوں) کے متعلق اللہ سے ڈرتے ہو تو آپؑ نے دریافت کیا گیا کہ عجم سے کیا مراد ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ بکری اور گائے اور کبوتر اور اس کے مانند اور جانور۔

(۴۲۲۸) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے وحشت (جی گھبرانے) کی شکایت کی تو آپؑ نے حکم دیا کہ ایک جوڑا کبوتر پال لو۔

(۴۲۲۹) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ کبوتر کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ شیاطین کو بھگا دیتی ہے۔

باب :- ہڈیوں میں سے گودے کو جھاڑ لینا مکروہ ہے

(۴۲۳۰) علی بن اسباط نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابو حمزہ نے ہم لوگوں کے لئے کھانا تیار کرایا اور اس کے لئے ہم لوگوں کا ایک گروہ مدعو تھا۔جب ہم لوگ دسترخوان پر بیٹھے تو ابو حمزہ نے دیکھا ایک شخص ہڈیوں میں سے گودا جھاڑ رہا ہے تو انہں نے چلا کر کہا ایسا نہ کرو میں نے حضرت امام علی ابن حسین علیہما السلام سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ہڈیوں کہ اندر کے گودوں کو خالی نہ کیا کرو کیونکہ وہ حصہ جنوں کا ہے اگر تم نے ایسا کیا تو گھر مین سے وہ چیز جو تمہارے لئے بہتر ہے چلی جائے گی۔

(۴۲۳۱) اور ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق بن محمد علیہما السلام سے عرض کیا گیا کہ ہم لوگوں تک یہ حدیث پہونچی

ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ گوشت (خوروں) کے گھر کو اور چربدار گوشت کو ناپسند کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ ہم لوگ تو خود گوشت کھاتے اور اسے پسند کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھر سے مراد وہ گھر ہے جس میں لوگوں کی غیبت کر کے لوگوں کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ اور چربدار موٹے گوشت سے مراد وہ ہے جس کی چال میں تکبر اور گھمنڈ ہو۔

(۴۲۳۲) حریز نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تازہ اور کچا گوشت (بغیر پکا) کھانے کو منع فرمایا ہے کہ اس کو درندے کھاتے ہیں۔ حریز کا بیان ہے کہ جب تک دھوپ یا آگ سے اس میں تغیر نہ آجائے۔

(۴۲۳۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کوؤں میں سے چھوٹے قسم کا کوا جس کو زاغ کہتے ہیں اسے نہ کھایا جائے اور نہ اس کے علاوہ۔ اور سانپوں میں سے کسی قسم کا سانپ بھی نہ کھایا جائے۔

(۴۲۳۴) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سانپوں کے قتل کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا خشکی میں جو سانپ بھی پاؤ اسے مار دو سوائے جان (ایک قسم کا سفید سانپ) کے اور گھر میں رہنے والے بہت عمر رسیدہ سانپوں کے مارنے کو منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ قتل کے نتائج و اثرات کے ڈر سے انہیں نہ چھوڑو۔ اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یہود کہا کرتے تھے کہ گھر میں بسنے والے سانپ کو جو قتل کرے گا وہ ایسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہوگا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو ان گھروں میں بسنے والے کو محض ان کے نتائج واثرات کے خوف سے چھوڑ دے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ تم تو ان کو صرف اسی لئے چھوڑ دیتے ہو کہ وہ تمہیں کوئی گزند نہیں پہونچاتے۔ اور فرمایا کہ کبھی کبھی تو تم ان کو سوراخوں میں قتل کر دیتے ہو۔

(۴۲۳۵) موسیٰ بن بکر واسطی نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ گوشت کھانے سے گوشت پیدا ہوتا ہے اور مچھلی سے بدن گھل جاتا ہے اور کدو دماغ میں اضافہ کرتا ہے اور کثرت سے انڈا کھانے سے لڑکے زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور مریض کو شہد کے مانند کوئی اور چیز شفا بخش نہیں ہے۔ اور جو شخص اپنے پیٹ میں چربی کا ایک لقمہ بھی داخل کرے گا تو اسی کے برابر اس سے مرض پیدا ہوگا۔

باب :۔ چاندی سونے وغیرہ کے برتنوں میں کھانا پینا اور کھانے کے آداب

(۴۲۳۶) سماعہ نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ چاندی کے برتن میں پینا جائز نہیں

(۴۲۳۷) اور ابان نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ نہ سونے کے برتن میں کھاؤ نہ چاندی کے برتن میں۔

(۴۲۳۸) ثعلبہ نے برید عجلی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ چاندی اور چاندی کا ملمع کئے ہوئے پیالے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ نیز آپؑ تیل کے ملمع شدہ برتن سے تیل لگانے اور ملمع شدہ کنگھی کے استعمال کو بھی اس طرح مکروہ جانتے تھے اور اگر تم کو ملمع شدہ پیالے میں پانی کے سوا کئی چارہ نہ ہو تو چاندی کی ملمع شدہ جگہ سے دوسری جگہ اپنے منھ کو بدل لو۔

(۴۲۳۹) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سونے چاندی کے برتن ان لوگوں کے لئے مال و متاع ہیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔

(۴۲۴۰) اور یونس یعقوب نے اپنے بھائی یوسف سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک مرتبہ پینے کے لئے پانی طلب کیا تو ایک پیتل کے پیالے میں پانی لایا گیا تو آپؑ کے پاس جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے کسی نے کہا کے عبادت گزار لوگ پیتل کے برتن میں پانی پینا مکروہ جانتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا مگر ان سے پوچھو کہ یہ سونا یا چاندی ہے؟

(۴۲۴۱) جراح مدائنی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس امر کو مکروہ جانتے تھے کہ کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ سے پیئے یا کھانا کھائے۔

(۴۲۴۲) عبداللہ بن میمون نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب بغیر برتن کے پانی میں منہ لگا کر پیتے تھے تو آنحضرت نے فرمایا تم لوگ اپنے ہاتھ میں پانی لے کر پیو یہ تمہارے برتنوں سے بہتر ہے۔

(۴۲۴۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ دن کے وقت کھڑے ہو کر پانی پینا رگوں میں دوران خون کو زیادہ کرتا اور بدن کو زیادہ قوی کرتا ہے۔

(۴۲۴۴) نیز آنجنابؑ نے فرمایا کہ رات کے وقت کھڑے ہو کر پانی پینے سے زرد پانی (پت؟) پیدا ہوتا ہے۔

(۴۲۴۵) اور آپؑ سے آپؑ کے بعض اصحاب نے ایک سانس میں پانی پینے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر وہ شخص جس نے تم کو پانی دیا ہے تمہارا غلام ہے تو پھر تین سانس میں پیو اور اگر وہ مرد آزاد ہے تو پھر ایک سانس میں پیو اور یہ حدیث محمد بن یعقوب کلینی کی روایت میں بھی ہے۔

(۴۲۴۶) اور حمّاد کی روایت میں ہے جس کی روایت انہوں نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ایک سانس میں پانی پینے سے افضل و بہتر ہے کہ آدمی تین سانس میں پانی پیئے۔ اور آپؑ مکروہ جانتے تھے کہ اسے ھیم کے مشابہہ کر لیا جائے (اونٹ کی طرح ڈگڈگا کر پیا جائے) میں نے عرض کیا کہ ھیم کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ذمل (اونٹ کا بوجھ) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اونٹ اور روایت کی گئی ہے ھیم سن رسیدہ اونٹنی اور روایت میں ہے کہ ھیم سے مراد وہ چیز ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔

(۴۲۴۷) عبداللہ بن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم راستہ چلتے اور ٹہلتے ہوئے نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔

(۴۲۴۸) عمر بن ابی شعبہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ کسی شے پر تکیہ لگا کر کھا رہے ہیں پھر آپؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا اور کہا کہ آنحضرتؐ نے مرتے دم تک کبھی تکیہ لگا کر نہیں کھایا۔

(۴۲۴۹) حمّاد بن عثمان سے روایت کی ہے انہوں نے عمر بن ابی شعبہ اور انہوں نے شعبہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو چار زانو بیٹھ کر کھاتے دیکھا۔

(۴۲۵۰) اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب دسترخوان بچھایا جاتا ہے تو اس کو چار فرشتے آکر گھیر لیتے ہیں اور جب بندہ کہتا ہے بسم اللہ تو وہ فرشتے شیطان سے کہتے ہیں اے فاسق تو دور ہو جا ان لوگوں پر تیرا کوئی قابو نہیں چلے گا اور جب کھانا کھا کر فارغ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں الحمدللہ تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ وہ قوم ہے کہ جس پر اللہ نے نعمتیں نازل کی ہیں اور یہ اپنے پرورگار کا شکر ادا کر رہے ہیں۔ اور جب یہ لوگ بسم اللہ نہیں کہتے تو فرشتے شیطان سے کہتے ہیں اے فاسق قریب آجا اور ان لوگوں کے ساتھ کھانا کھا اور جب دسترخوان اٹھتا ہے اور یہ لوگ الحمد للہ نہیں کہتے تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ وہ قوم جنھیں اللہ نے نعمتیں دیں مگر یہ لوگ اپنے پروردگار کو بھول گئے۔

(۴۲۵۱) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سالار قافلہ سب لوگوں سے پہلے پانی پیتا اور سب کے آخر میں وضو کرتا ہے۔

(۴۲۵۲) سماعہ بن مہران نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا تو آپؑ نے فرمایا اے سماعہ کھاتے رہو اور اللہ کی حمد کرتے رہو یہ نہیں کہ کھاتے رہو اور چپ چاپ رہو۔

(۴۲۵۳) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے کھانے پر بسم اللہ کہہ لے تو میں ضامن ہوں کہ اس کو اس کھانے سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوگی تو ابن الکواء نے کہا کہ اے امیرالمومنین میں نے گزشتہ

شب کھانا کھایا اور اس پر بسم اللہ بھی کہہ لیا تھا مگر اس کے باوجود مجھے اس کھانے سے اذیت ہوئی۔ آپؑ نے فرمایا اے بیوقوف تو نے کئی رنگ کے کھانے کھائے بعض پر تو نے بسم اللہ کہا اور بعض پر نہیں کہا۔

اور روایت کی گئی ہے کہ اگر کوئی ہر رنگ کے کھانے پر بسم اللہ کہنا بھول جائے تو یہ کہے بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَوَّلِہٖ وَ آخِرِہٖ (اول اور آخر سب پر بسم اللہ)۔

(۴۲۵۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کبھی کوئی بدہضمی نہیں ہوئی اس لئے کہ میں جب بھی کھانا شروع کرتا ہوں تو بسم اللہ کہہ لیتا ہوں اور جب بھی کھانا سے فارغ ہوتا ہوں۔ تو الحمدللہ کہہ لیتا ہوں۔

(۴۲۵۵) نیز آنجنابؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب پیٹ بھر جاتا ہے تو سرکشی کرنے لگتا ہے۔

(۴۲۵۶) عمرو بن قیس ماصر نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ کے اندر میں حضرت امام محمد باقر علیہاالسلام کی خدمت میں ہوا آپؑ کے سامنے دسترخوان رکھا ہوا تھا اور آپؑ کھانا تناول فرمارہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ دسترخوان کے آداب کیا ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا جب تم اس کو سامنے رکھو تو بسم اللہ کہو اور جب تم اس کو اٹھاؤ تو الحمدللہ کہو۔ اور اس کے اردگرد کو جھاڑ لو یہ ہیں اس کے آداب پھر میں نے ادھر ادھر دیکھا تو ایک کوزہ نظر آیا میں نے عرض کای کہ اس کوزے کے آداب کیا ہیں؟ آپؑ نے فرمایا جب تمھارے دونوں لبوں سے متصل ہو تو بسم اللہ کہو اور جب تم اپنے منھ سے ہٹاؤ تو الحمدللہ کہو اور جہاں رسی بندھی ہوتی ہے (پکڑنے کی جگہ) وہاں پینے سے پرہیز کرو اسلئے کہ وہ شیطان کی نشست ہے۔ یہ ہیں اس کے آداب۔

(۴۲۵۷) محمد بن ولید کرمانی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوجعفر ثانی علیہ السلام کے سامنے کھایا جب کھانے سے فارغ ہوا اور سامنے سے دسترخوان اٹھ گیا تو غلام بڑھا کہ کھانے کے جو کچھ ٹکڑے ادھر ادھر گرے ہوئے ہیں اسے اٹھالے تو آپؑ نے اس سے کہا کہ صحرا میں جو کچھ ہے اسے وہیں چھوڑ دو خواہ بکری کی ایک ران ہی کیوں نہ ہو۔ اور جو گھر میں ہے اس کو تلاش کر کے چن لو۔

(۴۲۵۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی امیہ کھانا سرکہ سے شروع کرتے اور نمک پر ختم کرتے تھے اور ہم لوگ کھانا نمک سے شروع کر کے سرکہ پر ختم کرتے ہیں۔

(۴۲۵۹) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ کھانا نمک سے شروع کرو اگر لوگ جانتے کہ نمک میں کیا ہے تو وہ اسے تریاق مجرب کے طور پر اختیار کر لیتے۔

(۴۲۶۰) حسن بن محبوب نے وھب بن عبدربہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو خلال کرتے دیکھا اور گھورنے لگا۔ تو آپؑ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خلال کیا کرتے تھے حالانکہ ان کے منھ میں خوشبو تھی۔

(۴۲۶۱) ایک دوسری روایت میں ہے کہ مہمان کے حقوق میں سے یہ حق بھی ہے کہ اسکو خلال فراہم کر دیا جائے۔

(۴۲۶۲) نیز آپؑ نے فرمایا کہ منھ میں غذا کا وہ حصہ جو تم زبان پھیر کر نکالتے ہو اس کو نگل ڈالو۔ اور جو کچھ تم خلال سے نکالتے ہو اسے پھینک دو۔

(۴۲۶۳) صفوان جمال نے ابی عزہ خراسانی سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ کھانے سے پہلے وضو اور اس کے بعد وضو یہ دونوں فقر کو دور کرتے ہیں۔

(۴۲۶۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو یہ پسند ہو کہ اس کے گھر میں خیر و برکت میں کثرت ہو تو وہ کھانے کے وقت وضو کر لے۔

(۴۲۶۵) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھ دھوئے وہ وسعت رزق سے زندگی بسر کرے گا۔ اور جسمانی امراض و بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔

(۴۲۶۶) ابی حمزہ ثمالی نے حضرت امام علی ابن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام جب کھانا تناول فرماتے تو کہتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمْنَا وَ سَقَانَا وَ کَفَانَا وَ اَیَّدَنَا وَ آوَانَا وَ اَنْعَمَ عَلَیْنَا (اس اللہ کی حمد جس نے ہم لوگوں کو کھانا کھلایا، ہمیں پانی پلایا، ہم لوگوں کے لئے کافی ہوا، ہم لوگوں کی تائید کی، ہم لوگوں کو پناہ دی اور ہم لوگوں پر نعمتیں نازل کیں)۔ افضل یہ ہے کہ یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُطْعِمُ وَ لَا یُطْعَمُ (اس اللہ کی حمد جو لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے اور اسے کھلایا نہیں جاتا۔)

(۴۲۶۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین سالن سرکہ ہے جس گھر میں سرکہ ہو وہ کبھی فقیر نہ ہو گا۔

(۴۲۶۸) شعیب نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لہسن و پیاز اور کرّاث (گندنا) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں کچا ہو یا ہانڈی میں پکا ہوا اور اگر لہسن بطور دوا استعمال کیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں لیکن جب ایسا ہو تو پھر مسجد نہ جاؤ۔

(۴۲۶۹) عمر بن اذنیہ نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے لہسن کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بُو کی وجہ سے منع فرمایا ہے جو شخص اس بُری سبزی کو کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ اور جو شخص اس کو کھائے اور مسجد میں نہ آئے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۲۷۰) ابراہیم کرخی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام نے فرمایا کہ دسترخوان کے بارہ خصائل ہیں اور ہر مرد مسلمان پر یہ واجب ہے کہ ان کو جان لے ان میں سے چار فرض ہیں، چار سنت ہیں اور چار آداب ہیں۔ وہ چار جو فرض ہیں وہ حلال و حرام اور نعمت عطا کرنے والے کی معرفت اور جو کچھ مل رہا ہے اس پر راضی اور خوش رہنا اور کھانے کے لئے بسم اللہ کہنا اور کھانے کے بعد شکر خدا ادا کرنا۔ اور سنت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے وضو کرلے۔ اور میزبان کے بائیں جانب بیٹھے اور تین انگلیوں سے کھائے۔ اور کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لے۔ اور چار آداب یہ ہیں جو اس کے قریب ہو اس میں سے کھائے اور لقمہ چھوٹا اٹھائے اور لقمہ کو خوب اچھی طرح چبائے۔ اور لوگوں کے منہ کو کم دیکھے۔

(۴۲۷۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بوڑھے اور بہت سن رسیدہ کے لئے یہ مناسب ہے کہ بغیر پیٹ بھرے اور کچھ کھائے نہ سوئے۔ کیونکہ یہ گہری نیند اور اس کی شیرینی کے لئے سب سے اچھی چیز ہے۔

(۴۲۷۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تعجب ہے کہ جو بیماری کے ڈر سے کھانے میں پرہیز کرتا ہے وہ جہنم کے ڈر سے گناہوں سے کیوں نہیں پرہیز کرتا۔

باب :- قسم و نذر اور کفارہ

(۴۲۷۳) منصور بن حازم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دودھ چھڑائی کے بعد کوئی دودھ پلانے کا حکم نہیں۔ اور روزے میں کوئی وصل نہیں (یعنی دو دن کا روزہ درمیان میں بغیر افطار کئے ہوئے) اور احتلام کے بعد کوئی طفولیت (بچپن) نہیں۔ اور ایک دن اور رات کا کوئی روزہ نہیں اور عرب سے ہجرت کے بعد عربوں کے عادات و خصائل اختیار کرنا نہیں چاہیے۔ اور فتح مکہ کے بعد جو مکہ چھوڑ کر مدینہ آئے وہ مہاجر نہیں۔ اور نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور ملکیت سے پہلے غلام کو آزاد کرنا نہیں۔ اور لڑکے کے لئے اپنے باپ کے ساتھ، غلام کے لئے اپنے مالک کے ساتھ اور زوجہ کے لئے اپنے شوہر کے ساتھ کوئی قسم نہیں۔ اور گناہ کے کام کے لئے کوئی نذر نہیں۔ اور اپنے رشتہ دار سے قطع تعلق کی قسم کوئی قسم نہیں ہے۔

(۴۲۷۴) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے عہد کیا اگر وہ اپنی بہن سے تا ابد بات کرے تو اس کے تمام مال مویشی (خانہ کعبہ کو) ہدیہ ہوجائیں گے۔ اور اس کے تمام غلام آزاد ہوجائیں گے۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اپنی بہن سے

بات کرے اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے یہ اور اس کے مشابہ تمام باتیں شیطان کی چالیں ہیں۔

(۴۲۷۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حلفیہ قسم کے ساتھ کسی نیک کام کے لئے کہے اور پھر دیکھے کہ اس سے بھی زیادہ بڑھا ہوا نیک کام ایک اور ہے چنانچہ اس کو بجالائے تو اس کو زیادہ ثواب ہوگا۔

(۴۲۷۶) حمّاد بن عثمان نے محمد بن ابی صباح سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری ماں نے گھر میں جو اس کا حصہ تھا وہ مجھے بخش دیا تو میں نے اس سے کہا کہ قاضی لوگ اس کو نہیں مانیں گے اس لئے بہتر ہے کہ اس کا میرے نام بیعنامہ لکھ دیں تو انہوں نے کہا کہ اس کے متعلق جو چاہے کرلو ۔ اور جو بھی تمہاری نظر میں تمہارے لئے بہتر ہے کرلو میں اس کی توثیق کردونگی ۔ مگر بعض وارثوں نے مجھ سے حلف لینا چاہا کہ میں نے اس کی قیمت نقد ادا کردی ہے حالانکہ میں نے ذرا بھی اس کی قیمت نقد نہیں کی ہے اب آپؑ کی کیا رائے ہے ۔ آپؑ نے فرمایا کہ تم کوئی توریہ کرکے ان لوگوں کے لئے حلف اٹھالو۔

(۴۲۷۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے حلف سے کہا کہ اگر وہ اپنے باپ یا اپنی ماں سے بات کرے تو وہ حج کے لئے احرام باندھ لے گا۔ فرمایا یہ کوئی چیز نہیں۔

(۴۲۷۸) اور آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کو غصہ آیا تو اس نے کہا کہ مجھ پر بیت اللہ الحرام کی طرف پاپیادہ جانا فرض ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے یہ نہیں کہا کہ اللہ کے لئے مجھ پر فرض ہے تو یہ کچھ نہیں ہے۔

(۴۲۷۹) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے مندرجہ ذیل قول خدا کے متعلق لایؤاخذکم اللّٰہ باللغو فی ایمانکم (سورہ بقرہ آیت ۲۲۵) (تمہاری لغو قسموں پر اللہ تم سے کوئی مواخذہ نہیں کرے گا) دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا وہ نہیں خدا کی قسم اور ہاں خدا کی قسم ہے۔

(۴۲۸۰) محمد بن مسلم نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے دونوں آئمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس سے اس کی عورت نے کہا کہ تم سے درخواست کرتی ہوں کہ خدا کے لئے تم مجھے طلاق دے دو۔ آپؑ نے فرمایا وہ اس کو مار لگائے یا اس کو معاف کردے اس کو اختیار ہے۔

(۴۲۸۱) عثمان بن عیسیٰ نے ابو ایّوب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا تم لوگ اللہ تعالیٰ کی سچی یا جھوٹی کوئی قسم نہ کھاؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو منع کیا اور ارشاد کیا ہے کہ و لا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم (سورہ بقرہ آیت ۲۲۴) (تم لوگ اللہ کو اپنی قسموں کی ڈھال نہ بناؤ)۔

(۴۲۸۲) ابو ایّوب نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کی قسم کھا کر کچھ کہے تو اس کو سچ کر دکھائے اور جو سچ نہ کر دکھائے تو وہ اللہ کی طرف سے کسی شے میں نہیں ہے اور جس کو اللہ کی قسم دی

جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس پر راضی ہو جائے اور جو راضی نہ ہو تو اللہ کی طرف سے کسی شے میں نہیں ہے۔

(۴۲۸۳) اور بکر بن محمد ازدی نے ابو بصیر سے اور انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں ہرگز اپنی ناک دیوار پر نہ رگڑوں گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی بلا میں مبتلا کرے گا کہ اس کو اپنی ناک دیوار پر رگڑنی پڑے گی۔

اور اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں اپنا سر دیوار سے نہیں ٹکراؤں گا تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک شیطان مسلط کر دیگا جو اس کا سر دیوار سے ٹکرا دے گا۔

(۴۲۸۴) اور حمّاد بن عیسیٰ نے عبداللہ بن میمون سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ بندے کو چاہیئے کہ وہ کسی امر کے کرنے کا وعدہ کرے تو اس میں ان شاء اللہ کہہ کر اسے ضرور مستثنیٰ کر لے اور اگر وعدہ پورا کرنا بھول گیا ہے تو چالیس دن تک اسے ضرور پورا کر دے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چند یہودی حاضر ہوئے اور آپ سے چند سوالات کئے آپ نے فرمایا تم لوگ کل آنا میں اس کا جواب تم لوگوں کو دونگا اور ان شاء اللہ کہہ کر مستثنیٰ نہیں کیا تو حضرت جبریلؑ آپ کے پاس چالیس دن تک نہیں آئے پھر آئے تو یہ آیت لیکر و لا تقولن لشائی انی فاعل ذلک غداً الا ان یشآء اللہ واذکر ربک اذا نسیت (سورۃ کہف آیت نمبر ۲۳-۲۴) (تم بغیر ان شاء اللہ کے یہ ہرگز نہ کہو کہ یہ کام کل کروں گا اور جب بھول جاؤ تو اپنے رب کو یاد کرو)۔

(۴۲۸۵) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو یہ کہے میں واللہ یہ کام کروں گا اور پھر نہ کرے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا کفارہ دس مسکینوں کو ایک ایک مد آٹا یا گیہوں کھلانا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے اور اگر یہ کچھ میسر نہ ہو تو پے در پے تین دن روزہ رکھنا ہے۔

(۴۲۸۶) اور ابن بکیر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم لوگ عشر وصول کرنے والوں کی طرف سے اپنے مال مویشی لیکر گزرتے ہیں تو وہ لوگ ہم لوگوں سے حلف کا مطالبہ کرتے ہیں اور بغیر اس کے وہ ہم لوگوں کا راستہ نہیں چھوڑتے تو آپؑ نے فرمایا پھر تم لوگ ان کے لئے حلف سے کہہ دو یہ کھجور اور دودھ کی بالائی سے زیادہ شیریں ہے۔

(۴۲۸۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ ہر ضرورت کے موقع پر ہے اور صاحب ضرورت خوب جانتا ہے کہ اس کا موقع کب ہے۔

(۴۲۸۸) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ میری نظر میں اللہ کی قسم کے علاوہ کوئی قسم نہیں ہے۔ کسی شخص کا یہ کہنا کہ لَا بَلْ شَانِئُکَ (یعنی لَا اَبَ لِشَانِئِکَ تیرے دشمنوں کا باپ مرجائے) یہ جاہلیت کی باتیں ہیں۔ اگر لوگ اسی قسم کی قسم کھانے لگے تو اللہ کی قسم متروک ہوجائے گی۔ اور لوگوں کا یہ کہنا یَاھَنَاہُ یَاھَنَاہُ تو یہ کسی بھولے ہوئے نام کو یاد کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن لَعَمْرُاللّٰہُ اور ایم اللّٰہ تو یہ واقعاً اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔

(۴۲۸۹) اور آنجناب علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جس نے بربنائے تقیہ حلف اٹھایا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر تمہیں اپنی جان یا اپنے مال کا ڈر ہو تو حلف اٹھالو تمہارا یہ حلف تم سے اس خطرے کو دور کردیگا۔

(۴۲۹۰) حلبی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے نذر مانی مگر کسی چیز کا نام نہیں لیا آپؑ نے فرمایا اگر اس نے کسی چیز کا نام لیا تو وہ وہی چیز نذر کرے اور تم نے کسی چیز کا نام نہیں لیا ہے تو پھر وہ کچھ نہیں ہے اور اگر تم نے یہ کہا ہے لِلّٰہِ عَلَیَّ (یعنی اللہ کے لئے میرے اوپر فرض ہے) تو اس پر قسم کا کفارہ ہے۔

(۴۲۹۱) اور آنجنابؑ نے فرمایا کہ ہر وہ قسم جس میں خوشنودی خدا کا ارادہ نہ کیا گیا ہو وہ کچھ نہیں ہے طلاق کا معاملہ ہو یا غلام کی آزادی کا۔

(۴۲۹۲) اور فرمایا کہ قسم کے کفارہ میں ایک مد یا ایک کپ (گیہوں یا آٹا) دیا جائے۔

(۴۲۹۳) اور ایسے شخص کے متعلق جو عشر وصول کرنے والوں کے سامنے اپنا مال بچانے کیلئے حلفیہ کہے؟ تو آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۴۲۹۴) اور میں (حلبی) نے آنجنابؑ سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جو کہے کہ اگر میں نے فلاں عورت اور فلاں عورت کو عاریت میں کوئی چیز دی تو میرا یہ مال خانہ کعبہ کو ہدیہ ہوجائے۔ مگر اس کی بغیر اجازت اس کے گھر والوں میں سے کسی نے (اس کے مال کو) عاریتاً دیدیا۔ آپؑ نے فرمایا اس پر کوئی ہدیہ نہیں ہے۔ ہدیہ اس وقت ہوگا جب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے خانہ کعبہ کو نذر کیا جائے تو یہ نذر وہ ہے جس کو پورا کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہے اور اس کے مشابہ جتنی چیزیں ہیں وہ کچھ نہیں ہیں اور کوئی ہدیہ و نذر نہیں جو اللہ کے نام پر نہ ہو۔

(۴۲۹۵) اور آنجنابؑ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو کہتا ہے کہ مجھ پر ایک ہزار قربانی فرض ہے۔ ایسی حالت میں کہ حج کے لئے احرام باندھے ہونگا۔ آپ نے فرمایا یہ شیطانی وسوسہ ہے۔

اور ایسے شخص کے متعلق جو کہتا ہے کہ وہ حج کے لئے احرام باندھے گا یا یہ کہے کہ میں یہ کھانا خانہ کعبہ کو ہدیہ کروں گا۔ آپؑ نے فرمایا یہ کچھ نہیں ہے کھانا ہدیہ نہیں کیا جاتا۔ یا وہ اونٹ کو نحر کرنے کے بعد کہے یہ ہدیہ خانہ کعبہ کے لئے ہے اس لئے کہ زندہ جانور ہدیہ کیا جاتا ہے جب وہ گوشت بن گیا تو وہ ہدیہ نہیں کیا جائے گا۔

(۴۲۹۶) اور ایک دوسری حدیث میں ہے ایک شخص کے متعلق جو کہے کہ نہیں میرے باپ کی قسم آپ نے فرمایا کہ وہ اللہ سے استغفار کرے۔

(۴۲۹۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قسم کی دو قسمیں ہیں ایک شخص پر وہ کام واجب نہیں ہے مگر وہ قسم کھائے کہ میں وہ کام کرونگا یا قسم کھائے اس کے لئے جو اس کام کے لئے لازم ہے تو اگر وہ کام نہ کرے تو اس پر کفارہ لازم ہے۔

اور دوسری قسم کی تین قسمیں ہیں۔ایک وہ کہ اگر ایک شخص جھوٹی قسم کھائے تو اس کو ثواب ملے گا۔دوسری یہ کہ اس قسم پر نہ اس کو ثواب ملے گا اور نہ کوئی کفارہ ہوگا۔تیسری وہ قسم جس پر کوئی کفارہ نہیں ہے بلکہ سزا ہے،جہنم میں داخل ہونا ہے اب وہ جس پر آدمی کو اگر جھوٹی قسم کھائے تو ثواب ملتا ہے اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہوتا وہ یہ ہے کہ آدمی کسی مرد مسلم کی جان کی خلاصی یا اسکے مال کی خلاصی کے لئے ظالم کے سامنے جو اس پر ظلم کر رہا ہو یا کسی چور کے سامنے یا اس کے علاوہ کسی اور کے سامنے جھوٹی قسم کھائے اب وہ قسم کہ جس پر نہ کوئی کفارہ لازم آتا ہے اور نہ ثواب ملتا ہے وہ یہ کہ ایک آدمی کسی چیز کی قسم کھائے پھر جس چیز کے لئے قسم کھائی اس سے بہتر اس کو نظر آئے اور جس کی قسم کھائی تھی اس کو ترک کر کے بہتر کو اختیار کرلے۔

اب وہ کہ جس قسم پر آدمی کو عذاب ہوگا اور جہنم میں جانا ہوگا وہ یہ کہ کوئی شخص کسی مرد مسلم کے خلاف یا اس کے حق کے خلاف بربنائے ظلم جھوٹی قسم کھائے تو یہ جھوٹی قسم اس کے لئے واصل بہ جہنم ہونے کا سبب بنے گی اور دنیا میں اس کا کوئی کفارہ نہیں ہے اور قسم کے کفارے میں چھوٹے بچوں کو کھانا کھلانا جائز نہیں ہے لیکن ایک بڑے آدمی کے بدلے دو چھوٹے بچوں کو کھلانا جائز ہے۔

اور جس شخص کو قسم کے کفارے میں کھلانے کے لئے ایک ہی یا دو ہی آدمی ملیں تو ان ہی کو بار بار کھلائے یہاں تک کہ تعداد پوری ہو جائے۔

(۴۲۹۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جھوٹی قسم آبادی کو ویران اور بنجر کر کے چھوڑتی ہے۔

نذر کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ کوئی شخص کہے کہ اگر ایسا ایسا ہو گیا تو میں روزہ رکھوں گا یا نماز پڑھوں گا یا تصدق وخیرات کروں گا یا حج کروں گا یا کوئی بھی کار خیر کروں گا اور ایسا ہو گیا تو اس کو اختیار ہے خواہ کرے یا نہ کرے۔

لیکن اگر یہ کہے کہ اگر ایسا ایسا ہو گیا تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کے لئے یہ یہ ہے تو یہ نذر واجب ہے اس کو ترک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں اس کو پورا کرنا واجب ہے۔اگر اس کے خلاف کیا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔اور نذر کا کفارہ قسم کے کفارہ کے برابر ہے۔یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ تم اپنے اہل وعیال کو جو خوراک کھلاتے ہو اس کا اوسط لیکن

مسکین کو ایک مد یا ان کو کپڑا پہنانا کہ ہر ایک کو دو کپڑے یا ایک غلام آزاد کرنا اور جس کو یہ کچھ بھی میسر نہ ہو تو تین روزے رکھے، یہ ہے تمہاری قسم کا کفارہ جب بھی تم قسم کھاؤ اور اگر کوئی شخص نذر مانے کہ ہر سنیچر یا اتوار یا تمام دونوں میں سے کسی دن روزہ رکھوں گا تو اس کا ترک کرنا بغیر کسی سبب کے درست نہیں ہے۔ اور اس کو سفر یا مرض میں روزہ کفارہ درست نہیں مگر یہ کہ اس نے اس کی نیت کرلی ہو۔ اور اگر بلا سبب اس نے افطار کرلیا تو وہ ہر دن کے بدلے دس مسکینوں کو کھانا تصدق کرے۔

اور اگر وہ نذر کرے کہ میں فلاں مہینہ میں روزہ رکھوں گا اور اس دن عیدِ فطر یا عیدِ اضحیٰ پڑجائے یا ایام تشریق ہوں یا اس دن وہ سفر میں ہو یا بیمار پڑجائے تو اللہ تعالیٰ ان تمام ایام کا روزہ ساقط کردیگا اور اس دن کے بدلے ایک دن روزہ رکھے گا۔

اور اگر کوئی شخص نذر کرے مگر کوئی معینہ کار خیر کا نام نہ لے تو اس کو اختیار ہے خواہ کچھ تصدق کرے خواہ وہ دو رکعت نماز پڑھے خواہ ایک دن روزہ رکھے خواہ ایک مسکین کو روٹی کھلائے۔

اور اگر کوئی شخص یہ نذر کرلے کہ (اگر میرا کام ہوگیا تو) میں مال کثیر تصدیق کروں گا اور رقم کی تعداد معین نہ کرے تو کثیر سے مراد اسی (۸۰) یا اس سے زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر کہ لقد نصرکم اللّٰہ فی مواطن کثیرہ (سورۃ توبہ آیت ۲۵) (اللہ نے تم لوگوں کی کثیر مواقع پر مدد کی) اور وہ اسّی (۸۰) مواقع تھے۔

اور اگر کوئی شخص نذر کرے کہ وہ ایک دن یا ایک مہینہ روزہ رکھے گا اور دن یا مہینہ کا نام نہ لے اور اس دن یا اس مہینہ میں افطار کرلے تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہوگا بلکہ اس پر یہ لازم ہے کہ اس کے بدلے دوسرے دن یا دوسرے مہینہ روزے رکھے اپنی نذر کے مطابق اور اگر کسی نہ کسی خاص دن یا خاص مہینہ کے لئے نذر کی تو اس پر واجب ہے کہ وہ اسی خاص دن یا خاص مہینہ میں روزہ رکھے اور اگر اس نے اس دن یا اس مہینہ روزہ نہیں رکھا یا روزہ رکھا مگر توڑ دیا تو اس پر کفارہ لازم ہے۔

اور اگر کوئی شخص کسی خاص دن کیلئے روزہ کی نذر کرے اور اس دن وہ اپنی زوجہ سے مجامعت کرلے تو اس کے بدلے دوسرے دن روزہ رکھے اور ایک مومن غلام کو آزاد کرے۔

اور آزاد کرنے کے لئے اندھا کافی نہیں اور عضو بریدہ اور مشلول اور لنگڑا اور کانا کافی ہے اور اپاہج کافی نہیں ہے اور ظہار کے کفارہ میں اس لڑکے کو آزاد کرنا جائز ہے جو اسلام میں پیدا ہوا ہو۔

اور اگر کوئی شخص اپنے قرض خواہ سے بحلف یہ کہے کہ وہ بغیر بتائے ہوئے شہر سے باہر نہیں جائے گا تو جب تک وہ اسے بتا کر نہ جائے اس کا شہر سے باہر نکلنا جائز نہیں اور اگر اسے یہ ڈر ہو کہ وہ باہر نہیں جانے دیگا اور اس کو اور اس کے اہل وعیال کو نقصان پہنچائے گا تو وہ نکل جائے اس پر کوئی شرعی پابندی نہیں ہے۔

اور اگر ایک شخص نے ایک آدمی پر کچھ رقم کا دعویٰ کیا اور اس کے پاس کوئی ثبوت وشاہد نہیں ہے اور واقعاً وہ اپنے دعویٰ میں حق پر نہیں ہے تو اگر وہ تیس (۳۰) درہموں کا معاملہ ہے تو دیدے اور حلف نہ اٹھائے اور اگر تیس درہموں سے زائد کا معاملہ ہے تو حلف اٹھالے اور اس کو رقم نہ دے۔

اور اگر کسی آدمی کے پاس ایک کنیز ہو اور اس کی عورت اس کو بہت ستائے اور اس پر چھاپہ مارے تو وہ شخص اپنی عورت سے کہہ دے کہ یہ کنیز تیرے اوپر صدقہ ہے تو اگر وہ یہ کہے کہ اللہ کے لئے (صدقہ) ہے تو پھر وہ اس کنیز کے قریب نہ جائے اور اگر اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا تو یہ اس کی کنیز ہے اس کے ساتھ جو چاہے کرے۔

(۴۲۹۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس سے بالاتر سمجھے کہ اس کی جھوٹی قسم کھائی جائے تو جو کچھ اس کا نقصان ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اسے بہتر اس کو دے گا۔

(۴۳۰۰) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے جو چیز بھی ترک کرے گا وہ اس کی کھوئی ہوئی شے ہوگی۔

(۴۳۰۱) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پوشیدہ طور پر قسم کھائے تو وہ پوشیدہ طور پر ہی اس کے ساتھ ان شاء اللہ کہے اور جو شخص علانیہ طور پر قسم کھائے تو وہ اس کے ساتھ علانیہ طور پر ان شاء اللہ کہے۔

(۴۳۰۲) اور اسماعیل بن سعد نے حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو قسم کے ساتھ حلف اٹھاتا ہے مگر اسکا ضمیر اس کے خلاف ہے جس کے لئے اس نے حلف اٹھایا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ قسم ضمیر پر ہے یعنی مظلوم کے ضمیر پر۔

(۴۳۰۳) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو حلف اٹھاتا ہے مگر پھر بھول جاتا ہے کہ اس نے حلف میں کیا کہا تھا۔ آپؑ نے فرمایا وہ اس پر قائم رہے جو اس کی نیت ہے۔

(۴۳۰۴) اور روایت کی گئی ہے سعد ابن الحسن سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے حلف سے کہا کہ وہ اپنا مال اتنی اتنی قیمت پر فروخت نہیں کرے گا مگر پھر اس کے جی میں آیا (بازار کا رنگ اچھا نہیں بہتر ہے اسے اسی قیمت پر فروخت کر دوں) آپؑ نے فرمایا کہ وہ فروخت کر دے اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

(۴۳۰۵) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کہے کہ میں حلف سے کہتا ہوں یا قسم کھا کر کہتا ہوں تو یہ کوئی چیز نہیں جب تک یہ نہ کہے میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں یا اللہ کے حلف کے ساتھ کہتا ہوں۔

(۴۳۰۶) ابان نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کی کہ جس نے یہ کہا کہ مجھ پر لازم ہے کہ ایک اونٹ کی قربانی کروں مگر اس نے نام نہیں لیا کہ کہاں قربانی کرے گا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اونٹ کو منیٰ پر نحر کرے گا اور اس کا گوشت مساکین میں تقسیم کر دیگا۔

(۴۳۰۷) اور روایت کی ہے محمد بن یحییٰ خزّاز نے طلحہ بن زید سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام قسم توڑنے سے پہلے قسم کے کفارے میں مساکین کے کھانا کھلانے کو مکروہ جانتے تھے۔

(۴۳۰۸) محمد بن منصور نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے روزے کی نذر کی مگر اب روزہ اس پر گراں ہے۔ آپؑ نے فرمایا وہ ہر دن کے عوض ایک مد گیہوں تصدق کرے۔

(۴۳۰۹) طلحہ بن زید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسی عورت کے متعلق کہ جو حاملہ تھی اس نے کوئی دوا پی اس سے اس کا حمل ساقط ہو گیا آپؑ نے فرمایا کہ وہ اس کا کفارہ ادا کرے۔

(۴۳۱۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ میں دین محمدؐ سے بری ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہا تجھ پر ویل ہو اگر تو دین محمدؐ سے بری ہو گیا تو پھر تو کس دین پر رہے گا۔ اور پھر آنحضرتؐ نے اس سے مرتے دم تک بات نہیں کی۔

(۴۳۱۱) محمد بن اسماعیل نے سلام بن سہم شیخ متعبّد سے روایت کی ہے اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو سدیر سے فرماتے ہوئے سنا کہ اے سدیر جو اللہ کا جھوٹا حلف اٹھائے وہ کافر ہو گیا اور جس نے اللہ کا سچا حلف اٹھایا وہ گنہگار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لاتجعلوا اللّٰہ عرضۃ لایمانکم (تم لوگ اللہ کو اپنی قسموں کے لئے ڈھال نہ بناؤ۔) (سورۃ بقرہ

آیت نمبر ۲۲۴) ۔
(۴۳۱۲) اور عبداللہ بن قاسم نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ غصہ کی حالت میں قسم کوئی قسم نہیں اور نہ قطع رحم کے متعلق قسم کوئی قسم ہے اور نہ کسی جبر کرنے پر قسم کوئی قسم ہے اور نہ کسی کی طرف سے اکراہ پر قسم کوئی قسم ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اللہ آپؑ کا بھلا کرے جبر و اکراہ میں کیا فرق ہے آپؑ نے فرمایا جبر حاکم وقت کی طرف سے ہوتا ہے اور اکراہ زوجہ و باپ وماں کی طرف سے اور یہ کوئی چیز نہیں ہے۔
(۴۳۱۳) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی جھوٹی قسم کھاؤ اور اپنے بھائی کو قتل سے بچاؤ۔
(۴۳۱۴) اور عبداللہ بن جبلہ نے اسحاق بن عمّار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو اپنے اوپر روزے کی نذر کرتا ہے مگر اس پر روزہ کی قوت نہیں۔ آپؑ نے فرمایا یہ اُس شخص کو جو اس کی جانب سے روزہ رکھے اسے ہر دن کے لئے دو مد دے۔
(۴۳۱۵) محمد بن عبداللہ بن مہران نے علی بن جعفر سے اور انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو کہتا ہے کہ میں کعبہ کو فلاں فلاں چیز ہدیہ کروں گا لیکن اگر وہ اس چیز پر جسے وہ ہدیہ کرے قدرت نہ رکھتا ہو تو اس پر کیا لازم ہے۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے نذر مانی ہے اور اس پر قدرت نہیں تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس کی ملکیت میں کوئی غلام یا کوئی کنیز ہے یا اسکے مشابہہ کوئی اور چیز ہے تو اس کو فروخت کردے اور اس کی قیمت سے خوشبو وعطر خریدے اور کعبہ کو خوشبو لگائے اور اگر اس کے پاس کوئی سواری ہو تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔
(۴۳۱۶) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے نذر کی کہ وہ خانہ کعبہ تک پا پیادہ جائے گا مگر وہ گاڑی پر سوار ہو کر گزرا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ گاڑی کے اندر ہی کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ وہ وہاں سے گزر جائے۔
(۴۳۱۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یونس بن ظبیان سے ارشاد فرمایا کہ اے یونس ہم لوگوں سے برأت اور دست برداری کی ہرگز قسم نہ کھانا اس لئے کہ جو ہم لوگوں سے برأت و دست برداری کی سچی یا جھوٹی قسم کھائے گا وہ ہم لوگوں سے بری اور دست بردار ہو جائے گا۔

(۴۳۱۸) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچ یا جھوٹ برأت کا اظہار کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے بری اور لاتعلق ہوجائے گا۔

(۴۳۱۹) اور علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے احکام شرعیہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ہر مذہب کے لوگوں سے وہی حلف اور قسم جائز ہے جس کی وہ قسم کھائے گا۔

(۴۳۲۰) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا اس شخص کے لئے جو کسی اہل کتاب سے جبریہ حلف اٹھوائے کہ وہ اس کی کتاب و ملت کے مطابق حلف اٹھوائے۔

(۴۳۲۱) عبداللہ بن مسکان نے بدر بن خلیل سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو قید میں تھا تو اس نے کہا کہ اگر میں اس قید سے رہا ہو گیا تو اللہ کے لئے مجھ پر ایک سال روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ تو وہ اس قید سے رہا ہو گیا مگر وہ ڈر رہا ہے کہ اس کے لئے ایک سال تک روزہ رکھنا ممکن نہ ہوگا۔ اب وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا وہ ایک ماہ تو روزہ رکھے اور دوسرے مہینے میں کچھ دن تو یہ دو ماہ مسلسل روزہ ہوجائے گا پھر وہ روزہ رکھے اور جس دن روزہ نہ رکھے تو اس دن کے عوض ایک مد تصدق کرے اور جس دن وہ روزہ رکھے گا تو وہ اس کے روزے میں شمار ہوگا اس طرح وہ ایک سال کا روزہ تمام کرے۔

(۴۳۲۲) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت ابی جعفر ثانی علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس پر کچھ روزے قضا ہیں اب اس کی طرف سے روزہ رکھا جائے یا اس کی طرف سے صدقہ نکال دیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کی طرف سے صدقہ دینا افضل ہے۔

(۴۳۲۳) علی بن مہزیار سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے قول خدا و اللیل اذا یغشیٰ و النھار اذا تجلی (سورۃ لیل آیت نمبر ۱-۲) (قسم ہے رات کی جب چھا جائے اور دن کی جب وہ روشن ہو) اور قول خدا و النجم اذا ھوی (سورۃ نجم آیت ۱) (قسم ہے تارے کی جب گرے) اور اس کے مشابہہ آیات کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ حق ہے کہ اپنی مخلوق میں سے جس کی چاہے قسم کھائے لیکن بندوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی قسم کھائیں۔

کفّارات

(۴۳۲۴) محمد حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ قتلِ خطا کے کفّارہ میں ایک غلام مرد کے آزاد کرنے کے سوا اور کچھ جائز نہیں ہے ہاں ظہار کے کفارہ میں اور قَسَم کے کفارے میں ایک بچے کو آزاد کرنا جائز ہے۔

(۴۳۲۵) اور اسحاق بن عمّار نے حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا غیر اہل ولایت میں سے کسی مرد ضعیف کو (کچھ) دیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں مگر اہل ولایت میں کسی کو دینا میرے نزدیک پسندیدہ ہے۔ یعنی کفّارے میں۔

(۴۳۲۶) مفضّل بن عمر جعفی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ قول خدا فلا اقسم بمواقع النجوم و انہ لقسم لو تعلمون عظیم (سورۃ واقعہ آیت نمبر ۷۵-۷۶) (سو میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے ڈوبنے کی اور یہ بڑی قسم ہے اگر سمجھو) کے متعلق کہ آپؑ نے فرمایا یہاں مراد ائمہ سے برائت کی قسم کے متعلق ہے کہ آدمی حلف و قسم کے ساتھ برائت کا اظہار کرے یہ اللہ کے نزدیک عظیم ہے اور یہ حدیث نو اور حکمت میں سے ہے۔

(۴۳۲۷) حفص بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کسی شخص کی غیبت کرنے کا کیا کفّارہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا تم نے جس کی غیبت کی ہے اس کے لئے طلب مغفرت کرو جس طرح تم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۳۲۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہنسنے کا کفّارہ یہ ہے کہ یہ کہے اَللّٰھُمَّ لَا تَمْقُتْنِیْ (میرے اللہ تو مجھ پر غضبناک نہ ہونا)۔

(۴۳۲۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حکومت وقت کی نوکری کا کفارہ برادران ایمانی کی حاجت روائی ہے۔

(۴۳۳۰) اور محمد بن حسن صفّار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد حسن بن علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ تحریر کیا کہ ایک شخص نے حلف کے ساتھ اللہ تعالیٰ یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی برائت کا اظہار کیا پھر اس حلف کو توڑ دیا اب اس کی توبہ اور اس کا کفارہ کیا ہے؟ تو جواب میں تحریر آئی کہ وہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا خواستگار ہو۔

(۴۳۳۱) عبدالواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری رضی اللہ عنہ نے علی بن محمد بن قتیبہ سے انھوں نے حمدان بن سلیمان

سے انھوں نے عبدالسلام بن صالح ہروی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا" فرزند رسول ہم لوگوں سے چند راویوں نے آپؑ کے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص ماہ رمضان میں عورت سے مجامعت کرے اس پر تین کفارے ہیں اور ان ہی علیہ السلام سے کچھ لوگوں نے روایت کی ہے کہ ایک کفارہ ہے تو اب کون سی روایت سے ہم حکم اخذ کریں " ۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ ان دونوں سے حکم اخذ کیا جائیگا ۔ جب کوئی حرام سے مجامعت یا حرام سے روزہ توڑے ماہ رمضان میں تو اس پر تین کفارے ہیں ایک غلام آزاد کرے اور دو مہینے متواتر روزہ رکھے اور ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اس دن کا قضا روزہ رکھے ۔ اور اگر اس نے حلال مجامعت کی ہے یا حلال چیز پر روزہ توڑا ہے تو اس پر ایک کفارہ اور اس دن کی قضا روزہ ہے اور اگر اس نے بھول کر ایسا کیا ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے ۔

(۴۳۳۲) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کہے لَا وَ رَبِّ الْمُصْحَفِ (رب مصحف کی قسم نہیں) تو اس پر ایک کفارہ ہے ۔

(۴۳۳۳) حنان بن سدیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ راہ خدا میں قتل اور شہید ہو جانا ہر گناہ کا کفارہ ہے سوائے قرض کے کہ اس کا سوائے ادائیگی کے اور کوئی کفارہ نہیں یا یہ کہ وہ قرض دینے والا راضی ہو جائے یا اپنا حق اس کو معاف کر دے ۔

(۴۳۳۴) جمیل بن صالح سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میرے پاس مدینہ میں ایک کنیز تھی جس کا حیض بند ہو گیا تھا تو میں نے نذر کی کہ اگر حیض جاری ہو گیا تو مجھ پر اللہ کے لئے نذر ہے ۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ میرے نذر کرنے سے پہلے اس کو حیض جاری ہو گیا تھا ۔ تو میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو عریضہ لکھ کر دریافت کیا حالانکہ میں مدینہ ہی میں تھا تو آپؑ نے جواب تحریر کیا کہ اگر اس کو تمہاری نذر سے پہلے حیض جاری ہو گیا تھا تو تم پر کوئی نذر نہیں ہے اور اگر نذر کرنے کے بعد اس کو حیض جاری ہوا ہے تو تم پر نذر لازم ہے ۔

(۴۳۳۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مجالس کا کفارہ یہ ہے کہ تم مجلس سے اٹھتے وقت کہو سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (تمہارا پروردگار صاحب عزت ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں اور رسولوں پر سلام ہو اور ہر قسم کی حمد کل جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ۔) (سورہ صافات آیت ۱۸۰ تا ۱۸۲)

کتاب النکاح (نکاح کی ابتدا اور اس کی اصل)

(۴۳۳۶) زرارہ بن اعین سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت حوا کی خلقت کے متعلق دریافت کیا گیا اور کہا گیا کہ ہمارے یہاں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو حضرت آدمؑ کی پسلیوں میں سے سب سے آخری پسلی سے پیدا کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے زیادہ پاک و بلند تر ہے اور بہت زیادہ بلند تر ہے اس سے جو شخص یہ کہتا ہے۔ کیا وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میں وہ قدرت نہ تھی کہ وہ حضرت آدمؑ کی پسلی کے بغیر ان کی زوجہ کو پیدا کرتا اسی طرح طعن و تشنیع کی گفتگو کرنے والوں کو طعن و تشنیع کا موقع دے اور وہ سب یہ کہیں کہ جب حضرت حوا ان کی پسلی سے پیدا ہوئی تھیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے خود اپنی پیدا اور اپنی اولاد سے نکاح کیا تھا تو ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان ان کے متعلق اللہ کا کیا فیصلہ ہو۔

پھر آنجناب علیہ السلام نے فرمایا (سنو اصل واقعہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا اور ملائیکہ کو حکم دیا اور ان سب نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تو اس کے بعد ان پر غنودگی طاری کر دی کہ راحت کرلیں پھر اللہ تعالیٰ نے حوا کو پیدا کیا اور ان کو حضرت آدمؑ کے پہلو میں کمر سے متصل لٹا دیا اس لئے تاکہ عورت مرد کی تابع رہے۔ تو حوا کلبلانے لگیں اور ان کی حرکت سے حضرت آدمؑ کی آنکھ کھل گئی تو آواز دی کہ ہٹ جاؤ مگر جب نظر ڈالی تو دیکھا کہ انہی سے مشابہہ اور انہی کی ہم شکل ایک مخلوق ہے فرق یہ ہے کہ عورت ہے۔ تو حضرت آدمؑ نے اپنی زبان میں ان سے بات کی اور انھوں نے حضرت آدمؑ سے بات کی حضرت آدمؑ نے پوچھا تو کون ہے؟ انھوں نے کہا میں بھی ایک مخلوق ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے خلق کیا ہے جیسا کہ آپ خود دیکھ رہے ہیں۔ تو اس وقت حضرت آدمؑ نے عرض کیا پروردگار یہ حسین مخلوق کیسی ہے کہ جس کو دیکھ کر میرے دل میں اس سے انس پیدا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا اے آدم یہ میری کنیز حوا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ رہے تمہاری مونس بن جائے تم سے باتیں کرے اور تمہارے حکم کی تابع رہے۔ حضرت آدمؑ نے عرض کیا کہ ہاں اے میرے پروردگار اگر تو نے ایسا کر دیا تو میں جب تک زندہ رہوں گا تیری حمد اور تیرا شکر ادا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اچھا تو پھر میرے پاس تم اس کا پیغام دو اس لئے کہ یہ میری کنیز ہے اور یہ تمہاری زوجہ بننے کے لائق ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے اندر شہوت و خواہش نفس پیدا کر دی اور اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو ہر شے کی شناخت کا علم دیدیا تھا۔ حضرت آدمؑ نے عرض کیا پروردگار میں تیری بارگاہ میں اس کے لئے پیغام دیتا ہوں اب اس سلسلے میں تیری مرضی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری مرضی یہ ہے کہ اسے میرے دین کی باتوں کی تعلیم دو۔ انھوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار اگر تیری یہی منشاء اور مرضی ہے تو یہ مجھ پر فرض ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں یہی میری منشاء ہے اور میں نے اس کا نکاح تم سے کر دیا اب تم اس کو اپنے سے ملالو۔ آدمؑ نے حوا کو آواز دی کہ ادھر میرے پاس آؤ حوا نے

جواب دیا نہیں بلکہ تم میری طرف آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو حکم دیا کہ تم ہی اٹھ کر اس کی طرف جاؤ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر عورتیں خود مردوں کے پاس جاتیں اور انہیں اپنے نکاح کا پیغام دیتیں تو یہ تھا حضرت حوا صلوات اللہ علیہا کا قصہ۔

اب اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ یاایھاالناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا و بث منھما رجالاکثیرا و نساء (سورہ نساء آیت نمبر۱) [اے لوگوں اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس (کی جنس) سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلادیں] ۔ تو روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کی مٹی سے ان کی زوجہ کو خلق کیا اور ان سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا ۔ اور وہ حدیث جس کی روایت کی گئی ہے جس میں یہ ہے کہ حضرت حوا کو خلق کیا گیا حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی سے تو یہ بھی صحیح ہے اور اس کے معنی یہ کہ حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی کے بنانے کے بعد جو مٹی بچ رہی تھی اس سے حضرت حوا پیدا ہوئیں اور یہی وجہ ہے کہ مردوں کی پسلیوں کی تعداد عورتوں کی پسلیوں کی تعداد سے ایک کم ہوتی ہے ۔

(۴۳۳۷) اور زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت آدمؑ سے حضرت شیثؑ پیدا ہوئے اور ان کا نام ھبۃ اللہ ہے اور زمین پر آدمیوں میں وہ پہلے وصی ہیں جن کو وصی بنایا گیا پھر حضرت شیث کے بعد یافثؑ پیدا ہوئے اور جب یہ دونوں بڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی نسل بڑھے جیسا کہ تم لوگ دیکھتے ہو اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قلم قدرت سے یہ لکھ دیا ہے (طے کر دیا ہے) کہ بہنیں بھائیوں پر حرام ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے پنجشنبہ کے دن بعد عصر جنت سے ایک حوریہ کو نازل کیا جس کا نام نزلہ تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس کا نکاح حضرت شیثؑ سے کر دو آپؑ نے اس کا نکاح حضرت شیثؑ سے کر دیا پھر دوسرے دن بعد عصر ایک اور حوریہ نازل کی جس کا نام منزلہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو حکم دیا کہ اس کا نکاح یافثؑ سے کر دو چنانچہ آپؑ نے اس کا نکاح یافثؑ سے کر دیا اب شیثؑ کے وہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اور یافثؑ کے وہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی اور جب یہ دونوں بڑے ہو کر سن بلوغ کو پہونچے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ یافثؑ کی لڑکی کا نکاح شیثؑ کے لڑکے سے کر دو چنانچہ آپؑ نے ایسا ہی کیا اور ان ہی دونوں کی نسل سے برگزیدہ انبیاء اور مرسلین علیہم السلام پیدا ہوئے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بہنوں کا بھائیوں سے نکاح ہوا اس سے خدا کی پناہ ۔

(۴۳۳۸) قاسم بن عروہ نے برید عجلی سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جنت کی ایک حوریہ نازل فرمائی اور آپؑ نے اس سے اپنے کسی ایک لڑکے کا نکاح کر دیا اور دوسرے لڑکے کا آپؑ نے بنی جان کی ایک لڑکی سے کیا تو لوگوں میں جو حسن اور خوش خلقی ہے وہ حوریہ کی وجہ سے آئی ہے اور جو بد خلقی ہے وہ بنی جان کی لڑکی کی وجہ سے ہے ۔

باب :- اقسام نکاح

(۴۳۳۹) محمد بن زیاد سے روایت ہے اور انھوں نے حسین بن زید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرمارہے تھے کہ عورتوں کی شرمگاہیں تین طرح سے حلال ہوتی ہیں ایک وہ جو نکاح میں آئیگی تو میراث پائے گی (یعنی نکاح دائمی) دوسرے وہ عورت جو نکاح میں آئیگی مگر میراث نہیں پائے گی (یعنی متعہ) تیسرے وہ عورت جو ملکیت میں آئیگی ۔

باب :- فضیلت نکاح

(۴۳۴۰) عمرو بن شمر نے جابر سے اور انھوں نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی الباقر علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کو کیا امر مانع ہے کہ وہ اپنے لئے ایک اہلیہ منتخب کرے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ایک ایسا انسان پیدا کرے جو زمین پر لا الہ الا اللہ کا وزن بڑھائے ۔

(۴۳۴۱) معمر بن خلاد نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرمارہے تھے کہ تین باتیں رسولوں کی سنت ہیں ۔ عطر کا استعمال ، بال تراشوانا ، اور کثرت ازدواج ۔

(۴۳۴۲) حسن بن علی بن ابی حمزہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے شادی کر لی اس نے نصف دین کی حفاظت کر لی اور دوسری حدیث میں کہ اب جو نصف دین باقی ہے اس کے متعلق اللہ سے ڈرتا رہے ۔

(۴۳۴۳) اور عبداللہ بن حکم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسلام میں جتنی بِنائیں (بنیادیں) رکھی گئی ہیں اس میں سب سے زیادہ پسندیدہ مجھے نکاح کی بِناء ہے ؟

(۴۳۴۴) اور علی بن رئاب نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم لوگ نکاح کرو (اسے نہ چھوڑو) اس لئے کہ میں کل قیامت کے دن تمام امتوں کے مقابلہ میں تم لوگوں کی کثرت پیش کروں گا یہاں تک کہ جب کوئی اسقاط شدہ بچہ بھی روتا ہوا باب جنت پر پہونچے گا اور اس سے کہا جائیگا کہ (کیوں روتا ہے) جنت میں داخل ہو جا تو وہ کہے گا کہ نہیں جب تک مجھ سے پہلے میرے والدین جنت میں داخل نہ ہو جائیں ۔

(۴۳۴۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ شادی کرو اس لئے کہ یہ تم لوگوں کے لئے سب سے زیادہ رزق کا سبب بنے گا۔

باب :- غیر شادی شدہ پر شادی شدہ کی فضلیت

(۴۳۴۶) عبداللہ بن میمون نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ شادی شدہ مرد کی دو رکعت نماز افضل ہے غیر شادی شدہ مرد کی ستر(۷۰) رکعت نماز سے۔

(۴۳۴۷) آنجناب علیہ السلام کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو رکعت نماز جس کو شادی شدہ مرد پڑھتا ہے وہ افضل ہے غیر شادی شدہ مرد کے رات بھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے اور دن بھر روزے رکھنے سے۔

(۴۳۴۸) روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے مردوں میں سے سب سے رذیل وہ ہیں جو غیر شادی شدہ فوت ہوئے ہیں۔

(۴۳۴۹) اور روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اکثر اہل جہنم غیر شادی شدہ ہونگے۔

باب :- عورتوں سے محبت

(۴۳۵۰) ابو مالک حضرمی نے ابو العباس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرما رہے تھے کہ بندہ جس قدر عورتوں سے محبت زیادہ کرے گا اتنا ہی ایمان میں اس کا فضل و شرف زیادہ ہوگا۔

(۴۳۵۱) اور ابان کی روایت میں ہے جس کو انھوں نے عمر بن یزید سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے آپؑ نے فرمایا کہ میرا کہنا تو یہی ہے کہ جس قدر انسان کے ایمان میں زیادتی ہوگی اتنی ہی اس کے اندر عورتوں سے محبت میں زیادتی ہوگی۔

باب :- عورتوں میں خیر کی کثرت

(۴۳۵۲) ابن فضّال سے روایت ہے انھوں نے یونس بن یعقوب سے انھوں نے اس شخص سے روایت کی ہے جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ سب سے زیادہ خیر عورتوں میں ہے۔

باب :- اس شخص کے متعلق جو فقرو تنگدستی کے خوف سے شادی ترک کردے

(۴۳۵۳) محمد بن عمیر سے روایت ہے اور انھوں نے حریز سے انھوں نے ولید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص فقرو تنگدستی کے خوف سے تزویج ترک کردے تو گویا اس کو اللہ تعالیٰ سے بدگمانی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان یکونو افقرآء یغنھم اللّٰہ من فضلہ (اگر تم لوگ فقیر بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تم لوگوں کو غنی کردیگا) (سورۂ نور آیت ۳۲)۔

(۴۳۵۴) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ سے پاک و پاکیزہ حالت میں ملاقات کرے تو وہ پھر اپنی کسی زوجہ سے ملاقات کرے اور جس نے تزویج و نکاح ترک کیا فقرو تنگدستی کے خوف سے تو اس نے اللہ سے بدگمانی کی۔

باب :- جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی لئے اور صلہ رحم کے لئے شادی کی

(۴۳۵۵) حضرت علی بن حسین سید العابدین علیہما السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور صلہ رحم کے لئے نکاح کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف تاج ملک و کرامت پہنانے کے لئے متوجہ ہوگا۔

باب :- بہترین عورت

(۴۳۵۶) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوارؑ سے انھوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سب سے افضل وہ عورت ہے جس کا چہرہ سب سے پیارا اور خوبصورت اور اس کا مہر سب سے کم ہوگا۔

باب :- عورتوں کی قسمیں

(۴۳۵۷) مسعدہ بن زیاد سے روایت ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا عورتوں کی چار قسمیں ہیں اس میں سے کچھ ربیع مربع ہیں کچھ جامعٌ مجمعٌ ہیں کچھ کَرَبٌ مُقمعٌ ہیں اور کچھ غُلٌ قَمِلٌ ہیں احمد بن ابی عبداللہ برقی کا قول ہے کہ۔

جَامِعٌ مُجْمِعٌ یعنی کثیر الخیر اور زرخیز و شاداب، رَبِیْعٌ مُرَبِّعٌ یعنی وہ عورت کہ جس کے بچہ گود میں ہو دوسرا بچہ پیٹ میں اور کَرْبٌ مُقْمِعٌ یعنی اپنے شوہر کے ساتھ بد خلقی کرنے والی اور غُلٌّ قَمِلٌ یعنی وہ اپنے شوہر کے لئے ایسی پوستین کا لباس ہے جس میں جوئیں پڑی ہوئی اور وہ اس کو اتار نہ سکتا ہو اور یہ عرب کی ایک مثل ہے۔

(۴۳۵۸) حسن بن محبوب نے داؤد کرخی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری زوجہ مر گئی جو میرے مزاج کے بالکل موافق تھی اب میرا ارادہ ہے کہ میں دوسری شادی کرلوں آپؑ نے فرمایا مگر یہ دیکھ کر کرنا کہ تم اپنا دل کہاں رکھ رہے ہو، کس کو اپنے مال میں شریک کر رہے ہو اور اپنے دین اپنی امانت اور اپنے راز پر کس کو مطلع کر رہے ہو۔ اگر اس کا کرنا واقعاً لابدی اور ضروری ہو تو ایسی سے کرو جو باکرہ ہو جو خیر اور حسن خلق سے منسوب ہو۔

۱۔ (ترجمہ اشعار) آگاہ ہو کہ عورتیں مختلف قسم کی پیدا کی گئی ہیں اس میں سے کچھ کے ساتھ شادی نفع ہے اور کچھ کے ساتھ نقصان۔

۲۔ ان میں سے کچھ ایسی ہیں کہ اگر وہ اپنے شوہر کے سامنے آجائیں تو معلوم ہو کہ چاند نکل آیا اور کچھ ایسی ہیں کہ اگر اپنے شوہر کے سامنے آجائیں تو وہ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جائے۔

۳۔ پس جو شخص ایک مرتبہ زن صالحہ سے شادی کرنے میں کامیاب ہو گیا وہ خوش نصیب ہے اور جس کو اس میں دھوکا ہوا تو اس کا تدارک ممکن نہیں۔

اور ان عورتوں کی تین قسمیں ہیں ایک عورت جو بہت بچہ پیدا کرنے والی اور بہت محبت والی ہے وقت پڑے پر اپنے شوہر کو دنیا و آخرت دونوں میں معین و مددگار ہوتی ہے شوہر کے خلاف زمانے کا ساتھ نہیں دیتی ایک عورت وہ ہے جو بانجھ ہے نہ اس میں حسن و جمال ہے اور نہ اس میں اخلاق، نیز نیک کاموں میں اپنے شوہر کی مدد نہیں کرتی اور ایک عورت جو بہت شور مچاتی اور لڑتی، جھگڑا کرتی، لوگوں میں گھستی پھرتی اور چغل خوری کرتی ہے اگر اسے زیادہ سے زیادہ بھی دیدو تو اسے کم سمجھتی ہے اور کم کو تو قبول ہی نہیں کرتی۔

باب :۔ عورت کی برکت اور نحوست

(۴۳۵۹) عبداللہ بن بکیر سے روایت ہے جو انھوں نے محمد بن مسلم سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کی برکت یہ ہے کہ اس کا ہلکا پھلکا خرچ ہو اور ولادت آسانی سے ہو۔ اور اس کی نحوست یہ ہے کہ گراں خرچ ہو اور اس کے ہاں ولادت مشکل سے ہو۔

(۴۳۶۰) اور روایت میں ہے کہ عورت کی برکت یہ ہے کہ اس کا مہر کم ہو اور اس کی نحوست یہ ہے کہ اس کا مہر زیادہ ہو۔

(۴۳۶۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ نیلی آنکھوں والی عورت سے شادی کرو اس میں برکت ہے۔

باب :- عورتوں کے وہ اخلاق و صفات جو پسندیدہ اور قابل تعریف ہیں

(۴۳۶۲) امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ نکاح کرو تو اس عورت سے جس کا رنگ گندمی (نہ کالا نہ گورا) ہو بڑی بڑی سرمگین آنکھیں ہوں بدن کا پچھلا حصہ (سرین) گداز ہو قد میانہ ہو اگر (نکاح کے بعد) اسے پسند نہ کرو تو اس کا مہر میرے ذمہ ہے۔

(۴۳۶۳) اور رسول اللہ جب کسی عورت سے عقد کا ارادہ کرتے تو اس کے پاس ایک عورت کو بھیجتے اور اس کو ہدایت کرتے کہ تم اس کی گردن کے کناروں کو سونگھو اگر اس کی گردن کا کنارہ طیب ہے تو اس کی خوشبو بھی طیب ہے اور اگر اس کے پاؤں کی دو ہڈیوں کے جوڑ گداز اور پُر گوشت ہیں تو اس کی فرج بھی۔

مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ (لیت) یعنی گردن کا کنارہ (العرف) اچھی خوشبو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یدخلھم الجنة عرفھا لھم (ان لوگوں کو جنت میں داخل کیا جائیگا جس کی خوشبو ان کے لئے اچھی ہوگی) (سورہ محمدؐ آیت ۔۶) اور کہا گیا ہے (العرف) یعنی اچھی خوشبو والی عود اور (درم کعب) پاؤں کے جوڑ پر گوشت ہونا اور (الکثب) یعنی فرج و شرمگاہ۔

(۴۳۶۴) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرنے کا ارادہ کرلے تو جس طرح اس کے چہرے کے متعلق پوچھتا ہے اسی طرح اس کے بالوں کے متعلق پوچھ لے اس لئے کہ بال دو (۲) خوبصورتیوں میں سے ایک ہے۔

(۴۳۶۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا تم لوگوں کی بہترین عورتیں وہ ہیں جو بہترین خوشبودار کھانا تیار کرنے والی ہیں جن کو اگر تم نے خرچ دیا تو وہ اس کو لوگوں کے نیک سلوک میں خرچ کریں گی اور اگر تم نے خرچ روکا تو وہ بھی نیک سلوک سے رک جائیں گی ۔ یہ سب اللہ کی کارندہ ہیں اور اللہ کا کارندہ کبھی مایوس نہیں کرتا۔

(۴۳۶۶) جمیل بن درّاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا تمہاری بہترین عورت وہ ہے کہ جس سے تم ناراض ہوئے یا ناراض کئے گئے تو وہ اپنے شوہر سے کہے کہ میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے جب تک تم مجھ سے راضی وخوشی نہ ہوگے میں پلک جھپکنے تک کے لئے سرمہ نہیں لگاؤں گی۔

(۴۳۶۷) اور علی بن رئاب نے ابو حمزہ ثمالی سے اور انھوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ

ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تمہارے عورتوں میں سے سب سے اچھی کون ہے؟ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ جی ہاں یا رسولؐ اللہ ہمیں بتائیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمہاری عورتوں میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو زیادہ بچے پیدا کرنے والی اور زیادہ محبت کرنے والی، پاک دامن، باعفت اپنے گھر والوں میں باعزت اور اپنے شوہر کی مطیع اور اپنے شوہر کے لئے بناؤ سنگھار کرنے والی اور غیروں سے خود کو بچانے والی، اپنے شوہر کی بات ماننے والی، اس کے حکم کی اطاعت کرنے والی ہو اور تنہائی و خلوت میں اس بات پر آمادہ ہونے والی جو وہ چاہتا ہے اور اس سے اس طرح اظہار شوق نہ کرے جس طرح مرد اظہار شوق کرتے ہیں۔

(۴۳۶۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرد مسلم کو اسلام کے بعد اس سے بہتر اور کوئی فائدہ نہیں ہوا کہ اس کو ایک زن مسلمہ ملی کہ جس کو دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے اس کو حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور اس کی غیبت و غیر حاضری میں اپنی ناموس اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔

(۴۳۶۹) اور ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری ایک زوجہ ہے کہ جب میں اس کے پاس جاتا ہوں تو وہ بڑھ کر مجھے خوش آمدید کہتی ہے اور اس کے پاس سے نکلتا ہوں تو وہ مجھے رخصت کرنے کے لئے کچھ دور ساتھ ساتھ آتی ہے جب مجھے فکر مند دیکھتی ہے تو مجھ سے پوچھتی ہے کہ تمہیں کس بات کی فکر ہے اگر رزق کی فکر ہے تو اس کا کفیل تمہارے سوائے کوئی اور ذات ہے اور اگر تم کو آخرت کے امور کی فکر ہے تو اللہ تعالیٰ تمہاری اس فکر کو زیادہ کرے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ کارندے ہوتے اور یہ تمہاری زوجہ بھی ان کارندوں میں سے ہے اور اس کو ایک شہید کے ثواب کا نصف ملے گا۔

باب :- عورتوں کے قابل مذمت اخلاق و صفات

(۴۳۷۰) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ مرد مومن کے دشمنوں میں سے سب سے زیادہ غالب ہو جانے والی دشمن اس کی بری زوجہ ہے۔

(۴۳۷۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (عورتوں کو خطاب کرکے) فرمایا کہ میں نے تم سے زیادہ ضعیف الاعتقاد وناقص العقل اور عقل مندوں کی عقل کو سلب کرنے والا اور کسی کو نہیں دیکھا۔

(۴۳۷۲) اور آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا عورتیں گنگ اور شرمگاہ کی مانند ہیں تم اس شرمگاہ کو گھر رکھ کر چھپاؤ اور اس گنگ کو خاموش رکھ کر پردہ ڈالو۔

(۴۳۷۳) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر عورتیں نہ ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا جو حق ہے وہ عبادت کی جاتی۔

(۴۳۷۴) اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے انھوں نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے آپؑ فرماتے تھے کہ زمانہ کے آخر دور اور قرب قیامت میں کہ جو زمانہ کا بد ترین دور ہوگا ایسی عورتیں نمودار ہونگی جن کے چہرے کھلے ہونگے، وہ بے پردہ ہونگی، دینی احکام سے آزاد ہوکر گھومتی پھریں گی، فتنوں میں دخیل و شریک ہونگی، خواہشات کی طرف مائل ہونگی، حرام باتوں کو اپنے لئے حلال بنائیں گی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں چلی جائیں گی۔

(۴۳۷۵) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عورتوں کی طرف سے گزر ہوا تو آپؑ انہیں دیکھ کر ٹھہر گئے اور فرمایا اے گروہ زنان میں نے تم لوگوں سے زیادہ ناقص العقل اور ناقصُ الدِین اور صاحبان عقل کی عقل سلب کرنے والا نہیں دیکھا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے اکثر قیامت کے دن جہنم میں جائینگی لہذا جہاں تک ہوسکے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ تو ان میں سے ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ہم لوگوں کے دین و عقل میں کیا نقص ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا تم لوگوں کے دین میں تو یہ نقص و کمی ہے کہ تم لوگوں کو حیض آتا ہے تو تم سے بعض جب تک اللہ چاہتا ہے رکی رہتی ہو کہ اس وقت نہ روزہ رکھتی ہو اور نہ نماز پڑھتی ہو اور تم لوگوں میں عقل کی کمی اور نقص تو وہ اس طرح کہ ایک عورت کی گواہی مرد کی نصف گواہی کے برابر ہے۔

(۴۳۷۶) اور رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو یہ بتادوں کہ تمہاری بری عورتیں کون سی ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں ہاں یا رسول اللہ آپؑ بتائیں۔ آپؑ نے فرمایا تمہاری بری عورتیں وہ ہیں جو اپنے گھر والوں میں ذلیل سمجھی جاتی ہیں۔ اپنے شوہر کے ساتھ قوت کا مظاہرہ کرتی ہیں بانجھ اور لاولد ہوتی ہیں کینہ پرور ہوتی ہیں برائیوں اور قبیح کاموں سے نہیں بچتیں اور شوہر کی غیر موجودگی میں ادھر ادھر گھومتی پھرتی ہیں اور شوہر جب آتا ہے تو خود کو اس سے باز رکھتی ہیں اس کی بات نہیں مانتیں، اس کے کہنے پر نہیں چلتیں اور تخلیہ میں ملتی ہیں تو شوہر ان سے اس طرح تمتع کرتا ہے جس طرح سخت اور قابو میں نہ آنے والے سواری پر سواری کی جاتی ہے۔ وہ شوہر کا کوئی عذر قبول نہیں کرتیں اور اس کی کوئی خطا معاف کرنے کو تیار نہیں ہوتیں۔

(۴۳۷۷) ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ ایہاالناس تم لوگ گھورے پر اگے ہوئے سبزوں سے بچنا تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھورے سے کیا مراد ہے آپؑ نے فرمایا وہ حسین عورتیں جو گندے ماحول میں پیدا ہوئیں اور پلی بڑھی ہیں۔

(۴۳۷۸) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا آگاہ رہو کہ سیاہ فام عورت اگر بچہ پیدا کرنے والی ہے تو وہ میرے لئے زیادہ محبوب ہے اس حسین عورت سے جو بانجھ اور لاولد ہو۔

باب :- عورتوں کے حق میں وصیت

(۴۳۷۹) سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا دو ضعیفوں اور کمزوروں کے متعلق اللہ سے ڈرو۔ اس سے آپؑ نے یتیموں اور عورتوں کو مراد لیا ہے۔

باب :- عورتوں سے نکاح کرنا ان کے مال، جمال یا دین کی وجہ سے۔

(۴۳۸۰) ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح اس کے مال کی وجہ سے یا اس کے جمال کی وجہ سے کرے گا تو کبھی روزی نہیں پائے گا۔ اور اگر وہ اس کے دین کی وجہ سے نکاح کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو مال و جمال دونوں کی روزی دیگا۔

باب :- شادی کے لئے کفو اور ہمسر ہونا

(۴۳۸۱) محمد بن ولید نے حسین بن بشّار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ تحریر کیا کہ میرے یہاں (لڑکی کا) پیغام دیا گیا ہے تو آپؑ نے جواب میں تحریر کیا کہ جس نے تمہارے یہاں شادی کا پیغام دیا ہے اگر تم اس کے دین اور اس کی امانت سے مطمئن و راضی ہو تو خواہ وہ کوئی بھی ہو اس سے تم نکاح کر دو اور اگر تم ایسا نہ کروگے تو زمین پر بڑا فتنہ و فساد برپا ہوگا۔
(۴۳۸۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی تم لوگوں جیسا ایک بشر ہوں تم لوگوں کی بیٹیاں لونگا اور تم لوگوں کو بیٹیاں دونگا سوائے فاطمہؑ کے اس لئے کہ اس کی شادی کا حکم آسمان سے نازل ہوا ہے۔
(۴۳۸۳) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ فاطمہؑ کو علیؑ کے لئے نہ پیدا کرتا تو روئے زمین پر فاطمہؑ کا کوئی کفو اور ہمسر نہ ہوتا خواہ آدمؑ ہوں یا ان کے علاوہ کوئی اور۔
(۴۳۸۴) اور ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اولاد علیؑ و جعفرؑ پر نظر ڈالی اور فرمایا ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے ہیں۔
(۴۳۸۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تمام مومنین ایک دوسرے کے کفو اور ہمسر ہیں۔
(۴۳۸۶) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ (شادی میں) کفو اور ہمسر ہونا یہ ہے کہ وہ پاک دامن ہو اور اس کے پاس آسودہ حالی ہو۔

باب :- جو شخص شادی کرنے کا ارادہ کرے اور اس کے لئے مستحب دعا و نماز

(۴۳۸۷) مثنیٰ بن ولید حناط نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے دریافت فرمایا بتاؤ تم میں سے کوئی شخص تزویج و نکاح کرنا چاہے تو وہ کیا کرے ؟ میں نے عرض کیا مولا میں آپ پر قربان مجھے نہیں معلوم ۔آپؑ نے فرمایا (سنو) جب تم میں سے کوئی شخص یہ ارادہ کرے تو دو رکعت نماز پڑھ کر حمد الٰہی بجا لائے اور یہ دعا پڑھے ۔اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ التَّزْوِیْجَ فَقَدِّرْلِیْ مِنَ النِّسَاءِ اَعَفَّھُنَّ فَرْجاً، وَاَحْفَظَھُنَّ لِیْ فِیْ نَفْسِھَا وَمَالِیْ ، وَاَوْسَعَھُنَّ رِزْقاً ، وَاَعْظَمَھُنَّ بَرَکَةً ، وَقَیِّضْ لِیْ مِنْھَا وَلَداً طَیِّباً تَجْعَلُہٗ لِیْ خَلَفاً صَالِحاً فِیْ حَیَاتِیْ وَبَعْدَ مَوْتِیْ (پروردگار میرا ارادہ شادی اور تزویج کا ہے تو میرے لئے عورتوں میں سے ایک ایسی عورت مقدر کردے جو سب سے زیادہ پاک دامن ہو اور میرے لئے وہ اپنی ذات کو اور میرے مال کو سب سے زیادہ محفوظ رکھنے والی ہو ۔اور سب سے زیادہ وسعت رزق والی اور سب سے بڑی برکت والی ہو اور اس سے میرے لئے پاک طینت بیٹا عطا فرما جو میری زندگی میں اور میری موت کے بعد میرا خلف صالح قرار پائے ۔

باب :- وہ وقت جس میں تزویج و نکاح مکروہ ہے۔

(۴۳۸۸) محمد بن حمران نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص قمر در عقرب میں تزویج و نکاح کرے گا وہ کبھی بھلائی نہیں دیکھے گا ۔

(۴۳۸۹) روایت کی ہے کہ مہینے کے آخری دنوں (جب چاند نہیں نکلتا) میں تزویج و نکاح مکروہ ہے ۔

باب :- ولی و گواہ و خطبہ اور مہر

(۴۳۹۰) علاء نے ابن ابی یعفور سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ باکرہ عورتیں جن کے آباء موجود ہیں وہ بغیر اپنے آباء کی اجازت کے نکاح نہ کریں ۔

(۴۳۹۱) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ایک ایسی لڑکی کے متعلق کہ جس کے باپ نے صغیر سنی (چھوٹی عمر) میں اس کا نکاح کر دیا اور پھر وہ مر گیا اور اب یہ لڑکی بڑی ہو گئی ہے اور ابھی تک اس کے شوہر نے اس سے مجامعت نہیں کی ہے وہی نکاح جو اس کے باپ نے کر دیا تھا وہی بدستور قائم رہے گا یا اس کا معاملہ اس کے اختیار میں ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اس کے باپ نے جو نکاح کیا وہی قائم رہے گا ۔

(۴۳۹۲) ابن بکیر نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک لڑکی ہے جس کا باپ چاہتا ہے کہ وہ ایک آدمی سے اس کا نکاح کرے اور اس کا دادا چاہتا ہے کہ دوسرے آدمی سے اس کا نکاح کرے؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس کے باپ نے اس سے قبل اس کا نکاح کسی سے نہیں کرایا ہے تو دادا اس کے نکاح کے لئے اولی اور زیادہ حقدار ہے۔

(۴۳۹۳) اور ہشام بن سالم اور محمد بن حکیم کی روایت میں ہے جو انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر کسی لڑکی کا نکاح اس کے باپ اور اس کے دادا دونوں نے کیا ہے تو وہ دونوں میں سے جس نے پہلے نکاح کیا ہے وہی صحیح ہے۔ اور اگر ان دونوں نے بیک وقت الگ الگ آدمیوں سے نکاح کیا ہے تو دادا کا نکاح اولی ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں عورت پر باپ کے علاوہ کسی کی ولایت نہیں ہے جب تک اس کا نکاح کسی سے نہیں ہوا ہے اور وہ باکرہ ہے اور اگر وہ ثیبہ ہے (اس کا نکاح ہو چکا تھا اور کسی وجہ سے ختم ہو گیا) ۔ تو اس عورت کی اجازت کے بغیر اس کے باپ کو بھی اس کا نکاح کرنا جائز نہیں ۔ اور اگر کسی عورت کا باپ اور دادا دونوں زندہ ہیں تو جب تک باپ زندہ ہے اس کے دادا کو حق ولایت حاصل ہے اس لئے کہ وہ اپنے لڑکے کا بھی ولی و مالک ہے اور جب باپ مر جائے اور صرف دادا زندہ رہے تو دادا بھی بغیر عورت کی اجازت کے اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔

(۴۳۹۴) حنان بن سدیر نے مسلم بن بشیر سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب سے دریافت کیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کر لیا مگر کسی کو گواہ نہیں بنایا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان تو اس پر کوئی الزام نہیں لیکن اگر کوئی ظالم حاکم اس کو پکڑ لے گا تو اس کو سزا دے دیگا۔

(۴۳۹۵) عبدالحمید بن عوّاض نے عبدالخالق سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ثیبہ عورت کسی سے نکاح کر سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اپنی ذات کی خود مالک اور اپنے امور کی خود مختار ہے جس سے چاہے نکاح کرے بشرطیکہ وہ کفو ہو مگر بعد اس کے کہ اس سے قبل ایک مرد سے نکاح ہو چکا تھا (یہ دوسرا نکاح ہے) ۔

(۴۳۹۶) داؤد بن سرحان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ جس کا ارادہ تھا کہ وہ اپنی بہن کا کسی سے نکاح کرے ۔ آپؑ نے فرمایا کہ اپنی بہن سے اجازت لے گا اگر وہ خاموش رہے تو یہ اس کا اقرار ہے اور اگر انکار کرے تو پھر وہ اس کا نکاح نہیں کرے گا ۔ اگر وہ کہے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے کر دو تو وہ اس سے اس کا نکاح کر دے جس سے وہ راضی ہے اور وہ یتیم بچی کہ جس کی کسی نے پرورش کی ہے وہ اس کا نکاح اس سے کرے جس سے وہ راضی ہے۔

(۴۳۹۷) فضیل بن یسار اور محمد بن مسلم اور زرارہ اور برید بن معاویہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ عورت جو بے عقل اور بیوقوف نہیں ہے اور اس سے نکاح کا کوئی متمنی بھی نہیں ہے وہ اگر اپنے نفس کو بغیر ولی کے کسی کے حوالے کر دے (یعنی نکاح کرے) تو جائز ہے۔

(۴۳۹۸) اور ابو طالب علیہ السلام نے جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقد حضرت ام المومنین خدیجہ بنت خویلد رحمہا اللہ سے پڑھا بعد اس کے کہ وہ آنحضرتؐ کا پیغام حضرت خدیجہؑ کے والد کو دے چکے تھے اور کچھ کہتے ہیں ان کے چچا کو پیغام دیا تھا تو آپؑ نے دروازے کے دونوں بازو تھامے اور قریش کے لوگوں میں سے جو لوگ وہاں حاضر تھے وہ دیکھ رہے تھے آپؑ نے فرمایا۔

الحمد للّٰہ الذی جعلنا من زرع ابراہیم، و ذریۃ اسماعیل، و جعل لنا بیتاً محجوجاً، و حرماً آمناً، یجبی الیہ ثمرات کل شیء، و جعلنا الحکام علی الناس فی بلدنا الذی نحن فیہ، ثم ان ابن اخی محمدؐ بن عبداللّٰہ بن عبدالمطلب لا یوزن برجل من قریش الا رجح و لا یقاس باحد منھم الا عظم عنہ، و ان کان فی المال قل فان المال رزق حائل و ظل زائل، و لہ فی خدیجۃ رغبۃ، و لھا فیہ رغبۃ، و الصداق ما سالتم عاجلہ و آجلہ من مالی، و لہ خطر عظیم، و شان رفیع، و لسان شافع جسیم، فزوجہ و دخل بھا من الغد فاول ما حملت و لدت عبداللّٰہ بن محمد صلوات اللّٰہ علیہ و آلہ۔

(حمد اس اللہ کی جس نے ہم لوگوں کو نسل ابراہیم اور ذریت اسماعیل میں قرار دیا اور ہمارے ہی لئے وہ گھر بنایا جس کا حج کیا جاتا ہے اور وہ حرم بنایا جو جائے امن ہے اور ہر شے کے لئے ثمرات یہاں جمع کئے جاتے ہیں ہمارے اس شہر میں جس میں ہم رہتے ہیں اس نے ہمیں تمام لوگوں کا حاکم بنایا ہے پھر یہ کہ میرے بھائی کا بیٹا محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب قریش میں سے کسی مرد کے ساتھ تولا جائے یہ اس سے بھاری پڑے گا اور ان میں کسی سے بھی ناپا جائے اس سے بڑا ہوگا اگرچہ وہ مال و دولت میں کم ہے مگر مال تو ایک ایسا رزق ہے جو بدلا کرتا ہے اور ایسا سایہ ہے جو ڈھلتا رہتا ہے اور اس کو خدیجہ کے ساتھ عقد میں رغبت ہے اور خدیجہ کو اس سے رغبت ہے اور مہر جو تم لوگ طلب کرو معجل ہو یا موجل (فوری یا بدیر) وہ میرے مال سے ادا ہوگا اور اس کے لئے ایک بڑا مرتبہ اور بلند شان اور شفاعت کے لئے ایک اہم زبان ہے۔) پھر آپ نے ان کا نکاح پڑھا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے دن حضرت خدیجہ کے پاس گئے۔ اور حضرت خدیجہ کے پہلے حمل سے جو ولادت ہوئی وہ عبداللہ بن محمد (صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھے۔

(۴۳۹۹) اور حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی الرضا علیہما السلام نے جب مامون کی لڑکی سے عقد کیا تو خطبہ پڑھا۔

الحمد للّٰہ متم النعم برحمتہ، و الھادی الی شکرہ بمنہ، و صلی اللّٰہ علی محمدؐ خیر خلقہ، الذی جمع فیہ من افضل ما فرقہ فی الرسل قبلہ، و جعل تراثہ الی من خصہ بخلافتہ، و سلم تسلیما، و ہذا امیر المومنین

زوجنی ابنته علی مافرض اللّٰہ عزوجل للمسلمات علی المومنین من امساک بمعروف او تسریح باحسان و بزلت لھا من الصداق ما بزلہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم لازواجہ و ھو اثنتا عشرۃ اوقیۃ و نش و علی تمام الخمسمائۃ و قد نحلتھا من مالی مائۃ الف ، زوجتنی یا امیرالمومنین ؟

[حمد اس اللہ کی جو اپنی مہربانی سے نعمتوں کو تمام کرنے والا اور اپنے احسان سے شکر کی جانب ہدایت کرنے والا ہے اور اللہ اپنی رحمت نازل فرمائے اپنی بہترین مخلوق محمدؐ پر جن میں اس نے رسولان ماسبق کے سارے متفرق فضائل جمع فرمادیئے۔ اور ان کی میراث کا حقدار اس کو قرار دیا جسے اس نے آنحضرتؐ کی خلافت ونیابت کے لئے مخصوص کیا اور ان پر اپنی طرف سے سلامتی نازل کرے جو سلامتی نازل کرنے کا حق ہے۔ اور یہ مومنین کے امیرہیں جو اپنی بیٹی کا عقد مجھ سے کرنا چاہتے ہیں اس فریضہ کی بنا پر جو اللہ تعالیٰ نے مسلم عورتوں کے لئے مومنین پر یہ ارشاد فرما کر فرض کیا ہے کہ فامساک بمعروف او تسریح باحسان (اس کے بعد رکھ لینا موافق دستور کے یا چھوڑ دینا بھلی طرح سے) (سورۃ بقرہ آیت ۲۲۹) (شریعت کے مطابق) اور اس کو مہر میں اتنا دیتا ہوں جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کو مہر میں دیا تھا اور وہ ساڑھے بارہ اوقیہ ہے اور میرے اوپر پانچ سو عائد ہوتے ہیں اور میں نے اس کو اپنے مال میں سے ایک لاکھ دیئے۔ یا امیرالمومنین (اس مہر پر) کیا آپ نے اپنی بیٹی کا عقد مجھ سے کیا ؟] مامون نے کہا ہاں تو آپؑ نے فرمایا میں نے قبول کیا اور میں بھی اس پر راضی ہوں۔

(۴۴۰۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص کسی عورت سے عقد کرے اور ان کی نیت مہر ادا کرنے کی نہ ہو تو وہ اللہ کے نزدیک زانی ہے۔

(۴۴۰۱) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مہر کے متعلق سنت محمدؐ یہ پانچ سو (۵۰۰) درہم ہے پس جو شخص سنت سے زائد دے اسے سنت کی طرف واپس کر دیا جائے گا۔ اور اگر کسی نے اس کو پانچسو ایک (۵۰۱) درہم یا اس سے زائد دیئے اور پھر اس سے مجامعت کی تو پھر اس کے بعد اس کے لئے کچھ نہیں ہے وہی ہے جو اس نے مجامعت سے پہلے لے لیا ہے۔

اور جب عورت نے اپنا مہر مرد پر ادھار چھوڑا ہے تو یہ مہر مرد پر مرد کی زندگی میں اور مرد کے مرنے کے بعد یا عورت کے مرنے کے بعد ادا کرنا واجب ہے اور اولیٰ وبہتر یہ ہے کہ جس کا مطالبہ عورت نے اپنی زندگی میں نہیں کیا اور اپنے شوہر پر اس کو قرض قرار نہیں دیا اس کے ورثا کو بھی چاہیے کہ اس کا مطالبہ نہ کریں اور قبل دخول شوہر نے جو کچھ اس کو دیا ہے مہر کے سلسلہ میں وہی اس کا مہر ہے۔

اور مہر سنت پانچ سو (۵۰۰) درہم اس لئے قرار پایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ لازم قرار دے لیا ہے کہ اگر کوئی شخص مومن سو (۱۰۰) مرتبہ اللّٰہ اکبر سو (۱۰۰) مرتبہ سبحان اللّٰہ سو (۱۰۰) مرتبہ لا الہ الا اللّٰہ اور سو (۱۰۰) مرتبہ الحمدللّٰہ

اور سو (۱۰۰) مرتبہ اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد کہکر کہے اللّٰھُمّ زَوِّجْنِی مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ (اے اللہ تو میرا نکاح حور عین سے کر دینا) تو اللہ تعالیٰ اس کا نکاح جنت کی کسی حور سے کر دے گا۔ اور (یہ تسبیحات اربعہ اور یہ درود جو سب ملکر پانچ سو ہیں) یہی اس کا مہر ہوگا۔

باب :- نچھاور اور زفاف

(۴۴۰۲) جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ کا عقد حضرت علی علیہ السلام سے کیا تو قریش کے کچھ لوگ آپؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ آپؐ نے یہ عقد حضرت علی علیہ السلام سے بہت کم مہر پر کر دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے یہ عقد نہیں کیا بلکہ جب مجھے شب معراج سدرہ منتہیٰ لے جایا گیا تو وہاں اللہ تعالیٰ نے فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے سدرہ کو وحی کی کہ وہ اپنے پھل نچھاور کرے تو اس نے ان پر موتی اور جواہرات نچھاور کئے اور حوریں ان موتیوں اور جواہرات کو ایک دوسرے کو تحفہ میں دیتی ہیں اور اس پر فخر کرتی ہیں اور کہتی ہیں یہ فاطمہؑ بنت محمدؐ کے نچھاور کے موتی اور جواہرات ہیں۔

جب شب زفاف آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خچر لائے اس پر زین کسی اور فاطمہؑ سے کہا اس پر سوار ہو جاؤ اور سلمان سے کہا کہ تم آگے آگے اس کی لجام پکڑ کر چلو اور پیچھے سے آنحضرت اس کو ہانکتے ہوئے چلے اور ابھی آپ درمیان راہ ہی میں تھے کہ ایک شور سنا۔ معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اور حضرت میکائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ آرہے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا تم لوگ آج زمین پر کیوں اتر رہے ہو؟ ان سب نے کہا کہ ہم اس لئے آئے ہیں تاکہ فاطمہؑ کو ان کے شوہر کے پاس پہنچائیں پھر جبرئیل نے تکبیر کہی، میکائیل نے تکبیر کہی اور ملائکہ نے تکبیر کہی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی۔ پھر اسی شب سے عروسیوں میں تکبیر کہنے کا رواج ہو گیا۔

(۴۴۰۳) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا تم لوگ اپنی عروس کو شب کے وقت اس کے شوہر سے ملاؤ اور دن کے وقت لوگوں کو دعوت طعام دو۔

باب :- ولیمہ

(۴۴۰۴) موسیٰ بن بکر نے حضرت امام ابوالحسن اول علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ (۵) مواقع کے سوا اور کسی موقع پر ولیمہ نہیں ہے۔ عرس و خرس وعذار و وکار و رکاز۔ عرس یعنی شادی، خرس یعنی بچے کی پیدائش۔ عذار یعنی ختنہ۔ وکار یعنی انسان جب گھر بنائے یا خریدے۔ رکاز یعنی جب انسان حج کر کے مکہ سے واپس آئے۔

باب :- جب آدمی اپنی زوجہ کو بیاہ کر گھر لائے تو کیا کرے

(۴۴۰۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے صحابی سے فرمایا کہ جب تم اپنی بیوی کو بیاہ کر گھر لاؤ تو اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھو اسے قبلہ رو بٹھاؤ اور یہ کہو اَللّٰھُمَّ بِاَمَانَتِکَ اَخَذْتُھَا وَ بِکَلِمَاتِکَ اِسْتَحْلَلْتُ فَرْجَھَا فَاِنْ قَضَیْتَ لِیْ مِنْھَا وَلَداً فَاجْعَلْہُ مُبَارَکاً سَوِیّاً وَلَا تَجْعَلْ لِلشَّیْطَانِ فِیْہِ شِرْکاً وَلَا نَصِیْباً (پروردگار یہ تیری امانت ہے اور میں نے تیرے سامنے تیرے کلمات کی وجہ سے اس کی شرمگاہ اپنے اوپر حلال کی ہے پس اگر تو اس سے مجھے کوئی اولاد دے تو اس کو مبارک اور متناسب الاعضاء بنا اور اس میں شیطان کو شریک و حصہ دار نہ بنا)۔

باب :- وہ اوقات جن میں عورت سے مجامعت مکروہ ہے

(۴۴۰۶) سلیمان بن جعفر جعفری نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرمارہے تھے کہ جو شخص مہینہ کے اندر محاق کے دنوں میں (جن دنوں میں چاند نمودار نہیں ہوتا) اپنی زوجہ سے مجامعت کرے تو اس کو بچہ کے اسقاط کے سپرد کردے۔

(۴۴۰۷) حسن بن محبوب نے ابی ایوب خزاز سے انہوں نے عمرو بن عثمان سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ساعتوں میں سے کوئی ساعت ایسی بھی ہے جس میں عورت سے مجامعت مکروہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس شب میں جس میں چاند گہن لگے اس دن میں جس میں سورج کو گہن لگے۔ اور غروب آفتاب سے شفق کے غائب ہونے تک اور طلوع فجر سے لیکر طلوع آفتاب اور سیاہ و سرخ و زرد آندھی کے وقت اور زلزلے کے وقت مجامعت مکروہ ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی زوجہ کے پاس شب بسر کررہے تھے اور وہ چاند گہن کی شب تھی۔ آپ سے کوئی امر صادر نہیں ہوا تو آپ کی زوجہ محترمہ نے عرض کیا یارسول اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان کیا یہ سب کچھ کسی ناراضگی اور خفگی کی وجہ سے ہے؟ آپؐ نے فرمایا تم پر وائے ہو یہ امر آسمان پر حادث ہوا اس کی وجہ سے میں نے مکروہ سمجھا کہ میں لذت یاب ہوں اور کسی چیز میں دخل دوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک عیب گیری ان الفاظ میں کی ہے اور فرمایا ہے وان یروا کسفا من السماء ساقطاً یقولوا سحاب مرکوم (سورہ طور آیت ۴۴) (اگر یہ لوگ آسمان سے کسی گرتے ہوئے عذاب کو دیکھیں تو بول اٹھیں گے کہ یہ تو تہہ بہ تہہ بادل ہیں) اور خدا کی یہ حدیث سن کر ان ساعات میں جن کا میں نے ذکر کیا ہے اگر کوئی شخص مجامعت نہ کرے گا تو (دیگر اوقات میں) اس کی مجامعت سے ایسا لڑکا عطا ہوگا جیسا وہ چاہتا ہے۔

(۴۴۰۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم مہینہ کی پہلی تاریخ میں مجامعت نہ کرو اور نہ پندرہویں تاریخ میں اور نہ مہینہ کی آخری تاریخ میں اور جو ان تاریخوں میں مجامعت کرے گا تو اس کو اسقاط حمل کے سپرد کردے اور اگر بچہ پورا اور کامل پیدا ہو تو گمانِ غالب ہے کہ وہ مجنون ہوگا کیا تم نہیں دیکھتے مجنون کو اکثر ابتدائی و درمیانی اور آخری تاریخوں میں جنون کا دورہ پڑتا ہے۔

(۴۴۰۹) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ شام کے وقت جب آفتاب زرد ہوجائے اور صبح طلوع کے وقت جب آفتاب زرد ہو حالت جنابت میں ہونا مکروہ ہے۔

(۴۴۱۰) اور محمد بن فیض نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا کہ میں بالکل برہنہ ہو کر مجامعت کرلوں؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔ اور نہ قبلہ کی طرف رخ کرکے اور نہ قبلہ کی طرف پشت کرکے۔

(۴۴۱۱) نیز فرمایا کہ کشتی میں مجامعت نہ کرو۔

(۴۴۱۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حالت احتلام میں مرد عورت پر سوار نہ ہو جب تک کہ اس احتلام سے جس کو اس نے خواب میں دیکھا ہے غسل نہ کرے اگر کسی نے ایسا کیا اور لڑکا مجنون پیدا ہوا تو اپنے نفس کے سوا کسی اور کی ملامت نہ کرے۔

(۴۴۱۳) نیز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حیض میں عورت سے جماع کرے اور لڑکا جذامی و مبروص پیدا ہو تو اپنی ذات کے سوا کسی اور کی ملامت نہ کرے۔

باب :۔ جماع کے وقت بسم اللہ کہنا

(۴۴۱۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی عورت کے پاس جائے تو ذکر خدا (بسم اللہ) کہے اگر بسم اللہ نہیں کہے گا تو اس کے نطفہ میں شیطان شریک ہوجائے گا اور اس کی پہچان ہم لوگوں کی محبت اور ہم لوگوں کی دشمنی ہے۔

باب :۔ جس کے پاس جوان عورت ہے اس کو کتنی مدت تک ترک جماع جائز ہے

(۴۴۱۵) صفوان بن یحییٰ نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کے پاس جوان عورت ہے سے چند ماہ اور ایک سال سے اس کو چھوڑے ہوئے ہے اس سے مقاربت نہیں کرتا اور سوائے اس عورت کو ضرر

پہنچانے اور لوگوں کو مصیبت میں ڈالنے کے اس کا کوئی اور ارادہ نہیں تو کیا ایسا شخص گنہگار ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر چار ماہ سے چھوڑے ہوئے ہے تو اس کے بعد وہ گنہگار ہوگا (مگر یہ کہ وہ عورت سے اجازت لیلے)

باب :۔ اللہ تعالیٰ نے کونسا نکاح حلال کیا ہے اور کون سا نکاح حرام

(۴۴۱۶) ابی المغرا نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ عورت جو علانیہ زنا کرتی ہے اس سے نکاح نہ کیا جائے اور وہ مرد جو علانیہ زنا کرتا ہے اس سے نکاح نہ کیا جائے مگر یہ کہ جان لیا جائے کہ وہ توبہ کر چکی ہے یا کر چکا ہے۔

(۴۴۱۷) داود بن سرحان نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا کہ الزانی لا ینکح الا زانیة او مشرکة و الزانیة لا ینکحھا الا زان او مشرک (سورۃ النور آیت ۳) (زنا کرنے والا تو زنا کرنے والی عورت سے اور مشرکہ عورت سے نکاح کرے اور زنا کرنے والی عورتیں زانی اور مشرک ہی سے نکاح کریں گی) آپؑ نے فرمایا اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو زنا کے لئے مشہور ہیں اور وہ مرد جو زناکاری میں مشہور ہیں اور زنا میں ان کی شہرت ہے اور اسی سے پہچانے جاتے ہیں۔ اور آجکل اس منزل پر وہ لوگ ہیں جن پر زنا کی حد جاری کر دی گئی یا وہ لوگ جو زناکار مشہور ہیں۔ جائز نہیں کہ ان سے نکاح کیا جائے جب تک کہ ان کی توبہ کا علم نہ ہو۔

(۴۴۱۸) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا وہ عورتیں جن کو مجلس واحد (ایک نشست) میں تین طلاق دی گئی ہے ان کے ساتھ نکاح سے پرہیز کرو اس لئے کہ وہ شوہر دار ہیں۔

(۴۴۱۹) حفص بن بختری نے اسحاق بن عمّار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایسی عورت سے نکاح کا ارادہ رکھتا ہے جس کو تین طلاق دیدی گئی ہے۔ اس مسئلہ میں وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا اس کو چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ اس کو حیض آجائے پھر حیض سے پاک ہو جائے۔ پھر اس کے شوہر کو بلایا جائے اور اس کے ساتھ دو مرد ہوں پھر اس سے کہا جائے کہ تم نے فلاں عورت کو طلاق دی ہے۔؟ اگر وہ کہے کہ ہاں تو اس عورت کو تین ماہ چھوڑ دیا جائے پھر اس کو اپنے ساتھ نکاح کا پیغام دے۔

(۴۴۲۰) اور ایک حدیث میں ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگوں کی تین طلاق تمہارے غیروں کے لئے حلال نہیں اور ان لوگوں کی تین طلاق تم لوگوں کے لئے حلال ہے اس لئے کہ تم لوگ تین طلاق کو کچھ نہیں سمجھتے اور وہ لوگ اس کو واجب جانتے ہیں۔

(۴۴۲۱) اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم کے دین و مذہب پر ہے اس کو اس کے احکام پر عمل لازمی ہے۔

(۴۴۲۲) حسن بن محبوب نے معاویہ بن وحب وغیرہ سے جو ہمارے اصحاب میں سے تھے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد مومن کسی زن یہودیہ اور نصرانیہ سے نکاح کرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب اس کو زن مسلمہ مل رہی تھی تو اسے یہودیہ اور نصرانیہ کا کیا کرنا ہے۔ میں نے عرض کیا وہ اس پر فریفتہ ہے آپؑ نے فرمایا اچھا اگر اس کو یہی کرنا ہے تو پھر اسے شراب پینے اور سور کا گوشت کھانے سے روک دے اور اسے یہ بتا دے کہ میرے دین میں تجھ سے نکاح کرنا ذلت و توہین کی بات ہے۔

(۴۴۲۳) حسن بن محبوب نے علاء بن رزین سے انھوں نے محمد بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ مرد مسلمان ایک زن مجوسیہ سے شادی کرے ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں ۔ لیکن اگر اس کی کوئی کنیز مجوسیہ ہو تو اس سے مجامعت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر اپنا مادہ تولید وقت انزال اس سے ہٹالے اور اس سے بچہ پیدا کرنے کی کوشش نہ کرے ۔

(۴۴۲۴) حسن بن محبوب نے سلیمان حمّار سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے جو مرد مسلمان ہے اس کے لئے کسی زن ناصبیہ (دشمن اہلبیت) کو اپنی زوجیت میں لینا جائز نہیں ہے اور نہ ہی اپنی لڑکی کو کسی مرد ناصبی کی زوجیت میں دینا ۔ اور نہ اس کے پاس اپنی لڑکی چھوڑنا ۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص آل محمدؐ سے جنگ قائم کرے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اس لئے اس سے نکاح حرام ہے ۔

(۴۴۲۵) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے دو قسم کے لوگوں کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے ایک وہ جو ہمارے اہلبیت سے جنگ قائم کریں اور دوسرے وہ جو دین میں غلو کریں اور حد سے آگے نکل جائیں ۔ اور جو امیر المومنین علیہ السلام پر لعنت کرنے کو حلال جانتا ہو اور مسلمانوں پر خروج و لشکر کشی کرے انہیں قتل کرے اس سے مناکحت حرام ہے اس لئے کہ اس نے خود اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاکت میں ڈالا ہے اور جاہل لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر مخالف ناصبی ہے حالانکہ ایسا نہیں ۔

(۴۴۲۶) اور صفوان نے زرارہ سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا شکاک (جنھیں اہلبیت سے عداوت نہیں مگر انہیں شک ہے یقین نہیں آتا کہ اہلبیت پر مظالم ہوئے اگر انہیں یقین آجائے تو حق قبول کرلیں) لوگوں کی بیٹیاں لے لو مگر ان کو اپنی بیٹیاں نہ دو اس لئے کہ عورت اپنے شوہر کے طریقہ کو اختیار کرتی ہے اور مذہب کے اندر اس کے دباؤ میں رہتی ہے ۔

(۴۴۲۷) حسن بن محبوب نے یونس بن یعقوب سے انھوں نے حمران بن اعین سے روایت کی ہے کہ اس کے بعض اہل خاندان تزویج کا ارادہ رکھتے تھے لیکن اسے کوئی ایسی عورت نہیں ملی جو اسے پسند ہو۔اس کا تذکرہ راوی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا۔آپؑ نے فرمایا تم ابلہ وسادہ لوح وکم عقل عورتوں کو کہاں چھوڑ گئے جو کچھ جانتی ہی نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ کہا جاتا ہے کہ لوگ صرف دو قسم کے ہیں مومن و کافر۔آپؑ نے فرمایا پھر وہ لوگ کہاں گئے کہ خلطوا اعملا صالحا و آخر سئیاً (سورۃ توبہ آیت ۱۰۲) (انھوں نے نیک اور بد کام کو ملا دیا) جنھوں نے بھلے کام اور برے کام آپس میں مخلوط کر لئے اور وہ لوگ کہاں گئے جو حکم الٰہی کی امید رکھتے ہیں یعنی عفو الٰہی کی۔

(۴۴۲۸) یعقوب بن یزید نے حسین بن بشّار واسطی سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام کو عریضہ تحریر کیا کہ میرے ایک قرابتدار نے میری لڑکی سے شادی کا پیغام بھیجا ہے مگر اس کے اخلاق میں برائی ہے۔آپؑ نے تحریر فرمایا کہ اگر اس کے اخلاق میں برائی ہے تو اس سے تزویج نہ کرو۔

(۴۴۲۹) اور حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے روایت کی ہے انھوں نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ ایک مرد مسلم کے لئے میں پسند نہیں کرتا کہ وہ اپنی ماں کی سوت سے نکاح کرے جو اس کے باپ کے علاوہ کسی اور مرد کے عقد میں رہی ہو۔

(۴۴۳۰) محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا کہ جو شراب نوشی میں مبتلا ہوئی اور نشہ کے عالم میں اس نے ایک شخص سے نکاح کر لیا مگر جب نشہ اترا تو نکاح سے منکر ہو گئی مگر بعد میں اس کو یہ گمان ہوا کہ اس نکاح کو مان لینا اس کے لئے لازم ہو گیا لہٰذا وہ شراب نوشی سے باز آئی پھر اس مرد کے ساتھ اسی نکاح پر رہنے لگی سوال یہ ہے کہ یہ اس عورت کے لئے حلال ہے؟ یا نشہ کے عالم میں جو نکاح ہوا ہے وہ فاسد ہے اور اس مرد کا اس عورت پر کوئی اختیار نہیں ہے؟ آپؑ نے فرمایا نشہ اترنے کے بعد جب اس مرد کے پاس رہ گئی تو یہی اس کی رضا ہے میں نے عرض کیا کہ تو کیا اسی نکاح سے اس عورت کا رہنا جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۴۴۳۱) اور عمرو بن شمر نے جابر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس قابلہ سے جس نے مولود کو جنوایا ہے کیا اس مولود کو نکاح کرنا حلال ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں اور نہ اس کی بیٹی سے اس لئے کہ وہ بھی اس کی ماں کے مانند ہے۔

(۴۴۳۲) معاویہ بن عمّار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر قابلہ صرف بچہ جنوا کر چلی جائے تو ایسی قابلائیں تو بہت سی ہیں اور جو قابلہ بچہ جنوا کر اس کی پرورش بھی کرے تو وہ اس بچہ پر حرام ہے۔

(۴۴۳۳) اور حسن بن محبوب نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جو شخص احرام باندھے ہوئے ہو وہ نکاح کر سکتا ہے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ محرم شخص محل سے بھی نکاح نہیں کرے گا۔

(۴۴۳۴) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر محرم کسی سے نکاح کرے یا اس سے کوئی نکاح کر دے تو وہ نکاح باطل ہے۔

(۴۴۳۵) اور حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس کے پاس ایک کنیز ہے اور وہ اس کنیز کو برہنہ کر کے بہ نظر شہوت اس کے جسم کو دیکھتا ہے کیا یہ کنیز اس شخص کے باپ کے لئے اور اگر باپ ایسا کرتا ہے تو بیٹے کے لئے حلال ہے؟ آپ نے فرمایا اگر وہ شخص بہ نظر شہوت اس کنیز کو دیکھے اور جسم کا وہ حصہ دیکھے جس کا دیکھنا دوسرے پر حرام ہے تو وہ اس کے بیٹے کے لئے حلال نہیں ہے اور اگر بیٹا دیکھے تو باپ کے لئے حلال نہیں ہے۔

(۴۴۳۶) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انھوں نے ابی عبیدہ حذّاء سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ کوئی عورت اپنی پھوپھی پر سوت بن کر نکاح نہیں کرے گی اور نہ اپنی خالہ پر اور نہ اپنی دودھ شریک بہن پر۔ نیز آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حمزہ کی بیٹی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کیا تمہیں نہیں معلوم کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور حضرت حمزہ نے ایک عورت (ثوبیہ) کا دودھ پیا تھا (حضرت حلیمہ کے آنے سے پہلے)۔

(۴۴۳۷) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیّہ سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک عورت اپنی خالہ پر سوت بن کر نکاح نہیں کرے گی مگر خالہ اپنی بہن کی لڑکی پر سوت بن کر نکاح کرے گی۔

(۴۴۳۸) محمد بن مسلم کی روایت میں ہے جو انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بھائی کی لڑکی اور بہن کی لڑکی اپنی پھوپھی اور خالہ پر سوت بن کر بغیر ان دونوں کی اجازت کے نکاح نہیں کرے گی۔ لیکن پھوپھی اور خالہ اپنے بھائی کی لڑکی یا اپنی بہن کی لڑکی پر سوت بن کر بغیر ان دونوں کی اجازت کے نکاح کریگی۔

(۴۴۳۹) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص چاہتا ہے کہ کسی عورت سے نکاح کرے کیا وہ (نکاح سے قبل) اس کے بالوں کو دیکھے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کا ارادہ ہے کہ اس کو زیادہ قیمت پر خریدے۔

(۴۴۴۰) اور موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا

کہ کسی لڑکی سے اس وقت تک دخول نہ کیا جائے جب تک کہ وہ نو یا دس سال کی نہ ہو جائے۔

(۴۴۴۱) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص کسی عورت سے اس کے نو(۹) سال تک پہونچنے سے پہلے دخول کرے اور اس میں کوئی عیب آجائے تو وہ اس کا ضامن ہے یہ روایت حمّاد نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۴۴۴۲) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کو آزاد کیا اور یہی آزادی اس کے لئے مہر قرار دے کر (عقد کر لیا) پھر دخول سے پہلے اس کو طلاق دے دی۔آپؑ نے فرمایا اس کی آزادی تو ہو چکی اب اس کا مالک اس سے نصف قیمت کا مطالبہ کرے گا جس کی ادائیگی کی وہ کوشش کرے گی اور اس لئے اس عورت پر عدہ کوئی نہیں ہے۔

(۴۴۴۳) حسن بن محبوب نے یونس بن یعقوب سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس نے اپنی کنیز کو آزاد کیا اور یہی آزادی اس کے لئے مہر قرار دے کر نکاح کر لیا پھر قبل دخول اس کو طلاق دیدی۔آپؑ نے فرمایا وہ کنیز اپنی نصف قیمت کی ادائیگی کے لئے کام کاج کرے گی اور اس نے انکار کیا تو ایک دن وہ آزاد رہیگی اور ایک دن اس مالک کی خدمت کرے گی نیز فرمایا کہ اگر اس کنیز کے کوئی لڑکا ہے اور اس کے پاس مال ہے تو وہ اپنی ماں کی نصف قیمت ادا کرے گا اور وہ کنیز پوری آزاد ہو جائیگی۔

(۴۴۴۴) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز سے کہا کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا اور تیری آزادی کو تیرے لئے مہر قرار دیا۔آپؑ نے فرمایا وہ کنیز تو آزاد ہو گئی اب اس کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس سے نکاح کر لے اور چاہے نہ کرے اگر وہ اس سے نکاح کرے تو اس شخص کو چاہیئے کہ اسے کچھ دے اور اگر وہ شخص یہ کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اور تیرا مہر تیری آزادی کو قرار دیا تو پھر نکاح ہو گیا اور وہ اسے کچھ نہیں دے گا۔

(۴۴۴۵) ابن ابی عمیر نے عبداللہ بن سنان سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک عورت کے بچہ پیدا ہوا کیا وہ نفاس سے طاہر ہونے سے قبل نکاح کر سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں لیکن اس کے شوہر کے لئے یہ جائز نہیں کہ نفاس سے طاہر ہونے سے پہلے وہ اس سے دخول کرے۔

(۴۴۴۶) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کسی کی کنیز سے نکاح کیا یہ سمجھ کر کہ یہ آزاد ہے پھر ایک شخص آیا اور اس نے دعویٰ کیا اور اس پر گواہ و ثبوت پیش کئے کہ یہ اس کی کنیز ہے۔آپؑ نے فرمایا وہ اپنی کنیز کو لے لے گا اور وہ بچہ جو اس سے پیدا ہوا ہے اس کی قیمت وصول کرے گا۔

(۴۴۴۷) جمیل بن درّاج کی روایت میں ہے کہ انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور دخول سے پہلے اس کو طلاق دے دی اب کیا اس عورت کی لڑکی اس کے لئے حلال ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ماں اور لڑکی اس سلسلہ میں دونوں برابر ہیں اگر کسی ایک سے دخول نہیں کیا ہے تو دوسری اس کے لئے حلال ہے۔

(۴۴۴۸) نیز حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تمہاری پروردہ (لے پالک) لڑکیاں تم پر حرام ہیں وہ خواہ تمہاری گود میں پلی ہوں یا نہ پلی ہوں۔

(۴۴۴۹) حسن بن محبوب نے ابی ایّوب سے انھوں نے محمد بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا کہ جس کا نکاح ایک عورت سے ہوا عورت کے حکم سے یا خود اس مرد کے حکم سے اور دخول سے قبل ہی وہ مرد مر گیا یا وہ عورت مر گئی۔ آپؑ نے فرمایا وہ عورت اس سے مالی منفعت اٹھائیگی اور میراث پائیگی مگر اس کو مہر نہیں ملے گا۔ اور اگر اس مرد کا اس عورت کے حکم پر نکاح ہوا پھر اس مرد نے طلاق دیدی تو عورت کے حکم پر اس کا مہر پانچ سو درہم سے زیادہ نہ ہوگا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازدواج کا مہر تھا۔

(۴۴۵۰) صفوان بن یحییٰ نے ابی جعفر مرد مہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مرد نے عورت کے حکم پر اس سے نکاح کر لیا پھر دخول سے پہلے مر گیا۔ آپؑ نے فرمایا اس عورت کے لئے مہر نہ ہوگا مگر میراث ہوگی۔

(۴۴۵۱) علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا اور ابھی اس سے دخول بھی نہیں کیا تھا کہ دوسری کسی عورت سے زنا کر بیٹھا اس کی کیا سزا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس پر حد میں کوڑے لگائے جائیں اس کا سر مونڈ دیا جائے اور اس کی عورت سے اس کو ایک سال تک جدا رکھا جائے۔

(۴۴۵۲) طلحہ بن زید نے حضرت امام جعفرؑ بن محمدؑ سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے کتاب علی علیہ السلام میں پڑھا ہے کہ اگر کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کرے اور ابھی اس سے دخول نہ کیا ہو کہ کسی دوسری عورت سے زنا کر بیٹھے تو چونکہ وہ زانی ہے اس لئے اس کی وہ عورت اس پر حلال نہیں ہے ان دونوں کو جدا کر دیا جائیگا اور وہ عورت کو نصف مہر ادا کرے گا۔

(۴۴۵۳) اور اسماعیل بن ابی زیاد کی روایت میں ہے جو انھوں نے حضرت جعفرؑ بن محمدؑ سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت اگر اپنے شوہر کے دخول کرنے سے پہلے زنا کی مرتکب ہو جائے تو اس کو اس کے شوہر سے جدا کر دیا جائے گا اور اس کے لئے کوئی مہر نہ ہوگا

اس لئے کہ یہ جرم اس کی طرف سے ہوا ہے۔

(۴۴۵۴) حسن بن محبوب نے فضل بن یونس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی نے ایک عورت سے نکاح کیا اور ابھی اس نے اس سے دخول بھی نہیں کیا تھا کہ اس عورت نے زنا کا ارتکاب کیا۔آپؑ نے فرمایا ان دونوں میں جدائی ڈال دی جائے گی اور عورت پر زنا کی حد جاری ہوگی اور اس کے لئے کوئی مہر نہیں ہے۔

(۴۴۵۵) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کی بہن (سالی) سے حرام کاری کی کیا اس کی وجہ سے اس کی عورت اس پر حرام ہو جائے گی ؟ آپؑ نے فرمایا حرام کبھی حلال کو فاسد نہیں کرتا اور حلال سے حرام کی درستی و اصلاح ہو جاتی ہے۔

(۴۴۵۶) اور موسیٰ بن بکر کی روایت میں جس کی انھوں نے زرارہ بن اعین سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک آدمی نے اپنی زوجہ کی ماں یا اس کی بیٹی یا اس کی بہن سے زنا کیا۔آپؑ نے فرمایا فعل حرام کبھی بھی فعل حلال کو حرام نہیں کرے گا اس کی زوجہ اس کے لئے حلال ہے۔ نیز فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک عورت سے زنا کرے اس کے بعد اس سے نکاح کر لے(تو اس نکاح میں)کوئی حرج نہیں۔اور اس کی مثل ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کھجور کے درخت سے کھجور چرائی اس کے بعد اس درخت کو خرید لیا۔اور اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرنے کے بعد اس کی ماں یا اس کی بیٹی یا اس کی بہن سے نکاح کرے تو(اس نکاح میں) کوئی حرج نہیں اور اگر کسی شخص کی زوجیت میں کوئی عورت ہے اور اس نے اس کی ماں یا اس کی لڑکی سے یا اس کی بہن سے نکاح کر لیا پھر بعد میں اس کو علم ہوا تو آخر والی کو چھوڑ دیگا اور پہلی اس کی زوجہ رہیگی۔اور اس سے اس وقت تک مقاربت نہیں کرے گا جب تک آخری والی جس کو چھوڑا ہے اس کا رحم پاک صاف نہ ہو جائے۔اور اگر کسی عورت نے اپنے لڑکے کی زوجہ سے زنا کیا ہے یا اپنے باپ کی زوجہ سے زنا کیا ہے یا اپنے لڑکے کی کنیز سے یا اپنے باپ کی کنیز سے زنا کیا ہے تو نہ وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگی اور نہ وہ کنیز اپنے مالک پر حرام ہوگی۔اور یہ حرام اس وقت ہوگی جب کسی نے اس کنیز کے ساتھ حلال حالت میں یہ کیا ہو تو پھر وہ کنیز اس کے لڑکے پر اور اس کے باپ پر تا ابد حلال نہ ہوگی۔اور جب کسی شخص نے عورت کے ساتھ حلال تزویج و نکاح کیا ہو تو وہ عورت اس کے لڑکے اور اس کے باپ کے لئے حلال نہ ہوگی۔

(۴۴۵۷) اور ابو المغرا نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے عورت سے زنا کیا اب اس کے بعد وہ چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ نکاح کرلے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر عورت زنا سے توبہ کرلے تو پھر اس کے لئے حلال ہے میں نے عرض کیا کہ کیسے معلوم ہو کہ اس نے توبہ کرلی ہے ؟ آپؑ

نے فرمایا اس کو حرام کی طرف دعوت دی جائے جس پر وہ تھی اگر وہ انکار کر دے اور اپنے رب سے استغفار کرے تو اس کی توبہ کی شناخت ہو جائیگی ۔

(۴۴۵۸) علی بن رئاب نے زرارہ سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے عراق میں ایک عورت سے نکاح کیا پھر شام چلا گیا اور وہاں ایک دوسری عورت سے نکاح کیا اتفاق کی بات کہ وہ عراقی عورت کی بہن تھی ۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس شخص کے اور شامی عورت کے درمیان جدائی ڈال دی جائے اور یہ عراقی عورت سے اس وقت تک مقاربت نہ کرے جب تک کہ شامی عورت کا عدہ ختم نہ ہو جائے ۔ میں نے عرض کیا اور اگر کوئی شخص ایک عورت سے نکاح کرے پھر اس کے بعد اس کی ماں سے نکاح کرے اور اس کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ اس کی ماں ہے ؟ آپؑ نے فرمایا لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے گا ۔ پھر فرمایا اگر اس کو معلوم ہو گیا کہ یہ اس کی ماں ہے تو پھر وہ اس سے مقاربت نہ کرے اور نہ اس کی لڑکی سے مقاربت کرے جب تک کہ ماں کے عدہ کی مدت تمام نہ ہو جائے ۔ اور جب اس کی عدہ کی مدت تمام ہو جائے تو اس کی لڑکی کا نکاح اس کے لئے حلال ہے میں نے عرض کیا اور اگر اس کی ماں کے بطن سے لڑکا پیدا ہو جائے ؟ آپؑ نے فرمایا وہ اس شخص کا لڑکا ہو گا اور اس کی میراث پائے گا اور یہ لڑکا اس کی زوجہ کا بھائی ہو گا ۔

(۴۴۵۹) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیّہ سے انھوں نے ابی عبیدہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس کا نکاح اہل بصرہ میں سے بنی تمیم کی کسی عورت سے کر دے مگر اس نے اہل کوفہ میں سے بنی تمیم کی ایک عورت سے کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا چونکہ اس نے حکم کے خلاف کیا لہذا وہ عورت کے گھر والوں کو نصف مہر ادا کرے گا اور اس عورت پر کوئی عدہ نہیں ہے اور ان دونوں کے درمیان کوئی میراث نہ ہوگی ۔ تو آپؑ کی مجلس میں جو لوگ موجود تھے ان میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ اور اگر اس نے صرف نکاح کا حکم دیا ہو کسی سرزمین یا کسی قبیلہ کا نام نہ لیا ہو پھر حکم دینے والا نکاح کے بعد انکار کر دے کہ اس نے حکم دیا تھا آپؑ نے فرمایا کیا مامور (یعنی جس کو حکم دیا گیا تھا) کے پاس کوئی ثبوت اور شاہد ہے کہ اس نے حکم دیا تھا کہ اس کا نکاح کسی عورت سے کر دے (اگر ایسا ہے) تو پھر عورت کا مہر حکم دینے والے پر ہو گا اور اگر اس کے پاس کوئی ثبوت و شاہد نہیں ہے تو پھر مامور پر لازم ہے کہ وہ عورت کا مہر عورت کے گھر والوں کو ادا کرے اور دونوں کے درمیان نہ کوئی میراث ہو گی اور نہ عورت پر کوئی عدہ ہو گا اور اگر اس نے کوئی مہر فرض کیا ہے تو اس کے لئے نصف مہر ہو گا اور اگر اس نے مہر کا نام نہیں لیا تھا تو پھر اس کے لئے کوئی مہر نہ ہو گا ۔

(۴۴۶۰) ابن ابی عمیر نے جمیل بن درّاج سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک ہی عقد میں دو بہنوں کے ساتھ نکاح کیا آپؑ نے فرمایا وہ شخص ان دونوں میں سے جس کو چاہے روک

لے اور جس کو چاہے چھوڑ دے۔

نیز ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جس نے ایک ہی عقد میں پانچ عورتوں کے ساتھ نکاح کیا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ ان میں سے ایک عورت کو جسے چاہے چھوڑ دے۔

(۴۴۶۱) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا کہ جس کے تحت نکاح چار عورتیں تھیں اس نے ان میں سے ایک عورت کو طلاق دے دی اور مطلقہ کے عدہ کی مدت پوری ہونے سے پہلے اس نے ایک عورت سے نکاح کر لیا۔ آپؑ نے فیصلہ فرمایا کہ یہ آخری عورت اپنے گھر والوں کے پاس واپس جائے جب تک کہ مطلقہ اپنے عدہ کی مدت پوری نہ کرے اور یہ آخری عورت بھی عدہ رکھے اور اگر شوہر نے اس سے دخول کیا ہے تو اس کے لئے اس کا مہر ہے اور اگر ابھی اس نے دخول نہیں کیا تو اس کے لئے نہ کوئی مہر ہے اور نہ کوئی عدہ ہے پھر اگر اس کے گھر والے چاہیں تو عدہ کی مدت پوری ہونے کے بعد اس شخص سے اس کا عقد کر دیں اور چاہیں تو نہ کریں۔

(۴۴۶۲) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف الزام سے انھوں نے سنان بن طریف سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے پاس تین ازواج تھیں اس نے ایک اور عورت سے نکاح کر لیا اور ابھی اس سے دخول نہیں کیا تھا کہ اس کا ارادہ ہوا کہ اپنی ایک کنیز کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ اس عورت کو طلاق دے دے کہ جس سے ابھی دخول نہیں کیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے اگر اس دن کسی دوسری عورت سے نکاح کر لے اور اگر ان تینوں عورتوں میں سے اپنی مدخولہ میں کسی ایک کو طلاق دیتا ہے تو اس وقت تک اس کو کسی دوسری عورت سے نکاح جائز نہیں جب تک وہ مطلقہ اپنے عدہ کی مدت پوری نہ کرے۔

(۴۴۶۳) محمد بن ابی عمیر نے عنبسہ بن مصعب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے نکاح میں تین عورتیں تھیں اب اس نے دو عورتوں سے عقد واحد میں اور نکاح کر لیا اور ان میں سے کسی ایک سے دخول کر کے مر گیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے اس عورت سے دخول کیا ہے جس کا نام عقد میں پہلا تھا تو اس کا نکاح جائز ہے اور اس پر عدہ ہے اور اس کے لئے میراث ہے اور اگر اس عورت سے دخول کیا ہے جس کا نام عقد میں دوسرے نمبر پر لیا گیا تھا تو اس کا نکاح باطل ہے اس کو میراث نہیں ملے گی مگر اس کو عدہ رکھنا ہے۔

(۴۴۶۴) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انھوں نے ابی عبیدہ سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک آزاد عورت اور دو کنیزوں سے عقد واحد میں نکاح کیا تو

آپؑ نے فرمایا آزاد عورت کا نکاح تو جائز ہے اور اگر اس کے مہر کی بات ہوئی ہے تو وہ بھی اس کے لئے ہے اب رہ گئیں دونوں کنیزیں تو ان دونوں کا نکاح ایک آزاد عورت کے ساتھ عقد واحد میں باطل ہے ان دونوں کو اس مرد سے جدا کر دیا جائے گا۔

(۴۴۶۵) طلحہ بن زید نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی کنیز غصب کر لی جائے پھر اس کی ازالہ بکارت (زنا بالجبر) کی جائے تو اس غصب کرنے والے پر اس کنیز کی قیمت کا دسواں حصہ واجب ہے اور اگر غصب شدہ عورت آزاد ہے تو غصب کرنے والے پر اس کا مہر واجب ہے۔

(۴۴۶۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے اقرار کیا کہ اس نے فلاں شخص کی کنیز کو غصب کیا تھا اور غاصب ہی سے اس کنیز کے بطن سے بچہ پیدا ہوا ہے آپؑ نے فرمایا وہ کنیز اور اس کا بچہ اس کے مالک کو جس سے غصب کیا گیا واپس کر دیا جائے جب کہ غاصب خود اقرار کرتا ہو یا شخص مغصوب (جس کی کنیز غصب کی گئی ہے) کے پاس کوئی ثبوت اور شاہد ہے تو اس کو واپس کر دی جائے گی۔

(۴۴۶۷) اور علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ دو آدمیوں نے دو عورتوں سے نکاح کیا مگر اِس مرد کی عورت اُس مرد کے پاس پہنچ گئی اور اُس مرد کی عورت اِس مرد کے پاس پہنچ گئی۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ عورت اس مرد کے لئے عدہ رکھے گی اور یہ عورت اس مرد کے لئے عدہ رکھے گی۔ پھر ان دونوں میں سے ہر عورت اپنے مرد کے پاس واپس چلی جائے گی۔

(۴۴۶۸) جمیل بن صالح نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی کی تین باکرہ (کنواری) لڑکیاں تھیں اس آدمی نے ان میں سے ایک لڑکی کا نکاح کیا مگر نہ شوہر کو نام بتایا اور نہ گواہوں کو کہ وہ کس لڑکی کا نکاح کر رہا ہے۔ اور شوہر نے لڑکی کا مہر بھی ادا کر دیا جب لڑکی کا باپ لڑکی کو لے کر شوہر کے پاس پہونچا اور شوہر کو اطلاع پہنچی کہ یہ اس کی سب سے بڑی لڑکی ہے تو شوہر نے لڑکی کے باپ سے کہا کہ تم نے تو اپنی لڑکیوں میں سب سے چھوٹی لڑکی کے ساتھ میرا نکاح کیا ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اگر شوہر نے ان تینوں میں سے سب کو دیکھ لیا تھا اور ان میں سے کسی ایک کا نام باپ کو نہیں بتایا تھا تو اس موقع پر باپ کا قول معتبر ہوگا اور باپ پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اور خدا کے درمیان رکھ کر یہ بتائے کہ کیا وہ لڑکی جس کو وہ شوہر کے حوالے کر رہا ہے نکاح کرتے وقت بھی اس کی نیت یہی تھی، اور اگر شوہر نے ان سب لڑکیوں کو نہیں دیکھا تھا اور اس میں سے کسی ایک کا نام نکاح کے وقت اس کو نہیں بتایا گیا تھا تو نکاح باطل ہے۔

(۴۴۶۹) اور حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان دو لڑکیوں کے متعلق فرمایا جو دو بھائیوں کو ہدیہ کی گئیں تو اِس بھائی کی عورت اُس بھائی کے پاس پہونچ گئی اور اُس نے دخول کر لیا اور اُس بھائی کی عورت اِس بھائی کے پاس پہونچ گئی اور اس نے اس سے کر لیا۔ آپؑ نے فرمایا ان دونوں پر اس بے حواسی کی بنا پر مہر لازم ہے۔ اور اگر ان دونوں لڑکیوں کے ولی نے عمداً ایسا کیا تو وہ مہر کا تاوان ادا کرے گا۔ اور یہ دونوں بھائی اپنی اپنی عورتوں سے مقاربت اس وقت تک نہیں کریں گے جب تک ان دونوں کے عدہ کی مدت پوری نہ ہو جائے اور جب عدہ کی مدت پوری ہو جائیگی تو یہ دونوں اپنے پہلے شوہروں کے پاس اسی پہلے نکاح پر چلی جائینگی۔ عرض کیا گیا کہ اور اگر عدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے ہی وہ دونوں لڑکیاں مرجائیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ پھر یہ دونوں شوہران لڑکیوں کے ورثاء کی طرف نصف مہر کی ادائیگی کے لئے رجوع کریں گے۔ اور یہ دونوں مہران دونوں لڑکیوں کا ورثہ قرار پائیں گے۔ عرض کیا گیا اور یہ دونوں لڑکیاں عدہ میں ہیں کہ اسی اثناء میں وہ دونوں مرد مرجائیں؟ آپؑ نے فرمایا پھر یہ دونوں لڑکیاں ان دونوں کا ورثہ پائینگی اور ان کے لئے نصف مہر ہوگا اور پہلے عدہ کی مدت ختم ہونے کے بعد دونوں اپنے شوہر کے لئے عدہ وفات رکھیں گی۔

(۴۴۷۰) اور محمد بن عبدالحمید نے محمد بن شعیب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے چچا کے پاس ان کی لڑکی کے لئے شادی کا پیغام دیا تو ان کے بعض بھائیوں نے رائے دی کہ جس لڑکی کا پیغام آیا ہے اس کی شادی کر دو۔ اور اس شخص نے لڑکی کا نام لکھنے میں غلطی کی اِس کا نام فاطمہ تھا اس نے کوئی اور نام لکھ دیا اور اس نام کی اس کے چچا کی کوئی لڑکی نہ تھی۔ آنجنابؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔

(۴۴۷۱) اور اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوارؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اسلام میں اجرت و مزدوری پر نکاح کرنا حلال نہیں ہے اس طرح کہ کوئی آدمی کہے کہ میں تمہارے پاس فلاں فلاں کام کروں گا اور اس کے عوض تم اپنی بہن یا اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دو۔ یہ حرام ہے اس لئے کہ یہ تو اس لڑکی کی قیمت ہوگی حالانکہ وہ مہر کی حقدار ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ یہ صرف حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے لئے جائز تھا اس لئے کہ وہ بذریعہ وحی یہ جانتے تھے کہ وہ مدت پوری کرنے سے پہلے مریں گے یا نہیں چنانچہ انھوں نے مدتیں پوری کیں۔

(۴۴۷۲) اور حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انھوں نے ابو عبیدہ حذّاء سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے ایک مرد خصی (جس کا عضو تناسل کٹا ہوا ہو) سے نکاح کر لیا اور اس کو معلوم ہے کہ یہ خصی ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جائز ہے۔ عرض کیا گیا کہ وہ عورت اس کے ساتھ جب تک اللہ نے چاہا رہی پھر اس مرد خصی نے اس کو طلاق دے دی کیا اس عورت پر عدہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا کیا وہ خصی

مرد اس عورت سے لذت یاب نہیں ہوا اور وہ عورت اس سے لذت یاب نہیں ہوئی ۔ عرض کیا گیا کہ پھر ان دونوں میں اس کی طرف سے اور اس کی طرف سے ہوتا ہے تو اس پر غسل ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر مرد کی طرف سے جو کچھ ہوتا ہے اور اس سے اس عورت کی منی خارج ہو جاتی تو اس پر غسل ہے ۔ عرض کیا گیا کہ جب وہ مرد خصی اس کو طلاق دیتا ہے تو کیا اس کو حق ہے کہ مہر کے کچھ حصے کے لئے اس عورت کی طرف رجوع کرے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں ۔

(۴۴۷۳) علی بن رئاب نے عبداللہ بن بکیر سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ ایک مردِ خصی نے ایک زن مسلمہ کو اپنے فریب میں لا کر اس سے نکاح کر لیا ۔ آپؑ نے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان اگر عورت چاہے تو جدائی ڈال دی جائے گی اور اس مردِ خصی کے لئے درد سر پیدا کر دیا جائے گا اور اگر عورت راضی ہو جائے اور اس کے ساتھ رہنے لگے تو عورت کی رضا کے بعد عورت کو اس سے انکار کا کوئی حق نہیں ہے ۔

(۴۴۷۴) صفوان بن یحییٰ نے ابی جریر قمّی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں اپنی ماں کی طرف سے سوتیلے بھائی کا نکاح اپنے باپ کی طرف سے سوتیلی بہن سے کرا سکتا ہوں ۔ تو حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا خواہ اِس کا نکاح اُس سے کر لو خواہ اُس کا نکاح اِس سے کر لو ۔

(۴۴۷۵) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ایک ایسے مرد کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور عورت نے اپنا مہر مقرر کیا اور یہ شرط رکھی دی کہ مجامعت اور طلاق دونوں کا اختیار اس عورت کو ہوگا ۔ آپؑ نے فرمایا اس عورت نے سنت کے خلاف کیا اور اس حق کی مالک بن گئی جس کی وہ اہل نہیں ہے ۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ مرد مہر ادا کرے اور مرد ہی کو اختیار مجامعت اور طلاق ہے یہی سنت ہے ۔

(۴۴۷۶) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے دو عورتوں کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ ایک شخص نے ان دونوں میں سے کسی ایک سے نکاح کیا پھر اسے طلاق دے دی ایسی حالت میں کہ وہ حاملہ تھی اس کی بہن سے پیغام دیا اور نکاح کر لیا قبل اس کے کہ مطلقہ سے کوئی بچہ ہو ۔ تو آپؑ نے حکم دیا کہ وہ اس دوسری عورت کو طلاق دے یہاں تک کہ اس پہلی مطلقہ کے یہاں بچہ پیدا ہو پھر اس دوسری کو نکاح کا پیغام دے اور اس کو دو مرتبہ مہر ادا کرے ۔

(۴۴۷۷) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ کنیز سے نکاح کی موجودگی پر تم ایک آزاد عورت سے نکاح کر لو مگر ایک آزاد عورت سے نکاح کی موجودگی میں کنیز سے نکاح نہ کرو اور اگر کوئی شخص کنیز کی موجودگی میں آزاد عورت سے نکاح کرے تو جیسا کچھ اپنا مال یا اپنی ذات کو تقسیم کرتا ہے اس میں کنیز کو جو کچھ دیتا ہے اس سے دو گنا آزاد عورت کو دے (یعنی کنیز کے لئے اس کے مال یا ذات کا ایک تہائی حصہ ہوگا ۔)

(۴۴۷۸) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے زنِ مسلمہ کے رہتے ہوئے ایک کافرہ ذمیہ سے شادی کرلی آپؑ نے فرمایا ان دونوں کو جدا کردیا جائے گا اور مرد کو بارہ اور نصف کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر زن مسلمہ اس کے رکھنے پر راضی ہو جائے تو مرد کو ساڑے بارہ کوڑے لگائے جائیں گے اور ان دونوں کو جدا نہیں کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا نصف کوڑا کیسے مارا جائے گا؟ آپؑ نے فرمایا کوڑے کو آدھے سے پکڑا جائے گا اور مارا جائے گا۔

(۴۴۷۹) حسن بن محبوب نے علاء سے اور ابی ایّوب نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا بیرون مدینہ کے رہنے والے دیہاتی سے کسی مہاجرہ عورت کو شادی نہ کرنی چاہیئے ورنہ وہ اس کو دارالھجرۃ (مدینہ) سے نکال کر دیہات لیجائے گا۔

(۴۴۸۰) ابن ابی عمیر نے متعدد لوگوں سے اور ان سب نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس عورت موجود ہے اور اس نے دوسری عورت سے بھی نکاح کرلیا تو کیا یہ شخص اس نئی بیوی کو ترجیح دے آپؑ نے فرمایا ہاں اگر باکرہ ہے تو سات دن تک اور اگر غیر باکرہ ہے تو تین دن تک۔

(۴۴۸۱) حسن بن محبوب نے ابراہیم کرخی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد کے پاس چار عورتیں ہیں وہ تین عورتوں کے پاس ان کی شبوں میں رہتا ہے تو انہیں مس کرتا اور چھوتا ہے اور جب چوتھی کے پاس اس کی شب میں رہتا ہے تو اسے مس نہیں کرتا کیا یہ کرنے سے اس پر کوئی گناہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس پر فرض یہ ہے کہ وہ اس کے پاس شب بسر کرے اور صبح تک رہے اس پر یہ فرض نہیں کہ وہ اس سے جی نہ چاہتے ہوئے مجامعت بھی کرے۔

(۴۴۸۲) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک مرد کے پاس دو عورتیں ہیں اسے ایک دوسری سے زیادہ محبوب ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کو اختیار ہے کہ وہ اس کے پاس تین شبیں بسر کرے اور اس کے پاس ایک شب۔ اور چاہے تو چار عورتیں عقد میں لائے تو اس وقت ہر عورت کے لئے ایک شب ہوگی اور جب تک اس کے پاس چار عورتیں نہیں ہیں اس کو حق ہے کہ وہ کسی عورت کو کسی عورت پر ترجیح دے۔

(۴۴۸۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تمہارے نکاح میں ایک آزاد عورت ہے تو اس پر کنیز سے دوسرا نکاح نہ کرو اور کنیز پر آزاد عورت کرو اگر کنیز پر آزاد عورت کرو تو آزاد عورت کے لئے دو ثلث اور کنیز کے لئے ایک ثلث (دو تہائی اور ایک تہائی) دو راتیں اور ایک رات۔

(۴۴۸۴) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ضریس کے تحت نکاح حمران کی بیٹی تھی۔ اس نے حمران کی بیٹی سے یہ عہد کیا کہ وہ اس کی زندگی میں اور اس کے مرنیکے بعد نہ کسی عورت سے شادی کرے گا اور نہ کوئی کنیز

رکھے گا اس پر حمران کی بیٹی نے بھی اس بات کا عہد کر لیا کہ وہ بھی ضریس کے بعد کسی سے شادی نہیں کرے گی اور یہ کہ اگر ان دونوں میں سے کسی نے بھی اپنے عہد کی وفا نہ کی تو اس پر حج و قربانی و نذر عائد ہوگی اور ان دونوں کی ملکیت جو کچھ ہے وہ مساکین میں تقسیم ہو جائیگی اور ان دونوں کے غلام آزاد ہو جائیں گے ۔ اس معاہدے کے بعد ضریس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے اس کا تذکرہ کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ حمران کی بیٹی کا حق ہے مگر اس کا یہ حق ہم کو اس بات پر مجبور نہیں کرتا کہ ہم حق نہ کہیں جاؤ نکاح کرو کنیز رکھو یہ معاہدہ کوئی چیز نہیں چنانچہ ضریس نے اس کے بعد کنیز رکھی اور اس سے اس کی بہت سی اولاد ہوئی ۔

(۴۴۸۵) ثعلبہ بن میمون نے عبداللہ بن ہلال سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کوئی شخص ولدالزنا سے نکاح کرے ؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے گو یہ ذلت اور بے عزتی کے خوف سے مکروہ ہے ۔ لڑکا تو باپ کے صلب سے ہوتا ہے اور عورت تو ظرف ہوتی ہے ۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا تو پھر آدمی کنیز ولدالزنا کو خریدلے اور اس سے مجامعت کرے ؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ۔

(۴۴۸۶) بزنطی نے مشرقی سے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ آپؑ کیا فرماتے ہیں ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک عورت سے مزاح کے طور پر شادی کا پیغام دیا اور اس عورت نے بھی مزاح کے طور پر اس سے نکاح کر لیا تو عورت سے اس کے متعلق پوچھا گیا اور اس نے کہا کہ ہاں ۔ آپؑ نے فرمایا یہ کوئی چیز نہیں ۔ میں نے عرض کیا کہ پھر کسی مرد کے لئے حلال ہے کہ وہ اس عورت سے نکاح کرے ؟ آپؑ نے فرمایا ہاں ۔

(۴۴۸۷) حمّاد بن عیسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ بتائیں کہ غلام کتنے نکاح کر سکتا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ میرے والد کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ وہ دو آزاد عورتوں سے زیادہ نہیں کر سکتا ۔

(۴۴۸۸) اور دوسری حدیث میں ہے غلام دو آزاد عورتوں سے یا چار کنیزوں سے یا دو کنیزوں اور ایک آزاد عورت سے نکاح کر سکتا ہے ۔ اور آزاد مرد چار مسلمان عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے اور اس کے علاوہ جتنی چاہے کنیزیں رکھے اور جتنا چاہے متعہ کرے ۔ اور کوئی حرج نہیں ہے اگر مرد اپنی خلع حاصل کردہ زوجہ کی بہن سے اسی وقت نکاح کرے ۔

(۴۴۸۹) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد حنّاط سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس کا نکاح مدینہ کی فلاں نامی عورت سے کر دے اور عراق میں فلاں عورت سے کر دے ۔ تو مامور (حکم پانے والا) گیا اور اس نے اس کا نکاح مدینے والی سے کر دیا پھر عراق پہنچا تو معلوم ہوا کہ جس نے اس کو حکم دیا تھا وہ مر گیا ۔ آپؑ نے فرمایا اس معاملہ کو دیکھا جائے گا کہ مامور نے آمر کا نکاح

اس کے مرنے سے پہلے کر دیا تھا اور آمر اس کے بعد مرا ہے تو مہر اس کی میراث میں بطور قرض کے رہے گا۔ اور اگر مامور نے آمر کا نکاح آمر کے مرنے کے بعد پڑھا تو نکاح باطل ہے۔ نہ آمر پر کچھ ہے اور نہ مامور پر کچھ ہے۔

(۴۴۹۰) صفوان بن یحییٰ نے زید بن جہم ہلالی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس عورت کی ایک لڑکی ہے جو کسی دوسرے شوہر سے ہے کیا یہ شخص اپنے لڑکے کا نکاح اس کی بیٹی سے کر لے؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ لڑکی اس سے پہلے کسی شوہر سے ہے تو کوئی حرج نہیں اور اگر اسی شوہر سے ہے تو نہیں۔

(۴۴۹۱) حسن بن محبوب نے حمّاد بن ناب سے اور انھوں نے ابی بصیر سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر میں ایک مشہور باغ قرار دیا جس کی پیداوار بہت کثیر ہے پھر وہ دو سال تک رکا رہا اور عورت سے دخول نہیں کیا پھر طلاق دے دی۔؟ آپؑ نے فرمایا یہ دیکھا جائے گا کہ جس دن اس نے نکاح کیا تھا اس دن اس باغ کے غلہ کی پیداوار کتنی تھی چنانچہ مہر میں اس کی نصف پیداوار دیگا اور نصف باغ بھی دے گا مگر یہ کہ وہ عورت اس کو معاف کر دے اور وہ اس کو قبول کر لے اور دونوں کسی بات پر صلح کر لیں اور وہ اس پر راضی ہو گا تو یہ بات تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔

(۴۴۹۲) اسحاق بن عمّار نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر اپنا ایک غلام اور اس غلام کی عورت کو قرار دیا چنانچہ اس نے غلام اور اس کی عورت کو اپنی منکوحہ کے وہاں بھیج دیا کچھ دن بعد غلام کی عورت مر گئی اور اس شخص نے بغیر دخول کے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی۔ آپؑ نے فرمایا جس دن اس نے نکاح کیا تھا اگر اس دن اس غلام کی (قیمت) لگادی گئی تھی تو اب دوبارہ اس کی قیمت لگوائی جائے اور دیکھا جائے کہ پہلی قیمت میں اور دوسری قیمت میں کتنا فرق ہے مع اس فرق کے عورت (غلام کو) اپنے شوہر کو واپس کرے اور شوہر جو کچھ اس کا مہر بنتا ہے اس کا نصف عورت کو دے دے گا۔

(۴۴۹۳) حسن بن محبوب نے ابی ایّوب سے انھوں نے حمران سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ان کا بیان ہے میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک باکرہ لڑکی سے نکاح کیا جو ابھی نو سال کی پوری نہیں ہوئی تھی جب اس سے دخول کیا تو اس کی شرمگاہ شگافتہ ہو کر پیشاب کا مقام اور حیض کا مقام ایک ہو گیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ جس وقت اس نے دخول کیا وہ لڑکی نو (۹) سال کی ہو چکی تھی تو مرد پر کوئی تاوان نہیں ہے اور اگر نو سال کی نہیں ہوئی تھی یا نو سال سے ذرا کم تھی جب اس نے دخول کیا اور اس کی شرمگاہ افضا ہو گئی تو اس نے اس لڑکی کو دوسرے شوہروں کے قابل نہیں چھوڑا اسے بیکار اور فاسد کر دیا۔ امام پر لازم ہے کہ اس سے اس کا تاوان دلائے۔ اور اگر وہ اس کو

طلاق نہیں دیتا زندگی بھر اپنے پاس رکھتا ہے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۴۴۹۴) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عزل (وقت انزال اپنے عضو تناسل کو عورت کی شرمگاہ سے باہر نکال لینا) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا یہ پانی تو مرد کا حصہ ہے جیسے چاہے خرچ کرے۔

باب :۔ وہ عیوب کہ جن سے نکاح رد کر دیا جاتا ہے۔

(۴۴۹۵) صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمن بن ابی عبداللہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ چار عیوب کی وجہ سے عورت واپس کر دی جاتی ہے۔ برص سے جزام سے جنون سے اور قرن و عفل سے (قرن یعنی عورت کی شرمگاہ کے منہ پر کوئی غدود ہو جو مانع دخول ہو۔ عفل یعنی عورت کی شرمگاہ کے اندر کوئی گوشت بڑھ گیا ہو جو مانع دخول ہو نیز قرن و عفل تقریباً ایک ہیں) جب تک اس سے مجامعت نہ کی ہو اور جب مجامعت کر لی تو پھر واپس نہیں کی جائے گی۔

(۴۴۹۶) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ایک قوم کے اندر ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ ایک آنکھ کی کانی تھی اور ان لوگوں نے یہ نہیں بتایا تھا۔ اب کیا اس کو حق ہے کہ اس عورت کو واپس کر دے؟ آپؑ نے فرمایا کہ (وہ واپس نہیں کرے گا) نکاح تو صرف جنون اور جزام اور برص سے رد اور واپس ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا آپؑ کی کیا رائے ہے اگر اس نے اس سے دخول کر لیا ہے تو اب وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ عورت کے لئے مہر ہے اس لئے کہ اس شخص نے اس کی شرمگاہ کو اپنے لئے حلال کیا اور اس لڑکی کا ولی جس نے اس کا نکاح کیا ہے نقصان برداشت کرے گا (مہر کے بارے میں)۔

(۴۴۹۷) عبدالحمید نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اندھی، مبروص، جزامی اور لنگڑی عورت رد کر دی جائے گی۔

(۴۴۹۸) حماد نے حلبی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک قوم کے اندر نکاح کیا تو اس کی عورت کانی تھی ان لوگوں نے اس کو بتایا نہیں تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ عورت رد نہیں کی جائے گی۔ نکاح برص و جزام و جنون و عفل کی وجہ سے رد ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپؑ کی کیا رائے ہے اگر اس نے اس عورت سے دخول کر لیا ہے تو اس کے مہر کا کیا کرے۔ آپؑ نے فرمایا مہر اس عورت کا حق ہے اس لئے کہ اس نے اس کی شرمگاہ کو اپنے لئے حلال کیا اور اس لڑکی کا ولی جس نے اس کا نکاح کیا ہے وہ سارے کا سارا نقصان برداشت کرے گا۔

(۴۴۹۹) حسن بن محبوب نے حسن بن صالح سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا تو اس کی شرمگاہ میں قرن کا عیب پایا۔آپؑ نے فرمایا یہ حاملہ نہ ہوگی اس کو اس کے گھر والوں کے پاس واپس کر دیا جائے۔میں نے عرض کیا کہ لیکن اس کے ساتھ دخول کر لیا ہو؟آپؑ نے فرمایا اگر مجامعت سے پہلے اس کو معلوم ہو اور پھر اس نے اس سے مجامعت کی ہو تو گویا وہ اس پر راضی تھا اور اگر مجامعت کے بعد اس کو معلوم ہوا تو چاہے اس کو اپنے پاس رکھے اور چاہے تو اس کو آزاد کر دے اور چونکہ اس نے اس کی شرمگاہ اپنے لئے حلال کی ہے اس لئے جو کچھ اس عورت نے مرد سے لیا ہے وہ اس کا ہے۔

باب :۔ زن اور شوہر کے درمیان جدائی اور مہر کی طلب۔

(۴۵۰۰) عبداللہ بن جعفر حمیری نے حسن بن مالک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ بھیجا کہ ایک شخص نے اپنی بیٹی کا نکاح ایک آدمی سے کر دیا۔پہلے تو اس کو پسند کیا تھا مگر بعد میں ناپسند کرنے لگا۔وہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو اس سے جدا کرے مگر اس کے داماد نے اس سے انکار کیا اور طلاق دینے کو تیار نہیں ہوا تو اس نے اپنی بیٹی کے مہر میں اس کو گرفتار کیا تاکہ وہ طلاق کے لئے تیار ہو جائے اور باپ کا مقصد صرف اس سے چھٹکارا حاصل کرنا تھا چنانچہ جب مہر میں اس کو گرفتار کیا تو وہ طلاق کے لئے آمادہ ہو گیا؟آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کی ناپسندیدگی دینی وجہ کی بنا پر ہے تو پھر چھٹکارہ حاصل کر لے اور اگر اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے ہے تو ایسا نہ کرے۔

باب :۔ اولاد تو ماں اور باپ دونوں کے درمیان ہوتی ہے مگر ان دونوں میں زیادہ حقدار کون ہے۔

(۴۵۰۱) عباس بن عامر قصبانی نے داؤد بن حصین سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق والوالدت یرضعن اولادھن حولین کاملین (سورۃ بقرہ آیت ۲۳۳) (مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں گی۔) آپؑ نے فرمایا کہ جب تک بچہ دودھ پی رہا ہے وہ ماں اور باپ دونوں کے درمیان برابر ہے اور جب اس نے دودھ چھوڑ دیا تو ماں سے زیادہ اس کا حقدار باپ ہے اور جب باپ مرجائے تو خاندان میں سے زیادہ حقدار ماں ہے اور اگر باپ کو کوئی ایسی عورت مل جائے جو بچہ کو چار درھم میں دودھ پلائے اور ماں یہ کہے کہ میں تو پانچ درھم سے کم میں دودھ نہیں پلاؤں گی تو باپ کو یہ حق ہے کہ وہ بچہ اس سے چھین لے لیکن بہتر اور نرمی کا راستہ ہے کہ وہ اس کو ماں کے ساتھ چھوڑ دے۔

(۴۵۰۲) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث یا اس کے علاوہ کسی اور سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دے دی اور ان دونوں کے درمیان ایک بچہ ہے تو اس بچہ کا ان دونوں میں زیادہ حقدار کون ہے ؟ آپؑ نے فرمایا عورت جب تک دوسرا نکاح نہ کرے۔

(۴۵۰۳) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے فضیل بن یسار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ کوئی آزاد عورت اگر کسی غلام سے نکاح کرے اور اس سے بچے پیدا ہوں تو یہ آزاد عورت اپنے بچوں کی زیادہ حقدار ہے غلام کے مقابلہ میں اور یہ بچے آزاد ہیں ۔ مگر جب وہ مرد آزاد کر دیا جائے تو وہ باپ ہونے کی وجہ سے بچہ کا زیادہ حقدار ہے ۔

(۴۵۰۴) عبداللہ بن جعفر حمیری نے ایوب بن نوح سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام کی خدمت میں آپؑ کے کسی صحابی نے خط لکھا کہ اس کے پاس ایک عورت تھی اس کے بطن سے ایک بچہ ہے اس نے اس عورت کو طلاق دے دی ۔ آپؑ نے تحریر فرمایا کہ بچہ جب تک سات سال کا نہ ہو جائے عورت اس کی زیادہ حقدار ہے مگر یہ کہ وہ عورت خود چھوڑنا چاہے ۔

عمر کی وہ حد کہ جس حد تک بچے پہنچ جائیں تو ان کو ساتھ سلانا اور انہیں گود میں اٹھانا جائز نہیں اور انکی خوابگاہوں میں تفریق واجب ہے ۔

(۴۵۰۵) محمد بن یحییٰ خزاز نے غیاث بن ابراہیم سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عورت کا اپنی لڑکی کو ساتھ سلانا جب کہ وہ چھ سال کی ہو جائے یہ بھی زنا کی ایک شاخ ہے ۔

(۴۵۰۶) عبداللہ بن یحییٰ کاہلی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ احمد بن نعمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میرے پاس ایک چھوٹی سی لڑکی ہے میرے اس کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں وہ چھ سال کی ہے ۔ آپؑ نے فرمایا اس کو اپنی گود میں نہ بٹھاؤ۔

(۴۵۰۷) احمد بن محمد بن ابی نصر نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب لڑکا سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز پڑھوائی جائے ۔ اور جب تک اس کو احتلام نہ ہونے لگے ۔ عورت اس سے اپنے بال نہیں ڈھانکے گی ۔

(۴۵۰۸) اور روایت کی گئی ہے کہ جب لڑکے چھ سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر الگ الگ کرائے جائیں ۔

(۴۵۰۹) عبداللہ بن میمون نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ۔ لڑکا اور لڑکا لڑکا اور لڑکی اور لڑکی اور لڑکی جب دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر جدا جدا کر دیئے جائیں ۔

(۴۵۱۰) اور محمد بن احمد کی روایت میں ہے عبیدی سے اور انہوں نے ذکریّا المومن سے روایت کی ہے انہوں نے اس روایت کو مرفوع کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب لڑکی چھ (۶) سال کی ہو جائے تو کوئی لڑکا اس کا بوسہ نہ لے اور جب لڑکا سات (۷) سال سے اوپر ہو جائے تو کوئی عورت اس کا بوسہ نہ لے ۔

باب :۔ الاحصان

(۴۵۱۱) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا اگر ایک مرد آزاد کے پاس کوئی کنیز ہو تو کیا اس کا شمار محصن (شادی شدہ) میں ہوگا آپؑ نے فرمایا کہ نہ کوئی مملوکہ آزاد مرد محصن (شادی شدہ) میں شمار کرا سکتی ہے اور نہ کوئی غلام آزاد عورت کو محصنہ (شادی شدہ) میں شمار کرا سکتا ہے مگر ایک نصرانی ایک یہودیہ کی وجہ سے محصن (شادی شدہ) شمار ہوتا ہے ۔ اور ایک یہودی ایک نصرانیہ کی وجہ سے محصن (شادی شدہ) شمار ہوتا ہے ۔

(۴۵۱۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرتبہ قول خدا عزوجل کے متعلق دریافت کیا گیا و المحصنات من النساء (سورہ نساء آیت ۲۴) (شوہر والی عورتیں پر حرام ہے) آپؑ نے فرمایا اس سے مراد شوہر دار عورتیں ہیں ۔ میں نے عرض کیا و المحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم (سورۃ مائدہ آیت نمبر ۵) (اور جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان میں پاک دامنیں) آپؑ نے فرمایا اس سے مراد پاکدامن عورتیں ہیں ۔

باب :۔ شوہر کا حق بیوی پر

(۴۵۱۳) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیّہ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مرد کا عورت پر کیا حق ہے ؟ آپؑ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ وہ اس کی اطاعت کرے، اس کی نافرمانی نہ کرے اور اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں سے کوئی صدقہ نہ نکالے اور اس کے بغیر اجازت مستحب روزے نہ رکھے اور اگر عورت پالان شتر پر بھی ہو اور مرد چاہے تو اس سے انکار نہ کرے ۔ اور اس کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے باہر نہ نکلے اور اگر اس کی بغیر اجازت گھر سے نکلی تو آسمان کے فرشتے زمین کے فرشتے ، غضب کے فرشتے

اور رحمت کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہیں گے ۔ جب تک وہ اپنے گھر پلٹ کر نہ آجائے ۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا اس کے والدین کا اس نے عرض کیا اور عورت پر لوگوں میں سب سے زیادہ حق کس کا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا اس کے شوہر کا ۔ اور اس نے عرض کیا کہ پھر تو جو حق اس کا مجھ پر ہے اس کے مثل میرا اس پر کوئی حق نہیں ہے ؟ آپؐ نے فرمایا نہیں ایک سو (۱۰۰) میں سے ایک بھی نہیں اس نے عرض کیا اچھا تو اب میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتی ہوں جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ میں تا ابد اپنی گردن پر کسی مرد کو مسلط نہیں کرونگی ۔

(۴۵۱۴) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا عورت کو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مالی معاملات کے اندر غلام کے آزاد کرنے، صدقہ دینے غلام کو مدبر کرنے ، کسی کو کوئی ہبہ کرنے اور کوئی نذر کرنے کا کوئی اختیار نہیں سوائے حج زکوٰۃ اور اپنے والدین کے ساتھ نیکی اور اپنے قرابتداروں کے ساتھ حسن سلوک کے ۔

(۴۵۱۵) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیّہ سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی قوم کے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہؐ ہم لوگوں نے دیکھا کہ بعض لوگ بعض لوگوں کو سجدہ کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میں نے کسی آدمی کو کسی آدمی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے ۔

(۴۵۱۶) محمد بن فضیل نے شریس والشی سے انھوں نے جابر سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے مردوں پر بھی جہاد فرض کیا ہے اور عورتوں پر بھی جہاد فرض کیا ہے پس مرد کا جہاد یہ ہے کہ وہ اپنا مال اور اپنی جان راہ خدا میں خرچ کرے یہاں تک کہ راہ خدا میں قتل ہو جائے اور عورت کا جہاد یہ ہے کہ شوہر کی طرف سے جو اس کو اذیت دیکھنی اور اٹھانی پڑے اور مرد جو اپنی غیرت داری کا مظاہرہ کرتا ہے اس پر صبر کرے ۔

(۴۵۱۷) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مردوں میں نجات پانے والے کم اور عورتوں میں بہت کم اور بہت ہی کم ہیں ۔

(۴۵۱۸) اور ایک حدیث میں ہے کہ عورت کا جہاد اپنے شوہر کے ساتھ اچھی طرح گزارا کرنا ہے ۔

(۴۵۱۹) محمد بن فضیل نے سعد بن عمر بردہ فروش سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام نے فرمایا جو کوئی عورت اس حالت میں شب بسر کرے کہ اس کا شوہر اس سے کسی حق بات میں ناراض ہو تو جب تک وہ اس کو راضی نہ کرے اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔

(۴۵۲۰) سکونی نے روایت کی ہے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے پدر بزرگوار علیہ السلام سے آپؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے باہر نکلے تو جب تک وہ واپس نہ آئے اس کا کوئی نفقہ نہیں ہے۔

(۴۵۲۱) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کوئی بھی عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی غیر کے لئے اپنے جسم کو خوشبو لگائے گی تو جب تک اس کو دھو نہ ڈالے جیسے وہ غسل جنابت کرتی ہے اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔

(۴۵۲۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے گھر سے نکلے تو اپنے لباس کو خوشبو سے بسائے۔

(۴۵۲۳) نیز آنجنابؑ نے فرمایا کہ جو کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر کے سوا کسی دوسری جگہ اپنا لباس اتارے یا شوہر کی اجازت کے بغیر اتارے، تو جب تک وہ اپنے گھر واپس نہ آجائے اس پر مسلسل اللہ کی لعنت ہوتی رہے گی۔

(۴۵۲۴) جمیل بن درّاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ جو کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے کہ میں نے تیری طرف سے کبھی کوئی خیر اور بھلائی نہیں دیکھی تو اس کے اعمال حبط ہو جائیں گے۔

باب :- عورت کا حق شوہر پر

(۴۵۲۵) علاء بن رزین نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عورت کے متعلق مجھے اتنی باتیں کہیں کہ مجھے گمان ہوا کہ کھلے عام زنا کے سوا کسی اور صورت میں عورت کو طلاق دینا جائز اور سزاوار نہیں ہے۔

(۴۵۲۶) اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عورت کا حق شوہر پر کیا ہے۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ اس کا پیٹ بھرے اور تن ڈھانکے اور اگر وہ کوئی جہالت کرے تو اس کو معاف کردے۔

(۴۵۲۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے (اپنی زوجہ) سارہ کے خلق کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ عورت ایک پسلی کی ہڈی کے مانند ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو ٹوٹ جائے گی اور اگر تم اس کی حالت پر چھوڑ دوگے تو اس سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یہ کس کا قول ہے؟ آپؑ نے اس سوال پر غصہ کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے۔

(۴۵۲۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام کی ایک عورت تھی جو آپؑ کو اذیت دیا کرتی اور آپؑ اس کو معاف کر دیا کرتے تھے۔

(۴۵۲۹) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ جس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرما رہے تھے کہ جس شخص کے پاس عورت ہو اور وہ اس کو تن ڈھانپنے کیلئے کپڑا نہ دے اور پیٹ بھرنے کے لئے کھانا نہ دے جس سے اس کے پشت سیدھی رہے تو امام کو حق ہے کہ وہ ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دے۔

(۴۵۳۰) ربعی بن عبداللہ اور فضیل بن یسار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے اس قول کی متعلق دریافت کیا و من قدر علیہ رزقہ فلینفق مما اٰتٰہ اللّٰہ (سورہ الطلاق آیت نمبر ۷) (اور جس کی روزی تنگ ہو تو جتنا اللہ نے اس کو دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرے) آپؑ نے فرمایا وہ اس پر اتنا خرچ کرے کہ اس کی پشت سیدھی رہے خمیدہ نہ ہو مع لباس کے ورنہ ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دی جائے۔

(۴۵۳۱) ابو صباح کنانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب عورت نے پانچ وقت کی نماز پڑھی ماہ رمضان کے روزے رکھے پروردگار کے گھر کا حج کیا اپنے شوہر کی اطاعت کی اور حضرت علی علیہ السلام کے حق کو پہچانا تو پھر وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

(۴۵۳۲) محمد بن ابی عمیر نے عبداللہ بن سنان سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں انصار میں سے ایک شخص نے اپنی زوجہ سے یہ کہہ دیا کہ جب تک میں نہ آؤں گھر سے باہر نہ نکلنا۔ آپؑ نے فرمایا پھر اس کا باپ بیمار پڑ گیا تو اس کی عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا اور کہلایا کہ میرا شوہر باہر گیا ہے اور کہہ گیا ہے کہ میں اپنے گھر سے باہر نہ نکلوں جب تک کہ وہ نہ آجائے اور میرا باپ بیمار ہے کیا آپؑ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اس کی عیادت کرلوں؟ آپؑ نے فرمایا نہیں اپنے گھر میں بیٹھو اور اپنے شوہر کی اطاعت کرو۔ آپؑ نے بیان فرمایا پھر اس کا باپ مرگیا تو اس نے پھر آدمی بھیجا اور دریافت کیا کہ رسول اللہ میرا باپ مرگیا کیا آپؑ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوں؟ آپؑ نے فرمایا نہیں اپنے گھر میں بیٹھو اپنے شوہر کی اطاعت کرو آپؑ نے بیان فرمایا کہ پھر وہ شخص (اس کا باپ) دفن ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کے پاس آدمی بھیجا اور کہلایا کہ تو نے اپنے شوہر کی اطاعت کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے تجھے بھی بخش دیا اور تیرے باپ کو بھی بخش دیا۔

(۴۵۳۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق قوا انفسکم و اھلیکم ناراً (سورہ تحریم آیت ۶) (اے ایمان والوں اپنے کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ) کہ ان کو کیسے

بچایا جائے ؟آپؑ نے فرمایا انہیں نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو۔ تو عرض کیا گیا کہ ہم لوگ تو انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں مگر وہ اسے قبول نہیں کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا جب تم نے انہیں نیکی کا حکم دیا اور انہیں برائی سے منع کیا تو جو تم پر فرض تھا وہ تم نے ادا کردیا۔

(۴۵۳۴) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ بس عورتوں کے دل میں حضرت علی کی محبت ڈال دو اور انہیں بے عقل چھوڑ دو۔

(۴۵۳۵) اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنی عورتوں کو بالاخانوں میں نہ رکھو۔ انہیں لکھنا نہ سکھاؤ انہیں سورہ یوسف نہ پڑھاؤ انہیں چرخے اور تکلے کی اور سورہ نور کی تعلیم دو۔

(۴۵۳۶) ضریس کناسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ایک عورت کسی ضرورت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپؑ نے اس سے فرمایا کہ شاید تم بھی مسوفات میں سے ہو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مسوفات کیا ہے ؟آپؑ نے فرمایا کہ وہ عورت جس کو اس کا شوہر کسی کام کے لئے آواز دے اور وہ مسلسل ٹال مٹول کرتی رہے یہاں تک کہ اس کے شوہر کو نیند آجائے تو جب تک اس کا شوہر نیند سے بیدار نہ ہو فرشتے مسلسل اس عورت پر لعنت کرتے رہیں گے۔

(۴۵۳۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو اپنے اور اپنی زوجہ کے درمیان اچھے تعلقات رکھتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشانی اس کے ہاتھ میں دے دی ہے اور اسے اس کا نگران بنایا ہے۔

(۴۵۳۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لئے اچھا ہو اور میں اپنی عورتوں کے لئے تم میں سب سے اچھا ہوں۔

باب :- عزل (اپنے عضو تناسل کو عورت کی شرمگاہ سے باہر نکال کر منی گرادینا)

(۴۵۳۹) قاسم بن یحییٰ نے اپنے جد حسن بن راشد سے انہوں نے یعقوب جعفی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ چھ وجوہ کی بنا پر اگر مرد عزل کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (۱) وہ عورت جس کے متعلق تمہیں یقین ہو کہ اس سے اولاد پیدا نہ ہوگی۔ (۲) بہت سن رسیدہ عورت۔ (۳) بدزبان و زبان دراز عورت۔ (۴) وہ عورت جو فحش گو اور بیوقوف ہو۔ (۵) وہ جو اپنے بچے کو دودھ نہیں پلاتی۔ (۶) کنیز۔

باب :- غیرت

(۴۵۴۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار حضرت ابراھیم علیہ السلام بہت ہی غیرت مند تھے اور میں ان سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں ۔ مومنین میں سے جو غیرت نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کی ناک رگڑ دیتا ہے (ذلیل کر دیتا ہے) ۔

(۴۵۴۱) اورآنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ غیرت ایمان کا ایک حصہ ہے ۔

(۴۵۴۲) آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت کی خوشبو پانچ سو (۵۰۰) سال کی مسافت سے محسوس کرلی جاتی ہے لیکن اس کی خوشبو عاق اور دیّوث کو محسوس نہیں ہوتی تو عرض کیا یا رسول اللہ دیّوث کیا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا وہ شخص ہے جس کی بیوی زنا کرتی ہو اور وہ اس کو جانتا ہو ۔

(۴۵۴۳) محمد بن فضیل نے شریس والشی سے انہوں نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجنابؑ نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے غیرت عورتوں کے لئے قرار نہیں دی ہے بلکہ غیرت مردوں کے لئے قرار دی ہے ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے چار آزاد عورتیں حلال کر دی ہیں اور ان کے علاوہ جو اس کی ملکیت میں کنیزیں ہیں (وہ بھی حلال ہیں) مگر عورت کے لئے تنہا اس کا ایک شوہر حلال ہے پس اگر وہ اپنے شوہر کے ساتھ کسی غیر کو بھی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زانیہ ہوگی اس میں کوئی شک نہیں کہ ان میں سے کچھ عورتیں منکرات اور غلط کاریوں میں ڈوبی رہتی ہیں مگر مومن عورتیں ایسی نہیں ہوتیں ۔

باب :- اس عورت کی سزا جو اپنے شوہر پر سحر اور جادو کرے

(۴۵۴۴) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو ڈانٹ دیا جس نے آپؐ سے کہا تھا کہ میرا شوہر مجھ پر سختی کرتا تھا تو میں نے اس کو اپنے اوپر مہربان ہونے کیلئے ایک سحر وجادو کیا ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا ۔ افسوس تو نے سارے سمندروں اور ساری مٹی کو گدلا کر دیا تجھ پر ملائیکہ اخیار اورآسمان و زمین کے ملائیکہ نے لعنت بھیجی ۔ آپؐ نے فرمایا کہ (یہ سُن کر) اس عورت نے دن کو روزہ رکھا رات بھر کھڑے ہو کر عبادت کرتی رہی اپنے سر کے بال منڈوا ڈالے کمبل پوش ہو گئی ۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی تو فرمایا کہ اس سے اس کی توبہ قبول نہ ہوگی ۔

باب :- کنیزوں کا استبرا (ان کے رحم کو پاک کرنا)

(۴۵۴۵) عبداللہ بن قاسم نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مامون نے ایک شخص سے ایک کنیز خریدی اور مجھے بتایا کہ وہ اسے کبھی مس نہ کرے گا جب تک اس کو حیض نہ آجائے اور حیض سے پاک نہ ہوجائے ۔ آپؑ نے فرمایا جب تک کہ اس کنیز کا استبراء ایک حیض سے نہ ہو جائے جائز نہیں کہ اس سے مجامعت کی جائے لیکن اس کی شرمگاہ کو چھوڑ کر سب کچھ جائز ہے ۔ وہ لوگ جو کنیزیں خریدتے ہیں اوران کے استبراء کرانے سے پہلے ہی مجامعت کرتے ہیں وہ خود اپنے مال سے زنا کرتے ہیں ۔

(۴۵۴۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کوئی ایسی کنیز جو ابھی بالغ نہیں (یعنی اس کو حیض آنا شروع نہیں ہوا) یا ایسی بڑھیا ہو گئی جس کو اب حیض آنا بند ہوگئے تو اگر اس کو استبراء نہ کرائے تو کوئی حرج نہیں ۔

(۴۵۴۷) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک کنیز خریدی جس کے مالک نے ابھی اس سے جماع کیا تھا کیا اس کے رحم کا بھی استبرا کیا جائے ۔ آپؑ نے فرمایا ہاں ۔ میں نے عرض کیا کہ ایسی کنیز جس کو حیض نہیں آیا اس کے ساتھ کیا کیا جائے ؟ آپؑ نے فرمایا اس کا معاملہ مشکل ہے اگر وہ اس سے جماع کرتا ہے تو جب تک یہ ظاہر نہ ہوجائے کہ وہ حاملہ ہے یا نہیں اس کے اندر انزال نہ کرے میں نے عرض کیا کہ یہ کتنے دنوں میں ظاہر ہوگا ؟ آپؑ نے فرمایا پینتالیس (۴۵) دنوں میں ۔

باب :- ایک غلام اپنے مالک کی بغیر اجازت نکاح کرتا ہے

(۴۵۴۸) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے غلام نے اس کی اجازت کے بغیر ایک عورت سے نکاح کیا اور اس عورت سے دخول کیا پھر اس کے بعد اس کی اطلاع اپنے مالک کو دی ۔ آپؑ نے فرمایا یہ اس کے مالک کی مرضی پر ہے چاہے تو ان دونوں کو جدا کردے اور چاہے تو ان دونوں کا نکاح جائز قرار دے دے ۔ اگر وہ ان دونوں کو جدا کرتا ہے ۔ تو عورت کے لئے وہ ہے جتنا غلام نے اس کو مہر میں دے دیا ہے مگر یہ کہ غلام نے اس کو مہر بہت زیادہ نہ دے دیا ہو ۔ اور اگر اس نے نکاح کی اجازت دے دی تو وہ دونوں اپنے پہلے نکاح پر رہیں گے (دوسرے نکاح کی ضرورت نہیں) تو میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ پھر وہ غلام اصل نکاح کرنے میں گنہگار ہوا ؟ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نے ایک حلال کام کیا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی ہے ۔ اس نے اپنے مالک کی نافرمانی کی ہے اللہ تعالیٰ کی

نافرمانی تو نہیں کی ہے۔ یہ ایسی مجامعت نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے زمانہ عدہ میں یا اس طرح کے زمانہ میں۔

(۴۵۴۹) ابان بن عثمان نے روایت کی ہے ایک شخص سے جس کو ابن زیاد طائی کے نام سے پکارا جاتا ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ایک غلام تھا میں نے اپنے مالکوں کے بغیر اجازت نکاح کیا پھر میرے مالکوں نے مجھے راہ خدا میں آزاد کر دیا کیا میں پھر نکاح کی تجدید کروں؟ آپؑ نے فرمایا کیا وہ لوگ جانتے تھے کہ تم نے نکاح کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں وہ لوگ جانتے تھے مگر خاموش رہے اور مجھ سے کچھ نہیں کہا آپؑ نے فرمایا یہ ان کی طرف سے اقرار ہے تم اپنے نکاح پر باقی رہو۔

باب :۔ ایک شخص نے ایک کنیز خریدی وہ حاملہ تھی پھر اس نے اس سے مجامعت کی

(۴۵۵۰) محمد بن ابی عمیر نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک کنیز خریدی جو حاملہ تھی اور اس کا حمل ظاہر تھا اس کے باوجود اس نے اس سے مجامعت کر لی۔ آپؑ نے فرمایا اس نے بہت برا کیا۔ میں نے عرض کیا کہ اب آپؑ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں آپؑ نے پوچھا کہ اس نے عزل کیا تھا یا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپؑ دونوں صورتوں کے متعلق جواب عطا کریں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے عزل کیا ہے تو اللہ سے ڈرے اور دوبارہ نہ کرے اور اگر اس نے عزل نہیں کیا تو پھر اس کنیز سے جو بچہ پیدا ہوا ہے اس کو فروخت نہ کرے اور نہ اس کو اپنی وراثت دے بلکہ اس کو آزاد کر دے اور اپنے مال میں سے اس کے لئے کچھ حصہ مقرر کر دے جس سے وہ زندگی بسر کرے اس لئے کہ اس کے نطفے سے اس نے غذا حاصل کی ہے۔

باب :۔ دو مملوکہ بہنوں کا جمع کرنا

(۴۵۵۱) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس دو مملوکہ بہنیں ہیں اس نے ایک سے مجامعت کرنے کے بعد دوسری سے بھی مجامعت کر لی۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب اس نے دوسری سے مجامعت کر لی تو پہلی اس پر حرام ہو گئی جب تک کہ یہ دوسری والی مر نہ جائے۔ میں نے عرض کیا کہ آپؑ کی کیا رائے ہے اگر وہ اس دوسری کو فروخت کر دے تو وہ پہلی اس پر حلال ہو جائے گی؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس دوسری کو اس نے ضرورت کی وجہ سے فروخت کیا ہے اور اس کے دل میں پہلی کا کوئی خیال نہیں تھا تو اس طرح میری نظر میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ اس کو اس لئے فروخت کرتا ہے کہ پہلی

کی طرف رجوع کرے تو نہیں اس سے کوئی بھلا نہ ہوگا (پہلی بدستور حرام ہے)۔

(۴۵۵۲) اور علی بن رئاب کی روایت میں ہے جو حلبی سے ہے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص نے دو بہنوں کو خریدا اس میں ایک سے مجامعت کی پھر دوسری سے مجامعت کی۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے لاعلمی سے دوسری سے مجامعت کر لی تو پہلی اس پر حرام ہوگئی۔ اور اگر باوجود علم اس نے دوسری سے مجامعت کی ہے تو اس پر دونوں حرام ہوجائیں گی۔

باب :- ایک شخص کا اپنے غلام کا نکاح اپنی کنیز سے کرنے کی صورت

(۴۵۵۳) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنے ایک غلام کا اپنی ایک کنیز سے نکاح کرے؟ آپؑ نے فرمایا اس کے لئے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے تجھ سے اپنی فلاں کنیز کا نکاح کر دیا اور اس کنیز کو اپنی طرف سے جتنا چاہے دے یا غلام کی طرف سے جو چاہے اور کھانا دینا اور درہم د اس کے مثل کچھ دینا ضروری ہے اور کوئی حرج نہیں اگر وہ غلام کو اجازت دے دے کہ وہ اپنی رقم سے اس کنیز کو یا ان کنیزوں کو خریدے جن سے یہ مجامعت کر چکا ہے۔

باب :- ایک آزاد عورت کا ایک غلام سے بغیر اس کے مالک کی اجازت کے نکاح اور دو آدمیوں کی مشترکہ کنیز سے نکاح کی کراہیت۔

(۴۵۵۴) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ دو آدمی ہیں جن کے درمیان ایک کنیز مشترکہ ہے ان دونوں نے اس کنیز کا نکاح ایک شخص سے کر دیا پھر اس شخص نے ان دونوں شراکت داروں میں سے ایک کا حصہ خرید لیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ایک کا حصہ خریدتے ہی وہ کنیز اس پر حرام ہوگئی اسلئے کہ اس کا فروخت ہونا اس کی طلاق ہے مگر یہ کہ وہ اس کنیز کو مکمل خرید لے۔

(۴۵۵۵) اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کوئی آزاد عورت اگر کسی غلام سے اس کے مالکوں کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس عورت کی شرمگاہ اس غلام پر حلال ہے اور اس عورت کے لئے کوئی مہر نہیں ہے۔

باب :- غلاموں اور کنیزوں کے احکام

(۴۵۵۶) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیّہ سے انہوں نے داؤد بن فرقد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے سن بلوغ کو پہونچی ہوئی کنیز خریدی اور اس کے پاس چھ مہینے گزر گئے لیکن اس کو حیض نہیں آیا اور وہ حاملہ بھی نہیں ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس کی ہم سن عورتوں کو حیض آتا ہے اور یہ کبیر سنی کی وجہ سے نہیں ہے تو یہ عیب ہے وہ اس کو واپس کردے ۔

(۴۵۵۷) ابان بن عثمان نے حسن بن صیقل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا اور میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ایک شخص کے متعلق کہ جس نے ایک کنیز خریدی اور اس کے رحم کو پاک کرنے سے قبل اس سے مجامعت کرلی ؟ آپؑ نے فرمایا اس نے جو کیا بُرا کیا وہ اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کرے اور دوبارہ ایسا نہ کرے اس نے عرض کیا کہ اگر وہ کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کردے اور وہ بھی بغیر اس کے رحم کا استبراء کئے اس سے مجامعت کرے پھر یہ دوسرا بھی کسی تیسرے کے ہاتھ فروخت کردے اور یہ بھی بغیر اس کے استبراء کئے اس سے مجامعت کرے اور اس تیسرے کے پاس اس کنیز کا حاملہ ہونا ظاہر ہو ؟ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا لڑکا صاحب بستر (یعنی اس خریدار) کا ہے اور دیگر بدکاروں کے لئے یہ صرف پتھر ہے اور کچھ نہیں ہے ۔

(۴۵۵۸) وھب بن وھب نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے ۔ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص ضرورت سے زیادہ کنیزیں تحت تصرف رکھے یا کوئی اس کی ضرورت سے زیادہ اس کے تحت تصرف میں دے دے اور وہ کنیزیں زنا کریں تو ان کا گناہ اس شخص پر ہوگا ۔

(۴۵۵۹) اور ہارون بن مسلم نے مسعدہ بن زیاد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کنیزوں میں دس حرام ہیں ۔ ماں اور بیٹی دونوں جمع نہیں کی جائیں گی اور نہ دو بہنیں جمع کی جائیں گی اور نہ تمہاری وہ کنیز تمہارے لئے حلال ہے جو تمہارے سوا کسی اور سے حاملہ ہوئی ہے جب تک کہ وضع حمل نہ ہوجائے ۔ اور نہ تمہاری وہ کنیز جو رضاعت کے رشتہ سے تمہاری پھوپھی لگتی ہو ۔ اور نہ تمہاری وہ کنیز جو رضاعی رشتہ سے تمہاری خالہ لگتی ہو اور نہ تمہاری وہ کنیز جو رضاعی رشتے سے تمہاری بہن لگتی ہو ۔ اور نہ تمہاری وہ کنیز جو رضاعی رشتہ سے تمہارے بھائی کی لڑکی لگتی ہو ۔ اور نہ تمہاری وہ کنیز جو شوہر دار ہو ۔ اور نہ تمہاری وہ کنیز جو عدہ میں ہو ۔ اور نہ تمہاری وہ کنیز جس کی ملکیت میں تمہارے علاوہ کوئی دوسرا شریک ہو ۔

(۴۵۶۰) داؤد بن حصین نے ابی العباس بقباق سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کسی کنیز سے اس کے گھر والوں کے علم کے بغیر نکاح کرتا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا یہ زنا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فانکحوھن باذن اھلھن (ان دونوں کے گھر والوں کی اجازت سے نکاح کرو) (سورہ نساء آیت نمبر ۲۵)۔

(۴۵۶۱) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کتاب علی علیہ السلام میں ہے کہ لڑکا باپ کے مال سے کچھ نہیں لے گا لیکن باپ اپنے بیٹے کے مال میں سے جو چاہے لے لے اور اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنے لڑکے کی کنیز کے ساتھ مجامعت کرلے اگر لڑکے نے اس سے مجامعت نہ کی ہو۔

(۴۵۶۲) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی لڑکی کی کنیز سے بغیر اس کی اجازت کے مجامعت کرے۔

(۴۵۶۳) اور عبدالرحمن بن حجاج اور حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی ایک کنیز ہے کیا یہ کنیز اس کے لڑکے کے لئے حلال ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر خود اس شخص نے اس کنیز کے ساتھ جماع یا جماع کے طور پر مباشرت نہ کی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۴۵۶۴) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدربزرگوار علیہ السلام کے پاس دو کنیزیں تھیں جو آپؑ کی خدمت کیا کرتی تھیں آپؑ نے اس میں سے ایک کو مجھے عطا فرمادیا۔

(۴۵۶۵) اور آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک غلام کے لئے کتنی عورتیں رکھنا حلال ہے ؟ آپؑ نے فرمایا دو آزاد عورتیں یا چار کنیزیں۔

(۴۵۶۶) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس ایک کنیز تھی جس سے وہ جماع کرتا تھا اس نے اس کو فروخت کردیا پھر وہ آزاد کردی گئی تو اس نے اس سے نکاح کرلیا اور اس کے ایک لڑکی پیدا ہوئی کیا یہ لڑکی اس کے پہلے مالک کے لئے درست ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ یہ لڑکی اس پر حرام ہے۔

(۴۵۶۷) اور آپؑ نے ایک شخص کی کنیز کے لئے ارشاد فرمایا جو اس کے ساتھ مجامعت کیا کرتا تھا تو اس کا تین مہینہ کا حمل ساقط ہو گیا آپؑ نے فرمایا اب وہ کنیز ام ولد ہے۔

(۴۵۶۸) راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آزاد عورت

نے ایک غلام سے نکاح کر لیا اس خیال سے کہ یہ آزاد ہے مگر بعد میں اس کو معلوم ہوا کہ یہ غلام ہے آپؑ نے فرمایا کہ وہ عورت اپنے نفس کی مالک ہے اور وہ چاہے تو معلوم ہونے کے بعد اس کے ساتھ رہے اور ٹھہرے اور چاہے تو نہ ٹھہرے اور اگر اس غلام نے اس سے دخول کیا ہے تو اس عورت کے لئے اس کا مہر ہے اس لئے کہ اس غلام نے اس کی شرمگاہ کو اپنے لئے حلال کیا۔ اور اگر اس نے اس کے ساتھ دخول نہیں کیا ہے تو نکاح باطل ہے اور اگر یہ عورت یہ معلوم ہونے کے بعد کہ یہ عبد مملوک ہے اس کے پاس ٹھہری رہی تو پھر یہ غلام اس عورت کے نفس کا زیادہ مالک ہے۔

(۴۵۶۹) حسن بن محبوب نے سعدان بن مسلم سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی مملوکہ کا نکاح کسی مرد آزاد سے چار سو درہم مہر پر کردیا جس میں سے اس نے دو سو (۲۰۰) درہم مہر فوراً ادا کردیئے اور دو سو (۲۰۰) درہم موخر کردیئے کہ بعد میں ادا کردیں گے پھر اس کے شوہر نے اس سے دخول کر لیا بعد میں اس کنیز کے مالک نے اس کنیز کو کسی دوسرے آدمی کے ہاتھ فروخت کردیا تو اب دو سو (۲۰۰) درہم جو موخر کردیئے تھے وہ کس کے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے فروخت کرنے سے پہلے مہر کی بقیہ رقم پوری نہیں لی ہے تو پھر وہ بقیہ رقم مہر نہ اس کی ہے اور نہ کسی غیر کی۔ اور اس کے مالک نے اس کو فروخت کردیا تو اس کے آزاد شوہر سے اس کی طلاق بائن واقع ہو گئی اگر وہ یہ جانتا تھا کہ کنیز کی فروخت کنیز کے لئے طلاق ہے (اور اس سے پہلے حدیث نمبر ۴۵۵۴ میں آچکا ہے کہ کنیز کی فروخت کنیز کے لئے طلاق ہے۔)

(۴۵۷۰) حسن بن محبوب نے علاء سے انھوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کا غلام بھاگ کر کسی دوسرے دیس میں چلا گیا ہے اور وہاں کے لوگوں سے کہا کہ میں مرد آزاد ہوں اور میں فلاں کی شاخ سے ہوں چنانچہ اس مقام کے باشندوں میں سے کسی عورت سے شادی کر لی اور اس سے اس کی کئی اولاد پیدا ہوئیں پھر عورت مر گئی اور اس کے شوہر کے ہاتھ اس کے ترکہ میں مال وجائیداد آئی۔ پھر اس غلام کا مالک اس دیس میں آیا اور اس نے اپنے غلام کو پکڑا اور اس کے قبضہ میں جو کچھ تھا اس سے لے لیا اور غلام نے اپنی غلامی کا اس سے اقرار کیا۔

آپؑ نے فرمایا کہ غلام تو اس کا غلام ہی ہے اب رہے مال وجائیداد تو یہ فوت شدہ عورت کی اولاد کے لئے ہے غلام کبھی آزاد کا وارث نہیں ہوتا۔ میں نے عرض کیا کہ مولا میں آپؑ پر قربان جس دن وہ عورت مری ہے اگر اس کے کوئی لڑکا نہ ہوتا اور نہ کوئی اور وارث تو پھر یہ مال وجائیداد جو غلام کے قبضہ میں ہے اور جس کو وہ چھوڑ کر مری ہے یہ سب کس کا ہوتا؟ آپؑ نے فرمایا وہ تمام چیزیں جو وہ چھوڑ کر مری ہے امام المسلمین کے لئے مخصوص ہوتیں۔

(۴۵۷۱) حسن بن محبوب نے حکم اعمی اور ہشام بن سالم سے اور انھوں نے عمار ساباطی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے

غلام کو اجازت دے دی کہ وہ ایک آزاد عورت سے نکاح کرے اور اس نے نکاح کر لیا پھر وہ غلام مفرور ہو گیا تو وہ عورت اپنا نان و نفقہ طلب کرنے کے لئے غلام کے مالک کے پاس آئی ۔آپؑ نے فرمایا اس عورت کا غلام کے مالک کے ذمہ کچھ نہیں ۔وہ اس کی حفاظت و سرپرستی سے جدا ہو گئی ۔اس لئے کہ غلام کا بھاگنا غلام کی عورت کے لئے طلاق ہے وہ اسلام سے مرتد ہونے کے بمنزلہ ہے میں نے عرض کیا کہ اگر بھاگا ہوا غلام واپس آجائے اپنے مالک کے پاس تو کیا اس کی عورت اس کی طرف پلٹ آئے گی آپؑ نے فرمایا اگر عورت نے اپنا عدہ پورا کر کے کسی دوسرے سے نکاح کر لیا ہے تو پھر اس غلام کا اس عورت پر کوئی حق نہیں ہے ۔اور اگر ابھی اس نے کسی دوسرے سے نکاح نہیں کیا ہے تو یہ عورت اس غلام کے نکاح اول پر باقی ہے ۔

(۴۵۷۲) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے اپنے نفس پر اپنے غلام کو قابو دیا کہ اس عورت کو سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں اور اس غلام کو پچاس (۵۰) کوڑے مارے جائیں ۔اور اس عورت سے اس غلام کو زبردستی فروخت کرادیا جائے گا اور اس کے بعد تمام مسلمانوں پر حرام ہے کہ وہ اس عورت کے ہاتھ کوئی جوان غلام فروخت کریں ۔

(۴۵۷۳) حسن بن محبوب نے عبدالعزیز سے انھوں نے عبید بن زرارہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے غلام کے متعلق جو دو آدمیوں کی ملکیت میں تھا ان میں سے ایک نے اس غلام کا نکاح کر دیا اور دوسرے مالک کو اس کا علم نہ تھا پھر اس کو بعد میں علم ہو گیا تو کیا اس کو یہ حق ہے کہ (نکاح کو ختم کرکے) ان دونوں کو جدا کر دے ۔آپؑ نے فرمایا اس کو حق ہے کہ جب اس کو علم ہو تو ان دونوں کو جدا کر دے اور چاہے تو اس کو اس کے نکاح پر چھوڑ دے اور باقی رکھے ۔

(۴۵۷۴) حسن بن محبوب نے علی بن ابی حمزہ سے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنے غلام کا نکاح ایک آزاد عورت سے ایک سو (۱۰۰) درھم مہر پر کر دیا پھر قبل اس کے کہ یہ غلام اس عورت سے دخول کرے اس نے اس غلام کو فروخت کر دیا ۔آپؑ نے فرمایا اس غلام کا مالک اس غلام کی قیمت سے نصف مہر اس عورت کو ادا کرے گا اس لئے کہ یہ بمنزلہ اس قرض کے ہے جو اس غلام نے اپنے مالک کی اجازت سے لیا ہو ۔

(۴۵۷۵) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے اپنی کنیز کو اپنے شوہر پر حلال کر دیا ۔تو آپؑ نے فرمایا پھر وہ اس کے لئے ہے ۔راوی نے عرض کیا اگر اس کو شک ہو کہ اس کی عورت نے مزاح کیا ہے آپؑ نے فرمایا اگر اس کو علم ہو جائے کہ اس کی عورت نے مزاح کیا تو پھر نہیں ۔

(۴۵۷۶) جمیل نے فضیل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا مولا میں آپؑ پر قربان ہمارے بعض اصحاب نے آپؑ سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے برادر مومن کے لئے اپنی کنیز کی شرمگاہ کو حلال کر دے تو وہ اس برادر مومن کے لئے حلال ہے۔ آپؑ نے فرمایا ہاں اے فضیل۔ میں نے عرض کیا کہ پھر آپؑ کیا فرماتے ہیں ایک شخص کے متعلق کہ جس کے پاس ایک عمدہ نفس پاکیزہ کنیز ہے اس نے اپنے بھائی کے لئے اس کنیز کی شرمگاہ کو چھوڑ کر اور سب کچھ اس کے لئے حلال کر دیا تو کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ اس کنیز کی بکارت کو توڑے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں اس کے لئے بس اتنا ہی جائز ہے جتنا اس کے بھائی نے اس کے لئے حلال کیا ہے۔ اگر وہ کنیز کی صرف شرمگاہ کو اس کے لئے حلال کئے ہوتا تو اس کی شرمگاہ کے سوا کوئی اور چیز اس کے لئے حلال نہ ہوتی۔ میں نے عرض کیا مگر اس کے متعلق آپؑ کی کیا رائے ہے کہ گو اس نے شرمگاہ کو چھوڑ کر اور ہر بات اس کے لئے حلال کی ہے مگر غلبہ شہوت کی وجہ سے وہ اس کی بکارت توڑ دے۔ آپؑ نے فرمایا یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا اگر وہ ایسا کر گزرے تو کیا وہ زانی قرار پائے گا؟ آپؑ نے فرمایا زانی نہیں لیکن خائن قرار پائے گا اور اس کنیز کی قیمت کا دسواں حصہ وہ مالک کو تاوان ادا کرے گا۔

(۴۵۷۷) حسن بن محبوب نے جمیل بن درّاج سے انھوں نے ضریس بن عبدالملک سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں روایت کی ہے کہ جس نے اپنے بھائی کے لئے اپنی کنیز کو حلال کر دیا جو اس کے کام کے لئے باہر نکلا کرتی تھی آپؑ نے فرمایا وہ کنیز اس کے لئے حلال ہے۔ میں نے عرض کیا آپؑ کی نظر میں کیا ہے اگر اس کنیز کے ایک لڑکا پیدا ہوگا تو اس لڑکے کو کیا کیا جائے۔ آپؑ نے فرمایا وہ کنیز کے مالک کا ہے مگر یہ کہ وہ حلال کرتے وقت یہ شرط لگادے کہ میرے نطفہ سے اس کنیز کے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ آزاد ہوگا اگر اس نے ایسا کیا ہے تو وہ لڑکا آزاد ہے۔ میں نے عرض کیا تو وہ اپنے بھائی کے لڑکے کا مالک بن جائے گا؟ آپؑ نے فرمایا اس لڑکے کے باپ کے پاس رقم ہے تو وہ اس کو یہ قیمت دے کر خرید لے۔

(۴۵۷۸) سلیمان فرّاء نے حریز سے انھوں نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنے بھائی کے لئے اپنی کنیز کو حلال کر دیا؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس کنیز کے کوئی لڑکا پیدا ہو جائے؟ آپؑ نے فرمایا پھر وہ لڑکا اس کے بھائی کے ساتھ ضم کر دیا جائے گا اور وہ کنیز اپنے مالک کو واپس کر دی جائے گی۔ میں نے عرض کیا مگر اس نے تو اس کی اجازت نہیں دی تھی۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس نے اجازت دی مگر اس کو خیال نہ تھا کہ ایسا ہو جائے گا۔

مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ دونوں مندرجہ بالا حدیثیں باہم متفق ہیں آپس میں مختلف نہیں ہیں اور حریز کی روایت جو زرارہ سے ہے اس میں جو یہ کہا ہے کہ لڑکا اس کے ساتھ ضم ہوگا یعنی قیمت کے ساتھ جب تک کہ یہ شرط نہ کرلی

گئی ہو کہ وہ آزاد ہوگا۔

(۴۵۷۹) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انھوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک کنیز دو آدمیوں کے درمیان شراکت میں ہے اور ان دونوں نے اس کو کنیز مدبرہ کر دیا (یعنی جتنی اپنی قیمت ادا کرتی جائے اتنی آزاد ہوتی جائے) پھر اس میں سے ایک نے اپنے شریک کے لئے اس کنیز کی شرمگاہ کو حلال کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ اس کے لئے حلال ہے۔ مگر ان دونوں میں سے جو شریک بھی پہلے مر جائے گا تو مرنے والے کی طرف سے وہ کنیز نصف آزاد ہو جائے گی۔ اور نصف مدبرہ رہ جائے گی۔ میں نے عرض کیا کہ اب ان دونوں میں سے جو باقی رہ گیا ہے اگر وہ ارادہ کرے کہ اس کنیز کو مس کرے تو کیا اس کے لئے جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں لیکن یہ کہ جب اس کا ارادہ ہو تو اس کو پورا آزاد کر دے اور اگر کنیز کی مرضی ہو تو اس سے نکاح کر لے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا اس کا نصف حصہ آزاد نہیں ہو گیا اور اس نصف کی وہ خود مالک ہے اور نصف دوسرا حصہ اس کا ہے جو ان دونوں مالکوں میں سے ایک باقی ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا پھر اگر وہ اپنی شرمگاہ اپنے مالک کے لئے حلال کر دے تو؟ آپؑ نے فرمایا یہ اس کے لئے کیوں جائز نہ ہوگا اس کے لئے اس وقت کیسے جائز ہو گیا جب اس کے دوسرے شریک نے اس کے لئے حلال کر دیا تھا؟ آپؑ نے (مزید) فرمایا اس لئے کہ عورت اپنی شرمگاہ نہ کسی کو ہبہ کر سکتی ہے اور نہ کسی کو عاریت دے سکتی ہے اور نہ کسی کے لئے حلال کر سکتی ہے۔ لیکن ہاں اب ایک دن خود اس کا ہے اور ایک دن اس کا ہے جس نے اس کو مدبر کیا پس اگر وہ چاہے کہ اس سے نکاح متعہ کرے تو اس دن متعہ کرے جس دن وہ اپنے نفس کی خود مالک ہے تھوڑے مہر پر یا زیادہ مہر پر۔

(۴۵۸۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ایک ایسے شخص آزاد کے متعلق کہ جس نے ایک قوم کی کنیز سے نکاح کر لیا ہے تو اس کے بچے غلام ہونگے یا آزاد؟ آپؑ نے فرمایا کہ آزاد ہونگے پھر آپؑ نے فرمایا جب ماں باپ میں سے ایک بھی آزاد ہو گا تو بچے آزاد ہونگے۔

(۴۵۸۱) جمیل بن درّاج نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی کنیز سے نکاح کیا اور بچہ پیدا ہوا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ بچہ اپنے باپ سے ملحق ہوگا۔ میں نے عرض کیا اور اگر کوئی غلام کسی آزاد عورت سے نکاح کرے؟ آپؑ نے فرمایا بچہ اپنی ماں سے ملحق ہوگا۔

باب :- ایک کافر ذمی ایک کافرہ ذمیہ سے شادی کرتا ہے پھر وہ دونوں مسلمان ہو جاتے ہیں

(۴۵۸۲) رومی بن زرارہ سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد نصرانی نے ایک زن نصرانیہ شراب کے تیس (۳۰) مٹکوں اور تیس (۳۰) خنزیروں پر نکاح کیا اور ابھی اس سے دخول نہیں کیا تھا کہ دونوں مسلمان ہوگئے۔ آپؑ نے فرمایا وہ یہ دیکھے کہ خنزیروں کی قیمت کتنی ہے اور شراب کی قیمت کتنی ہے اور اب قیمت عورت کو بھیجدے پھر اس سے دخول کرے اور وہ اپنے پہلے نکاح پر قائم رہیں گے۔

باب :- متعہ

(۴۵۸۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہمارے دور کے دوبارہ پلٹنے اور متعہ کے حلال ہونے پر ایمان نہ رکھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۴۵۸۴) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ متعہ صرف اسی شخص کے لئے حلال ہے جو اس کی معرفت رکھتا ہو اور جو اس سے جاہل اور ناواقف ہو اس کے لئے حرام ہے۔

(۴۵۸۵) حسن بن محبوب نے ابان سے انھوں نے ابی مریم سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے متعہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ متعہ آج سے پہلے جیسا تھا ویسا آج نہیں ہے اس وقت عورتیں اس پر ایمان رکھتی تھیں مگر آج اس پر ایمان نہیں رکھتیں لہذا ان عورتوں سے دریافت کرلیا کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ کو حلال کیا اور کبھی بھی اس کو حرام نہیں کیا یہاں تک کہ آپؐ نے انتقال فرمایا اور ابن عباس نے (آیہ متعہ کو) اس طرح پڑھا ہے فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمیٰ فآتوهن اجورهن فریضة من الله ا (پس اس میں سے جن عورتوں کے ساتھ ایک مدت معینہ تک کے لئے تم متعہ کرو ان کا مہر انہیں دے دو یہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے)۔

اور میں نے کتاب اثبات المتعہ میں اس کے منکرین پر بہت سے دلائل پیش کر دیئے ہیں۔

(۴۵۸۶) اور داؤد بن اسحاق نے محمد بن فیض سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے متعہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ہاں اگر عورت متعہ کو جانتی ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اگر وہ اس کو نہ جانتی ہو؟ آپؑ نے فرمایا پھر اس کے سامنے پیش کرو اور اس سے کہو اگر وہ قبول کرے تو عقد متعہ کر لو اور

اگر انکار کرے تمہاری بات نہ مانے تو اسے چھوڑ دو ۔ اور کواشف ، دواعی ، بغایا اور ذوات الازواج سے پرہیز کرو ۔ میں نے عرض کیا کواشف کون ہیں آپؑ نے فرمایا وہ عورتیں جو بے حیا و بے شرم ہیں اور ان کے گھر مشہور ہیں اور ان کے پاس لوگ آتے جاتے ہیں ۔ میں نے عرض کیا کہ اور دواعی ؟ آپؑ نے فرمایا یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنی طرف لوگوں کو دعوت دیتی ہیں بدکاری میں مشہور ہیں ۔ میں نے عرض کی کہ اور ، بغایا ؟ آپؑ نے فرمایا جو زنا میں مشہور ہیں ۔ میں نے عرض کیا کہ اور ذوات الازواج ؟ آپؑ نے فرمایا وہ عورتیں جن کی طلاق غیر سنت طریقہ پر ہوئی ہے ۔

(۴۵۸۷) محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت کی گئی ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو ایک عورت سے متعہ کرتا ہے اور یہ شرط کرتا ہے وہ اس عورت سے (اولاد) پیدا کرنا نہیں چاہے گا ۔ پھر وہ عورت اس کے پاس ایک لڑکا لے کر آئی اس مرد نے انکار کیا اور شدت سے انکار کیا ۔ آپؑ نے فرمایا وہ اس سے انکار کرتا ہے ؟ کیوں انکار کرتا ہے کیا اس لئے کہ وہ اس کو برا سمجھتا ہے ۔ اس شخص نے کہا اگر وہ اس کو متہم اور زانیہ سمجھتا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا پھر تمہارے لئے یہی درست ہے کہ تم صرف باعفت عورتوں سے متعہ کرو ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے الزانی لا ینکح الا زانیة او مشرکة و الزانیة لا ینکحھا الا زان او مشرک و حرم ذلک علی المومنین (سورۃ نور آیت ۳) (زانی نہیں نکاح کرے گا سوائے زانیہ اور مشرکہ کے اور زانیہ سے کوئی نکاح نہیں کرے گا سوائے زانی اور مشرک کے ۔ اور یہ مومنین پر حرام ہے) ۔

(۴۵۸۸) سعدان نے ابی بصیر سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ زن یہودیہ سے نکاح نہیں ہوتا اور نہ زن نصرانیہ سے نکاح ہوگا ۔ متعہ کا نکاح ہو یا غیر متعہ کا نکاح ۔

(۴۵۸۹) حسن تفلیسی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص زن یہودیہ و نصرانیہ سے متعہ کرے تو حضرت امام ابو الحسن رضا علیہ السلام سے فرمایا کہ آدمی ایک آزاد مومنہ سے متعہ کرے اور یہ اس سے زیادہ عزت و حرمت کی بات ہے ۔

(۴۵۹۰) علی بن رئاب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو یہ دریافت کرنے کے لئے خط لکھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے متعہ کیا اور اس کی طرف جانے سے پہلے یا اس کی طرف جانے کے بعد متعہ کے ایام اس کو ہبہ کر دیئے کیا اس کے لئے جائز ہے کہ ان ہبہ شدہ ایام میں اس کی طرف رجوع کرے تو جواب میں آیا کہ وہ رجوع نہیں کرے گا ۔

(۴۵۹۱) محمد بن یحییٰ خثعمی نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک لڑکی ہے کیا اس سے کوئی شخص متعہ کر لے ۔ آپؑ نے فرمایا ہاں لیکن کوئی چھوکری نہ ہو کہ جس کو دھوکا دے دیا گیا ہو ۔ میں نے عرض کیا اللہ آپؑ کا بھلا کرے اس کی عمر کی حد کتنی ہو جس تک پہونچ کر یہ سمجھا جائے کہ اس نے دھوکا نہیں کھایا ہے آپؑ نے فرمایا کہ دس (۱۰) سال کی لڑکی ہو ۔

(۴۵۹۲) حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو ایک پاکیزہ عورت سے متعہ کرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس کے گھر والوں کے نزدیک معیوب ہے اس لئے مکروہ ہے۔

(۴۵۹۳) ابان نے ابی مریم سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا وہ کنواری لڑکی جس کا باپ موجود ہو اس کے باپ کی اجازت کے بغیر اس سے متعہ نہیں کیا جائے گا۔

(۴۵۹۴) حمّاد نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے متعہ کے متعلق دریافت کیا گیا کہ آیا اس کا شمار چار (نکاحوں) میں ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں اور نہ ستر (۷۰) میں سے (یعنی کوئی حد نہیں)۔

(۴۵۹۵) اور فضیل بن یسار نے آنجنابؑ سے متعہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ تو ایسی ہیں جیسے تمہاری بعض کنیزیں ہوں۔

(۴۵۹۶) صفوان بن یحییٰ نے عمر بن حنظلہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ایک عورت سے ایک ماہ کے لئے مقرر مہر پر متعہ کرتا ہوں۔ وہ مہینہ میں کچھ دن آئی اور کچھ دن نہیں آئی۔ آپؑ نے فرمایا تم اس کے مہر میں سے جتنے دن وہ نہیں آئی روک لو اس کے ایام حیض چھوڑ کر کیونکہ وہ ایام اس کے ہیں۔

(۴۵۹۷) محمد بن نعمان احول نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کم از کم کتنے مہر پر متعہ کرے؟ آپؑ نے فرمایا کم از کم ایک مٹھی گیہوں پر اور اس سے کہے کہ تو مجھ سے اپنے نفس کا عقد متعہ کر کتابِ خدا اور سنتِ رسول کے مطابق یہ نکاح زنا نہیں ہوگا اس عہد پر کہ نہ میں تیرا وارث ہونگا اور نہ تو میری وارث ہوگی اور نہ میں تیرے بچے کا طلب گار ہونگا ایک معینہ مدت کے لئے اور اگر میرا جی چاہا تو میں اس مدت کو بڑھا لونگا اور تو بھی بڑھائیگی۔

(۴۵۹۸) جمیل بن صالح نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ متعہ کے متعلق میرے دل میں کچھ شکوک پیدا ہوگئے اس لئے میں نے حلف اٹھا لیا کہ تا ابد کوئی نکاح متعہ نہیں کرونگا۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نے حکم خدا کی نافرمانی کی تو گنہگار ہو گے۔

(۴۵۹۹) اور یونس بن عبدالرحمن سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں نے ایک عورت سے متعہ کیا تو اس کے گھر والوں کو معلوم ہوگیا اور ان لوگوں نے ایک دوسرے شخص سے اس عورت کا نکاح کر دیا وہ عورت صالحہ اور نیکو کار ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب تک متعہ کی مدت اور اس کی عدت پوری نہ ہو جائے وہ اپنے شوہر کو اپنے نفس پر قابو نہ دے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کی مدت تو ایک سال کی ہے اور

اس کا شوہر اس مدت تک صبر نہیں کر سکتا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کا شوہر اللہ سے ڈرے اور اس عورت پر جتنے ایام (متعہ) باقی رہ گئے وہ اسے بخش دے اس لئے کہ وہ بیچاری مصیبت میں مبتلا ہے اور یہ دنیا باہمی صلح و سکون کی جگہ ہے اور مومنین تقیہ میں بسر کر رہے ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ اچھا ایام متعہ بخش دے تو پھر وہ عورت کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب اس کا شوہر اس کے پاس آئے تو اس سے کہہ دے اے جناب میرے گھر والے مجھ پر جھپٹ پڑے مجھ سے اجازت نہیں لی اور بغیر میری اجازت کے میرا نکاح آپ سے کر دیا اور اب میں راضی ہوں آپ آج مجھ سے اپنا صحیح نکاح کرلیں جو میرے اور آپ کے درمیان ہو (کوئی گواہ اور شاہد نہیں ہوگا)۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک عورت متعہ کرتی ہے اور اس کے ایام متعہ پورے ہو جاتے ہیں تو عدہ کی مدت پورے ہونے سے پہلے کسی دوسرے مرد سے نکاح یا متعہ کر سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا تجھے اس سے کیا مطلب اس کا گناہ اس عورت پر ہے۔

(۴۶۰۰) اور صالح بن عقبہ نے اپنے باپ سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ متعہ کرنے والے کے لئے کوئی ثواب ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر متعہ کرنے والا خوشنودی خدا اور جو لوگ اس سے انکار کرتے ہیں ان کے خلاف کرنے کے ارادے سے کرے تو ایک کلمہ بھی اس کی زبان سے نہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی اس کے نامہ اعمال میں لکھ دے گا اور جس عورت سے متعہ کیا ہے اس کے طرف ابھی اپنا ہاتھ بھی نہ بڑھائیگا کہ اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دے گا اور جب اس کے قریب جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔ اور جب وہ غسل (جنابت) کرے گا تو اس کے بال سے جتنے پانی کے قطرے گرے ہیں اتنے گناہ بخش دے گا۔ میں نے عرض کیا کہ بالوں کی تعداد کے برابر؟ آپؑ نے فرمایا ہاں بالوں کی تعداد کے برابر۔

(۴۶۰۱) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج آسمان پر لے جایا گیا تو آپؐ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت جبریل علیہ السلام ملے اور کہا کہ اے محمدؐ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری امت میں جتنے مرد عورتوں سے متعہ کریں گے میں نے انہیں بخش دیا۔

(۴۶۰۲) اور بکر بن محمد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے متعہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ مجھے وہ مرد مسلم ناپسند ہے جو دنیا سے کوچ کرے اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں میں کسی سنت پر عمل کرنا باقی رہ جائے اور اس نے اسے پورا نہیں کیا ہو۔

(۴۶۰۳) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص کے خط میں جو اس نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام کو تحریر کیا تھا پڑھا (اس میں دریافت کیا گیا تھا) کہ ایک شخص نے ایک عورت سے ایک

مقررہ مدت کے لئے متعہ کیا جب ان دونوں کے درمیان مقررہ مدت ختم ہوجائے تو کیا اس کے لئے حلال ہے کہ اس کی بہن سے نکاح کرے آپؑ نے فرمایا جب تک عدہ کی مدت ختم نہ ہو جائے اس کے لئے حلال نہیں ہے۔

(۴۶۰۴) اور احمد بن محمد بن ابی نصر نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے متعہ کیا تھا کیا اس کے لئے حلال ہے کہ وہ اس کی لڑکی سے نکاح دائمی کرے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۴۶۰۵) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ متعہ کے عدہ کی مدت پینتالیس (۴۵) دن ہیں اور میں گویا دیکھ رہا تھا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے ہاتھوں پر پینتالیس (۴۵) دن گن رہے تھے اور جب مدت پوری ہو جائے تو بغیر طلاق کے وہ دونوں جدا ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ چاہے کہ متعہ کی مدت اور بڑھائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مہر کی رقم میں تھوڑا یا زیادہ کچھ اور بڑھائے۔ مہر میں ہر شے ہو سکتی جس پر دونوں راضی ہو جائیں خواہ متعہ ہو خواہ نکاح دائمی۔ اور متعہ میں ان دونوں کے درمیان میراث نہیں ہو گی اگر ان دونوں میں کوئی ایک اس مدت میں مرجائے۔ اور مرد اگر چاہے تو اپنی عورت ہونے کے باوجود متعہ کر سکتا ہے اگرچہ وہ اپنی عورت کے ساتھ اپنے شہر میں مقیم کیوں نہ رہے۔

(۴۶۰۶) صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمن بن حجّاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے ایک مرد سے متعہ کیا پھر وہ مرد مر گیا تو کیا اس عورت کے لئے عدہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ چار مہینہ دس (۱۰) دن عدہ میں رہے گی اور مدت متعہ پوری ہونے کے بعد وہ مرد زندہ ہے تو پھر وہ ایک حیض اور نصف تک عدہ رکھے گی جیسے کنیز کے اوپر واجب ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ وہ ترک زینت بھی کرے گی آپؑ نے فرمایا ہاں اور اگر وہ اس کے پاس ایک (۱) دن یا دو (۲) دن میں ایک ساعت ٹھہری تھی تو اس پر عدہ واجب ہے وہ ترک زینت نہیں کرے گی۔

(۴۶۰۷) عمر بن اذنیہ نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عورت نے جس مرد کے ساتھ متعہ کیا ہے اگر وہ مرد مرجائے تو اس عورت کا عدہ متعہ کیا ہے آپؑ نے فرمایا چار (۴) مہینے دس (۱۰) دن۔ زرارہ کا بیان ہے کہ پھر آپؑ نے فرمایا اے زرارہ ہر نکاح میں جب شوہر مرجائے تو عورت خواہ آزاد ہو خواہ کنیز ہو۔ اور نکاح کی کوئی بھی شکل ہو نکاح متعہ ہو، نکاح دائمی ہو یا کنیز ہو تو اس کا عدہ چار (۴) مہینہ دس (۱۰) دن ہے اور طلاق شدہ عورت کا عدہ تین (۳) ماہ اور کنیز طلاق شدہ کا عدہ جتنا ایک آزاد عورت کا ہے اس کے نصف ہے اور اس طرح متعہ میں بھی کنیز کے مثل عدہ ہے۔

(۴۶۰۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ زنا میں چار (۴) گواہ کیوں قرار دئے گئے اور قتل میں صرف دو (۲) گواہ؟ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے لئے متعہ کو حلال کیا اور اس کے علم میں تھا کہ عنقریب

اس کے متعلق ہم لوگوں پر طعن و تشنیع کی جائے گی (اور اس کو زنا کہا جائے گا) اس لئے زنا کے لئے چار (۴) گواہ قرار دیے تم لوگوں کے تحفظ کے لئے اور اگر یہ نہ ہوتا تو آسانی کے ساتھ تم لوگوں کے خلاف دو گواہ پیدا کر لیے جاتے ۔ مگر ایسا کم ہوتا ہے کہ ایک معاملہ کے لئے چار (۴) گواہ جمع ہو جائیں ۔

(۴۶۰۹) بکار بن کردم سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ایک عورت سے ملا اور اس نے کہا کہ تو مجھ سے ایک مہینہ کے لئے نکاح کر لے اور اس نے مہینہ کا نام نہیں لیا پھر کئی سال بعد اس سے ملاقات کی ۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے مہینہ کا نام لیا تھا تو وہ مہینہ اس کا ہے اور اگر اس نے مہینہ کا نام نہیں لیا تھا تو پھر اس کو اس عورت پر کوئی اختیار نہیں ہے ۔

(۴۶۱۰) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک کنیز کے پاس متعہ کرنے کی عرض سے گیا پھر وہ متعہ کا صیغہ پڑھنا بھول گیا اور اس سے مجامعت کرنے لگا کیا اس پر زانی کی حد واجب ہے ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں بلکہ اب نکاح کے بعد اس سے متمتع ہو اور جو کچھ ہو گیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے طلبِ مغفرت کرے ۔

(۴۶۱۱) علی بن اسباط سے محمد بن عذافر سے اور انھوں نے اس شخص سے جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے باکرہ عورت سے متعہ کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس کو مباح ان (باکرہ عورتوں) کے لئے ہی کے لئے کیا گیا ہے (کسی اور کے لئے نہیں ہے) خیر اگر کرنا ہے اس کو لوگوں سے چھپا کر کرو اور اس کی عفت اور پاکدامنی کا خیال رکھو (اور صیغہ متعہ پڑھ لو) ۔

(۴۶۱۲) اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک نوجوان کنیز سے نکاح متعہ کیا اس شرط پر کہ وہ اس کی بکارت نہیں توڑے گا پھر اس کنیز نے اس کی اجازت دے دی ۔ آپؑ نے فرمایا جب اس نے اس کی اجازت دے دی تو کوئی حرج نہیں ۔

(۴۶۱۳) اور روایت کی گئی ہے کہ مومن کبھی مکمل نہ ہوگا جب تک کہ وہ کوئی متعہ نہ کرے ۔

(۴۶۱۴) حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا ۔ اے لوگو، اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لئے عورتوں کی شرمگاہیں تین طرح سے حلال کی ہیں ایک وہ نکاح جو (ایک دوسرے کا) وارث بنادے اور یہ قطعی و دائمی ہے اور دوسرا وہ نکاح جس سے کوئی بھی ایک دوسرے کا وارث نہ بنے اور وہ متعہ ہے اور تیسرا تمہاری کنیزیں ۔

(۴۶۱۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس شخص کو ناپسند کرتا ہوں کہ وہ مرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں میں سے کسی سنت پر عمل کرنا باقی رہ جائے کہ اس نے اس پر عمل نہ کیا ہو ۔

میں نے عرض کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کوئی متعہ کیا تھا؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اور آپؑ نے یہ آیت پڑھی و اذا اسرالنبی الی بعض ازواجہ حدیثاً - فلمانبات بہ و اظھرہ اللّٰہ علیہ عرف بعضہ و اعرض عن بعض - فلمانباھابہ قالت من انباک ھذا - قال نبانی العلیم الخبیر O ان تتوبا الی اللّٰہ فقد صغت قلوبکما و ان تظھرا علیہ فان اللہ ھو مولٰہ و جبریل و صالح المومنین - و الملئکۃ بعد ذلک ظھیر O عسیٰ ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجاً خیراً منکن مسلمت مومنت قنتت تئبت عبدت سئحت ثیبت و ابکارا (سورۃ تحریم آیت نمبر۳ تا ۵) [اور پیغمبر نے جب اپنی ایک بیوی سے چپکے سے کوئی بات کہی پھر جب اس نے باوجود ممانعت کے اس بات کی (دوسری کو) خبر دے دی اور خدا نے اس امر کو رسولؐ پر ظاہر کر دیا تو رسولؐ نے کچھ قصہ جتا دیا اور بعض قصہ ٹالدیا غرض جب رسولؐ نے اس واقعہ (افشائے راز) کی (دوسری پر) خبر دی تو وہ حیرت سے بول اٹھی کہ آپؑ کو اس بات (افشائے راز) کی خبر کس نے دی ۔ رسولؐ نے کہا مجھے واقفکار خبردار خدا نے بتا دیا ۔ اگر تم دونوں اس حرکت سے توبہ کرو تو خیر کیونکہ تمہارے دل ٹیڑھے ہوگئے ہیں اور اگر تم دونوں رسولؐ کی مخالفت میں ایک دوسرے کی اطاعت کرتی رہو گی تو کچھ پرواہ نہیں کیونکہ خدا اور جبریل اور تمام ایمانداروں میں ایک مرد صالح ان کے مددگار ہیں اور ان کے علاوہ تمام فرشتے مددگار ہیں ۔ اگر رسولؐ تم لوگوں کو طلاق دے دیں تو عنقریب ہی ان کا پروردگار تمہارے بدلے ان کو اچھی بیویاں عطا کرے گا جو فرمانبردار ، ایماندار ، خدا اور رسول کی مطیع ، گناہوں سے توبہ کرنے والیاں عبادت گزار ، روزہ رکھنے والیاں پہلے بیاہی ہوئی اور کنواریاں ہوں گی ۔]

(۴۶۱۶) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں پر ہر نشہ آور شے کا پینا حرام کر دیا ہے اور اس کے عوض متعہ کو ان کے لئے مباح کر دیا ہے ۔

باب :- نادر احادیث

(۴۶۱۷) اسماعیل بن مسلم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوارؑ سے اور انھوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کو جب حیض آئے تو اس کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنی پیشانی کے بال سنوارے اور اپنے بال کاندھے پر لٹکائے ۔

(۴۶۱۸) اور آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شلوار پہننے والیوں پر رحم فرمائے ۔

(۴۶۱۹) نیز فرمایا کہ جب کوئی عورت کسی مقام پر بیٹھی ہو اور پھر وہاں سے اٹھ جائے تو کوئی مرد اس مقام پر نہ بیٹھے جب تک وہ جگہ ٹھنڈی نہ ہو جائے ۔

(۴۶۲۰) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شہوت کے دس (۱۰) حصے پیدا کئے جس میں نو (۹) حصے مردوں میں ودیعت کر دیئے اور ایک حصہ عورتوں میں اور یہ بنی ہاشم اور ان کے

شیعوں کے لئے ہے اور بنی امیہ کی عورتوں اور ان کے شیعوں کے لئے شہوت کے دس (۱۰) حصوں میں سے نو (۹) حصے عورتوں میں اور ایک حصہ مردوں میں ودیعت کیا۔

(۴۶۲۱) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے عورتوں کے متعلق فرمایا کہ تنہائی میں آہستہ آہستہ سرگوشی کر کے ان سے مشورہ نہ لو اور قرابتداروں کے سلسلہ میں ان کے کہنے پر نہ چلو۔ عورت بڑی بوڑھی ہو جاتی ہے تو خیر و شر کے دونوں حصوں میں خیر کا حصہ اس سے نکل جاتا ہے اور صرف شر کا حصہ اس میں رہ جاتا ہے۔ اس کا جمال چلا جاتا ہے اور زبان کی تیزی رہ جاتی ہے اس کا رحم بانجھ ہو جاتا ہے۔ اور مرد جب بڑا بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس سے شر کا حصہ نکل جاتا ہے اور خیر کا حصہ رہ جاتا ہے اس کی عقل ثابت رہتی ہے اور اس کی رائے مستحکم ہو جاتی ہے اور اس کی جہالت کم ہو جاتی ہے۔

(۴۶۲۲) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہر وہ مرد کہ جس کے امور کی تدبیر عورت کرے وہ ملعون ہے۔

(۴۶۲۳) اور آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کی رائے کے خلاف کام کرنے میں برکت ہے۔

(۴۶۲۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی غزوہ پر جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کو بلاتے ان سے مشورہ کرتے پھر ان کے مشورے کے خلاف عمل کرتے۔

(۴۶۲۵) اور آنجناب علیہ السلام نے فرج (شرمگاہ) کو سرج (زین) پر سوار ہونے سے منع فرمایا یعنی عورت گھوڑے کی زین پر سوار نہ ہو۔

(۴۶۲۶) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ فرج کو سرج پر (عورتوں کی شرمگاہوں کو زین پر) نہ بٹھاؤ ورنہ ان کے فسق و فجور میں ہیجان پیدا ہوگا۔

(۴۶۲۷) فضیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے وہ بات کہی جو عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اہل جہنم زیادہ تر عورتیں ہونگی۔ آپؑ نے فرمایا یہ کیسے ممکن ہے جب کہ آخرت میں ایک ایک مرد ایک ایک ہزار دنیا کی عورتوں سے شادی کرے گا اس قصر میں جو صرف ایک موتی سے تراشا گیا ہوگا۔

(۴۶۲۸) عمّار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اکثر اہل جنت بیچاری کمزور عورتیں ہونگی اللہ تعالیٰ ان کی کمزوری کو جانتا ہوگا۔ اور ان پر رحم کرے گا۔

(۴۶۲۹) رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی عورتوں کا پچھلا مقام ہماری امت کے مردوں پر حرام ہے۔

(۴۶۳۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حیا کے دس (۱۰) حصے ہیں اس میں نو (۹) حصے عورتوں میں ہیں اور ایک حصہ مردوں میں ہے۔ جب عور کی ختنہ ہوتی ہیں تو اس کی حیا کا ایک حصہ چلا جاتا ہے اور جب اس کی شادی ہوتی ہے تو حیا کا ایک اور حصہ چلا جاتا ہے اور جب اس کی بکارت ٹوٹتی ہے تو حیا کا ایک اور حصہ چلا جاتا ہے اور جب اس کے یہاں ولادت ہوتی ہے تو حیا کا ایک اور حصہ چلا جاتا ہے اور حیا کے صرف پانچ حصے اس کے پاس باقی رہتے ہیں اب اگر وہ بدکاری میں مبتلا ہو گئی تو ساری حیا ختم ہو جاتی ہے اور اگر پاکدامن اور باعفت رہی تو حیا کے یہ پانچ حصے اس کے پاس باقی رہتے ہیں۔

(۴۶۳۱) (سورۃ رحمٰن میں خیرات حسان کا ذکر ہے اس کے متعلق) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خیرات حسان (خوش خلق و خوبصورت عورتیں) اہل دنیا کی عورتیں ہونگی اور وہ جنت کی حوروں سے زیادہ صاحبِ جمال ہونگی۔ اور کوئی حرج نہیں اگر مرد اپنی عورت کو عریاں دیکھ لے۔

(۴۶۳۲) اور اسحاق بن عمّار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا کوئی مملوک (غلام) اپنی مالکہ کے بالوں کو دیکھ سکتا ہے آپؑ نے فرمایا ہاں اور اس کی پنڈلیوں کو بھی۔ (یہ حدیث تقیہ پر محمول ہے)۔

(۴۶۳۳) اور محمد بن اسحاق بن عمّار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا ایک مرد خصی (جس کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو) کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی عورتوں میں جائے اور انہیں وضو کرائے اور ان کے بالوں کو دیکھے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۴۶۳۴) اور ربعی بن عبداللہ کی روایت ہے ان کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی اور ان سے عہد لیا تو آپؐ نے ایک برتن منگوایا اس میں پانی بھرا پھر اس میں اپنا دست مبارک ڈالا اور نکال لیا پھر عورتوں کو حکم دیا کہ وہ بھی اس میں اپنے ہاتھ ڈالیں اور ڈبائیں۔

نیز آپؐ عورتوں کو پہلے سلام کرتے اور عورتیں انہیں جواب سلام دیتی تھیں اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام بھی عورتوں کو سلام کیا کرتے تھے اور ان میں جو عورتیں جوان ہوتی تھیں انہیں سلام کرنا ناپسند کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں ڈرتا ہوں کہ مبادا مجھے ان کی آواز اچھی لگے اور جتنا میں ثواب حاصل کروں اس سے زیادہ مجھے گناہ ملے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے اگرچہ اپنی ذات پر رکھ کر کہا ہے مگر درحقیقت یہ دوسروں کے لئے ہے اور آپؑ کا اس سے مقصد لوگوں کو ڈرانا ہے کہ کہیں کوئی یہ گمان نہ کرے کہ آپؑ عورت کی آواز پر فریفتہ ہوگئے ورنہ وہ کافر ہو جائے گا۔ اور ائمہ علیہم السلام کا کلام وجوہ و اسباب و محل و مقام کی نسبت سے ہے جن کو علماء کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

(۴۶۳۵) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص کسی ایسی عورت سے مصافحہ کر سکتا ہے جو اس کی محرم نہ ہو ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ کپڑے کے پیچھے سے (مصافحہ کرے)۔

(۴۶۳۶) حسن بن محبوب نے عبّاد بن صہیب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ اہل تہامہ واعراب و بدو کافران ذمی اور عجمی کافروں کی عورتوں کے بالوں پر نظر کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اگر ان کو (بال کھولنے سے) منع بھی کیا جائے تو وہ باز نہیں آئینگی ۔آپؑ نے فرمایا اور مجنونہ جس پر جنون چھایا ہوا ہو اس کے بالوں پر یا اس کے جسم پر اگر نظر کی جائے تو کوئی حرج نہیں ۔

(۴۶۳۷) اور عمّار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عورتیں اگر لوگوں کے پاس جائیں تو کیونکر سلام کریں ؟ آپؑ نے فرمایا عورت کہے گی کہ علیکم السلام اور مرد کہے گا السلام علیکم ۔

(۴۶۳۸) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک ایسی عورت سے نکاح کر لیا جس کے خود شوہر موجود ہے آپؑ نے فرمایا اگر اس کی خبر امام تک نہ پہونچی ہو تو اس مرد پر لازم ہے فوراً اس کو جدا کرنے کے بعد پانچ سیر آٹا تصدّق کر دے ۔

(۴۶۳۹) اور جمیل بن درّاج کی روایت میں ایک ایسی عورت کے متعلق ہے جس نے اپنے عدہ میں ہی دوسرا نکاح کر لیا تو آپؑ نے فرمایا ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا اور وہ عورت دونوں کے لئے ایک عدہ رکھے گی اور اگر چھ ماہ یا اس سے زیادہ میں اس کے بچہ پیدا ہوا تو وہ آخر کے شوہر کا ہے اور اگر چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوا ہے تو وہ پہلے شوہر کا ہے ۔

(۴۶۴۰) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انھوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح متعہ کیا تو اس عورت نے اس سے کہا کہ میں تو حاملہ ہوں یا یہ کہا کہ میں تیری رضاعی بہن ہوں یا میں کسی غیر کے عدہ پر ہوں ؟ تو آپؑ نے فرمایا ایسی صورت میں اگر اس نے اس سے دخول اور مجامعت کر لی ہے تو پھر اس کو کوئی مہر وغیرہ نہ دے اور اگر اس نے اس سے مجامعت اور دخول نہیں کیا ہے تو اس سے احتیاط کرے اور اگر اس سے پہلے وہ اس کو نہیں جانتا تھا تو اس سے معلوم کرے ۔

(۴۶۴۱) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی ماں سے کہا کہ میں جس عورت سے بھی نکاح کروں گا وہ تیرے مانند مجھ پر حرام ہوگی ۔آپؑ نے فرمایا یہ کوئی شے نہیں ہے ۔

(۴۶۴۲) حسن بن محبوب نے ابی جمیلہ سے انھوں نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں

نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور ابھی یہ اس کے پاس چار ہی مہینہ رہی تھی کہ اس عورت کے ایک بچی پیدا ہو گئی تو مرد نے بچی سے انکار کر دیا اور وہ عورت یہ گمان کرتی ہے کہ وہ اسی سے حاملہ ہوئی اور یہ بچی اسی کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ عورت کی بات قبول نہیں کی جائے گی اور اگر یہ مقدمہ حاکم وقت کے پاس پیش ہو تو وہ ان دونوں سے ملاعنت کرائیگا اور ان دونوں کو جدا کر دیگا اور وہ عورت تا ابد اس مرد کے لئے حلال نہ ہو گی۔

(۴۶۴۳) حسن بن محبوب نے محمد بن حکیم سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کا نکاح کر دیا اور اس کنیز سے کہہ دیا کہ تیرا شوہر مرجائے تو تُو آزاد ہے چنانچہ شوہر مر گیا۔ آپؑ نے فرمایا جب شوہر مر گیا تو وہ آزاد ہو گئی اور وہ اس آزاد عورت کا عدہ رکھے گی [illegible]ں کا شوہر مر گیا ہو۔ اور اس کے لئے اس کی میراث نہ ہو گی اس لئے [illegible] یہ شوہر کے مرنے کے بعد آزاد ہوئی ہے۔

(۴۶۴۴) ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ایک عورت کے ساتھ پکڑا گیا تو عورت نے اقرار کیا کہ وہ اُس کی عورت ہے اور مرد نے اقرار کیا کہ وہ اس کی زوجہ ہے آپؑ نے فرمایا بہت سے ایسے ہیں کہ اگر ان کو میرے پاس لایا جائے تو میں انہیں چھوڑدوں اور بہت سے ایسے کہ اگر انہیں میرے پاس لایا جائے تو انہیں کوڑے لگواؤں۔

(۴۶۴۵) عبدالرحمن بن حجاج سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی مملوکہ کنیز سے لپنے غلام کی شادی کر دی تو کیا جس طرح وہ پہلے مالک کی خدمت بجا لاتی تھی اب بھی کرتی رہے گی کہ وہ اُس کو بے پردہ دیکھے اور وہ اِس کو بے پردہ دیکھے؟ آپؑ نے اس کو ناپسند کیا اور فرمایا کہ اسی بنا پر میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے مجھے منع فرمایا کہ میں لپنے کسی غلام کی شادی اپنی کسی کنیز سے کروں۔

(۴۶۴۶) اور علاء بن رزین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جمہور ناس (عوام الناس) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ آج کل فی الحال ان کا شمار ان لوگوں میں ہے جن سے نہ جنگ ہے اور نہ صلح لہٰذا ان کی گم شدہ ان کو واپس کرو ان کی امانتیں انہیں پلٹاؤ۔ ان کے خون کی حفاظت کرو۔ ان کے ساتھ نکاح کرو اور ان کی وراثت کو جائز سمجھو۔

(۴۶۴۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی کی خوش بختی یہ ہے کہ اس کی لڑکی کو اس کے گھر میں حیض نہ آئے۔

(۴۶۴۸) ابن ابی عمیر نے یحییٰ بن عمران سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ شجاعت اہل خراسان میں ہے جماع اہل بربر (اہل سوڈان) میں ہے اور سخاوت و حسد اہل عرب میں ہے اب تم لوگ لپنے نطفے کے لئے جس کا چاہو انتخاب کرو۔

(۴۶۴۹) اور اسماعیل بن ابی زیاد کی روایت ہے کہ حضرت جعفرؑ بن محمدؑ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی کے بالوں کی جتنی کثرت ہو گی اتنی اس کی شہوت میں قلت ہو گی۔

(۴۶۵۰) ابراہیم بن ہاشم نے عبدالعزیز بن مہتدی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان میرے بھائی نے انتقال کیا تو میں نے اس کی عورت سے نکاح کر لیا پھر میرے چچا نے آکر یہ دعویٰ کیا کہ انھوں نے اس سے پوشیدہ طور پر نکاح کر لیا ہے۔ میں نے عورت سے دریافت کیا تو اس نے سختی سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے اور ان کے درمیان کبھی کوئی تعلق نہیں تھا۔ آپؑ نے فرمایا تمہارے لئے اِس کا اقرار لازم ہے اور اُن کے لئے اس کا انکار لازم ہے۔

(۴۶۵۱) صالح بن عقبہ نے سلیمان بن صالح سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی عورت کی کنیز سے نکاح کر کے اپنی عورت سے التجا کرتا ہے کہ وہ اس کے لئے حلال کر دے وہ انکار کرتی ہے تو یہ شخص کہتا ہے کہ اچھا تو پھر تجھے طلاق دے دونگا اور اس کے ساتھ مجامعت سے اجتناب کرتا ہے آپؑ نے فرمایا یہ شخص غاصب ہے وہ اس سے نرمی سے کیوں نہیں کہتا۔

(۴۶۵۲) ابوالعباس و عبید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسی عورت کے متعلق کہ جس کا شوہر مملوک اور غلام تھا۔ تو اس عورت نے وراثت میں اس کو پالیا اور اسے آزاد کر دیا گیا کیا وہ دونوں اپنے سابق نکاح پر رہیں گے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ دونوں از سرے نو دوسرا نکاح کریں گے۔

(۴۶۵۳) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مرد کے لئے مستحب ہے کہ رمضان کی پہلی شب میں اپنی اہلیہ سے مجامعت کرے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم - (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۷) (تم لوگوں کے لئے رمضان کی شب حلال کر دیا گیا ہے کہ اپنی عورت سے رفث کرو) اور رفث سے مراد مجامعت ہے۔

(۴۶۵۴) حریز نے محمد بن اسحاق سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ عورتوں کے لئے مہر چار ہزار درھم کہاں اور کب سے قرار پایا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپؑ نے فرمایا ام حبیبہ بنت ابی سفیان حبشہ میں تھیں کہ حضرت رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے ان سے شادی کا پیغام دیا تو نجاشی نے آنحضرتؐ کی طرف سے انہیں چار ہزار درھم بھیج دیئے تو پھر لوگ یہی لینے لگے مگر اصل مہر تو ساڑھے بارہ اوقیہ (چاندی) ہے۔

(۴۶۵۵) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ایک راستہ سے گزرے تو سر راہ ایک نر و مادہ جانور جفتی کھا رہے تھے آپؑ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ توآپؑ سے عرض کیا گیا یا امیرالمومنین آپؑ نے ایسا کیوں کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ جو یہ جانور کر رہے ہیں ویسے ہی تم بھی کرو یہ شرم کی بات ہے۔ (بلکہ) تم

ایسی جگہ چھپ کر کرو کہ جسے کوئی مرد اور کوئی عورت نہ دیکھ سکے۔

(۴۶۵۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت کو دیکھے اور اپنی نگاہ آسمان کی طرف کرے یا نگاہ نیچی کرے تو وہ اپنی نگاہ نہیں پلٹائے گا کہ لتنے میں اللہ تعالیٰ اس کا نکاح ایک حور عین سے کر دے گا۔

(۴۶۵۷) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ وہ نظر نہیں پلٹائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ایسا ایمان لگا دیگا کہ جس کا ذائقہ وہ محسوس کرے گا۔

(۴۶۵۸) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلی نگاہ تیرے لئے جائز ہے دوسری نگاہ تیرے لئے جائز نہیں گناہ ہے۔ اور تیسری نظر میں ہلاکت ہے۔

(۴۶۵۹) اور سکونی کی روایت میں ہے جو حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے ہے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے اگر آدمی اپنی ماں اپنی بہن یا اپنی بیٹی کے بالوں کو دیکھ لے۔

باب :- طلب اولاد کے لئے دعاء

(۴۶۶۰) حضرت امام علی ابن الحسین زین العابدین علیہما السلام نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا کہ تم طلب اولاد کے لئے یہ دعا پڑھو رب لا تذرنی فرداً و انت خیر الوارثین و اجعل لی من لدنک ولیاً یرثنی فی حیاتی و یستغفرلی بعد موتی و اجعله لی خلقاً سویاً و لا تجعل للشیطان فیه نصیباً - اللھم انی استغفرک و اتوب الیک انک انت الغفور الرحیم - [اے میرے پالنے والے تو مجھے تنہا (بے اولاد) نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ اور تو اپنے پاس سے میرے لئے میرا جانشین بنادے جو میری زندگی میں میرا وارث ہو اور میرے مرنے کے بعد میری طلب مغفرت کرے اور اس کو میرے لئے صحیح الخلقت پیدا کر اور اس میں شیطان کا کوئی حصہ نہ قرار دے۔ اے اللہ تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اس لئے کہ تو ہی مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے] اس دعا کو ستر (۷۰) مرتبہ پڑھے اس لئے کہ اس دعا کو جو بہت کثرت سے پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ دے گا جس کی وہ تمنا کرے گا۔ مال کی اور اولاد کی اور دنیا و آخرت کی بھلائی کی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے استغفروا ربکم انه کان غفاراً - یرسل السماء علیکم مدراراً و یمددکم باموال و بنین و یجعل لکم جنات و یجعل لکم انھاراً (تم لوگ اپنے رب سے مغفرت کی دعا مانگو بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے اور تم پر وہ آسمان سے موسلا دھار پانی برسائے گا اور مال و اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغ بنائے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کر دے گا) (سورۃ نوح آیت ۱۰، ۱۱)۔

باب :- رضاعت

(۴۶۶۱) سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا بچے کو دودھ پلانے کی مدت اکیس (۲۱) مہینہ ہے اس میں کمی بچے پر ظلم ہے۔

(۴۶۶۲) اور سعد بن سعد نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ بچے کو دو سال سے زیادہ دودھ پلایا جائے؟ آپؑ نے فرمایا دو سال۔ میں نے عرض کیا اگر دو سال سے زائد دودھ پلایا جائے تو کیا اس سے ماں باپ پر کچھ گناہ ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۴۶۶۳) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا بچے کو کوئی بھی دودھ پلایا جائے وہ ماں کے دودھ سے بڑھ کر برکت والا نہیں ہے۔

(۴۶۶۴) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ام اسحاق بنت سلیمان کو دیکھا کہ وہ اپنے دونوں لڑکوں محمد واسحاق میں سے کسی ایک کو دودھ پلا رہی ہیں تو آپؑ نے فرمایا اے ام اسحاق تم ان کو ایک ہی پستان سے دودھ نہ پلاؤ بلکہ دونوں پستانوں سے دودھ پلاؤ اس لئے کہ ایک میں غذا ہوتی ہے اور دوسرے میں پانی۔

(۴۶۶۵) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انھوں نے برید عجلی سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول ملاحظہ فرمایا ہے کہ " رضاعت سے بھی وہ سب حرام ہے جو نسب سے حرام ہوتا ہے " میرے لئے اس کی تفسیر فرمادیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر وہ عورت کہ جو اپنے شوہر کے دودھ کو کسی دوسری عورت کے بچے کو پلائے خواہ لڑکی کو پلائے یا لڑکے کو پلائے تو یہی وہ رضاعت ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اور وہ عورت جو اپنے دو شوہروں کا دودھ پلائے جو اس کا ایک کے بعد دوسرا ہو۔ خواہ لڑکی کو پلائے یا لڑکے کو تو یہ وہ رضاعت نہیں ہے جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رضاعت سے بھی وہ چیز حرام ہے جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتی ہے۔

(۴۶۶۶) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دودھ چھوٹنے کے بعد کوئی رضاعت نہیں ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بچہ دو سال کامل دودھ پی لے پھر وہ اس کے بعد دوسری عورت کا دودھ جتنا بھی پیئے یہ رضاعت حرام نہیں کرے گی اس لئے کہ یہ رضاعت دودھ چھوٹنے کے بعد ہوئی ہے۔

(۴۶۶۷) اور داؤد بن حصین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ دو سال کے بعد بھی اگر بچہ دودھ پیتا رہے تو دودھ چھوٹنے سے پہلے کی رضاعت حرام کر دیتی ہے۔

(۴۶۶۸) ایوب بن نوح سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ علی بن شعیب نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک عورت نے میرے ایک بچے کو دودھ پلایا کیا میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں اس عورت کی کسی لڑکی سے نکاح کر لوں ؟ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ یہ جائز نہیں اس لئے کہ اس کی لڑکی تمہاری اولاد کے بمنزلہ ہے ۔

(۴۶۶۹) اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے حضرت ابی محمد حسن بن علی عسکری علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک عورت نے ایک شخص کے بچے کو دودھ پلایا کیا اس شخص کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اس دودھ پلانے والی عورت کی کسی لڑکی سے نکاح کرے جواب میں یہ تحریر آئی کہ یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے ۔

(۴۶۷۰) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اگر کوئی شخص ایک شیر خوار بچی سے نکاح کرے اور اس کی زوجہ اس شیر خوار بچی کو دودھ پلا دے تو ان دونوں کا نکاح فسخ ہو جائے گا ۔

(۴۶۷۱) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس عورت کے بطن سے اس شخص کا ایک بچہ پیدا ہوا ۔ پھر اس عورت نے اپنا دودھ ایک اور لڑکی کو پلایا کیا اس کے لڑکے کے لئے جو دوسری بیوی سے ہے یہ جائز ہے کہ وہ اس لڑکی سے نکاح کرے جس کو اس سوتیلی ماں نے دودھ پلایا ہے آپؑ نے فرمایا نہیں وہ بمنزلہ رضاعی بہن کے ہے اس لئے کہ یہ ایک ہی شوہر کا دودھ ہے ۔

(۴۶۷۲) حریز نے فضیل بن یسار سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اور کسی کی رضاعت حرام نہیں کرے گی سوائے اس عورت کے جو مجبور ہو ۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا مجبور کیا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا ماں جو پالتی ہے ، وہ دایہ اور دودھ پلائی جو اجرت پر رکھی گئی ہو یا وہ کنیز جو (دودھ پلانے کے لئے) خریدی گئی ہو ۔

(۴۶۷۳) علاء بن رزین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا رضاعت کی وجہ سے حرام نہیں ہوگا لیکن صرف وہ کہ جس نے ایک سال تک ایک چھاتی سے دودھ پیا ہو ۔

(۴۶۷۴) عبید بن زرارہ نے زرارہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے انھوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے رضاعت کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا رضاعت کی وجہ سے کوئی حرام نہیں ہوگا لیکن صرف اس رضاعت سے جب کہ ایک چھاتی سے دو سال تک دودھ پیا ہو ۔

(۴۶۷۵) عبداللہ بن زرارہ نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا رضاعت سے کوئی حرام نہیں ہوگا لیکن بس اس رضاعت سے جس میں دو (۲) سال کامل دودھ پلایا گیا ہو ۔

(۴۶۷۶) اور سکونی نے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ اپنی عورتوں کو منع کرو کہ دائیں بائیں اِدھر اُدھر بچوں کو دودھ نہ پلائیں اس لئے کہ وہ بھول جائیں گی (کہ کس کو دودھ پلایا اور کسے نہیں)۔

(۴۶۷۷) فضیل نے زرارہ سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ دایہ اور دودھ پلانے والی پر خاص نظر رکھو کہ وہ حسین وصاف ستھری ہو اس لئے کہ دودھ کا اثر پھیلتا ہے۔

(۴۶۷۸) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے زنا کیا کیا اپنے بچے کو اس سے دودھ پلوانا درست ہے؟ آپؑ نے فرمایا درست نہیں ہے۔ اور نہ اس لڑکی کا دودھ جو زنا سے پیدا ہوئی ہے۔

(۴۶۷۹) اور محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم اپنے بچوں کو احمق عورتوں سے دودھ نہ پلواؤ اس لئے کہ دودھ کا اثر پھیلتا ہے اور لڑکا دودھ کی طرف کھنچ جاتا ہے یعنی دایہ کے دودھ کی طرف رعونت اور حماقت میں۔

(۴۶۸۰) اور ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے بچے کو ایک یہودیہ یا نصرانیہ یا مجوسیہ دایہ کے حوالے کر دیا کہ وہ اس کو دودھ پلائے اپنے گھر لیجا کر یا اس کے گھر آکر۔ آپؑ نے فرمایا تم یہودیہ اور نصرانیہ سے دودھ پلواؤ مگر اس کو منع کر دو کہ وہ شراب نہیں پیئے گی اور جو چیزیں حلال نہیں مثلاً سور کا گوشت نہیں کھائے گی۔ اور تمہارے بچے کو اپنے گھر نہیں لیجائے گی۔ اور زن زانیہ سے اپنے بچے کو دودھ نہ پلواؤ یہ تمہارے لئے حلال نہیں ہے اور کسی مجوسی عورت سے اپنے بچے کو دودھ نہ پلواؤ لیکن اگر تم مجبور ہو تو یہ اور بات ہے۔

(۴۶۸۱) حریز نے محمد بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ یہودیہ اور نصرانیہ اور مجوسیہ کا دودھ میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے ولدالزنا کے دودھ سے اور آپؑ ولدالزنا کے دودھ کو ایسی حالت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جب کسی نے کسی کی کنیز سے زنا کیا ہو اور اس کنیز کے مالک نے اس کے لئے حلال کر دیا ہو۔

(۴۶۸۲) اور محمد بن ابی عمیر نے یونس بن یعقوب سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک عورت کے بغیر ولادت کے دودھ بہنے لگا تو اس نے ایک لڑکی اور ایک لڑکے کو دودھ پلایا کیا اس دودھ پلانے اور اس رضاعت سے وہ ایک دوسرے کے لئے حرام ہو جائیں گے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۴۶۸۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ لڑکے (کا پستان سے دودھ نہ پینا بلکہ اس) کے حلق میں دودھ ڈالنا بھی بمنزلہ رضاعت کے ہے۔

(۴۶۸۴) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ آزاد عورت کو بچے کے دودھ پلانے پر جبر نہیں کیا جائے گا۔ اور ام ولد (کنیز) پر جبر کیا جا سکتا ہے۔ اور جب باپ کو بچہ کے دودھ پلانے کے لئے ایک عورت چار درھم پر ملتی ہے اور ماں کہتی ہے کہ بغیر پانچ درھم کے میں دودھ نہیں پلاؤنگی تو باپ کے لئے یہ جائز ہے کہ اس سے بچہ چھین لے مگر زیادہ بہتر اور زیادہ نرمی اس میں ہے کہ وہ بچہ کو ماں کے پاس چھوڑ دے چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے کہ۔ و ان تعاسرتم فسترضع له اخریٰ (سورۃ الطلاق آیت ۶) (اگر تمہارا آپس میں کچھ کھچاؤ ہو تو اس کو دوسری عورت دودھ پلائے گی۔)

(۴۶۸۵) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا ایک شخص کے متعلق جو مرگیا اور اس نے دودھ پیتا بچہ چھوڑا کہ اس کے دودھ پلانے کی اجرت اس کے باپ یا ماں کی میراث میں سے ادا کی جائے گی۔

(۴۶۸۶) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوارؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ میری کنیز نے میرے ایک بچہ کو دودھ پلایا ہے مگر اب میں اس کنیز کو فروخت کرنا چاہتا ہوں آپؑ نے فرمایا کہ اچھا تو اس کنیز کا ہاتھ پکڑو اور بازار لے جاؤ اور آواز لگاؤ کہ مجھ سے میرے بیٹے کی ماں کو کون خرید تا ہے۔

باب :۔ لڑکے کی ولادت کی مبارکباد۔

(۴۶۸۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص کے وہاں لڑکا پیدا ہوا تو ایک آدمی نے اس کو مبارک باد دی کہ مبارک ہو تیرے گھر ایک شہسوار پیدا ہوا۔ تو حضرت امام حسن ابن علی علیہما السلام نے اس سے کہا کہ تجھے کیا معلوم کہ یہ شہسوار ہوگا یا پاپیادہ چلنے والا ہوگا؟ اس نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان پھر میں کیا کہوں؟ آپؑ نے فرمایا کہ یہ کہو کہ عطا کرنے والے کا شکر ادا کرتا ہوں اور یہ عطیہ اللہ مبارک کرے یہ جوان ہو اور اس کی نیکیاں تمہیں میسر آئیں۔

باب :۔ اولاد کی فضیلت۔

(۴۶۸۸) سکونی کی روایت میں ہے اس کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صالح اولاد جنت کے پھولوں میں سے ایک پھول ہے۔

(۴۶۸۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کی میراث اس کے بندہ مومن کی طرف سے صالح فرزند ہے جو اس کے لئے طلب مغفرت کرے۔

(۴۶۹۰) حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کی خیر و بھلائی چاہتا ہے تو اس کو موت نہیں دیتا جب تک کہ وہ اپنا خلف و نائب نہ دیکھ لے۔

(۴۶۹۱) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص بلا خلف و نائب مرجائے تو گویا وہ لوگوں میں تھا ہی نہیں اور جو مرجائے اور اس کا کوئی خلف ہو تو گویا وہ مرا ہی نہیں۔

(۴۶۹۲) اور ابان بن تغلب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ لڑکیاں نیکیاں اور لڑکے نعمت ہیں نیکیوں پر ثواب ملے گا اور نعمت پر باز پرس ہوگی۔

(۴۶۹۳) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لڑکی پیدا ہونے کی خوشخبری دی گئی تو آپؑ نے ایک نظر اپنے اصحاب کے چہروں پر ڈالی تو دیکھا ان پر کراہت کے آثار نمایاں ہیں آپؑ نے فرمایا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے میں تو ایک پھول کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور اس کا رزق اللہ پر ہے۔

(۴۶۹۴) اور حضرت علی علیہ السلام نے بچے کے مریض ہونے کے متعلق فرمایا کہ یہ اس کے والدین کے لئے کفارہ ہے۔

(۴۶۹۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آدمی پر رحم کرتا ہے اس کے اپنے بچے سے شدید محبت کی وجہ سے۔

(۴۶۹۶) اور عمر بن یزید نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میری بہت لڑکیاں ہیں تو آپؑ نے فرمایا شاید تم ان کی موت کی تمنا رکھتے ہو۔ اگر تم نے ان کی موت کی تمنا کی اور یہ مرگئیں تو قیامت کے دن تم کو کوئی ثواب نہ ملے گا اور جب تم اپنے پروردگار سے ملاقات کروگے تو گنہگار رہتے ہوئے ملاقات کروگے۔

(۴۶۹۷) حمزہ بن حمران نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں آیا وہاں ایک اور شخص موجود تھا۔ آنے والے نے اسے بتایا کہ تیرے وہاں ولادت ہوئی ہے یہ سن کر اس کا رنگ متغیر ہو گیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تجھے کیا ہو گیا؟ اس نے کہا ٹھیک ہوں۔ آپؑ نے فرمایا بات کیا ہے بتاؤ۔ اس نے کہا جب میں گھر سے نکلا تھا تو میری عورت دردِ زہ میں مبتلا تھی اب مجھے بتایا گیا کہ اس کے لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو زمین اٹھائے گی اس پر آسمان سایہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو رزق دے گا وہ تو ایک پھول ہے جس کی خوشبو تو سونگھے گا۔ یہ کہہ آپؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رخ کیا اور فرمایا سنو جس کے ایک لڑکی ہو وہ بیچارہ مصیبت میں مبتلا ہے اور جس کے دو لڑکیاں ہو تو اللہ اس کی مدد کرے اور جس کے تین لڑکیاں ہو اس سے جہاد ساقط اور ہر مکروہ مباح ہے اور جس کے چار لڑکیاں ہوں تو اللہ کے بندو اس بیچارے کی مدد کرو اللہ کے بندو اس کو قرض دو اے اللہ کے بندو اس پر

مہربانی کرو۔

(۴۶۹۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پرورش کر رہا ہو تو اس پر جنت واجب ہے تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہؐ اور دو کی آپؐ نے فرمایا دو کی بھی عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ ایک کی۔ آپؐ نے فرمایا ہاں ایک کی بھی۔

(۴۶۹۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا دو پھوپھیوں کی پرورش کر رہا ہو تو وہ دونوں اس کو جہنم سے بچالیں گی۔

(۴۷۰۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کسی آدمی کے کوئی لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس لڑکی کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اپنے بازو اس کے سر اور سینہ پر پھیرتا ہے کہتا ہے یہ بیچاری ضعیفہ ہے اور ضعف سے پیدا ہوئی ہے اس پر خرچ کرنے والے کی اعانت کی جائے گی۔

(۴۷۰۱) اور رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تم میں سے کوئی شخص باب جنت پر اپنی اسقاط شدہ اور روٹھے بچے سے ملے گا تو جب وہ بچہ اس کو دیکھے گا تو اس کے ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور تم لوگوں میں سے اگر کسی کا بچہ مرجاتا ہے تو اس کو اس کا اجر دیا جاتا ہے اگر اس کے بعد اس کا بچہ باقی رہتا ہے تو اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے طلب مغفرت کرتا ہے۔

(۴۷۰۲) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ بچوں سے محبت کرو اور ان پر مہربانی کرو اور جب تم ان سے کوئی وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو اس لئے کہ ان کی نظر میں صرف یہی ہے کہ ان کو روزی تم دے رہے ہو۔

(۴۷۰۳) رفاعہ بن موسیٰ نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے بہت سے بچے ہیں مگر ایک ماں کی اولاد نہیں ہیں کیا وہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دے سکتا ہے آپؑ نے فرمایا ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے میرے پدر بزرگوار مجھے عبداللہ پر ترجیح دیا کرتے تھے۔

(۴۷۰۴) اور سکونی کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے دو لڑکے ہیں اس نے ایک کے بوسے لئے اور دوسرے کو چھوڑ دیا تو آپؐ نے فرمایا تم ان دونوں کو مساوی پیار کیوں نہیں کرتے؟۔

(۴۷۰۵) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ عقوق و نافرمانی کے سلسلے میں والدین کے لئے بھی وہی لازم آتا ہے جو لڑکے کو اپنے والدین کے عقوق و نافرمانی کے سلسلے میں لازم آتا ہے۔

(۴۷۰۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی شخص کا اپنے بچے سے حسن سلوک ایسا ہی ہے کہ جیسے وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

(۴۷۰۷) اور ایک دوسری حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس کوئی بچہ ہو تو وہ اس کے ساتھ کھیلے کودے۔
(۴۷۰۸) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا ایک شخص پر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی کرم ہے کہ اس کا لڑکا اس سے مشابہ ہو۔
(۴۷۰۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو خلق کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے اور حضرت آدمؑ کے درمیان ہر شکل وصورت کو جمع کر لیا پھران صورتوں میں سے کسی ایک صورت پر ان کو خلق کیا لہذا کوئی شخص اپنے بچے کے لئے یہ نہ کہے کہ یہ نہ میری صورت سے مشابہ ہے اور نہ میرے آباء میں سے کسی کی صورت سے مشابہ ہے۔

باب :۔ نومولود کا عقیقہ و تحنیک (تالو لگانا) نام رکھنا۔ کنیت رکھنا۔ سر کے بال اتارنا۔ کان چھیدنا اور ختنہ کرنا

(۴۷۱۰) عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن ہر معاملہ عقیقہ پر منحصر ہے اور عقیقہ اضحیہ (عید الاضحیٰ کی قربانی) سے زیادہ واجب ہے۔
(۴۷۱۱) اور ابی خدیجہ کی روایت جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ ہر انسان اپنی فطرت کا قیدی ہے اور ہر مولود عقیقہ کا قیدی ہے۔
(۴۷۱۲) اور عمر بن یزید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے والد نے میرا عقیقہ کیا بھی تھا یا نہیں، تو آپؑ نے مجھے عقیقہ کا حکم دیا اور میں نے اپنا عقیقہ کیا جب کہ میں بوڑھا ہو گیا تھا۔
(۴۷۱۳) اور علی بن حکم کی روایت میں ہے جو انھوں نے علی بن حمزہ سے اور انھوں نے حضرت عبدالصالح علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا عقیقہ واجب ہے جب کسی شخص کے بچہ پیدا ہوا ہو پھر اگر چاہے تو اسی دن اس کا نام رکھے۔
(۴۷۱۴) عمّار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ عقیقہ لازم ہے اس شخص کے لئے جو غنی اور دولتمند ہو اور اگر کوئی فقیر و محتاج ہو تو جب خوشحال ہو تو کرے اور اگر اس پر کوئی قادر نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور اگر کسی کا عقیقہ نہیں ہوا اور وہ یوم اضحیٰ قربانی کرے تو یہ قربانی اس عقیقہ کا بدل ہوگا۔ اور ہر مولود عقیقہ میں رھن ہے۔ نیز آپؑ نے عقیقہ کے متعلق فرمایا کہ عقیقہ میں اس کی طرف سے کوئی بکرا ذبح کیا جائے اور اگر وہ میسر نہ آئے تو جو جانور قربانی میں جائز ہے وہی اس میں بھی جائز ہے ورنہ بکری کا وہ بچہ ہو جو اس سال نومولود سے عمر میں چند ماہ

بڑا ہو ۔

(۴۷۱۵) اور محمد بن مارد کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عقیقہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ بکری یا گائے یا اونٹ، پھر ساتویں دن مولود کا نام رکھے اور اس کے سر کے بال مونڈے اور اس کے بال کے وزن کے برابر سونا یا چاندی تصدق کرے پس اگر مولود لڑکے ہو تو اس کے لئے نر جانور اور اگر لڑکی ہو تو اس کے لئے مادہ جانور عقیقہ کرے ۔

(۴۷۱۶) اور حضرت ابو طالب علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ساتویں دن عقیقہ کیا اور تمام آل ابی طالب کو بلایا تو ان لوگوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ یہ احمد کا عقیقہ ہے لوگوں نے پوچھا اس کا نام احمد کیوں رکھا تو جواب دیا اس لئے کہ اس کی حمد و تعریف تمام آسمان اور زمین والے کریں گے ۔ اور یہ جائز ہے کہ لڑکے کے لئے مادہ اور لڑکی کے لئے نر جانور عقیقہ کرے ۔

اور آنجنابؑ سے روایت ہے کہ لڑکے کے لئے دو (۲) مادہ جانور اور لڑکی کے لئے ایک (۱) مادہ جانور عقیقہ کرے بلکہ اس میں سے جو بھی کرے جائز ہے ۔

اور ماں باپ عقیقہ کا گوشت نہ کھائیں مگر یہ ان دونوں کے لئے حرام نہیں ہے اور اگر ماں نے کھالیا تو پھر وہ بچے کو دودھ نہ پلائے ۔ اور قابلہ کو پچھلی ران دی جائے اور اگر قابلہ خود اس کی ماں یا اس کے عیال میں سے ہے تو اس کے لئے کچھ نہیں ہے اور چاہے تو اس کے ایک ایک عضو کو مسلم تقسیم کردے اور چاہے تو اس کو پکا کر اس کے ساتھ روٹی یا شوربہ تقسیم کرے اور اہل ولایت کی سوا کسی کو نہ دے ۔

(۴۷۱۷) اور عمّار ساباطی کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے آپؑ نے فرمایا اگر قابلہ کوئی یہودیہ عورت ہے تو وہ مسلمانوں کا ذبیحہ نہیں کھائے گی اس کو عقیقہ کے جانور کی ایک چوتھائی قیمت دی جائے گی کہ وہ اس سے گوشت وغیرہ خریدے ۔

(۴۷۱۸) اور عمّار کی روایت میں بھی یہی ہے کہ قابلہ کو اس کا ایک چوتھائی دیا جائے اور اگر کوئی قابلہ نہ ہو تو اس کی ماں کو جو چاہو دے دو اور اس میں سے دس مسلمانوں کو کھلاؤ اور زیادہ کو کھلاؤ تو یہ افضل ہے ۔

(۴۷۱۹) اور روایت کی گئی ہے کہ پانی اور نمک میں پکانا افضل ہے ۔

(۴۷۲۰) عمّار ساباطی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے عقیقہ کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اس کی ہڈیاں توڑی جائیں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس کی ہڈیاں توڑی جائیں اور اس کا گوشت کاٹا جائے اور ذبح کے بعد تو تم جو چاہو کرو ۔

(۴۷۲۱) اور ادریس بن عبداللہ قمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک بچہ پیدا ہوا اور وہ ساتویں دن مر گیا کیا اس کا عقیقہ کیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ قبل ظہر مرا ہے تو اس کا عقیقہ نہیں کیا جائے گا اور اگر بعد

ظہر مرا ہے تو اس کا عقیقہ کیا جائے گا۔

(۴۷۲۲) عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب تم عقیقہ کا جانور ذبح کرنے کا ارادہ کرو تو یہ کہو۔ یَاقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً مُّسْلِماً وَّ مَآاَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ - لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ - اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ -

(اے قوم جن چیزوں کو تم نے اللہ کا شریک بنایا ہے میں اس سے بری ہوں میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف موڑ لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا یکسوئی کے ساتھ مسلمان ہو کر اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اے اللہ یہ تیرے حکم سے تیرے لئے ہے۔ اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے اے اللہ تو اس کو قبول کر فلاں بن فلاں کی طرف سے) اور اس جگہ مولود کا نام لو پھر ذبح کرو۔

(۴۷۲۳) اور ایک دوسری حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ عقیقہ کے وقت یہ کہا جائے ۔ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ مَاوَهَبْتَ ، وَاَنْتَ اَعْطَیْتَ ، اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْهُ مِنَّا عَلٰی سُنَّةِ نَبِیِّکَ - (اے اللہ یہ تیری طرف سے ملی ہے اور جو کچھ تو نے دیا ہے اور جو کچھ تو نے عطا کیا ہے وہ تیرے لئے ہے۔ اے اللہ تو اس کو قبول فرما ہماری طرف سے اپنے نبی کی سنت کے مطابق) اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہو اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہو اور ذبح کرو اور کہو لَکَ سَفَکْتُ الدِّمَا ، لَاشَرِیْکَ لَکَ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَللّٰهُمَّ اخْسَأْعَنَّا الشَّیْطَانَ الرَّجِیْمَ - (تیرے ہی لئے میں نے یہ خون بہایا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور حمد اس اللہ کی جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اے اللہ تو شیطان رجیم کو ہم لوگوں کی طرف سے مار بھگا)۔

باب :- اور ختنہ تو یہ مردوں کے لئے سنت اور عورتوں کے لئے خوبی اور بڑائی ہے۔

(۴۷۲۴) غیاث بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اگر عورت کا ختنہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن مرد کے لئے ضروری ہے۔

(۴۷۲۵) اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے حضرت ابی محمد حسن بن علی علیہما السلام کو خط میں تحریر کیا کہ صالحین علیہما السلام سے روایت کی گئی ہے کہ (انھوں نے فرمایا کہ) ساتویں دن اپنی اولاد کا ختنہ کراؤ تاکہ وہ طاہر ہو جائیں اس لئے کہ زمین بغیر ختنے والے کے پیشاب سے چیخ اٹھتی ہے مگر میں آپؑ پر قربان میرے شہر میں کوئی اس کا ماہر حجام نہیں اور لوگ ساتویں دن ختنہ نہیں کرتے۔ ہمارے یہاں یہودی حجام ہیں تو کیا یہودی حجام کے لئے مسلمانوں کی اولاد کا ختنہ کرنا جائز

ہے ؟ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ختنہ ساتویں دن کرو سنت کی مخالفت نہ کرو ان شاءاللہ تعالیٰ ۔

(۴۷۲۶) مرازم بن حکیم ازدی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ لڑکے کا جب ختنہ کیا جائے تو یہ کہا جائے ۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ سُنَّتُکَ وَ سُنَّۃُ نَبِیِّکَ صَلَوٰاتُکَ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ اتِّبَاعٌ مِنَّا لَکَ وَ لِنَبِیِّکَ بِمَشِیَّتِکَ وَ بِاِرَادَتِکَ وَ قَضَائِکَ لِاَمْرٍ اَنْتَ اَرَدْتَہٗ وَ قَضَاءٍ حَتَمْتَہٗ وَ اَمْرٍ اَنْفَذْتَہٗ فَاَذَقْتَہٗ حَرَّ الْحَدِیْدِ فِیْ خِتَانِہٖ وَ حِجَامَتِہٖ لِاَمْرٍ اَنْتَ اَعْرَفُ بِہٖ مِنِّیْ ، اَللّٰھُمَّ فَطَھِّرْہُ مِنَ الذُّنُوْبِ وَ زِدْ فِیْ عُمْرِہٖ ، وَ ادْفَعِ الْآفَاتِ عَنْ بَدَنِہٖ ، وَ الْاَوْجَاعَ عَنْ جِسْمِہٖ ، وَ زِدْہُ مِنَ الْغِنٰی ، وَ ادْفَعْ عَنْہُ الْفَقْرَ ، فَاِنَّکَ تَعْلَمُ وَ لَا نَعْلَمُ ، (اے اللہ یہ تیری سنت ہے اور تیرے نبی کی سنت ہے ان پر اور ان کی آل پر تیرا درود ہو اور ہماری طرف سے تیری اور تیرے نبی کی اتباع ہے تیری سنت ، مشیت اور تیرے ارادے کے مطابق اور جس امر کا تو نے ارادہ کیا ہے اس کے فیصلہ کے مطابق اور تیرے حتمی فیصلہ کے مطابق اور جو حکم تو نے نافذ کیا ہے اس کے مطابق میں اس کو لوہے کی گرمی کا مزا چکھا رہا ہوں اس کا ختنہ اور اس کی حجامت کر کے اور اس کا سبب تو مجھ سے بہتر جانتا ہے اے اللہ اس کو گناہوں سے پاک رکھ اس کی عمر میں زیادتی کر اس کے بدن کو تمام آفات سے اور اس کے جسم سے تمام دکھ درد کو دور رکھ ۔ اس کے مال و دولت میں اضافہ کر اس سے فقر و تنگدستی کو دفع کر اس لئے کہ تو ہی جانتا ہے اور میں کچھ نہیں جانتا) ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ شخص اپنے لڑکے کے ختنہ کے وقت یہ نہ کہہ پائے تو اس کو چاہیئے کہ اس لڑکے کے احتلام ہونے سے پہلے یہ کہہ لے اگر کہے گا تو وہ لڑکا لوہے کی گرمی یعنی قتل وغیرہ سے بچا رہے گا ۔ اور مستحب ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے اور ممکن ہو تو پیدا ہوتے وقت فرات کے پانی سے اس کا تالو لگایا جائے ۔

(۴۷۲۷) ہارون بن مسلم سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت صاحب دار (صاحب الامر) علیہ السلام کو خط لکھا کہ میرے ایک لڑکا پیدا ہوا تو میں نے اس کا سر مونڈا اور بال کو درھموں سے وزن کیا اور اس کو تصدق کر دیا ۔ آپؑ نے فرمایا اس کو سونے اور چاندی کے سوا کسی اور چیز سے وزن کرنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح سنت جاری ہوئی ہے ۔

(۴۷۲۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ مولود کے سر کو مونڈنے کا سبب کیا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا تاکہ اس کو رحم کے بالوں سے پاک کر دیا جائے ۔

(۴۷۲۹) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے دریافت کیا کہ ایک نوزائیدہ بچے کا ساتویں دن سر نہیں مونڈا گیا ۔ آپؑ نے فرمایا جب ساتواں دن گزر گیا تو اب اس کا سر مونڈنا ضروری نہیں ہے ۔

(۴۷۳۰) اور سکونی کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے

فرمایا کہ اے فاطمہؑ یہودیوں کے برخلاف حسن و حسین (علیہما السلام) کے دونوں کان چھید دو۔

باب :۔ مومنین کے اطفال میں سے جو مرتا ہے اس کا حال

(۴۷۳۱) ابو زکریا نے ابی بصیر سے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ جب اطفالِ مومنین میں سے کوئی طفل مرجاتا ہے تو آسمانوں اور زمین میں ایک منادی ندا دیتا ہے آگاہ ہو فلاں ابن فلاں مرگیا۔ پس اگر اس کے والدین مرگئے ہیں یا اس کے والدین میں سے کوئی ایک مرگیا ہے یا اس کے خاندان میں سے کوئی مرد مومن مرا ہوا ہے تو وہ طفل اس کے حوالے کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ اس کو کھلائے پلائے ورنہ وہ طفل حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے حوالے کر دیا جاتا ہے جب تک کہ اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک یا اس کے خاندان میں سے کوئی ایک نہ آجائے تو پھر وہ معظمہ علیہا السلام (طفل کو) اس کے حوالے کر دیتی ہیں۔

(۴۷۳۲) اور حسن بن محبوب کی روایت میں علی بن رئاب سے انھوں نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ اطفالِ مومنین کا حضرت ابراھیم و حضرت سارا علیہما السلام کو کفیل بناتا ہے وہ دونوں موتیوں کے ایک قصر میں ان اطفال کو جنت کے ایسے درخت سے غذا دیتے ہیں جس کے ایسے پستان ہوتے ہیں جیسے گائے کے پستان ہوں اور جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ لوگ ان اطفال کو لباس پہنائیں گے خوشبو لگائیں گے اور انہیں لاکر ان کے آباء کے حوالے کر دیں گے اور وہ جنت میں اپنے آباء کے ساتھ ملوک بن کر رہیں گے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ۔ والذین آمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنابھم ذریتھم (سورۃ طور آیت ۲۱) (اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ان کی اولاد نے بھی ان کی اتباع میں ایمان قبول کیا تو ہم ان سے ان کی اولاد ملحق کر دینگے)۔

(۴۷۳۳) اور ابو بکر حضرمی کی روایت میں ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول (والذین آمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم) (سورۃ طور آیت نمبر۲۱) کے متعلق فرمایا چونکہ اطفال اپنے آباء کی شفقتوں سے محروم رہے اس لئے ان اطفال کو ان کے آباء سے ملحق کر دیا جائیگا تاکہ ان کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

(۴۷۳۴) اور جمیل بن درّاج نے اطفال انبیاء علیہم السلام کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ عام لوگوں کے اطفال کی طرح نہیں ہیں۔

(۴۷۳۵) اور آنجنابؑ سے اس نے ابراھیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دریافت کیا کہ اگر باقی رہتے تو کیا صدیق نبی ہوتے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ باقی رہتے تو اپنے پدر بزرگوار کی شریعت پر چلتے۔

(۴۷۳۶) اور عامر بن عبداللہ کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے

ہوئے سنا ہے کہ ابراھیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر کھجور کا ایک درخت تھا جو اس پر سایہ کرتا جدھر جدھر بھی سورج گردش کرتا اور جب وہ درخت خشک ہو گیا تو ابراھیم کی قبر کا نشان بھی مٹ گیا کسی کو نہیں پتہ کہ وہ کہاں ہے۔

(۴۷۳۷) نیز آپؑ نے فرمایا جب ابراہیم (ابن رسولؐ اللہ) کا انتقال ہوا تو وہ اٹھارہ (۱۸) مہینے کے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رضاعت جنت میں پوری کی۔

(۴۷۳۸) اور آنجناب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق و اماالغلام فکان ابوہ مومنین فخشینا ان یر ھقھما طغیاناً و کفراً فاردنا ان یبدلھما ربھما خیراً منہ ذکوۃ و اقرب رحماً (سورۃ کہف آیت ۸۱-۸۰) (اور وہ لڑکا تو اس کے ماں باپ دونوں مومن تھے تو مجھ کو اندیشہ ہوا ایسا نہ ہو یہ بڑا ہو کر دونوں کو گمراہی اور سرکشی میں مبتلا کر دے تو میں نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس سے بہتر اولاد دے) آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں والدین کو لڑکے کے بدلے لڑکی دے دی اور اس سے ستر (۷۰) انبیاء پیدا ہوئے۔

باب :- کفار و مشرکین کی اولاد میں سے جو مر جائے اس کا حال

(۴۷۳۹) وھب بن وھب نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مشرکین کی اولاد اپنے آباء کے ساتھ جہنم میں ہوگی اور مومنین کی اولاد اپنے آباء کے ساتھ جنت میں ہوگی۔

(۴۷۴۰) جعفر بن بشیر نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مشرکین کے ان بچوں کے متعلق دریافت کیا کہ جو معصیت یا طاعت کے ارتکاب سے پہلے ہی مر جاتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا وہ بھی کافر ہیں اور اللہ ہی جانتا ہے کہ (اگر زندہ رہتے تو) ان کا کردار کیا ہوتا (چنانچہ) وہ بھی اس جگہ جائیں گے جہاں ان کے آباء کی جگہ ہے۔

(۴۷۴۱) آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ ان (اولاد مشرکین) کے لئے ایک آگ روشن کی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا کہ اس میں کود پڑو۔ اگر اس میں کود پڑے تو وہ ان کے لئے سلامتی کے ساتھ سرد ہو جائے گی اور اگر انھوں نے اس میں کودنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ ان سے کہے گا کہ یہ حکم میں نے تم کو دیا اور تم نے میری نافرمانی کی۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں داخل کرنے کا حکم دے گا۔

(۴۷۴۲) اور حریز کی روایت میں ہے کہ جو انھوں نے زرارہ سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی آپؑ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ سات طرح کے افراد پر اپنی حجت تمام کرے گا۔ اطفال پر۔ وہ لوگ جو دو

بنیوں کے درمیانی عرصہ میں مرے ہیں ۔ بہت بوڑھے لوگ جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا مگر وہ سمجھ نہ سکے ۔ اور ابلہ اور مجنوں جو عقل نہیں رکھتا اور بہرا اور گونگا یہ سب اللہ سے بحث و حجت کریں گے کہ (ہم معذور تھے) آپؑ نے فرمایا کہ اس پر اللہ تعالیٰ ایک نبی کو ان کے پاس بھیجے گا جو ان کے لئے آگ روشن کرے گا اور کہے گا کہ تمہارا رب تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ اس آگ میں کود جاؤ اب جو اس میں کود جائے گا اس پر وہ آگ سرد ہو جائے گی اور جس نے انکار کیا ان کو کشاں کشاں (آہستہ آہستہ) جہنم کی طرف لیجایا جائے گا ۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تمام حدیثیں متفق ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ اور مشرکین و کفار کے بچے اپنے آباء کے ساتھ جہنم میں ہونگے مگر ان کو اس کی حرارت سے کوئی تکلیف نہ پہونچے گی اور ان پر رحمت اور مستحکم ہو جائے گی جب قیامت کے دن آگ روشن کر کے ان سے سلامتی کی ضمانت کے ساتھ ان کو حکم دیا جائے گا کہ اس آگ میں کود پڑو پس ان میں سے جو اس میں نہیں کودے گا اور اللہ کے وعدہ کو ایک بات میں سچ نہ سمجھے گا تو وہ اس کے مثل مشاہدہ کریں گے ۔

باب :- اولاد کی تادیب وآزمائش ۔

(۴۷۴۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے لڑکے کو چھوڑ دو کہ سات سال تک کھیلے کودے پھر سات سال تک اس کو ادب سکھایا جائے پھر سات سال اپنے ساتھ رکھا جائے پس اگر وہ کامیاب و بامراد ہو تو ٹھیک ورنہ وہ ان لوگوں میں ہوگا کہ جن میں خیر و بھلائی نہیں ۔

(۴۷۴۴) اور حضرت جابر بن عبداللہ انصاری مدینے کے اندر انصار کی گلیوں میں گشت لگاتے اور کہا کرتے کہ علیؑ بہترین بشر ہیں جو اس سے انکار کرے وہ کافر ہے اے گروہ انصار تم لوگ اپنی اولاد کو حضرت علیؑ کی محبت سکھاؤ جو اس سے انکار کرے تو اس کی ماں کے حال پر نظر ڈالو ۔

(۴۷۴۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اپنے دل میں ہم لوگوں کی محبت کی ٹھنڈک کو محسوس کرے تو وہ اپنی ماں کو بہت بہت دعا دے کہ اس نے اس کے باپ کی امانت میں خیانت نہیں کی ہے ۔ اور عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جب کسی لڑکے کے نسب میں شک ہوتا تو اس کے سامنے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت پیش کی جاتی اگر وہ اس کو قبول کرتا تو جس کی طرف وہ منسوب ہے اس کے نسب سے اس کو ملحق کرتے اور اگر وہ انکار کرتا تو اس کی نفی کر دیتے ۔

(۴۷۴۶) اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ بچے کی سات برس پرورش کرو اور سات برس اس کو ادب سکھاؤ اور تیئیس (۲۳) سال تک اس کا قد بڑھتا ہے اور پینتیس (۳۵) سال تک اس میں عقل بڑھتی ہے اور اس کے بعد جو کچھ ہے وہ تجربہ کی بنا پر ہے ۔

(۴۷۴۷) اور حمّاد بن عیسیٰ کی روایت میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ بچہ ایک سال میں اپنی انگلی سے چار انگل بڑھتا ہے۔

(۴۷۴۸) اور صالح بن عقبہ نے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام عبدالصالح کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ بچپن میں لڑکے کی بد مزاجی مستحب ہے تاکہ وہ بڑا ہو کر حلیم اور بردبار بن جائے۔

(۴۷۴۹) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے ہم لوگ جتنی اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں وہ بچے ہم لوگوں سے اتنی محبت نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس لئے کہ وہ تم سے پیدا ہوئے ہیں تم ان سے پیدا نہیں ہوئے ہو۔

(۴۷۵۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یتیم کیوں کر دیا؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ ان پر کسی کی اطاعت فرض نہ ہو۔

باب :۔ کتاب الطلاق

واضح ہو کہ طلاق کی کئی قسمیں ہیں اور اس میں سے کوئی طلاق سوائے اس طہر کے جو بغیر جماع کے ہو اور جو شاہدین عادلین کے سامنے ہو، واقع نہ ہو گی۔ اور وہ شخص جس کا طلاق دینے کا ارادہ ہے اس پر جبر واکراہ نہ کیا گیا ہو۔ ان قسموں میں سے طلاق سنت، طلاق عدت، طلاق غائب، طلاق غلام، طلاق معتوہ یعنی زائل العقل۔ اور وہ طلاق جس میں عورت سے دخول نہیں ہوا ہے۔ اور حاملہ کی طلاق اور اس عورت کی طلاق جس کو ابھی حیض نہیں آیا۔ اور اس عورت کی طلاق جس کو اب حیض آنا بند ہو گیا ہو اور طلاق اخرس یعنی گونگا۔ اور طلاقِ سرّ اسی میں سے تخییر و مبارات و نشوز و شقاق و خلع و ایلاء وظہار ولعان و طلاق عبد (غلام) و طلاق مریض و طلاق مفقود و خلیّہ و بریّہ و بتّہ و بائن و حرام و حکم عنّین ہے۔

باب :۔ طلاق سنت۔

ائمہ علیہم السلام سے مروی ہے کہ طلاق سنت یہ ہے کہ جب کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اتنا توقف کرے کہ اس کو حیض آئے اور پھر حیض سے پاک ہو جائے پھر اس کے عدہ شروع کرنے سے پہلے اس کو دو عادل گواہوں کے سامنے مجلس واحد میں بہ لفظ واحد طلاق دے۔ اور اگر طلاق کا گواہ ایک شخص ہو اور دوسرا شخص اس کے بعد گواہ بنے تو وہ طلاق جائز نہیں مگر یہ کہ وہ دونوں مجلس واحد میں گواہ ہوں۔ اور جب اس عورت کے تین طہر

گزر جائیں تو پھر وہ اس مرد سے جدا ہو جائے گی ۔ پھر جس طرح اور لوگ اس عورت کو نکاح کا پیغام دینگے اس طرح یہ بھی دوبارہ اس کو نکاح کا پیغام دے سکتا ہے اور عورت کو اختیار ہے چاہے دوبارہ اس نکاح کرے اور چاہے نہ کرے اور اگر اس سے دوبارہ نکاح کرے گا تو اس کو دوبارہ مہر بھی دے گا پس اگر طلاق کا ارادہ کر لے تو اس کو طلاق سنت دے جس کی کیفیت میں نے بیان کی ہے اور جب طلاق سنت دے تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس کے بعد وہ دوبارہ اس سے نکاح کرے اور طلاق سنت کو طلاق ہدم بھی کہتے ہیں جب اس کی عدت پوری ہو جائے اور دوبارہ نکاح کرے تو طلاق اول ختم اور منہدم ہو جائے گی ۔ اور ہر وہ طلاق جو مخالف سنت ہو باطل ہے اور جو شخص اپنی عورت کو طلاق سنت دے تو جب تک اس عورت کا عدہ پورا نہ ہو اس اثناء میں اس کو حق ہے کہ رجوع کر سکتا ہے مگر جب عدہ کی مدت ختم ہو جائے تو پھر وہ عورت اس سے جدا ہو جائے گی اور یہ بھی نکاح کا پیغام دینے والوں میں سے ایک ہوگا ۔ اور طلاق میں عورتوں کی شہادت جائز نہیں ہے اور جس نے طلاق سنت دی ہے اس پر عورت کا نفقہ اور سکونت کا انتظام واجب ہے جب تک وہ عدہ میں ہے اور عدہ کی مدت پوری ہونے تک وہ دونوں ایک دوسرے کے وارث ہونگے ۔

(۴۷۵۱) اور قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا سوائے سنت کے کوئی طلاق نہیں ہے ۔ ایک مرتبہ عبداللہ ابن عمر نے ایک مجلس میں تین طلاق دے دی اور اس وقت ان کی عورت حائضہ بھی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طلاق کو مسترد کر دیا اور فرمایا کہ جو بات کتاب خدا کے خلاف ہو اس کو کتاب خدا کی طرف پلٹایا جائے ۔

(۴۷۵۲) اور حمّاد نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں تجھ پر سَوت لاؤں (دوسری عورت سے نکاح کروں) یا تجھے چھوڑ کر میں دوسری عورت کے پاس شب بسر کروں تو تجھے طلاق ہے ۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کتاب خدا کے سوا کوئی دوسری شرط کرے تو یہ شرط نہ اس کے خلاف جائز ہے اور نہ اس کے لئے جائز ہے نیز آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ جب تک میری ماں زندہ ہے میں جس عورت سے نکاح کروں اس کو طلاق ؟ آپؑ نے فرمایا نکاح سے پہلے کوئی طلاق نہیں اور ملکیت سے پہلے کوئی آزادی نہیں ۔

(۴۷۵۳) اور نضر بن سوید کی روایت میں عبداللہ بن سنان سے ہے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں تا ابد انگور کا عرق حرام یا حلال پیوں تو تجھے طلاق اور میرے غلام آزاد ؟ آپؑ نے فرمایا حرام کے تو قریب نہ جائے خواہ حلف سے کہا ہو یا نہ کہا ہو لیکن طلا (عرق انگور) تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ اللہ نے جس چیز کو حلال کیا ہے وہ اس کو حرام کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے یاایھاالنبی لم تحرم مااحل اللّٰہ لک (سورۃ تحریم آیت ۱) (اے نبی تم کیوں اسے حرام کرتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے

تمہارے لئے حلال کیا ہے) تو حلال کو حرام کرنے یا حرام کو حلال کرنے کے متعلق قسم جائز نہیں اور نہ اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کے متعلق ۔

(۴۷۵۴) اور محمد بن مسلم نے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے اٹھ کر کہا کہ میں نے اپنی عورت کو بغیر گواہ کے عدہ کے لئے طلاق دے دی آپؑ نے فرمایا کہ تیری طلاق کوئی طلاق نہیں اپنی زوجہ کے پاس واپس جا ۔ اور جبر و اکراہ کے ساتھ زبردستی طلاق واقع نہیں ہوتی اور نہ نشہ کے عالم میں اور نہ غصہ کی حالت میں نہ قسم سے طلاق واقع ہوتی ہے ۔

(۴۷۵۵) بکیر بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرمارہے تھے جب کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دے اور اس پر دو عادل گواہ بھی بنادے عورت کا عدہ شروع کرنے سے پہلے تو پھر اس کے بعد تک عورت کا عدہ پورا نہ ہوجائے اس کو طلاق دینا جائز نہیں یا یہ کہ وہ اس کی طرف رجوع کرے ۔

(۴۷۵۶) اور امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا کہ امیرالمومنین میں نے اپنی عورت کو طلاق دے دی آپؑ نے فرمایا کہ تیرے پاس اس کا گواہ ہے ؟ اس نے کہا نہیں آپؑ نے فرمایا پھر دور ہو جا ۔

(۴۷۵۷) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں لوگوں کا والی بنتا تو انہیں طلاق کی تعلیم دیتا اور یہ کہ انہیں طلاق دینا کس طرح سزا وار ہے ۔ پھر فرمایا کہ اگر کوئی شخص پکڑا جاتا کہ اس نے سنت کے خلاف کیا ہے تو میں اس کی پشت پر زدو کوب (مارپیٹ) کرتا ۔ اور جو شخص سنت کے علاوہ کسی اور طریقے سے طلاق دے اس کو کتاب خدا کی طرف پلٹایا جائے اگرچہ اس کی ناک کیوں نہ رگڑی جائے ۔

(۴۷۵۸) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے طلاق یافتہ عورت کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کہاں اپنے عدہ کی مدت بسر کرے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ گھر میں رہے باہر نہ نکلے اور اگر وہ زیارت کا ارادہ کرلے تو نصف شب سے پہلے نکلے اور نصف شب کے بعد واپس آجائے دن میں نہ نکلے اور جب تک اس کا عدہ پورا نہ ہوجائے اس کو حج کرنا جائز نہیں ۔

(۴۷۵۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا گیا ۔ اتقو اللّٰہ ربکم لاتخرجو ھن من بیوتھن و لایخرجن الاان یاتین بفاحشہ مبیّنة (سورہ طلاق آیت نمبر ۱) (اپنے پروردگار سے ڈرو اور عدہ کے اندر انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور وہ بھی گھر سے نہ نکلیں مگر جب وہ صریحاً بے حیائی کا کام کریں) آپؑ نے فرمایا لیکن یہ کہ وہ زنا کریں تو انہیں نکالو اور ان پر حد زنا جاری کرو ۔

(۴۷۶۰) محمد بن حسن صفّار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی محمد حسن بن علی علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی اور وہ اس کو عدت تک کے لئے نفقہ بھی نہیں دیتا وہ عورت محتاج ہے کیا اس کے لئے یہ جائز ہے وہ اپنے گھر سے نکلے اور کام کاج کے لئے دوسری جگہ شب باش ہو ۔ تو جواب آیا کہ جب اللہ تعالیٰ کو اس کے بیان

کی صحت کا علم ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

باب :۔ طلاق عدہ (تین طلاق)

طلاق عدہ (تین طلاق) یہ ہے کہ جب آدمی ارادہ کرے کہ وہ اپنی عورت کو طلاق دے تو وہ اس کو اس طہر کے زمانے میں طلاق دے جس میں اس نے اس سے مجامعت نہ کی ہو اور دو عادل گواہوں کے سامنے دے پھر اس دن یا اس کے بعد اس کے حائض ہونے سے پہلے اس سے رجوع کرے اور اپنے رجوع ہونے پر کسی کو گواہ بنائے اس کے حائض ہونے تک اور جب وہ حیض سے نکلے تو اس کو دوسری طلاق دے بغیر اس سے مجامعت کئے ہوئے اور اس پر گواہ بنائے پھر اس کے حیض آنے سے پہلے جب چاہے اس سے رجوع کرنے پر گواہ بنائے اور اس سے مجامعت کرے اور اسکے ساتھ رہے دوسرا حیض آنے تک اور جب وہ حیض سے پاک ہوجائے تو اسے تیسری طلاق دے اس کے طہر کی حالت میں بغیر جماع کئے ہوئے اور اس پر گواہ بنائے جب ایسا کریگا تو وہ عورت اس سے جدا ہوجائے گی ۔ اور اس کے لئے اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کسی دوسرے مرد سے وہ عورت نکاح نہ کرے اور اس کی ادنیٰ مراجعت یہ ہے کہ وہ اس کے بوسے لے یا طلاق سے انکار کرے تو یہ انکار ہی اس کا رجوع کرنا ہے اور بغیر گواہ کے رجوع جائز ہے جس طرح بغیر گواہ کے نکاح جائز ہے ۔ مگر بغیر گواہ کے رجوع مکروہ ہے حدود شرعی سے بچنے اور میراث پانے اور حاکم وقت کی وجہ سے ۔ اور جو شخص اپنی عورت کو طلاق عدہ تین مرتبہ ایک کے بعد ایک جیسا کہ میں نے کہا ہے دے اور وہ عورت ایک دوسرے مرد سے نکاح کرے اور دوسرے مرد نے بغیر دخول کئے اس کو طلاق دے دی یا قبل دخول مر گیا تو وہ عورت اس کا عدہ رکھے اور اس کے پہلے شوہر کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس سے نکاح کرے جب تک کہ دوسرا مرد اس سے نکاح کرکے اس سے دخول نہ کرے اور اس سے لطف اندوز نہ ہو پھر اس کو طلاق دے دے یا وہ مرجائے اور وہ عورت اس کا عدہ رکھ لے تو اس وقت اس کا پہلا شوہر چاہے تو اس سے نکاح کرسکتا ہے ۔ اور اگر کوئی شخص اس عورت سے متعہ (غیر دائمی نکاح) کرے اور متعہ کی مدت ختم ہوجائے یا وہ مرجائے تو اسکے پہلے شوہر کا اس سے نکاح حلال نہیں ہے جب تک کہ کوئی دوسرا شخص اس سے دائمی نکاح کرکے دخول نہ کرلے اور وہ اسی طرح نکاح دائمی میں داخل ہو جس طرح نکاح دائمی سے نکلی تھی پھر وہ مرد اس کو طلاق دے دے یا وہ مرجائے اور یہ عورت اس کا عدہ رکھ لے اس کے بعد اگر اس کا پہلا شوہر چاہے کہ اس سے نکاح کرے تو کرلے ۔ اور اگر کوئی غلام اس سے نکاح کرے تو اس کا شوہروں میں سے شمار ہوگا ۔ اور جو شخص اپنی عورت کو طلاق عدہ (تین طلاق) دے دے پھر وہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح کرلے اور وہ اس کو طلاق دے دے اس کے بعد اس کا پہلا شوہر اس سے نکاح کرے اور پھر اس کو طلاق عدہ (تین طلاق) دے دے اور وہ عورت کسی مرد سے نکاح کرے اور اس کو طلاق دے دے اور وہی پہلا شوہر

اس سے پھر نکاح کرے اور پھر اس کو طلاق عدہ (تین طلاق) دے دے تو اب یہ عورت اس پہلے مرد سے جدا ہو جائے گی اور ان نو طلاقوں کے بعد تا ابد وہ اس کے لئے حلال نہ ہو گی۔

(۴۷۶۱) مفضل بن صالح نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا کہ ولاتمسکو ھن ضراراً لتعتدوا (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۳۱) (اور ان کو ضرر پہونچانے کے لئے نہ روک رکھو۔) آپؑ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی اور عورت کے عدہ کی مدت تقریباً ختم ہونے والی تھی کہ اس نے رجوع کر لیا اور پھر طلاق دے دی اس طرح اس نے تین مرتبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو منع فرمایا ہے۔

(۴۷۶۲) بزنطی نے عبد الکریم بن عمرو سے انھوں نے حسن بن زیاد سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کسی شخص کو یہ جائز نہیں ہے کہ اپنی عورت کو طلاق دے پھر اس کی طرف رجوع کرے اور اس کو اس کی کوئی ضرورت نہ ہو محض ضرر پہونچانا مقصود ہو اور پھر اس کو طلاق دے تو یہی وہ ضرار ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا مگر یہ کہ طلاق دے اور پھر اگر اس کی طرف رجوع کرے تو اس کو رکھنے کی نیت سے۔

(۴۷۶۳) قاسم بن ربیع صحّاف نے روایت کی ہے محمد بن سنان سے کہ حضرت امام ابو الحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے چند مسائل دریافت کرنے کے لئے خط لکھا گیا اس کے جواب میں آپؑ نے تحریر فرمایا کہ تین طلاق کا سبب یہ ہے کہ ایک طلاق سے تین طلاق تک مہلت ہے کہ شاید مرد کو اس عورت سے رغبت پیدا ہو جائے یا مرد کو اگر غصہ ہے تو وہ ٹھنڈا ہو جائے اور یہ کہ عورتوں کے لئے ایک طرح کی تادیب و تخویف اور ڈانٹ ڈپٹ ہے تاکہ وہ اپنے شوہروں کی نافرمانی سے باز رہیں ورنہ وہ اگر پھر ایسا کریں گی تو مرد سے جدائی کی مستحق قرار پائیں گی۔ لہٰذا ان کو اپنے شوہر کی نافرمانی مناسب نہیں ہے اور (۹) طلاقوں کے بعد عورت کا حرام ہونا اس کے لئے کبھی حلال نہ ہونے کا سبب ہے کہ مرد نہ طلاق کو خفیف بات سمجھے نہ عورت کو معمولی سمجھے اور اس لئے تاکہ وہ اپنے امور کو چشم بیدار اور سبق آموز نگاہ سے دیکھے اور سمجھے کہ نو (۹) طلاقوں کے بعد دونوں ایک دوسرے سے ملنے سے مایوس ہو جائیں گے۔

(۴۷۶۴) علی بن حسن بن علی بن فضّال نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ سبب کیا ہے جس کی بنا پر تین طلاق دی ہوئی عورت اپنے شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہیں جب تک کوئی دوسرا مرد اس سے نکاح نہ کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ طلاق کی اجازت دی ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ الطلاق مرتن فامساک بمعروف او تسریح باحسان (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۹) [(طلاق رجعی) دو ہی مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو شریعت کے مطابق روک لینا چاہئے یا حسن سلوک سے تیسری مرتبہ بالکل رخصت] یعنی تیسری طلاق میں اسلئے کہ وہ اس حد میں داخل ہو گیا ہے جسے اللہ پسند نہیں کرتا تو تیسری

طلاق کے بعد عورت کو اس پر حرام کردیا جب تک کہ وہ عورت کسی دوسرے شوہر کے نکاح میں نہ جائے تاکہ لوگ طلاق کو ہلکی اور خفیف بات نہ سمجھیں اور اس طرح عورتوں کو ضرر نہ پہنچائیں اور تین طلاق یافتہ عورت اپنے تیسرے حیض کا پہلا قطرہ دیکھے گی تو اپنے شوہر سے جدا ہوجائے گی اور وہ اس وقت تک اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک کہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے۔

(۴۷۶۵) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا وہ عورت جو تین طلاق پاجائے اس کا نفقہ اس کے شوہر پر کچھ نہیں اور نہ اس کی سکونت کی ذمہ داری ہے یہ تو اس کے لئے ہے جس کی طرف سے اس کے شوہر کو رجعت کا حق ہو۔

باب :- طلاق غائب۔

(۴۷۶۶) حسن بن محبوب نے ابی حمزہ ثمالی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے کہا کہ اے فلاں تم میری عورت کو طلاق لکھ دو یا میرے غلام کو لکھ دو کہ آزاد ہے تو کیا اس کے لکھنے سے اس عورت کو طلاق ہوجائے گی۔ یا وہ غلام آزاد ہوجائے گا؟ آپؑ نے فرمایا کہ طلاق یا آزادی اس وقت تک نہیں ہوگی جب تک کہ وہ طلاق یا آزادی کے ارادے سے اپنی عورت سے نہ کہے یا اپنے ہاتھ سے نہ لکھے اور اس وقت جب مہینوں اور گواہوں کیساتھ ہو اور وہ شخص اپنی گھر والی سے غائب ہو۔ اور جب شخص غائب کا اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ ہو تو اس کی غائب رہنے کی حد اپنی گھروالی سے کہ اس کو جب چاہے طلاق دے۔ دے پانچ یا چھ مہینے کی ہو اور اوسطاً تین ماہ یا کم از کم ایک ماہ ہو۔

(۴۷۶۷) چنانچہ صفوان بن یحییٰ نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابی ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ شخص غائب جو طلاق دے رہا ہے اس کی غَیبَت کتنی ہونی چاہیئے؟ آپؑ نے فرمایا پانچ مہینے یا چھ مہینے۔ میں نے عرض کیا کہ اس میں کم سے کم غَیبت کی حد کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا تین مہینے۔

(۴۷۶۸) اور محمد بن ابی حمزہ نے اسحاق بن عمّار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ شخص غائب جب اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو وہ اپنی عورت کو ایک ماہ پہلے چھوڑ دے۔

باب :- نابالغ لڑکے کی طلاق۔

(۴۷۶۹) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے لڑکے کی طلاق کے متعلق دریافت کیا جس کو ابھی احتلام نہیں ہوتا اور مہر کی رقم موجود ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر طلاق سنت دیتا ہے اور مہر کی رقم اور اس کا حق عورت کو پہونچا دیتا ہے تو کوئی حرج نہیں یہ جائز ہے۔

باب :- معتوہ (ناقص العقل) کی طلاق۔

(۴۷۷۰) عبدالکریم بن عمرو نے حلبی سے انہوں نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے معتوہ (زائل العقل) کی طلاق کے متعلق دریافت کیا کہ یہ جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں اور عورت کے متعلق جب کہ وہ ایسی ہو تو اس کو فروخت کرنا اور اس کا مہر دینا جائز ہے آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۴۷۷۱) حماد بن عیسیٰ نے شعیب سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آنجنابؑ سے معتوہ طلاق کے متعلق دریافت کیا کہ کیا یہ جائز ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ احمق و زائل العقل آپؑ نے فرمایا ہاں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کی طرف سے اس کا ولی طلاق دے تو جائز ہے اور اگر وہ خود طلاق دے تو نہیں اور اس کے تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے۔

(۴۷۷۲) جس کی روایت کی ہے صفوان بن یحییٰ نے ابی خالد قمّاط سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو ایک مرتبہ سمجھ کی بات کرتا ہے۔اور دوسرے مرتبہ سمجھ کر بات نہیں کرتا کیا یہ جائز ہے کہ اس کا ولی اس کی طرف سے طلاق دے دے۔آپؑ نے فرمایا اس کو کیا ہو گیا ہے وہ طلاق کیوں نہیں دیتا؟ میں نے عرض کیا کہ وہ نہیں جانتا کہ طلاق کیا ہے اور اس پر بھروسہ بھی نہیں کہ آج طلاق دے تو دوسرے دن کہے کہ میں نے تو طلاق نہیں دی آپؑ نے فرمایا کہ میری نظر میں تو وہ یعنی اس کا ولی بمنزلہ امام کے ہے۔

باب :- اس عورت کی طلاق جس سے ابھی دخول نہیں کیا گیا ہے اور اس عورت کے لئے حکم جس کا شوہر قبل دخول یا بعد دخول مر گیا۔

(۴۷۷۳) محمد بن فضیل نے ابی الصباح کنانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی عورت کو دخول سے پہلے طلاق دے دے تو عورت کے لئے نصف مہر ہے اور اگر

مہر کی رقم متعین نہیں ہے تو مالدار اپنی حیثیت کے مطابق اور غریب اپنی حیثیت کے مطابق عورت کو کچھ دے دے۔
اور اس کے لئے عدہ نہیں وہ اسی وقت جس سے چاہے نکاح کر لے۔

(۴۷۷۴) اور عمرو بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس قول خدا کے متعلق دریافت کیا ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا فمتعوھن و سرحوھن سراحاً جمیلاً (سورہ احزاب آیت نمبر ۴۹) [اگر تم ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو پھر تم کو ان پر کوئی حق نہیں کہ ان سے عدہ پورا کراؤ ان کو کچھ (کپڑے روپئے) دے کر بعنوانِ شائستہ رخصت کردو]۔

آپ نے فرمایا متعوھن یعنی عنوان شائستہ کے ساتھ جس قدر تم ان کو دے سکتے ہو دے دو اور اسلئے کہ وہ سب دکھ پریشانی و رنج کے ساتھ جارہی ہیں اور اپنی دشمنوں کی طعن برداشت کریں گی۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے وہ خود حیا کرتا ہے اور اہل حیا کو پسند کرتا ہے۔ تم میں سب سے مکرم وہ ہے جو تم میں سے اپنی عورتوں کا شدید احترام کرے۔

(۴۷۷۵) اور بزنطی کی روایت میں ہے کہ مطلقہ عورت کو فائدہ پہونچانا فریضہ ہے۔

(۴۷۷۶) اور روایت کی ہے کہ دولتمند شخص اس کو گھر اور خادم دے کر فائدہ پہونچائے گا۔ متوسط الحال لباس سے اور فقیر درھم یا انگوٹھی سے فائدہ پہونچائے گا۔

(۴۷۷۷) اور روایت کی گئی ہے کہ کم سے کم ایک اوڑھنی یا اس کے مشابہ۔

(۴۷۷۸) اور حلبی اور ابو بصیر اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مندرجہ قول خدا کے متعلق دریافت کیا ہے و ان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن و قد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم الا ان یعفون او یعفوا الذی بیدہ عقدۃ النکاح (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۳۷) [اگر تم ان عورتوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دو اور ان کے لئے مہر مقرر کردیا ہے تو اس مہر کا نصف انہیں دے دو مگر یہ کہ وہ عورتیں تم کو معاف کردیں یا وہ معاف کردے جس کے ہاتھ میں اختیار ہے) آپ نے فرمایا اس سے مراد باپ یا بھائی یا وہ شخص ہے جس کے لئے وصیت ہو اور وہ شخص جو عورت کے مالی امور کا نگراں ہے اس کے لئے خرید و فروخت کرتا ہے اور تجارت کرتا ہے اگر اس نے معاف کردیا تو جائز ہے۔

(۴۷۷۹) اور دوسری حدیث میں ہے کہ کچھ لے اور کچھ چھوڑ دے اس کو حق نہیں کہ سب کچھ چھوڑ دے۔

(۴۷۸۰) اور عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عورت کا شوہر اس سے دخول کئے بغیر مرگیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے میراث اور پورا عدہ ہے اور اگر اس کا مہر مقرر ہے تو اس کا نصف ہے اور اگر مہر مقرر نہیں ہے تو پھر مہر میں سے اس کو کچھ نہیں ملے گا۔ جس وقت عورت کا شوہر مرگیا اس کے لئے نہ مکان مسکونہ ہے اور نہ نان و نفقہ ہے۔

(۴۷۸۱) اور شہاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ہے کہ ایک شخص نے عورت سے ایک ہزار درھم مہر پر نکاح کیا اور مہر کی رقم اس کو ادا کر دی گئی مگر اس نے یہ رقم اپنے شوہر کو دے دی اور یہ کہا کہ میں تو بس تم کو چاہتی ہوں ۔ مگر اس شخص نے دخول سے پہلے اس کو طلاق دے دی ۔ آپ نے فرمایا کہ وہ پانچسو درھم عورت کو واپس کر دے ۔

(۴۷۸۲) اور علی بن رئاب نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ عورتوں کو کچھ دینا واجب ہے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو ۔ طلاق سے پہلے تم ان کو کچھ ضرور دے دو ۔

(۴۷۸۳) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جس کا شوہر اس کو بغیر ہاتھ لگائے مر گیا ۔ آپؑ نے فرمایا وہ جب تک اپنے شوہر کا عدہ وفات چار ماہ دس دن نہ رکھ لے وہ کسی سے نکاح نہ کرے ۔ اور مطلقہ اس دن سے عدہ رکھے گی جس دن اس کے شوہر نے اس کو طلاق دی ہے ۔ اور وہ عورت جس کا شوہر مرجائے وہ اس دن سے رکھے گی جس دن عورت کو مرد کے مرنے کی خبر ملے کیونکہ یہ ترک زینت کرے گی ۔ اور مطلقہ ترک زینت نہیں کرے گی ۔

(۴۷۸۴) اور محمد بن حسن صفّار نے حضرت امام ابی محمد حسن بن علی علیہما السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک عورت کا شوہر مرگیا اور وہ اس کے عدہ میں ہے اور وہ محتاج ہے کسی ایسے کو نہیں پاتی جو اس کو خرچ دے وہ لوگوں کا کام کاج کرتی ہے کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ نکلے اور لوگوں کا کام کرے اور کام کاج کے لئے زمانہ عدہ میں اپنے گھر کو چھوڑ کر کہیں اور شب بسر کرے ؟ تو جواب میں تحریر آئی کہ اس میں ان شاء اللہ کوئی حرج نہیں ہے ۔

(۴۷۸۵) اور عمّار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت کا شوہر مرجاتا ہے کیا اس کے لئے یہ حلال ہے کہ اپنے عدہ میں گھر سے نکلے آپؑ نے فرمایا ہاں اور خضاب لگائے تیل لگائے اور سرمہ لگائے اور کنگھی کرے اور کپڑے رنگے اور رنگا ہوا کپڑا پہنے ۔ کسی شوہر کے لئے زینت کے بغیر ۔

(۴۷۸۶) اور دوسری حدیث میں ہے کہ جس عورت کا شوہر مرگیا اس کے عدہ میں اسکے لئے کوئی حرج نہیں اگر وہ حج کرے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جائے ۔

باب :- حاملہ کی طلاق ۔

(۴۷۸۷) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حاملہ عورت کی طلاق ایک ہے جب اس نے پیٹ میں جو کچھ ہے اسے جن دیا تو پھر وہ شوہر سے جدا ہو گئی ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن (سورہ طلاق آیت نمبر ۴) (اور حاملہ کا عدہ اس کا بچہ جننا ہے ۔) بس اگر مرد نے اس کو طلاق دی اور

اسی دن اس کے بچہ پیدا ہو گیا یا دوسرے دن تو اس کے عدہ کی مدت پوری ہو گئی ۔ اس کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی مرد سے نکاح کرے لیکن اس کا شوہر اس سے دخول نہ کرے جب تک وہ طاہر نہ ہو جائے ۔ اور حاملہ مطلقہ دونوں مدتوں سے سب سے قریبی مدت کے لئے عدہ رکھے گی مگر وضع حمل سے قبل تین مہینے ہو گئے تو اس کا عدہ پورا ہو گیا وہ کسی سے نکاح نہیں کرے گی جب تک وضع حمل نہ ہو جائے اور اگر تین مہینہ پورا ہونے سے قبل ہی بچہ پیدا ہو گیا تو اس کے عدہ کی مدت پوری ہو جائے گی ۔ اور وہ حاملہ جس کا شوہر مر جائے وہ دونوں میں مدتوں میں جو سب سے دور ہے اس میں عدہ رکھے گی یعنی اگر چار ماہ دس روز پورے ہونے سے پہلے اس کے وضع حمل ہو گا تو وہ اپنا عدہ نہیں ختم کرے گی ۔ جب تک کہ چار ماہ دس دن پورے نہ ہو جائیں اور اگر چار ماہ دس دن پورے ہو گئے اور ابھی وضع حمل نہیں ہوا تو وہ وضع حمل تک اپنا عدہ ختم نہیں کرے گی ۔

(۴۷۸۸) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حاملہ عورت جسے طلاق ہو گئی ہو اسے وضع حمل تک خرچ دیا جائے گا اور اس کو دودھ پلانے کا زیادہ حق ہے کسی دوسری کے مقابلہ میں ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ لا تضارو الدۃ بولدھا ولا مولود لہ بولدہ وعلی الوارث مثل ذلک (سورۃ بقرہ آیت ۲۳۳) (نہ ماں کا اس کے بچہ کی وجہ سے نقصان گوارہ کیا جائے اور نہ باپ کا اگر باپ نہ ہو تو اسی طرح اس کے وارث کا بھی) رضایت کے سلسلے میں نہ بچے کو ضرر پہونچایا جائے اور نہ اس کی ماں کو ۔ اور اس کو حق نہیں کہ بچے کے دودھ پلانے میں دو سال سے اوپر کے لئے کچھ لے اور جب دودھ چھڑانے کا ارادہ کرے تو اگر دونوں کی رضا مندی سے ہو تو بہتر ہے اور فصال ہی فِطام ہے یعنی دودھ چھڑانا ہی بچے کا جدا کرنا ہے ۔

(۴۷۸۹) محمد بن فضیل نے ابو الصباح کنانی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسی حاملہ عورت کے متعلق کہ جس کا شوہر مر گیا تو وہ بچہ جو اس کے پیٹ میں ہے اس کے حصہ کے مال میں سے اس (بیوہ) کو خرچ دیا جائے گا ۔

(۴۷۹۰) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حاملہ بیوہ کو شوہر کے تمام مال میں سے خرچ دیا جائے گا جب تک کہ بچہ پیدا نہ ہو لے ۔

اور ہم جس پر فتویٰ دیتے ہیں وہ کنانی کی روایت ہے (جو اوپر بیان ہوئی) ۔ از مصنف علیہ الرحمہ ۔

(۴۷۹۱) اور محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فیصلہ فرمایا جو حاملہ تھی اس کا شوہر مر گیا اور چار ماہ دس دن (عدت کی مدت) ختم ہونے سے پہلے اس کے وہاں بچہ پیدا ہوا اور اس نے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا ۔ تو آپؑ نے فیصلہ فرمایا کہ

وہ مرد اس کو چھوڑ دے گا اور اس وقت تک اس سے نکاح کا پیغام نہ دے گا جب تک دو مدتوں سے آخری مدت ختم نہ ہو جائے اس کے بعد اس عورت کے اولیاء اگر اس سے چاہیں تو نکاح کر دیں اور چاہیں تو روک لیں (نکاح نہ کریں) اور جب روک لیں تو اس کا مال اس کو واپس کر دیں ۔

(۴۷۹۲) اور عبدالرحمٰن بن حجّاج نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسی عورت کے متعلق جو حاملہ تھی اور اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی ۔ وہ بچہ جنتی ہے اسقاط سے خواہ بچہ پورا ہے یا پورا نہیں ہے یا صرف مضغہ (لوتھڑا) ہے کیا اس کی وجہ سے اس کا عدہ پورا ہو گیا ؟ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ بھی جنے اس سے ظاہر ہو گیا کہ اس کے حمل تھا بچہ پورا ہو یا پورا نہ ہو تو اس سے اس کا عدہ پورا ہو گیا خواہ مضغہ ہی کیوں نہ سقط ہوا ہو ۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے اگر کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دے اور عورت دعویٰ کرے کہ میں حاملہ ہوں تو وہ نو مہینے انتظار کرے اگر بچہ پیدا ہو گیا تو ٹھیک ہے ورنہ وہ تین ماہ عدہ رکھے پھر وہ مرد سے جدا ہو گی ۔

(۴۷۹۳) اور سلمہ بن خطّاب نے اسماعیل بن اسحاق سے انھوں نے اسماعیل بن ابان سے انھوں نے غیاث سے انھوں نے حضرت جعفرؑ بن محمدؑ سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انھوں نے اپنے جد نامدار سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ عورت کے حمل کی مدت کم از کم چھ ماہ ہوتی ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال ہوتی ہے (اور بعض نسخوں میں یہ ایک سال ہے اور یہ عامہ کی روایت پر ہے)۔

(۴۷۹۴) اور علی بن حکم نے محمد بن منصور صیقل سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے جب کہ وہ حاملہ ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ وہ طلاق دے دے میں نے عرض کیا کہ پھر وہ اپنی عورت کی طرف رجوع کر لیتا ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ وہ رجوع کرے میں نے عرض کیا کہ پھر اس کے جی میں آیا کہ وہ پھر اس کو طلاق دے دے ؟ آپ نے فرمایا نہیں جب تک کہ بچہ پیدا نہ ہو جائے ۔

(۴۷۹۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ایک ایسی عورت کے متعلق جو حاملہ ہے اور اس کا شوہر اس کو طلاق دیتا ہے پھر رجوع کرتا ہے پھر طلاق دیتا ہے پھر رجوع کرتا ہے پھر تیسری مرتبہ اس کو طلاق دیتا ہے آپؑ نے فرمایا کہ اب وہ عورت اس سے بالکل ہی جدا ہو گئی وہ اس کے لئے حلال نہ ہو گی جب تک کہ وہ عورت کسی غیر شخص سے نکاح نہ کرے ۔(اور پھر اس سے بھی طلاق لے لے) ۔

باب :۔ اس عورت کی طلاق جو ابھی اس عمر کو نہیں پہنچی کہ اسے حیض آئے اور وہ عورت جو یائسہ ہے (اس کو حیض آنا بند ہو گیا) وہ عورت جس کو استحاضہ آتا ہے اور وہ جس کے حمل میں شک ہے۔

(۴۷۹۶) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے عبدالکریم بن عمرو سے انھوں نے محمد بن حکیم سے انھوں نے حضرت امام عبدالصالح علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک نوجوان لڑکی جس کو ابھی حیض نہیں آتا اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی آپؑ نے فرمایا کہ اس کا عدہ تین ماہ ہے۔

(۴۷۹۷) محمد بن حکیم نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اس عورت کے متعلق جو حیض سے مایوس ہو چکی ہے (اتنی بوڑھی ہو چکی ہے کہ اس کو حیض نہیں آئے گا) اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی آپؑ نے فرمایا کہ وہ اپنے شوہر سے بالکل جدا ہو چکی اس کے لئے کوئی عدہ نہیں ہے۔

(۴۷۹۸) حسن بن محبوب نے ابان بن عثمان سے انھوں نے حلبی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ وہ عورت جس کو حیض نہیں آتا (حالانکہ وہ ایسے سن میں ہے جس کو حیض آنا چاہیئے) اور وہ عورت جو استحاضہ کے خون سے کبھی پاک نہیں رہتی اور وہ بالغہ لڑکی جو یائسہ ہو گئی ہے (اسے حیض نہیں آتا) ان سب کے عدہ طلاق تین مہینے ہیں اور وہ جس کا حیض استقامت کے ساتھ چل رہا ہے اس کا عدۂ طلاق تین حیض ہے۔

(۴۷۹۹) اور جمیل کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایسے شخص کے متعلق جس نے ایسی لڑکی کو طلاق دے دی جو ابھی بالغ نہیں ہوئی تھی اور اس سن کی عورتیں حاملہ نہیں ہوتیں مگر اس شخص نے اس سے دخول کیا ہے۔ اور وہ عورت کہ جو یائسہ ہو چکی ہے اور اس کو حیض آنا ختم ہو چکا ہو اور اس سن کی عورتیں بچہ پیدا نہیں کرتیں آپؑ نے فرمایا کہ ان دونوں پر کوئی عدہ نہیں ہے۔

(۴۸۰۰) بزنطی نے مثنیٰ سے انھوں نے زرارہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس کو تین یا چار سال پر حیض آتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تین مہینہ عدہ رکھے اس کے بعد اگر چاہے تو نکاح کرے۔

(۴۸۰۱) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے ان دونوں علیہما علیہ السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ انھوں نے اس عورت کے لئے فرمایا کہ جس کو تین مہینے میں صرف ایک مرتبہ حیض آتا ہے یا سال بھر میں ایک مرتبہ آتا ہے اور وہ عورت جس کو استحاضہ آتا ہے اور وہ جو ابھی بالغ نہیں ہوئی ہے۔ اور وہ کہ جس کو ایک مرتبہ حیض آتا ہے اور ایک مرتبہ حیض نہیں آتا اور وہ کہ جس سے بچہ ہونے کی امید نہیں اور وہ کہ جس کو حیض آنا بند ہو گیا مگر اس کا خیال ہے کہ ابھی یائسہ نہیں ہوئی ہے اور وہ کہ جو اپنے حیض میں زردی دیکھتی ہے اور اس کا حیض بھی مستقیم نہیں ہے تو بیان کیا کہ ان سب کا عدۂ طلاق تین مہینے ہے۔

(۴۸۰۲) اور بن ابی عمیر اور بزنطی دونوں نے جمیل سے انھوں نے زرارہ سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ دو باتیں ہیں ان دونوں میں جو پہلے ہو جائے اس سے وہ مطلقہ جس کو حیض کا شک ہے اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی۔اگر اس کے تین مہینے صاف گزر گئے اس میں کوئی خون نہیں آیا تو وہ شوہر سے جدا ہو جائے گی دوسرے یہ کہ اس کے تین حیض گزر گئے مگر دو حیضوں کے درمیان تین مہینے کا فاصلہ نہیں تو وہ حیض آنے پر اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی۔

اور ابن ابی عمیر کا بیان ہے کہ جمیل بن دراج کا کہنا ہے کہ اس کی تشریح یہ ہے کہ اگر اس پر تین ماہ گزرنے میں ایک دن باقی رہ جائے اور اس کو حیض آجائے پھر تین ماہ گزرنے میں ایک دن باقی رہ جائے اور اس کو حیض آجائے پھر تین ماہ گزرنے میں ایک دن باقی رہ جائے اور اس کو حیض آجائے تو یہ حیض کے حساب سے عدہ رکھے گی مہینہ کے حساب سے عدہ نہیں رکھے گی۔ اور تین مہینے صاف گزر جائیں اور حیض نہ آئے تو وہ اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی۔

(۴۸۰۳) اور صباح کنانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جسے تین سال پر ایک مرتبہ حیض آتا ہے (اگر اسے طلاق ہو جائے تو) عدہ کیسے رکھے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اپنی پچھلی عادت پر نظر کرے جس میں اسے استقامت کے ساتھ حیض آتا تھا اس تین قروہ (عادت) میں وہ عدہ رکھے گی پھر اگر چاہے تو نکاح کرے۔

(۴۸۰۴) اور محمد بن مسلم نے آنجناب علیہ السلام سے استحاضہ والی عورت کے عدہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ یہ دیکھے گی کہ اس کو عادتاً کتنے دن حیض آتا تھا اس سے ایک دن بڑھا دے یا ایک دن گھٹا دے اور اگر اس سے پہلے کبھی حیض نہیں آیا تو وہ اپنی بعض عورتوں کو دیکھے گی اور ان کی عادت کے مطابق عدہ رکھے گی۔

(۴۸۰۵) اور روایت کی ہے کہ جب عورت پچاس (۵۰) سال کی عمر کو پہنچ جاتی ہے تو کوئی سرخی نہیں دیکھتی مگر یہ کہ وہ کوئی قریش کی عورت ہو۔

باب :- گونگے کا طلاق دینا۔

(۴۸۰۶) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس عورت ہے مگر وہ چپ رہتا ہے بولتا نہیں ہے آپؑ نے دریافت فرمایا کہ وہ گونگا ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں مگر ہم لوگ اس کو اپنی عورت سے نفرت اور ناپسندیدگی کو جانتے ہیں۔ کیا اس کے ولی کے لئے یہ جائز ہے کہ اس کی طرف سے اس کی عورت کو طلاق دے دے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں وہ طلاق نامہ لکھے اور اس پر دو آدمیوں کی گواہی کرائے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ آپ کا بھلا کرے وہ نہ لکھنا جانتا ہے اور نہ سنتا ہے تو وہ طلاق کیسے دے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ ان ہی افعال و حرکات و سکنات کے ذریعہ جن سے اس شخص کی اپنی عورت سے نفرت و کراہت معلوم ہوتی ہے۔

اور میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خط میں مجھے تحریر فرمایا کہ گونگا شخص جب اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اس کے سر پر اس کا مقنع ڈال دے اور جب رجوع کرے تو مقنع اس کے سر سے اتار دے تو سمجھ لیا جائے گا کہ وہ اس کے لئے حلال ہو گئی ہے۔

باب :- پوشیدہ طلاق۔

(۴۸۰۷) حسن بن محبوب نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے گھر والوں سے چھپا کر کسی عورت سے نکاح کر لیا اور عورت اپنے گھر والوں میں ہے اب چاہتا ہے کہ وہ اس کو طلاق دے دے مگر اس عورت تک اس کی رسائی نہیں تاکہ اس کے ایام حیض کا معلوم کرسکے اور نہ یہ کہ اس کے ایام طہر کیا ہیں اور وہ کب طاہر ہوتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ بھی اس شخص کے مثل ہے جو اپنے اھل سے غائب ہو۔ وہ اس کو چاند اور مہینوں کے حساب سے طلاق دے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ آپؑ کی کیا رائے ہے وہ کبھی کبھی اس تک پہنچتا ہے اور کبھی کبھی نہیں بھی پہنچتا کہ اس کا حال معلوم کرے پھر وہ اس کو کیسے طلاق دے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب اس کو ایک مہینہ ہو جائے کہ اس تک نہ پہنچ سکے تو مہینہ کی شروع تاریخ کو دو گواہوں کے سامنے اس کو طلاق دے دے اور اس مہینہ کو لکھ رکھے جس میں اس نے طلاق دی ہے اور دو گواہوں کی اس پر شہادت ہو پھر جب تین مہینے گزر جائیں گے تو وہ عورت اس سے جدا ہو جائے گی اب وہ اگر اس سے نکاح کرنا چاہے تو دوسرے پیغام دینے والوں کے مانند یہ بھی ایک پیغام دینے والا ہو گا اور اس پر اس عورت کے تین ماہ کا نان و نفقہ واجب ہو گا جس میں اس نے عدہ رکھا ہے۔

باب :- وہ عورتیں جن کو کسی وقت بھی طلاق دی جاسکتی ہے۔

(۴۸۰۸) جمیل بن دراج نے اسماعیل بن جابر جعفی سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ پانچ قسم کی عورتوں کو ہر حال میں طلاق دی جاسکتی ہے۔ وہ حاملہ جس کا حمل بالکل واضح ہو۔ اور وہ کہ جس کے شوہر نے اس سے ابھی دخول نہیں کیا ہے۔ اور وہ جس کا شوہر اس سے غائب ہو۔ اور وہ عورت کہ جس کو کبھی حیض نہیں آیا۔ اور وہ کہ جو حیض سے فارغ ہو کر بیٹھی ہے۔

(۴۸۰۹) اور دوسری روایت میں ہے اور وہ جو حیض سے مایوس ہے (یعنی یائسہ ہو چکی ہے)۔

باب :- تخییر (دو باتوں میں سے ایک اختیار کرنا)۔

میرے پدر بزرگوار رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے ایک خط میں تحریر فرمایا کہ اے فرزند تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اصل تخییر (طلاق کے اندر) وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود داری اور استغنا کا حکم دیا ہے اس گفتگو میں جو آنحضرتؐ کی کسی زوجہ نے کی تھی کہ کیا محمدؐ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر وہ ہم لوگوں کو طلاق دے دیں گے تو ہمیں قریش میں سے کوئی کفو و ہمسر ہی نہ ملے گا جو ہم سے نکاح کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ انتیس (۲۹) شب اپنی عورتوں کے پاس نہ جائیں تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشربہ ام ابراہیم میں عزلت گزیں ہوگئے پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

یایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحا جمیلاً ○ و ان کنتن تردن اللّٰہ و رسولہ و الدار الآخرۃ فان اللّٰہ اعدّ للمحسنٰت منکن اجراً عظیماً احزاب ۲۹ - ۲۸) (اے نبی اپنی عورتوں سے کہہ دو کہ اگر تم فقط دنیاوی زندگی اور اس کی آرائش و زینت کی خواہاں ہو تو آؤ میں تم لوگوں کو کچھ سازو سامان دے دوں اور بہ عنوان شائستہ رخصت کر دوں اور اگر تم لوگ خدا اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کی خواہاں ہو تو اچھی طرح خیال رکھو کہ تم لوگوں میں سے نیکو کار عورتوں کے لئے خدا نے بہت بڑا اجر و ثواب مہیا کر رکھا ہے) تو آپؐ کی عورتوں نے (طلاق کے بدلے) اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا اور طلاق نہیں چاہی ورنہ طلاق واقع ہو جاتی۔

(۴۸۱۰) اور ابی الصباح کنانی کی روایت میں ہے کہ زینب (زوجہ رسول) نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپؐ عدل نہیں کرتے حالانکہ آپؐ تو اللہ کے رسول ہیں اور حفصہ (بنت عمرؓ خطاب) نے کہا کہ انہوں نے ہمیں طلاق دے دی تو (پرواہ نہیں) ہمیں اپنی قوم کے اندر اپنا ہمسر قریش مل ہی جائے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

وحی آنے کا سلسلہ انتیس (۲۹) دن تک رکا رہا اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی یایھاالنبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحا جمیلاً ○ وان کنتن تردن اللہ ورسولہ و الدار الاخرۃ فان اللہ اعد للمحسنت منکن اجراعظیماً تو ان عورتوں نے طلاق کے بدلے اللہ اور اس کے رسول کو قبول کر لیا اور طلاق واقع نہیں ہوئی اگر وہ طلاق قبول کرتیں تو طلاق ہو جاتی۔

(۴۸۱۱) ابن اذنیہ نے محمد بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب عورت کو اختیار دیا جائے یا اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے بغیر عدہ سے پہلے کے یا بغیر دو گواہوں کی گواہی کے تو یہ کوئی شے نہیں ہے ہاں عدہ سے پہلے اور دو گواہوں کے ساتھ عورت کو اختیار دیا جائے یا اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے تو اس کو اختیار ہے کہ جب تک وہ دونوں اس مجلس سے متفرق نہ ہو جائیں اور اگر وہ اپنی ذات کو اختیار کرے تو یہ ایک طلاق ہوگی اور شوہر کو اس کی طرف رجوع کرنے کا زیادہ حق ہوگا۔ اور اگر یہ شوہر کو اختیار کرے تو پھر طلاق ہی نہ ہوگی۔

(۴۸۱۲) ابن مسکان نے حسن بن زیاد سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ طلاق یہ ہے کہ شوہر اپنی عورت سے کہے کہ تو ایک بات اختیار کرلے اگر وہ اپنی ذات کو اختیار کرے تو وہ اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی اور اس کا شوہر پیغام دینے والوں میں سے ایک ہوگا اور اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو پھر کچھ نہیں ہے شوہر اس سے کہے کہ تجھ کو طلاق اب اس میں سے جو بھی کرے گا وہ عورت اس پر حرام ہو جائے گی۔ اور طلاق و خلع و مبارات و تخییر صرف اس طہر میں ہوگا جو بغیر مجامعت کے ہو اور دو گواہوں کی گواہی کے ساتھ ہو۔

(۴۸۱۳) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس نے اپنی عورت کو یا اس کے باپ یا اس کے بھائی کو یا اس کے ولی کو طلاق کا اختیار دے دیا اور اگر وہ عورت اس پر راضی ہے تو یہ سب کے سب ایک منزلت کے ہیں۔

(۴۸۱۴) حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنی عورت سے کہا کہ میں نے تجھے اختیار دیا تو اس نے اٹھنے سے پہلے اپنے نفس کو اختیار کرلیا۔ آپؑ نے فرمایا اس کو شوہر کے برخلاف یہ اختیار جائز ہے۔ میں نے عرض کیا پھر اس کے لئے کچھ مال و متاع بھی ہے۔ آپؑ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا کہ اگر عدہ ختم ہونے سے پہلے اس کا شوہر مر جائے تو اس کے لئے میراث بھی ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں اور اگر عورت مر جائے تو شوہر کے لئے بھی میراث ہے۔

(۴۷۱۵) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا تمام عورتوں کو تخییر سے کیا کام یہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مخصوص کیا تھا۔

باب : مبارات

(۴۸۱۶) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مبارات یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر سے کہے کہ جو کچھ میرا تیرے ذمہ ہے سب تیرا ہے اور مجھے چھوڑدے تو اس کے شوہر نے اس کو چھوڑ دیا مگر یہ کہ وہ مرد اپنی عورت سے کہہ دے اگر تو نے اس میں سے کسی چیز کی طرف رجوع کیا تو پھر میں تیرے جسم کے مخصوص حصہ کا مالک رہوں گا۔

اور روایت گئی ہے کہ اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ مہر سے زیادہ لے بلکہ وہ عورت اس کے مہر سے کم لے اور مبارات میں شوہر کو زوجہ کی طرف رجوع کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

باب : نشوز (نافرمانی)۔

نشوز (نافرمانی) کبھی کبھی مرد اور عورت دونوں کی طرف سے ہوتی ہے پس وہ نشوز جو مرد کی طرف سے ہوتی ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ و ان امراۃ خافت من بعلھا نشوزاً او اعراضاً فلا جناح علیھما ان یصلحا بینھما صلحاً والصلح خیر (سورہ نساء۔ آیت نمبر ۱۲۸) [اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی و بے توجہی سے (طلاق کا) خوف رکھتی ہو تو میاں بیوی کے مابین کسی طرح سے ملاپ کرانے میں دونوں میں سے کسی پر کچھ گناہ نہیں ہے اور صلح تو بہرحال بہتر ہے] اور وہ اس طرح کہ ایک عوت اپنے مرد کے پاس رہتی ہے اور اس کو اچھی نہیں لگتی اور وہ اس کو طلاق دینے کا ارادہ رکھتا ہے تو بچاری عورت کہتی ہے کہ مجھے اپنے پاس رہنے دو مجھے طلاق نہ دو اور تمہارے پشت پر جو بوجھ ہے وہ میں تمہیں چھوڑتی ہوں اور تمہارے لئے اپنا دن اور اپنی رات سب حلال کرتی ہوں تو یہ بات اس کو پسند آتی ہے۔ اس حدیث کی روایت کی ہے مفضل بن صالح نے زید شحام اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ پس اگر مرد کی طرح عورت ناشزہ ہوتو وہ خلع ہے۔ اور جب یہ عورت کی طرف سے ہوتا ہے تو وہ اس کے ساتھ مجامعت کے لئے تیار نہیں ہوتی۔ اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و اللاتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع و اضربوھن (سورۃ نساء۔ آیت نمبر ۳۴) اور وہ عورتیں کہ جن کے ناشزہ اور سرکش ہونے کا تمہیں اندیشہ ہے تو پہلے انہیں سمجھاؤ اور اس پر نہ مانیں تو تم ان کے ساتھ سونا چھوڑ دو اور اس پر بھی نہ مانیں تو مارو۔ اور ھجر کا مطلب یہ کہ تم ان کی طرف اپنی پشت کرلو اور ضرب کا مطلب یہ کہ مسواک وغیرہ سے مارو ہلکی ضرب فان اطعنکم فلاتبغوا علیھن سبیلا ان اللہ کان علیاً کبیراً (سورہ نساء۔ آیت نمبر ۳۴) (پس اگر وہ تمہاری مطیع ہوجائیں تو تم بھی ان کے

نقصان کی راہ نہ ڈھونڈو اور خدا تو یقیناً سب سے بزرگ اور برتر ہے ۔)

باب :- شقاق

شقاق (نا اتفاقی) کبھی میاں بیوی دونوں کی طرف سے ہوتی ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ و ان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکماً من اھلہ و حکماً من اھلھا (سورۃ نساء آیت نمبر ۳۵) ۔ اور اے حاکم لوگو اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان پوری نااتفاقی کا ڈر ہو تو ایک ثالث مرد کے خاندان سے اور ایک ثالث عورت کے خاندان سے مقرر کردو) پس مرد ایک آدمی کو چنے گا اور عورت ایک آدمی کو چنے گی اور یہ دونوں ان کی جدائی یا صلح پر متفق ہونگے اگر ان دونوں نے صلح کا فیصلہ کیا تو انہیں میاں بیوی کی اجازت کی ضرورت نہیں اور یہ دونوں میاں بیوی کی جدائی پر متفق ہوں تو میاں بیوی کی اجازت کی بغیر جدائی کا فیصلہ نہ کریں ۔

(۴۸۱۷) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا ۔ فابعثوا حکماً من اھلہ و حکماً من اھلھا ۔ توآپؑ نے فرمایا کہ حکمین کو اس کا اختیار نہیں کہ بغیران دونوں کی اجازت کے دونوں کو جدا کر دیں اور دونوں اس شرط پر حکم بنیں کہ اگر چاہیں تو دونوں کو جمع کر دیں اور چاہیں تو دونوں کو جدا کر دیں تو اگر وہ دونوں کو جمع کر دیں تو جائز اور اگر جدا کر دیں تو جائز ۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب میں اس مقام پر پہونچا تو مجھے ہشام بن حکم کا وہ مناظرہ یاد آیا جو انہوں نے بعض مخالفین سے صفین کے حکمین عمرو بن العاص اور ابو موسیٰ اشعری کے متعلق کیا تھا اور جی چاہا کہ اس کو بیان کردوں اگرچہ اس بات سے اس کا کوئی رابطہ نہیں ۔ مخالف کا دعویٰ تھا کہ حکمین نے چونکہ حکم قبول کر لیا تھا اس لئے ان دونوں گروہ کے درمیان صلح کرانے کا ارادہ تھا ۔ ہشام نے کہا نہیں بلکہ ان کا ارادہ ہی نہ تھا کہ دونوں گروہ میں صلح ہو سکے مخالف نے کہا یہ بات تم کس دلیل سے اور کہاں سے کہہ رہے ہو ؟ ہشام نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بنا پر کہہ رہا ہوں جو اس نے حکمین کے متعلق کہا " ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینھما " (سورہ نساء آیت نمبر ۳۵) اگر ان دونوں کا صلح کرا دینے کا ارادہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے درمیان صلح کروانے کی توفیق دے گا ۔ مگر چونکہ ان دونوں کا امر واحد پر اتفاق نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی توفیق نہیں دی اس سے ہم سمجھے کہ ان دونوں حکمین کا صلح کرانے کا ارادہ نہیں تھا محمد ابن ابی عمیر نے ہشام بن حکم سے یہ روایت کی ہے ۔

(۴۸۱۸) قاسم بن محمد بن جوہری نے علی ابن ابی حمزہ سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایک مرتبہ دریافت کیا گیا کہ ایک عورت کے شوہر کی عقل میں نکاح کے بعد ہی فتور آگیا یا وہ مجنون ہو گیا ؟

آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ چاہے تو خود کو اس شوہر سے جدا کرلے ۔

(۴۸۱۹) اور ایک دوسری حدیث میں ہے اگر اس کا جنون اس حد کو پہنچ جائے کہ اوقات نماز کو نہ پہچان سکے تو ان دونوں زن و شو کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے گا اور اگر وہ نماز کو پہچانتا ہے تو عورت کو چاہیئے کہ وہ صبر کرے یہ اس کی آزمائش و امتحان کی گھڑی ہے ۔

باب :- خلع

(۴۸۲۰) اور علی بن نعمان نے یعقوب بن شعیب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے خلع کے متعلق فرمایا کہ جب بیوی اپنے شوہر سے کہے کہ میں تیرے لئے غسل جنابت نہیں کروں گی ۔ میں تیرے لئے کوئی قسم پوری نہیں کروں گی اور تیرے بستر پر ایسے کو سلاؤں گی جس سے تو نفرت کرے، جب یہ کہے تو مرد کے لئے حلال ہے کہ وہ اسے خلع دے دے اور اس نے عورت سے جو کچھ لیا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے ۔

(۴۸۲۱) اور حمّاد کی روایت میں ہے جو انہوں نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ خلع یافتہ عورت کا عدہ بھی طلاق یافتہ عورت کے عدہ کے برابر ہے اور یہ طلاق کا نام لئے بغیر بھی جائز ہے ۔اور خلع یافتہ کا خلع اس وقت تک حلال نہیں جب تک وہ اپنے شوہر سے یہ نہ کہے کہ اللہ کی قسم میں تیری کوئی قسم پوری نہیں کروں گی اور تیرا کوئی حکم نہیں مانوں گی غسل جنابت نہیں کروں گی ۔ اور میں تیرے اذن کے بغیر تیرے برخلاف غیروں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دونگی ۔ اور اس وقت اس سے کم کہنے پر بھی خلع کی اجازت دیا کرتے تھے ۔ پس جب عورت اپنے مرد سے کہے تو مرد نے جو کچھ لیا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے ۔ اور یہ خلع اس کا ایک طلاق ہے دو طلاق کا حق ابھی مرد کیلئے باقی ہے امام علیہ السلام سے فرمایا کہ مگر یہ سب عورت خود کہے کسی کے سکھانے سے نہ کہے ۔

(۴۸۲۲) اور رفاعہ بن موسیٰ نے آنجنابؑ سے خلع یافتہ عورت کے متعلق دریافت کیا کہ اس کے لئے سکونت اور نان و نفقہ ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ نہ اس کے لئے سکونت ہے اور نہ نان و نفقہ ہے ۔ اور دریافت کیا گیا کہ خلع یافتہ عورت کو مالی منفعت دی جائے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں ۔

(۴۸۲۳) اور محمد بن حمران کی روایت میں ہے جس کی انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب عورت اپنے مرد سے کہے کہ میں تیرا کوئی حکم نہیں مانونگی مجملاً کہہ دے یا تفصیل کے ساتھ تو مرد نے جو کچھ عورت سے لیا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے اور پھر اس کو عورت کی طرف رجوع کا کوئی حق نہیں ۔ اور مرد کے لئے یہ حق ہے کہ عورت سے مہر جو اس نے اس کو دیا ہے اس سے زیادہ لے ۔ اللہ

تعالیٰ کے اس قول کے بنا پر فان خفتم الا یقیما حدود اللّٰہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۹)
[پھر تمہیں اگر یہ خوف ہو کہ یہ دونوں میاں بیوی اللہ کے مقرر کردہ حدود پر قائم نہ رہیں گے تو اگر عورت مرد کو کچھ
دے کر اپنا پیچھا چھڑائے (خلع کرائے) تو اس میں ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں ہے ۔] اور مبارات میں اس عورت سے کچھ
نہ لیا جائے گا سوائے اس مہر کے جو شوہر نے اس کو دیا ہے کیوں کہ خلع یافتہ عورت گفتگو میں حد سے تجاوز کر جاتی ہے ۔

باب :۔ ایلا ۔

(۴۸۲۴) حمّاد نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد اپنی عورت کو بغیر طلاق اور بغیر قسم کے سال بھر سے چھوڑے ہوئے ہے اس سے مجامعت نہیں کرتا ۔ آپؑ نے فرمایا وہ اپنی زوجہ کے پاس جائے ۔ اور آپؑ نے فرمایا کہ کوئی بھی شخص ہو جو اپنی زوجہ سے ایلاء کر لے اور ایلاء یہ ہے کہ وہ کہے کہ اللہ کی قسم میں تجھ سے مجامعت نہیں کروں گا ۔ اور یہ یہ (نہیں کرونگا) اور اللہ کی قسم میں تجھے اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بناؤں گا چنانچہ وہ اس کو اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بناتا رہا تو اس کے لئے یہ ہے کہ اس کا چار مہینے تک انتظار کیا جائے گا (کہ ممکن ہے اپنے رویہ میں تبدیلی کرلے) مگر چار ماہ کے بعد اس کو پکڑ کر حاکم کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اگر اس نے اپنی زوجہ کی طرف رجوع کرلیا اور اس سے صلح کر لی تو اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے اور اگر اس نے عورت کے ساتھ اپنا رویہ نہ بدلا اور اس کی طرف رجوع نہیں کیا تو اس کو طلاق پر مجبور کیا جائیگا اور یہ طلاق اس وقت تک واقع نہ ہوگی جب تک کہ حاکم کے سامنے نہ کھڑا کیا جائے پھر اگر چار مہینے کے بعد بھی وہ ایسا ہی رہا تو اب اس کو مجبور کیا جائے گا یا تو صلح کرے یا طلاق دے ۔ اور روایت کی گئی ہے کہ فا۔ (رجوع) کا مطلب یہ ہے کہ وہ مجامعت کی طرف رجوع کرے ورنہ اس کو باڑے میں قید کر دیا جائے گا اور اس کا کھانا پانی بند کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ طلاق دے دے ۔ اور یہ بھی روایت کی ہے کہ جب امام المسلمین اس کو طلاق دینے کا حکم دے اور وہ اس سے انکار کرے تو اس کو گردن ماردی جائے اسلئے کہ اس نے امام المسلمین کا حکم ماننے سے انکار کیا ۔

(۴۸۲۵) اور ابان بن عثمان کی روایت میں ہے کہ جس کی انھوں نے منصور سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ایلاء کیا اور اس کو چار مہینے ہوگئے ۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کو حاکم کے سامنے کھڑا کر دیا جائے اگر وہ طلاق پر راضی ہے تو عورت اس سے جدا ہو جائے گی ورنہ وہ قسم کا کفارہ ادا کرے اور عورت کو اپنے پاس رکھے ۔ اور جب تک عورت مرد کی مدخولہ نہ ہو اس وقت تک نہ ظہار ہے اور نہ ایلاء ہے ۔

باب :- ظہار۔

(۴۸۲۶) حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انھوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد مملک (جس نے ابھی نکاح کیا ہو دخول نہ کیا ہو) نے اپنی عورت سے ظہار کیا۔آپؑ نے فرمایا کہ جب تک مرد اپنی عورت سے دخول نہ کرے تو نہ ظہار ہوگا نہ ایلاء۔

(۴۸۲۷) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ظہار ان ہی شرائط پر ہوگا جن شرائط کے ساتھ طلاق ہوتی ہے۔

(۴۸۲۸) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انھوں نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ظہار کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ظہار ہر محرم عورت کی مثال دینے سے ہوسکتا ہے یعنی ماں یا بہن یا پھوپھی یا خالہ کی مثال سے۔اور احتراماً کہنے میں ظہار نہیں ہوگا میں نے عرض کیا کہ پھر ظہار کس طرح ہوتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ مرد اپنی عورت سے کہے جب وہ ایام طہر میں بغیر جماع کے ہو کہ تو مجھ پر اس طرح حرام ہے جیسے میری ماں یا میری بہن کی پشت اور اسطرح کہنے میں اس کا ارادہ ظہار کا ہو۔

(۴۸۲۹) محمد بن ابی عمیر نے ابان وغیرہ سے اور ان لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک شخص تھا جس کا نام اوس بن صامت تھا اور اس کے حبالہ عقد میں ایک عورت تھی جس کا نام خولہ بنت منذر تھا ایک دن اوس نے خولہ سے کہا کہ تو مجھ پر ویسی ہی ہے جیسی میری ماں کی پشت اور اس کہنے کے بعد وہ اسی وقت نادم اور شرمندہ ہوا اور اس سے کہا کہ اے عورت میرا خیال ہے اس کہنے سے تو مجھ پر حرام ہو گئی ہے۔چنانچہ وہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ میرے شوہر نے مجھ سے کہا ہے کہ تو مجھ پر ویسی ہی ہے جیسی میری ماں کی پشت۔اور گزشتہ زمانہ میں یہ کہنے سے عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جایا کرتی تھی۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عورت میرا بھی (دستور عرب کے مطابق) یہی خیال ہے کہ تو اس پر حرام ہو گئی۔یہ سن کر اس عورت نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور کہا پروردگار میں تجھ سے اپنے شوہر کی جدائی کی شکایت کرتی ہوں تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ اے محمدؐ۔قد سمع اللّٰہ قول التی تجادلک فی زوجھا و تشتکی الی اللّٰہ و اللّٰہ یسمع تحاورکما۔ ان اللّٰہ سمیع بصیر ○ الذین یظٰھرون منکم من نسائھم ماھن امھاتھم ان امھاتھم الا اللائی ولدنھم و انھم لیقولون منکرامن القول وزوراً و ان اللّٰہ لعفوغفور ○ و الذین یظٰھرون من نسائھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا ذلکم توعظون بہ و اللّٰہ بما تعملون خبیر ○ فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکیناً ○ (سورۃ مجادلہ آیت ۱ تا ۴) [جو

عورت (خولہ) اپنے شوہر (اوس) کے بارے میں تم سے جھگڑتی اور خدا سے گلے شکوے کرتی ہے خدا نے اس کی بات سن لی اور تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے اور بیشک خدا بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ ظہار کرتے ہیں (اپنی بیوی کو ماں کی پشت سے تشبیہ دیتے ہیں) وہ کچھ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جو ان کو جنتی ہیں اور وہ بیشک ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور خدا بیشک معاف کرنے والا اور بڑا بخشنے والا ہے! پھر اللہ نے اس کے کفارہ کے لئے یہ آیت نازل فرمائی [اور وہ لوگ جو اپنی بیوی سے ظہار کر بیٹھیں پھر اپنی بات واپس لیں تو دونوں کے مجامعت کرنے سے پہلے (کفارہ میں) ایک غلام آزاد کرنا ضروری ہے۔ اس کی تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور تم لوگ جو کرتے ہو خدا اس سے آگاہ ہے۔ پھر جس کو غلام نہ ملے تو وہ دونوں کی مقاربت سے قبل دو مہینے کے پے درپے روزے رکھے اور جس کو اس کی بھی قدرت نہ ہو تو ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلانا فرض ہے۔] اور ظہار دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ کوئی شخص اپنی عورت سے کہے کہ یہ مجھ پر ایسی ہی حرام ہے جیسے میری ماں کی پشت اور خاموش ہو جائے تو اس پر مجامعت سے پہلے کفارہ لازم ہے۔ اور اگر اس نے کفارہ ادا کرنے سے پہلے مجامعت کی تو اس پر دو کفارے لازم ہیں (اور دوسرے) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میں یہ کام کروں تو یہ عورت مجھ پر ایسی ہی ہے جیسی مجھ پر میری ماں کی پشت تو جب یہ شخص وہ کام کرکے مجامعت کرے تو کفارہ لازم ہے کیونکہ اس نے وہ کیا جس پر حلف اٹھایا تھا۔

اور کفارہ ایک غلام آزاد کرنا ہے پس اگر اس کو غلام نہ ملے تو دو مہینے پے درپے روزے رکھے اور اس کی سکت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا کہ ہر مسکین کو ایک مد طعام دیا جائے اور اگر اس کو یہ بھی نہ ملے تو اٹھارہ (۱۸) دن کے روزے۔

(۴۸۳۰) اور روایت کی گئی ہے کہ اگر کوئی کھانا کھلانے کی مقدرت نہیں رکھتا تو جس قدر مقدور میں ہو تصدق کر دے اور غصہ کی حالت میں ظہار نہیں ہوتا اور ظہار اس پر بھی نہیں ہوتا کہ وہ شخص ظہار کے لفظ بولے اور اس کی نیت ظہار کی نہ ہو۔

اور غلام اگر اپنی عورت سے ظہار کرے تو اس پر جتنا مرد آزاد پر روزے واجب ہیں اس کا نصف ہے۔ اس پر نہ غلام کا آزاد کرنا ہے نہ صدقہ اس لئے کہ غلام کا کوئی مال نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی شخص اپنی عورت سے کہے کہ یہ میری فلاں محرم عورت کے مانند ہے تو یہ ظہار ہے اور اگر کوئی شخص اپنی عورت سے کہے کہ تو میرے لئے ایسی ہے جیسی میری ماں کی پشت یا میری ماں کا پیٹ یا میری ماں کا جگر یا میری ماں کے پاؤں یا میری ماں کے ٹخنے یا میری ماں کے بال یا جسم کا کوئی حصہ اور اس سے اس کی نیت حرام کرنے کی ہو تو یہ بھی ظہار ہے اسی طرح ابراہیم بن ہاشم نے اپنی نوادرات میں تحریر کیا ہے۔

(۴۸۳۱) ابن محبوب نے ابی ایوب خزاز سے انھوں نے برید بن معاویہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ظہار کیا اس کے بعد اس کو طلاق دے دی (ایک طلاق) ۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب اس نے ایک طلاق دے دی تو ظہار باطل ہو گیا اور طلاق نے ظہار کو منہدم کر دیا ۔ میں نے عرض کیا کہ پھر اس کو حق ہے کہ عورت کی طرف رجوع کرے آپؑ نے فرمایا ہاں یہ اس کی عورت ہے اگر وہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس مقاربت سے پہلے اس پر وہ واجب ہے جو ایک ظہار کرنے والے پر واجب ہوتا ہے ۔

میں نے عرض کیا اور اگر وہ اس کو چھوڑ دے اور اس کے عدہ کی مدت پوری ہونے دے اور وہ خود اپنے نفس کی مالک بن جائے اس کے بعد اس سے دوبارہ نکاح کرے تو مجامعت سے پہلے اس کے اوپر ظہار (کا کفارہ) لازم آتا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں وہ عورت (عدہ کے بعد) اس سے بالکل جدا ہو گئی اور اپنے نفس کی مالک بن گئی ۔

میں نے عرض کیا اگر کسی شخص نے ابھی اپنی عورت کو مس تک نہیں کیا اور اس نے ظہار کر لیا اور بغیر مس کئے چھوڑے رہا لیکن وہ اس کو بغیر مس کئے برہنہ دیکھا کرتا تو کیا اس پر کچھ گناہ ہے ؟ آپؑ نے فرمایا یہ اس کی عورت ہے اس پر اس سے مجامعت حرام نہیں ہے لیکن اس پر اس سے مجامعت کرنے سے پہلے وہ کچھ واجب ہے جو ایک ظہار کرنے والے پر واجب ہے وہ (بہرحال) اس کی عورت ہے ۔

میں نے عرض کیا اور اگر وہ عورت حاکم وقت کے سامنے مقدمہ پیش کرے اور کہے کہ یہ میرا شوہر ہے اس نے مجھ سے ظہار کیا اور مجھے اپنے پاس روکے ہوئے ہے اور مجھ سے مجامعت بھی نہیں کرتا اس ڈر سے کہ جو ایک ظہار کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ اس پر واجب ہو جائے گا ۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کے پاس آزاد کرنے کو غلام نہیں اور نہ اس میں طاقت ہے کہ روزے رکھے یا وہ تصدق کرنے کے لئے بھی کچھ نہیں رکھتا تو حاکم پر یہ لازم نہیں ہے کہ اس پر جبر کرے ۔ ہاں اگر اس کے پاس آزاد کرنے کے لئے غلام ہے تو امام پر لازم ہے کہ وہ اس کو آزاد کرنے اور صدقہ پر مجبور کرے مجامعت سے پہلے اور مجامعت کے بعد ۔

(۴۸۳۲) ابان نے حسن صیقل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ظہار کیا ؟ آپؑ نے فرمایا پھر وہ اس کا کفارہ دے ۔ میں نے عرض کیا کہ مگر اس نے کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے مجامعت کر لی ؟ آپؑ نے فرمایا پھر تو اس نے حدود الہٰی میں مداخلت کی وہ اللہ سے مغفرت کا طالب ہو اور جب تک کفارہ ادا نہ کرے وہ مجامعت سے رکا رہے ۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس ظہار کے لئے ہے جو مشروط ہو لیکن وہ ظہار جس میں کسی بات کی شرط نہیں ہے اس میں اگر ظہار کرنے والا کفارہ ادا کرنے سے پہلے مجامعت کر لے تو اس پر ایک دوسرا گناہ بھی

لازم ہو گیا جیسا کہ میں اس سے پہلے بیان کر چکا ہوں ۔
اور جب ظہار کرنے والا اپنی عورت کو طلاق دیدے تو کفارہ اس سے ساقط ہو جائے گا ۔ مگر جب رجوع کریگا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا ۔ اور اگر وہ اس کو چھوڑ دے تاکہ اس کے طلاق کا عدہ پورا ہو جائے اور کوئی شخص اس سے نکاح کر لے پھر وہ شخص اس کو طلاق دے دے یا مرجائے ۔ پھر پہلا شخص اس سے نکاح کرے تو اس سے دخول کرے تو اس پر کفارہ لازم ہو جائے گا اور کفارہ ظہار میں ایک لڑکا آزاد کرنا بھی کافی ہے جو اسلام میں پیدا ہوا ہو ۔

(۴۸۳۳) اور حمّاد نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے تین مرتبہ ظہار کیا ؟ آپؑ نے فرمایا وہ اللہ سے طلب مغفرت کرے اور جب تک کفارہ ادا نہ کرے مجامعت سے رُکا رہے ۔

(۴۸۳۴) اور محمد بن مسلم نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے پانچ مرتبہ ظہار کیا یا اس سے زیادہ مرتبہ تو آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ ہر ظہار کے موقع پر ایک کفارہ ادا کرے گا ۔

(۴۸۳۵) اور جمیل بن درّاج نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ظہار کرنے والے پر کفارہ کب واجب ہوتا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا جب وہ اپنی عورت سے مجامعت کا ارادہ کرے میں نے عرض کیا کہ وہ اگر مجامعت سے پہلے اس کو طلاق دے دے ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں ۔ اس سے کفارہ ساقط ہو جائے گا میں نے عرض کیا کہ اگر وہ کفارہ میں روزے رکھے او ربیمار ہو جائے اور روزہ توڑ دے تو کیا (صحت کے بعد) ازسر نو روزہ شروع کرے یا وہ جو باقی رہ گیا ہے اس کو تمام کرے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ ایک ماہ روزہ رکھے پھر بیمار ہو جائے تو ازسر نو رکھنا شروع کردے گا اور اگر ایک مہینہ سے زیادہ ایک (۱) دن یا دو (۲) دن روزے رکھنے کے بعد افطار کرے تو (ازسر نو کی ضرورت نہیں) اس پر بنا رکھ کر روزے تمام کرے گا ۔

راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں آزاد اور غلام دونوں برابر ہیں بس فرق صرف یہ ہے کہ غلام پر کفارہ آزاد کے کفارے سے نصف ہے ۔

(۴۸۳۶) محمد بن مسلم نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص ماہ شعبان میں ظہار کر لے اور آزاد کرنے کو کچھ نہ پائے ؟ تو آپؑ نے فرمایا پھر وہ انتظار کرے کہ رمضان گزر جائے تو وہ دو ماہ پے درپے روزے رکھے ۔

اور اگر وہ سفر پر ہو اور ظہار کر لے تو انتظار کر لے یہاں تک کہ وطن واپس پہنچے اور اگر کوئی شخص (کفارہ میں) روزے رکھے پھر درمیان میں اس کو کہیں سے مال مل جائے تو وہ اس کو چلاتا رہے جس کی ابتداء کی ہے ۔ (یعنی یہ نہیں

کہ مال سے غلام خرید کر آزاد کر دے اور روزے پورے نہ کرے) ۔

(۴۸۳۷) اور سماعہ نے ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو بیان فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ میں نے اپنی عورت سے ظہار کیا ۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر جاؤ اور ایک غلام آزاد کرو اس نے عرض کیا کہ میرے پاس کوئی غلام نہیں ہے ۔ آپؐ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ اور دو مہینے لگاتار روزے رکھو ۔ اس نے عرض کیا کہ مجھ میں قوت نہیں ۔ آپؐ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس اتنی خوراک بھی نہیں ہے آپؐ نے فرمایا کہ اچھا میں تمہارے طرف سے تصدق کئے دیتا ہوں پھر آپؐ نے ساٹھ مسکینوں کے کھانے کے لئے اس کو کھجوریں دے دیں اور کہا جاؤ اس کو تصدق کرو اس نے عرض کیا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے مجھے نہیں معلوم کہ اس ساری آبادی میں مجھے یا میرے گھر والوں سے زیادہ کوئی اور کھجوروں کا مستحق ہے ۔ آپؐ نے فرمایا کہ اچھا تو جاؤ تم بھی کھاؤ اور اپنے عیال کو بھی کھلاؤ ۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ظہار کے سلسلہ میں بہت نادر اور غریب ہے کیونکہ اس مضمون کی حدیث اس شخص کے کفارہ کے بارے میں ہے جو ماہ رمضان میں ایک دن اپنا روزہ توڑ لے ۔

(۴۸۳۸) اور حسن بن علی بن فضّال کی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے عورت سے کہہ دیا کہ اگر تو حجرے کے دروازے سے باہر نکلے تو میرے لئے تو میری ماں کی پشت کے مانند ہے اور وہ باہر نکلی ۔ آپؑ نے فرمایا تجھ پر کوئی کفارہ نہیں ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ مگر مجھ میں قوت ہے کہ کفارہ ادا کروں ۔ آپؑ نے فرمایا کہ تجھ پر کوئی کفارہ ہی نہیں ہے میں نے عرض کیا کہ مجھ میں اتنی قوت ہے کہ ایک غلام اور دو غلام آزاد کر دوں آپؑ نے فرمایا تم پر کفارہ ہی نہیں ہے تم میں قوت ہو یا نہ ہو ۔

(۴۸۳۹) اور سکونی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنی عورت سے ایک ہی جملہ میں ایلاء بھی کیا اور ظہار بھی کیا آپؑ نے فرمایا کہ اس پر ایک کفارہ ہوگا ۔

(۴۸۴۰) عبداللہ بن بکیر نے حمران سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تُو میرے لئے میری ماں کی پشت کے برابر ہے اس سے اس کا ارادہ یہ تھا کہ اپنی عورت کو خوش کر دے آپؑ نے فرمایا کہ وہ اپنی عورت سے مجامعت کرے نہ اس کی عورت پر کوئی کفارہ ہے اور نہ اس پر کوئی کفارہ ہے ۔

(۴۸۴۱) ایّوب بن نوح نے صفوان سے انہوں نے ابن عینہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ظہار کرنے والا اگر ایک مہینہ متواتر روزہ رکھے اور دوسرے مہینہ میں ایک روزہ رکھے

تو اس نے دوسرے مہینہ کو ملا لیا اب اگر چاہے تو ایک ایک دو دو روزے کر کے متفرق روزے پورے کرلے اور اگر چاہے تو ہر دن کے لئے ایک مد طعام کسی مسکین کو دے۔

(۴۸۴۲) زیاد بن منذر نے ابی الورد سے روایت کی ہے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا اور میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ایک سو مرتبہ کہا کہ تو میرے لئے ایسی ہے جیسی میری ماں کی پشت تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے دریافت کیا کہ وہ ہر ایک مرتبہ کے لئے ایک غلام آزاد کر سکتا ہے پوچھنے والے نے کہا کہ نہیں ۔آپؑ نے پوچھا ایک سو (۱۰۰) مرتبہ ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے ۔راوی نے کہ نہیں آپؑ نے دریافت کیا کہ کیا وہ سو مرتبہ دو دو مہینہ لگاتار روزے رکھ سکتا ہے راوی نے کہا نہیں آپؑ نے فرمایا پھر ان دونوں کو جدا کر دیا جائے۔

(۴۸۴۳) اور ابن فضّال کی روایت میں ہے جو انہوں نے غیاث سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان کیا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی چار عورتوں سے ظہار کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس شخص پر ایک کفارہ ہوگا۔

(۴۸۴۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نہ طلاق کے بدلے ظہار ہوگا نہ ظہار کے بدلے طلاق۔

(۴۸۴۵) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا نہ قسم میں ظہار ہوگا نہ کسی کو ضرر پہونچانے کیلئے ظہار ہوگا نہ غصہ کی حالت میں ظہار ہوگا اور ظہار صرف زمانۂ طہر میں ہوگا جو بغیر جماع کے ہو ۔اور دو مسلمان گواہوں کے سامنے ہوگا۔

(۴۸۴۶) اور عمّار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ظہار واجب (یقینی) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ وہ ہے کہ جس آدمی نے بعینہ ظہار کا ہی ارادہ کیا ہے۔

(۴۸۴۷) اور سکونی کی روایت ہے کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی عورت یہ کہے کہ میرا شوہر میرے لئے میری ماں کی پشت کے مانند ہے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں (اس لئے کہ ظہار مرد کا کام ہے عورت کا نہیں)۔

(۴۸۴۸) اور اسحاق بن عمّار نے حضرت امام ابوابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنی کنیز سے ظہار کرتا ہے ۔آپؑ نے فرمایا کہ اس میں کنیز و آزاد دونوں برابر ہیں۔

(۴۸۴۹) اور محمد بن حمران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا مملوک و غلام پر ظہار کا کفارہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس پر آزاد سے نصف کفارہ ہے یعنی ایک ماہ کے روزے (لیکن) اس پر تصدق کرنا یا غلام آزاد کرنا نہیں ہے۔

(۴۸۵۰) اور سکونی کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ظہار کے کفارے میں ام ولد کا آزاد کر دینا بھی کافی ہے۔

باب :- لعان۔

(۴۸۵۱) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے عبدالکریم بن عمرو سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ لعان نہیں واقع ہو سکتا تا وقتیکہ مرد اپنی عورت سے جماع نہ کر چکا ہو اور لعان اولاد کے انکار کر دینے کے بغیر نہ ہو گا۔

اور اگر مرد عورت پر جھوٹا الزام لگائے، اس کے بچے سے انکار کرے تو اس کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر وہ اپنی عورت پر زنا کا الزام لگائے اور کہے کہ میں نے اس کی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں ایک آدمی کو مجامعت کرتے خود دیکھا ہے اور اس کی اولاد سے انکار کر دے اور اس پر چار عادل گواہ پیش کرے تو عورت کو رجم کر دیا جائے گا اور اگر چار گواہ نہ پیش کر سکے تو اس کو لعان کرے گا۔ اور اگر وہ لعان کرنے سے انکار کرے تو اس کو افتراء کی حد (سزا) میں اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور اس نے لعان کر لیا تو اس پر پھر حد جاری نہ ہو گی۔

(۴۸۵۲) اور بزنطی نے حضرت ابو الحسن امام رضا السلام سے دریافت کیا کہ اور عرض کیا کہ اللہ آپؑ کا بھلا کرے یہ بتائیں کہ ملاعنت کا کیا طریقہ ہے آپ نے فرمایا کہ امام قبلہ کی طرف سے پشت کر کے بیٹھے گا اور مرد کو اپنے دائیں جانب اور عورت اور اس کے بچہ کو اپنے بائیں جانب بٹھائے گا۔

(۴۸۵۳) اور دوسری حدیث میں ہے کہ پھر مرد کھڑا ہو گا اور چار مرتبہ اللہ کا حلف اٹھا کر کہے گا کہ میں نے اس پر جو الزام لگایا ہے اس میں میں سچا ہوں پھر امام اس سے کہے گا کہ اللہ سے ڈر اس لئے کہ اللہ کی لعنت شدید ہوتی ہے پھر مرد کہے گا کہ اگر اس الزام لگانے میں مَیں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ پھر عورت اٹھے گی اور چار مرتبہ اللہ کے حلف کے ساتھ کہے گی کہ اس شخص نے مجھ پر جو الزام لگایا ہے وہ اس الزام لگانے میں جھوٹا ہے تو امام اس عورت سے کہے گا کہ دیکھ اللہ سے ڈر اللہ کا غضب شدید ہوتا ہے۔ پھر عورت کہے گی کہ اگر یہ الزام لگانے میں سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو اگر وہ اس کہنے سے پیچھے ہٹی تو اس کو رجم کیا جائے گا اور اس کو پیچھے کی طرف سے رجم و سنگسار کیا جائے گا۔ سامنے کی طرف سے رجم و سنگسار نہیں کیا جائے گا تاکہ ضرب و رجم اس کے چہرے کو گزند نہ پہونچائے اور اس کے چہرے اور شرم گاہ کو چھوڑ کر اس کے تمام اعضائے جسد پر ضرب لگائی جائے گی۔

اور اگر عورت حاملہ ہے تو اس کو سنگسار نہیں کیا جائے گا اور اگر وہ اس کہنے سے پیچھے نہ ہٹے تو بھی اس پر سے حد یعنی رجم و سنگ ساری ہٹادی جائے گی۔ اور ان دونوں کو ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے گا پھر اگر کوئی اس

کے بچے کو زانیہ کی اولاد کہہ کر پکارے گا تو اس کو حد میں کوڑے لگائے جائیں گے ۔

اور اگر ملاعنت کے بعد وہ مرد بچے کا دعویٰ کرے تو وہ بچہ اس کی طرف منسوب کردیا جائے گا مگر وہ عورت اس کی طرف واپس نہ ہوگی پس اگر باپ مرجائے تو بیٹا اس کا وارث ہوگا اور اگر بیٹا مرجائے تو باپ کو میراث نہیں ملے گی بلکہ اس کی میراث اس کی ماں کو ملے گی ۔ اور اگر اس کی ماں نہ ہوگی تو میراث اس کے بھائیوں کو ملے گی ۔ مگر باپ کی طرف سے رشتہ داروں میں سے کوئی اس کا وارث نہ ہوگا ۔

اور اگر کوئی اپنی عورت پر اتہام لگائے اور وہ گونگی ہو تو ان دونوں کو جدا کردیا جائے گا ۔

اور غلام اگر عورت پر اتہام لگائے تو وہ دونوں بھی اسی طرح ملاعنت کریں گے جس طرح دو آزاد مرد اور عورت اور لعان ہوگا آزاد مرد اور آزاد عورت کے درمیان ، غلام اور آزاد عورت کے درمیان اور آزاد مرد اور کنیز کے درمیان اور غلام اور کنیز کے درمیان ۔ اور ایک مسلمان اور زن یہودیہ اور زن نصرانیہ کے درمیان ۔

(۴۸۵۴) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آزاد مرد ایک کنیز کیساتھ ملاعنت کرے ؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگر اس کنیز کے مالک نے اس مرد آزاد سے اس کا نکاح کردیا ہو ۔

(۴۸۵۵) لیکن حسن بن محبوب کی روایت میں ہے جو انہوں نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ایک آزاد مرد کنیز سے ملاعنت نہیں کرے گا اور نہ زن ذمیہ سے اور نہ اس سے کہ جس سے اس نے متعہ کیا ہے تو یہاں کنیز سے مراد وہ کنیز ہے جو اس کی ملکیت میں ہو اور اس سے اس نے مجامعت کی ہو اور زن ذمیہ سے مراد وہ ہے جو اس کی ملکیت میں ہو مگر مسلمان نہ ہوئی ہو اور تفسیر کرنے والی حدیث مجمل حدیث پر حکم لگاتی ہے ۔

اور اگر کوئی مرد اپنی عورت سے ملاعنت کرلے اور وہ حاملہ ہو اور ولادت کے بعد مرد اس کے لڑکے کا دعوی کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ لڑکا اس کا ہے تو وہ لڑکا اس کو دے دیا جائے گا اور اس پر حد جاری نہ ہوگی اس لئے کہ ملاعنت گزر گئی ۔ اس حدیث کی روایت بزنطی نے عبدالکریم سے انہوں نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے ۔

(۴۸۵۶) محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن علوان سے انہوں نے عمرو بن خالد سے انہوں نے زید بن علی علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی عورت پر اتہام لگایا پھر کہیں باہر چلا گیا پھر اس وقت آیا جب وہ مرچکی تھی ۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا جائیگا کہ اگر تُو چاہے تو اپنے گناہ کا اقرار کرلے اور تجھ پر اتہام لگانے کی حد جاری کی جائے گی اور تُو میراث پائے گا اور اگر تُو چاہے تو

عورت کے کسی قریب ترین قرابتدار سے ملاعنت کر لے اس صورت میں تجھ کو میراث نہیں ملے گی ۔

(۴۸۵۷) حسن بن علی کوفی نے حسین بن سیف سے اور انہوں نے محمد بن سلیمان سے انہوں نے حضرت ابو جعفر ثانی علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ مولا میں آپؑ پر قربان جب مرد اپنی عورت پر اتہام لگائے تو اس کی ایک گواہی چار گواہوں کے برابر کیسے ہوگی اور جب مرد کے سوا کوئی اور اس کا باپ اس کا بھائی یا اس کا لڑکا یا کوئی اجنبی اس عورت پر اتہام لگائے تو وہ اپنے قول پر ثبوت اور گواہ پیش کرے ورنہ اس پر اس اتہام کی حد جاری ہوگی ۔

آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی یہی سوال کیا گیا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا کہ جب مرد اپنی زوجہ پر تہمت لگائے اور کہے کہ اس کو (زنا کرتے ہوئے) اپنی آنکھ سے دیکھا ہے تو اس کی ایک گواہی چار گواہوں کے برابر ہے اور جب کہے کہ میں نے اس کو آنکھ سے نہیں دیکھا تو اس سے کہا جائے گا کہ جو تم کہہ رہے ہو اس پر گواہی پیش کرو یعنی وہ بھی غیر کے بمنزلہ ہے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کے لئے ایسا خلوت کدہ قرار دیا ہے جہاں وہی داخل ہوگا کسی غیر کے لئے داخل ہونا نہیں ہے باپ ہو یا بیٹا ۔ اور وہ اس میں رات دن ہر وقت داخل ہو سکتا ہے اور اسی کی لئے روا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں نے دیکھا ہے ۔ اور اگر کوئی غیر شخص کہے گا کہ میں نے دیکھا ہے تو اس سے کہا جائے گا خلوت کدہ میں تجھ کو کس نے داخل کیا جس میں اکیلے تو نے دیکھا ؟ تو اتہام لگاتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ تجھ پر حد جاری کی جائے جو اللہ نے تجھ پر واجب کی ہے ۔

(۴۸۵۸) حسن بن محبوب نے عبدالرّحمٰن بن حجّاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ عباد بصری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور میں وہاں موجود تھا کہ ایک مرد عورت سے کس طرح ملاعنت کرے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ آپؐ کی کیا رائے ہے اگر ایک شخص اپنے گھر میں داخل ہو اور دیکھے کہ ایک مرد اس کی عورت سے مجامعت کر رہا ہے تو وہ ان دونوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف سے منھ پھیر لیا اور وہ بیچارہ پلٹ گیا اور یہ وہی شخص تھا جس کی عورت کا یہ واقعہ تھا آپؑ نے کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی ان دونوں کے متعلق حکم نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی بھیج کر اس شخص کو بلایا اور کہا کیا تم نے اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو دیکھا ہے ؟ اس نے کہا جی ہاں تو آپؐ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ اور اپنی عورت کو لے کر آؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اور اس کے لئے ایک حکم نازل فرمایا ہے وہ شخص گیا اور اپنی عورت کو لے کر حاضر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو کھڑا کر دیا اور شوہر سے کہا تم چار مرتبہ اللہ کو گواہ کر کے کہو کہ تم نے اس پر جو اتہام لگایا ہے اس میں تم سچے ہو اور اس شخص نے

چار مرتبہ اللہ کو گواہ کر کے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہا ٹھہر جاؤ اور اس کو نصیحت کی اور کہا اللہ سے ڈرو اس لئے کہ اللہ کی لعنت شدید ہوتی ہے پھر فرمایا اچھا پانچویں مرتبہ اللہ کو گواہ کر کے کہو اگر تم جھوٹے ہو تو تم پر اللہ کی لعنت اور اس نے اس کی گواہی دی آپ نے اس کو حکم دیا اور وہ ایک طرف ہو گیا پھر آنحضرت نے عورت سے کہا کہ چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہو کہ تیرے شوہر نے جو تجھ پر الزام لگایا اس اتہام لگانے میں جھوٹا ہے اس نے اللہ کو گواہ بنا کر کہا۔ آپ نے فرمایا ذرا رک جا اور آپ نے اس کو نصیحت کی اور کہا اللہ سے ڈر اللہ کا غضب بہت شدید ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اس سے کہا اچھا اب پانچویں مرتبہ اللہ کو گواہ بنا کر تم بھی کہو کہ میرے شوہر نے مجھ پر جو اتہام لگایا ہے اگر اس اتہام لگانے میں وہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔ اور اس نے یہ گواہی بھی دے دی۔ تو رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو جدا کر دیا اور ان دونوں سے کہا اب تم دونوں اس ملاعنت کے بعد تا ابد نکاح کر کے بھی جمع نہیں ہو سکے۔

باب :- غلام کی طلاق۔

(۴۸۵۹) محمد بن فضیل نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ غلام کی طلاق اس وقت واقع ہوگی جب اس نے کسی آزاد عورت سے نکاح کیا ہو یا کسی دوسری قوم یا قبیلہ کی لڑکی غلام کے نکاح میں ہو۔ اگر اپنے مالک کے یہاں کی پیدا لڑکی سے نکاح کیا ہے تو مالک کو اختیار ہے کہ وہ ان دونوں کو جدا کر دے یا ان دونوں کو جمع کر دے اور اگر چاہے تو اس لڑکی کو اس سے چھین لے بغیر طلاق کے۔

(۴۸۶۰) ابن اذنیہ نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان دونوں نے ارشاد فرمایا کہ کسی مملوک کی طلاق اور نکاح بغیر اس کے مالک کی اجازت کے جائز نہیں میں نے عرض کیا اور اگر مالک ہی اس کا نکاح کر دے تو پھر طلاق کس کے اختیار میں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مالک کے اختیار میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ضرب اللّٰہ مثلا عبداً مملوکاً لایقدر علی شی (سورہ نحل آیت نمبر ۷۵) (اللہ تعالیٰ نے مثال دی ہے ایک غلام مملوک کی جو کسی شے پر بھی قدرت نہیں رکھتا) اور ایک شے طلاق بھی ہے۔

(۴۸۶۱) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کا نکاح ایک آزاد شخص سے یا دوسرے لوگوں کے کسی غلام سے کر دیا۔ آپ نے فرمایا اب اس کو حق نہیں ہے کہ اس سے اس کنیز کو چھین لے ہاں اگر وہ اس کو فروخت کر دے تو جس نے خریدا ہے اس کو اختیار ہے کہ وہ اس کو شوہر سے چھین لینا چاہے تو ایسا کر سکتا ہے۔

(۴۸۶۲) ابن بکیر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مملوک نے اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا۔ آپؑ نے فرمایا اب تو یہ مالک پر منحصر ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس کو اجازت دے دے اور اگر وہ چاہے تو دونوں کو جدا کر دے۔ میں نے عرض کیا اللہ آپؑ کا بھلا کرے مگر حکم بن عتیبہ و ابراہیم نخعی اور ان دونوں کے اصحاب تو کہتے ہیں کہ اصل نکاح ہی فاسد ہے تو مالک کی اجازت اس کو حلال نہیں کر سکتی۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس غلام نے اپنے مالک کی نافرمانی کی ہے اللہ کی تو نافرمانی نہیں کی اب مالک اجازت دے دے تو جائز ہے۔

(۴۸۶۳) حمّاد بن عیسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ جب ایک آزاد عورت ایک غلام کے عقد میں ہو تو وہ کتنی مرتبہ طلاق دے (کہ وہ اس پر حرام ہو جائے اور محلل کی ضرورت ہو) آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ طلاق اور عدہ تو عورتوں کے اعتبار سے ہے (یعنی آزاد ہے تو تین طلاق اور تین طہر)۔

(۴۸۶۴) حمّاد بن عثمان نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آزاد عورت کی طلاق جب کہ وہ کسی غلام کے عقد میں ہو تو تین طلاق ہے اور کنیز کی طلاق جب کہ وہ آزاد مرد کے عقد میں ہو تو دو طلاق ہے۔

(۴۸۶۵) محمد بن فضیل نے ابی صباح کنانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب مرد آزاد ہو اور عورت کنیز ہو تو اس کے لئے دو طلاق اور اگر مرد غلام ہو اور عورت آزاد ہو تو اس کے لئے تین طلاق ہونگی۔

(۴۸۶۶) فضالہ نے قاسم بن برید سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی مرد آزاد کسی مملوکہ کنیز کو طلاق دے اور کچھ دن عدہ رکھے اتنے میں وہ آزاد کر دی جائے تو وہ مملوکہ ہی کا عدہ رکھے گی۔

(۴۸۶۷) اور سماعہ کی روایت میں ہے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اس کنیز کا عدہ جس کو ابھی حیض نہیں آتا پینتالیس (۴۵) راتیں ہیں یعنی جب اس کو طلاق دے دی جائے۔

(۴۸۶۸) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کنیز کا عدہ اس کا فروخت ہونا یا اس کے شوہر کا فروخت ہونا ہے نیز ایک شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی کنیز کا نکاح ایک آزاد شخص سے کر دیا اس کے بعد اس کنیز کو فروخت کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا یہ دونوں زن و شو کے درمیان جدائی ہے لیکن اگر خریدار چاہے تو ان دونوں کو چھوڑ دے (جدا نہ کرے)۔

(۴۸۶۹) محمد بن فضیل نے ابو الصباح کنانی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب کوئی کنیز فروخت کر دی جائے اور وہ شوہر دار ہو تو جس نے اس کو خریدا ہے اس کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو دونوں کو جدا کر دے اور چاہے تو کنیز کو اس کے شوہر کے ساتھ چھوڑ دے مگر جب اس نے راضی ہونے کے بعد اس کے ساتھ چھوڑ دیا تو اب اس کو اختیار نہیں کہ ان دونوں کو جدا کرے۔ اور غلام فروخت کر دیا جائے تو اب اس کا وہ مالک جس نے اس کو خریدا ہے اگر چاہے تو وہ کرے جو کنیز کے مالک نے کیا ہے یہ اس کا حق ہے اور جب اس نے تسلیم کر لیا اور مان لیا تو پھر مان لینے کے بعد اس کو حق نہیں کہ دونوں کو جدا کر دے۔

(۴۸۷۰) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیّہ سے انھوں نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کا باپ مملوک (غلام) تھا اس کے باپ کی عورت ایک کنیز مکاتبہ تھی اور اس نے اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کر دی تھی (اور کچھ باقی تھی) اس مملوک کے بیٹے نے اس سے کہا میں تیرے مکاتبہ میں مدد کر دوں تاکہ تو اپنا بقایا ادا کر دے مگر اس شرط پر کہ جب یہ بقایا ادا ہونے کے بعد اپنے ذات کی خود مالک بن جائے تو تجھے یہ اختیار نہ ہوگا کہ تو میرے باپ کو چھوڑ دے اس نے کہا ہاں۔ تو اس نے مکاتبہ کی بقایا رقم دے دی۔ تو اب کیا اس کنیز مکاتبہ کو چھوڑنے کا اختیار ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا اب اس کو کوئی اختیار نہ ہوگا مسلمان اپنی شروط کا پاس کرتے ہیں۔

(۴۸۷۱) حمّاد نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب کسی غلام کے عقد میں ایک کنیز ہو اور وہ اس کو ایک طلاق دیدے اس کے بعد وہ دونوں آزاد کر دئے جائیں تو یہ کنیز اس غلام کے پاس مطلقہ کی حیثیت سے برقرار رہے گی۔

(۴۸۷۲) ابن ابی عمیر نے جمیل سے انھوں نے ہشام بن سالم سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک کنیز کے بارے میں جس کو طلاق دیدی گئی اور عدہ ختم ہونے سے پہلے وہ آزاد کر دی گئی۔ آپؑ نے فرمایا وہ تین حیض عدہ رکھے گی اور اگر اس کا شوہر عدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے مرجائے تو اس کا عدہ چار مہینہ دس روز ہوگا۔

(۴۸۷۳) حریز بن عبداللہ نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مملوک کنیز ایک غلام کے عقد میں ہے پھر وہ آزاد کر دی جاتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کو اختیار ہے اگر چاہے تو اپنے شوہر کے ساتھ قیام کرے اور اگر چاہے تو جدا ہو جائے۔

(۴۸۷۴) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کی کنیز کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جس کے اپنے مالک سے بچہ ہوا پھر مالک نے اس کا نکاح اپنے غلام سے کر دیا پھر اس کا مالک مرگیا اور یہ کنیز آزاد ہو گئی اور اس غلام نے اس کنیز سے پھر عقد کر لیا۔ اس کنیز کا لڑکا جو مالک کے نطفہ سے

پیدا ہوا تھا وہ اس کا وارث بنا اور ترکہ میں غلام بھی اس کی ملکیت میں آیا پھر کچھ دنوں میں وہ لڑکا بھی مرگیا اور لڑکے کی وارث یہ عورت ہوئی اور یہ غلام جو اس کا شوہر تھا اس کی ملکیت میں آیا۔ اب یہ دونوں جھگڑتے ہوئے امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں آئے غلام نے کہا کہ میری زوجہ ہے میں نے اس کو طلاق نہیں دی اور عورت نے کہا یہ میرا غلام ہے اس نے کبھی مجھ سے مجامعت نہیں کی (پھر شوہر کیسا) اس عورت سے پوچھا گیا کہ جب سے یہ تیرا غلام بنا ہے اس نے تجھ سے مجامعت کی ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا جب سے یہ تیرا غلام بنا ہے اگر اس نے تجھ سے مجامعت کی ہوتی تو میں تجھے سزا دیتا۔ جا یہ تیرا غلام ہے اگر چاہے تو اس کو فروخت کر دے اور چاہے تو غلام بنا کر رکھ چاہے تو اسے آزاد کر دے۔

باب :۔ طلاق

(۴۸۷۵) عبداللہ بن مسکان نے فضل بن عبدالملک بقباق سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دیدی جب کہ وہ مریض تھا۔ آپ نے فرمایا اگر اس مرض میں وہ سال بھر کے اندر مرجائے تو عورت اس کی وراثت پائے گی اور جس دن اس کو طلاق ہوئی ہے اس دن سے عدہ طلاق رکھے گی اور عدہ کی مدت پوری ہونے کے بعد وہ نکاح کرلے گی اور ایک سال کے اندر اسی مرض میں مرا ہے تو عورت اس کی میراث پائے گی اور ایک سال گزرنے کے بعد مرا ہے تو عورت کے لئے کوئی میراث نہیں ہے۔

(۴۸۷۶) حسن بن محبوب نے ابن بکیر سے انھوں نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ایک مریض حالت مرض میں اپنی عورت کو طلاق دے؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر وہ چاہے تو اسی حالت مرض میں نکاح کر سکتا ہے۔ اور اگر اس نے عورت سے دخول کیا تو عورت بھی وارث بنے گی اور اگر اس نے اس سے دخول نہیں کیا تو نکاح باطل ہے۔

(۴۸۷۷) حسن بن محبوب نے ربیع اصم سے انھوں نے ابی عبیدہ حذّاء سے اور مالک بن عطیّہ سے اور ان دونوں نے حضرت امام محمد بن علی علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر کوئی مریض بحالت مرض اپنی عورت کو طلاق دے اور وہ حالت مرض میں اس وقت تک رہے کہ عورت کی عدہ کی مدت ختم ہو جائے اور اس کے بعد وہ اسی مرض کی حالت میں عدہ کی مدت ختم ہو جانے کے بعد مرجائے تو اگر اس عورت نے کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا ہے تو وہ اس کی وارث بنے گی اور اگر اس نے دوسرا نکاح کرلیا ہے تو وہ وارث نہیں بنے گی۔

(۴۸۷۸) اور سماعہ کی روایت میں ہے کہ انھوں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی اور وہ عورت کی مدتِ عدہ ختم ہونے سے پہلے ہی مرگیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ عدہ وفات رکھے گی اور اس کے لئے

وراثت ہو گی۔

(۴۸۷۹) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں ابان سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے حالت صحت میں اپنی عورت کو دو مرتبہ طلاق دی اور پھر حالت مرض میں اس نے اس کو تیسری طلاق دی آپؑ نے فرمایا کہ جب تک وہ حالت مرض میں ہے خواہ ایک سال تک کیوں نہ ہو وہ عورت اس کی میراث پائے گی۔

(۴۸۸۰) اور ابن بکیر کی روایت جو زرارہ سے ہے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کسی مریض کے لئے یہ جائز نہیں کہ حالت مرض میں اپنی عورت کو طلاق دے مگر اس کے لئے یہ جائز ہے کہ نکاح کرے۔

(۴۸۸۱) اور زرعہ کی روایت میں سماعہ سے ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دیدی جب کہ وہ مریض تھا۔آپؑ نے فرمایا جب تک عدہ کی حالت میں ہے وہ وارث رہے گی اور اگر حالت اضرار میں طلاق دی ہے تو وہ سال بھر تک وارث رہے گی۔اور اس کے عدہ کے اندر سال بھر پر ایک دن بھی زائد ہوا تو وارث نہ ہو گی۔

(۴۸۸۲) حماد نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نزع کی عالم میں ہے اس نے اپنی عورت کو طلاق دیدی کیا یہ طلاق جائز ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں اگر وہ مر گیا تو عورت اس کی وارث بنے گی اور اگر عورت مر گئی تو وہ اس کا وارث نہیں بنے گا۔

باب :- طلاق مفقود (گم شدہ)

(۴۸۸۳) عمیر بن اذنیہ نے برید بن معاویہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص گم ہو گیا ہے اس کی عورت کیا کرے ؟ آپؑ نے فرمایا وہ خاموش ہو کر نہ بیٹھ جائے مگر اس کے چھوڑ جانے پر صبر کرے۔اور اگر وہ اپنا معاملہ والی و حاکم کے سامنے پیش کرے گی تو وہ اس کو چار سال کی مدت دے گا پھر وہ اس گردو نواح میں خط لکھے گا جہاں وہ گم ہوا ہے اگر وہاں سے اس کے حیات کی خبر آئی تو یہ صبر کرے اور اگر چار سال تک اس کے حیات کی کوئی خبر نہ ملے تو پھر وہ اس کے گم شدہ شوہر کے ولی کو بلائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا اس گم شدہ شخص کا کوئی مال و متاع ہے ؟ اگر مال و متاع ہے تو وہ اس عورت پر خرچ کرے جب تک اس کی موت یا حیات کا علم نہ ہو۔اور اگر اس گم شدہ شخص کا کوئی مال و متاع نہیں تو اس کے ولی سے کہا جائے گا کہ تم اس کا خرچہ دو اگر اس نے ایسا کیا تو جب تک وہ خرچہ دے رہا ہے عورت کو دوسرا نکاح کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

ہاں اگر وہ خرچہ دینے سے انکار کرے تو والی و حاکم اس پر جبر کرے گا کہ وہ عورت کو زمانہ طہر میں عدہ رکھنے سے پہلے ایک طلاق دے اور ولی کا یہ طلاق دینا شوہر کا طلاق دینا ہوگا۔ اگر ولی کے طلاق دینے کے دن سے لے کر عدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے اس کا شوہر آگیا تو اس کے جی میں آئے تو اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کی عورت ہے اور وہ اس کے پاس دو طلاق کے بقایا پر رہے گی۔ اور اگر شوہر کے آنے سے پہلے اور اس کے رجوع کرنے سے پہلے عدہ کی مدت ختم ہوگئی تو پھر وہ عورت نکاح کے لئے حلال ہے (جو چاہے نکاح کرے) اور پہلے شوہر کا اس پر کوئی قابو نہیں ہے۔

(۴۸۸۴) اور دوسری روایت میں ہے اگر شوہر کا کوئی ولی نہ ہو تو والی و حاکم اس کو طلاق دے گا اور پھر اس پر دو عادل گواہوں کو گواہ بنائے گا اور والی و حاکم کا طلاق دینا ہی شوہر کا طلاق دینا مانا جائے گا۔ اور عورت چار ماہ دس دن عدہ رکھے گی اس کے بعد اگر چاہے تو دوسرا نکاح کسی سے کرے گی۔

(۴۸۸۵) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے عبدالکریم بن عمرو خثعمی سے انھوں نے زرارہ سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اور موسیٰ بن بکر نے بھی زرارہ سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب کسی شخص کی موت کی خبر اس کی عورت کو دی جائے یا اس کو یہ اطلاع دی جائے کہ اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی ہے اور وہ عدہ رکھے اور عدہ کے بعد کسی شخص سے نکاح کر لے پھر اس کا پہلا شوہر آجائے۔ تو پہلے شوہر کا اس دوسرے شوہر سے زیادہ حق ہے خواہ اس دوسرے شوہر نے اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور اس عورت کو اس دوسرے شوہر سے مہر لینے کا حق ہے اس لئے کہ اس نے اس کی شرمگاہ کو اپنے لئے حلال کیا۔ اور عبدالکریم نے اپنی بیان کردہ حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ اس کے دوسرے شوہر کو تاابد اس عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔

(۴۸۸۶) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے متعلق اس کی زوجہ نے یہ گمان کیا کہ وہ مرگیا یا قتل کر دیا گیا ہے تو اس کی عورت نے دوسرا نکاح کر لیا اور اس کی کنیز جو اس کی تحت تصرف تھی اس نے بھی دوسرا عقد کر لیا اور ان دونوں کی ان دوسرے شوہروں سے اولاد بھی پیدا ہوگئی اتنے میں اس عورت کا پہلا شوہر اور اس کنیز کا مالک آگیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ اپنی عورت کو لے لیگا وہ اس کا زیادہ حق دار ہے اور اپنی کنیز کو بھی اور اس کے بچے کو لے لیگا یا اگر قیمت پر راضی ہوگا تو قیمت لے لیگا۔

(۴۸۸۷) اور ابراہیم بن عبدالحمید کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان دو گواہوں کے متعلق فرمایا جنھوں نے ایک عورت کے سامنے جا کر گواہی دی کہ اس کے شوہر نے اس کو طلاق دیدی ہے تو اس عورت نے دوسرے سے نکاح کر لیا پھر اس کا پہلا شوہر آگیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ان دونوں گواہوں کو حد میں کوڑے لگائے جائیں گے اور

شوہر کے لئے مہر ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے پھر عورت عدہ رکھے گی اور اپنے پہلے شوہر کی طرف واپس ہو جائے گی ۔

(۴۸۸۸) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت کو اس کے شوہر کی موت کی خبر سنائی گئی اس نے عدہ وفات رکھا اور دوسرا نکاح کر لیا اتنے میں اس کا پہلا شوہر آگیا اور اس نے اپنی زوجہ کو چھوڑ دیا اور اس دوسرے شوہر نے بھی چھوڑ دیا اب سوال یہ ہے کہ وہ کتنے عدے رکھے اور لوگوں کے لئے ۔ آپؑ نے فرمایا وہ تین طہر عدہ رکھے اس لئے کہ اس کا رحم تین طہر میں پاک ہوگا پھر لوگوں کے نکاح کے لئے حلال ہو جائے گی ۔

زرارہ کا بیان کہ اور لوگ کہتے ہیں کہ وہ دو عدہ رکھے گی ہر شوہر کے لئے ایک عدہ مگر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سے انکار کیا اور فرمایا کہ وہ صرف تین طہر عدہ رکھ کر سب لوگوں سے نکاح کے لئے حلال ہو جائے گی ۔

باب :- خلیّہ ، بریۂ ، بتّۃ ، باین ، حرام

(۴۸۸۹) حمّاد بن عثمان نے حلبی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنی عورت سے کہہ دیا کہ تو میری طرف سے خالی ہے یا بری ہے یا منقطع ہے یا حرام ہے ۔ تو آپؑ نے فرمایا یہ کوئی چیز نہیں ہے ۔

(۴۸۹۰) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے محمد بن سماعہ سے انھوں نے زرارہ سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی عورت سے کہہ دیا کہ تو مجھ پر حرام ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو اس پر قابو ہوتا تو میں اس کا سر توڑ دیتا اور کہتا کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ عورت تجھ پر حلال کی ہے پھر اور کون ہے جس نے اس عورت کو تجھ پر حرام کر دیا ۔ اس نے جھوٹ کے سوا اور کچھ نہیں کہا اور خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو اس کے لئے حلال کیا ہے وہ حرام ہے اس پر نہ کوئی طلاق ہے نہ کفارہ ہے ۔

میں نے عرض کیا مگر اللہ تعالیٰ کا قول تو یہ ہے کہ یاایھا النبی لم تحرم ما احل اللّٰہ لک تبتغی مرضات ازواجک و اللّٰہ غفور رحیم قد فرض اللّٰہ لکم تحلة ایمانکم - (سورۃ تحریم آیت ۱-۲) (اے نبیؐ جو چیز اللہ نے تمہارے لئے حلال کر دی ہے اس سے اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لئے کیوں کنارہ کش ہوتے ہو اور اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے اللہ نے تم لوگوں کے لئے قسموں کو توڑ ڈالنے کا کفارہ مقرر کر دیا ہے) تو اللہ نے اس کے لئے ان پر کفارہ مقرر کر دیا ۔

آپؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے اپنے اوپر اپنی ایک کنیز ماریہ حرام کر لی تھی اور قسم کھالی تھی کہ آپؐ اس سے مقاربت نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر قسم کا کفارہ فرض کیا تھا حرام کرنے پر کوئی کفارہ فرض نہیں کیا تھا ۔

باب :- عنین (نامرد) کے لئے حکم

(۴۸۹۱) محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن محمد سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے عبداللہ بن فضل ہاشمی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے یا کسی اور شخص نے آنجنابؑ سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کی عورت نے دعویٰ کیا کہ وہ نامرد ہے اور وہ شخص اس سے انکار کرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی قابلہ عورت کی شرمگاہ میں خلوق (ایک قسم کا رنگ جو زعفران وغیرہ سے مرکب ہوتا ہے) پھیر دے مگر مرد کو معلوم نہ ہو اور مرد اس سے دخول کرے اور نکالے اگر اس کے آلہ تناسل پر خلوق لگا ہوا ہو تو وہ سچا ہے اور اگر نہ لگے تو وہ سچی ہے اور یہ جھوٹا ہے۔

(۴۸۹۲) اور دوسری حدیث میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے خلاف یہ الزام لگائے کہ وہ نامرد ہے اور شوہر ایسا ہونے سے انکار کرے تو اس مقدمہ کا فیصلہ یہ ہے کہ مرد کو ٹھنڈے پانی میں بٹھا دیا جائے اگر اس کا عضو تناسل ڈھیلا ہی پڑا رہتا ہے تو وہ نامرد ہے اور اگر وہ سکڑ جاتا ہے تو وہ نامرد نہیں ہے۔

(۴۸۹۳) اور ایک حدیث میں ہے کہ اس کو تین دن تک تازہ مچھلی کھلائی جائے پھر اس سے کہا جائے کہ راکھ پر پیشاب کرو اگر اس کا پیشاب راکھ میں سوراخ کر دے تو وہ نامرد نہیں اور اگر اس کا پیشاب راکھ میں سوراخ نہ کرے تو پھر وہ نامرد ہے۔

(۴۸۹۴) صفوان بن یحییٰ نے ابان سے انھوں نے غیاث سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب کسی نامرد کے متعلق یہ علم ہو جائے کہ وہ نامرد ہے عورت کے پاس نہیں جا سکتا ہے تو ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا اور اگر ایک مرتبہ بھی اس نے عورت سے مجامعت کر لی ہے تو ان دونوں کو جدا نہیں کیا جائے گا۔ اور مرد کو کسی عیب کی بنا پر رد نہیں کیا جائے گا۔

(۴۸۹۵) حسن بن محبوب نے خالد بن جریر سے انھوں نے ابی الربیع شامی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور کچھ دن اس کے ساتھ رہا مگر اس سے مجامعت نہیں کر سکا وہ عورت کے وہی اعضا دیکھتا رہا جن کا دوسروں کو دیکھنا حرام ہے پھر اس نے اس کو طلاق دے دی کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ اس عورت کی لڑکی سے نکاح کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کے لئے جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس نے اس کی ماں کا بہت کچھ دیکھا ہے۔

(۴۸۹۶) اور سکونی کی روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ایک عورت سے ایک مرتبہ مجامعت کرے پھر اس پر ایسا جادو کر دیا جائے کہ مجامعت نہ کر سکے تو عورت کو اس سے جدا ہونے کا کوئی اختیار نہیں۔

(۴۸۹۷) اور عمار ساباطی نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ اس پر جادو کر کے ایسا باندھ دیا گیا کہ اپنی عورت سے مجامعت نہیں کر پاتا ۔آپؑ نے فرمایا کہ وہ دوسری عورتوں سے بھی مجامعت نہیں کر پاتا تو اس کے پاس اس کی عورت کو روکا نہیں جائے گا مگر یہ کہ وہ خود رکنے پر راضی ہو جائے اور اگر وہ دوسری عورتوں سے مجامعت پر قادر ہے تو اس کے روکنے میں کوئی حرج نہیں ۔

(۴۸۹۸) اور ایک دوسری حدیث میں روایت کی گئی ہے ۔جب یہ جان لینے کے بعد کہ اس کا شوہر نامرد ہے اس کے ساتھ قیام کر لے اور اس کے ساتھ رہنے پر راضی ہو جائے تو راضی ہونے کے بعد اس عورت کو کوئی اختیار نہیں ہے ۔

باب :- نادر احادیث

(۴۸۹۹) ابو سعید خدری سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو نصیحت کی کہ اے علیؑ جب تم خلوت میں عروس کے پاس جاؤ اور بیٹھو تو اس کے موزے اتار دو اور اس کے دونوں پاؤں دھو اور اس کا دھون اپنے گھر کے دروازے سے لے کر مکان کے آخری سرے تک چھڑک دو جب تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے گھر سے ستر (۷۰) ہزار قسم کا فقر دور کرے گا ۔اور ستر (۷۰) ہزار قسم کی برکتیں اس میں داخل کر دے گا اور اس پر ستر (۷۰) رحمتیں نازل کرے گا جو عروس کے سر پر منڈلاتی رہیں گی اور تم گھر کے گوشے گوشے میں اس کی برکتیں دیکھ پاؤ گے ۔اور عروس جب تک اس گھر میں ہے جنون و جزام اور برص سے محفوظ رہے گی اور عروس کو منع کر دو کہ وہ اس ہفتہ دودھ سرکہ اور دھنیاں اور کھٹے سیب ان چار چیزوں سے پرہیز کرے ۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ ان چار چیزوں سے پرہیز کیوں کیا جائے ؟آپؐ نے عرض کیا کہ اس لئے کہ رحم ان چار چیزوں سے عقیم اور بانجھ ہو جاتا ہے اور ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور بچہ پیدا نہیں ہوتا اور گھر کے اندر کسی گوشے میں پڑی ہوئی چٹائی اس عورت سے بہتر ہے جس کے بچہ نہ پیدا ہو ۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ سرکہ سے کیوں منع کیا جائے ۔آپؐ نے فرمایا اگر سرکہ کھانے پر حیض آیا تو مکمل طور پر کبھی وہ حیض سے پاک نہ ہوگی اور دھنیاں حیض کو اس کے پیٹ میں بکھیر دے گا اور اسے ولادت میں سختی ہوگی ۔اور کھٹا سیب اس کے حیض کو قطع کر دے گا اور وہ مرض بن جائے گا۔

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم اپنی عورت سے مہینہ کی پہلی اور پندرہ اور آخری تاریخ میں مجامعت نہ کرنا کیونکہ اس طرح جنون و جذام اور خبط الحواسی سرعت کے ساتھ اس کی طرف اور اس کے بچے کی طرف پہونچتی ہے ۔

اے علیؑ ظہر کے بعد اپنی عورت سے مجامعت نہ کرنا ورنہ اس وقت کوئی بچہ تم دونوں کے لئے مقدر ہوا تو احول ہو گا اور انسانوں میں احول کو دیکھ کر شیطان خوش ہوتا ہے ۔

اے علیؑ جماع کرتے وقت باتیں نہ کرنا ورنہ اس اثنا میں اگر کوئی بچہ تم دونوں کے لئے مقدر ہوا تو خطرہ ہے کہ وہ

گونگا ہو اور جماع کرتے وقت کوئی شخص عورت کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اور جماع کرتے وقت نظر نیچی رکھے کیونکہ عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا بچے میں اندھا پن پیدا کرتا ہے۔

اے علیؑ تم غیر کی عورت کے تصور میں اپنی عورت سے جماع نہ کرنا ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اگر اس دوران تم دونوں کے لئے کوئی بچہ مقدر ہوگا تو وہ مخنّث یا زنخا یا فاترالعقل ہوگا۔

اے علیؑ جو شخص اپنی عورت کے ساتھ بستر پر حالت جنابت میں ہو جائے تو وہ قرآن کی تلاوت نہ کرے اس لئے کہ مجھے ڈر ہے کہ ان دونوں پر آسمان سے آگ برسے اور ان دونوں کو جلا کر خاک کر دے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سورہائے عزائم کی تلاوت ہے دوسرے سورے نہیں ہیں۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے مجامعت کرو تو تمہارے پاس کپڑے کا ایک ٹکڑا ہو اور تمہاری عورت کے پاس کپڑے کا ایک الگ ٹکڑا ہو ایک ہی کپڑے سے دونوں مادے کو صاف نہ کریں ورنہ شہوت پر شہوت واقع ہوگی اور اس سے تم دونوں میں عداوت پیدا ہوگی جو جدائی اور طلاق پر ختم ہوگی۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے کھڑے کھڑے مجامعت نہ کرنا اس لئے کہ یہ گدھوں کا کام ہے اگر اس سے تم دونوں کے مقدر میں بچہ پیدا ہوتا ہے تو بستر پر پیشاب کرے گا جس طرح گدھا کہ جہاں ہوتا ہے پیشاب کر دیتا ہے۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے شب عید قربان مجامعت نہ کرنا اس لئے کہ اگر تم دونوں کے بچہ ہوگا تو اس کی چھ انگلیاں یا چار انگلیاں ہونگی۔

اے علیؑ تم کسی پھلدار درخت کے نیچے اپنی عورت سے جماع نہ کرنا اس سے تم دونوں سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ قتال یا جلاد یا ظلم میں مشہور ہوگی۔

اے علیؑ تم سورج کے سامنے اور اس کی روشنی میں اپنی عورت سے مجامعت نہ کرو مگر یہ کہ تم پردہ ڈال لو جو تم دونوں کو چھپائے رکھے ورنہ اگر تم دونوں سے کوئی بچہ پیدا ہوا تو وہ ہمیشہ سختی اور فقر و فاقہ میں رہے گا یہاں تک کہ اس کی موت آجائے گی۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے اذان واقامت کے درمیان مجامعت نہ کرنا ورنہ تم دونوں کے اگر لڑکا پیدا ہوا تو اس کو خون بہانے کا بہت شوق ہوگا۔

اے علیؑ اگر تمہاری عورت حاملہ ہو تو جب تک تم وضو نہ کرلو اس سے مجامعت نہ کرنا ورنہ اگر تم دونوں کے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو وہ دل کا اندھا اور ہاتھ کا کنجوس ہوگا۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے نصف ماہ شعبان میں مجامعت نہ کرنا ورنہ تم دونوں سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ منحوس ہوگی اور اس کے چہرے پر نحوست ہوگی۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے شعبان کے آخر دنوں میں جب اس میں دو (۲) دن باقی رہ جائیں مجامعت نہ کرنا ورنہ اگر تم دونوں کے لڑکا پیدا ہوگا تو عشر وصول کرنے والا یا ظالموں کی مدد کرنے والا ہوگا اور اس کے ہاتھوں لوگوں کا ایک گروہ ہلاک ہوگا۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے عمارتوں کی چھتوں پر جماع نہ کرو اس لئے کہ اگر تم دونوں کے لئے کوئی بچہ مقدر ہوگا تو وہ منافق و ریاکار و بدعتی ہوگا۔

اے علیؑ جب تم کسی سفر کے لئے نکلو تو اس شب میں اپنی عورت سے جماع نہ کرو اس لئے کہ اگر دونوں کے لئے کوئی بچہ مقدر ہوگا تو وہ اپنا مال ناحق کاموں میں خرچ کرے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۷) (فضول خرچ لوگ شیاطین کے بھائی بند ہوتے ہیں)۔

اے علیؑ جب تم ایسے سفر پر نکلو کہ جس کی مسافت تین دن اور تین رات ہو تو اپنی عورت سے مجامعت نہ کرو اس لئے کہ اگر تم دونوں کے کوئی بچہ پیدا ہوگا تو وہ تم پر ہر ظلم کرنے والے کی مدد کرے گا۔

اے علیؑ تم مہینہ کی دوسری تاریخ کی شب میں جماع کرو اس لئے کہ اگر تم دونوں کے بچہ پیدا ہوگا تو وہ اللہ کی کتاب کا حافظ ہوگا اور اللہ نے جو اس کی قسمت میں لکھ دیا ہے اس پر راضی ہوگا۔

اے علیؑ اگر تم تیسری تاریخ کی شب میں جماع کروگے اور تم دونوں کے مقدر میں بچہ ہوگا تو اس کو لا الہ الا اللہ کی شہادت اور محمد رسول اللہ کی شہادت کی بعد (تیسری) شہادت کی روزی ملے گی اور اللہ تعالیٰ اس کو مشرکین کی ساتھ معذب نہیں کرے گا۔ وہ پاک نکہت، پاک دہن ہوگا، رحم دل ہوگا، ہاتھ کا سخی ہوگا۔ اس کی زبان غیبت و کذب و بہتان سے پاک ہوگی۔

اے علیؑ اگر تم جمعرات کی شب میں جماع کرو اور تم دونوں کے مقدر میں بچہ ہو تو حاکموں میں سے وہ بھی ایک حاکم ہوگا یا عالموں میں سے وہ بھی ایک عالم ہوگا اور اگر جمعرات کے دن زوال کے وقت جب آفتاب ٹھیک آسمان کے بیچوں بیچ ہو تم جماع کروگے اور تم دونوں کے مقدر میں بچہ ہوگا تو اس کے بڑھاپے تک شیطان اس کے قریب نہیں پھٹکے گا اور وہ لوگوں کے امور کا نگران ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو دین و دنیا کی سلامتی عطا فرمائے گا۔

اے علیؑ اگر تم اس سے شب جمعہ میں جماع کروگے اور تم دونوں کے لئے بچہ مقدر ہوگا تو وہ خطیب بیباک بولنے والا اور بے دھڑک تقریر کرنے والا ہوگا۔ اور اگر تم جمعہ کے دن بعد عصر جماع کروگے اور تم دونوں کے نصیب میں بچہ ہوگا تو وہ ایک مشہور و معروف عالم ہوگا اور اگر تم شب جمعہ میں بعد عشاء جماع کروگے تو امید ہے کہ جو بچہ پیدا ہوگا تو وہ ان شاء اللہ تعالیٰ ابدال میں سے ہوگا۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے رات کی اول ساعت میں جماع نہ کرو اس لئے کہ اگر تم دونوں کے مقدر میں بچہ ہوگا تو خطرہ ہے کہ وہ ساحر اور جادوگر ہو اور دنیا کو دین پر ترجیح دے۔

اے علیؑ میری ان وصیّتوں کو یاد رکھو جس طرح میں نے جبریل علیہ السلام سے سن کر یاد رکھا ہے۔

(۴۹۰۰) اصحاب امیرالمومنین علیہ السلام میں سے ایک شخص نے اپنی عورت کی شکایت کی تو آپؑ لوگوں کو خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے گروہ مردم تم لوگ کسی حال میں بھی عورتوں کی اطاعت نہ کرو اور ان کو کسی مال کا امین نہ بناؤ اور انہیں نہ چھوڑو کہ امور عیال کی تدبیر وانصرام خود کریں اس لئے کہ اگر انہیں چھوڑ دیا جائے تو جب بھی چاہیں گی ہلاکتوں میں ڈال دیں گی اور اپنے شوہر کے حکم سے سرتابی کریں گی۔ اس لئے کہ ہم نے ان کو دیکھا ہے کہ اپنی حاجت و ضرورت کے وقت ان میں ورع اور تقویٰ نہیں رہ جاتا اور خواہش کے وقت صبر نہیں کرتیں۔ تکبر تو ان کے لئے لازم ہے خواہ وہ بڑی کیوں نہ ہو جائیں اور خود پسندی ان کا لاحقہ ہے خواہ وہ بوڑھی کیوں نہ ہو جائیں۔ اگر ذراسی چیز ان کو نہ دی جائے تو وہ زیادہ اور بہت کچھ دی ہوئی چیزوں پر شکر گزار نہ ہونگی۔ وہ نیکیاں بھول جاتی ہیں برائیاں یاد رکھتی ہیں۔ وہ بہتان تراشی میں جلدی کرتی ہیں اور سرکشی میں حد سے بڑھ جاتی ہیں۔ لہٰذا ہر حال میں ان کی دلجوئی اور مدارات کرو اور ان سے اچھی اچھی باتیں کرو شاید وہ اپنے کردار کو درست کرلیں۔

(۴۹۰۱) اور عبداللہ بن مسکان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھے اچھے اخلاق سے مخصوص کیا ہے تم لوگ اپنی ذات کو آزماؤ اگر وہ اخلاق تم میں ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرو اور اس میں اضافہ کی خواہش کرو پھر آپؑ نے دس اخلاق گنوائے۔ یقین۔ قناعت۔ صبر۔ شکر۔ حلم۔ حسن سلوک۔ سخاوت۔ غیرت۔ شجاعت۔ اور مروت۔

(۴۹۰۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ باقی رہنا تو کسی کو نہیں ہے لیکن اگر انسان اپنی بقا (درازی عمر) چاہے تو بہت صبح سویرے کچھ کھایا کرے۔ جوتے نئے پہنے۔ ہلکی چادر اوڑھے اور عورتوں سے مجامعت کم کرے۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہلکی چادر سے کیا مراد آپؐ نے فرمایا ہلکا پھلکا قرض۔

(۴۹۰۳) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنی جگہ سے اٹھے تو کوئی مرد اس جگہ پر بغیر اس جگہ کے ٹھنڈا ہوئے نہ بیٹھے۔

(۴۹۰۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تین باتیں جسم کو منہدم بلکہ بسااوقات قتل کردیتی ہیں۔ بھرے پیٹ پر حمام جانا۔ متلی کے اوپر غشی۔ اور بوڑھی عورت سے نکاح۔

(۴۹۰۵) نیز آپؑ نے فرمایا تین باتیں ہیں جس کا انسان عادی ہوگا تو پھر کبھی نہ چھوڑے گا۔ اپنے بال اکھیڑنا. کپڑا اپنی پنڈلیوں تک اٹھانا۔ کنیزوں سے نکاح کرنا۔

(۴۹۰۶) آپؑ نے فرمایا جس شخص کی عورت اسی شہر میں ہو اور وہ اپنا گھر چھوڑ کر دوسری جگہ شب بسر کرے یہ صاحب مروت کی موت ہے۔

(۴۹۰۷) فرمایا کہ ملعون ہے ملعون وہ شخص جس کے اہل عیال تنگی میں بسر کریں۔

(۴۹۰۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے لئے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سے بہتر ہوں۔

(۴۹۰۹) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا آدمی کے متعلقین اس کے اسیر و قیدی ہیں اور اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ وہ شخص ہے جو اپنے اسیروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

(۴۹۱۰) اور حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے فرمایا کہ انسان کے اہل و عیال اس کے اسیر و قیدی ہیں پس جس کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے نوازے اس کو لازم ہے کہ اپنے قیدیوں کے خرچ میں توسیع کرے اگر ایسا نہیں کرے گا تو زیادہ امکان اس کا ہے کہ وہ نعمت اس سے چھن جائے۔

(۴۹۱۱) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اے فرزند اگر تم کو قوی بننا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے قوی بنو اور اگر تم کو ضعیف و کمزور بننا ہے تو اللہ تعالیٰ کی معصیت کے لئے کمزور بنو۔ اور اگر تم سے ہوسکے تو عورت کو اس کے امور کا مالک نہ بناؤ جو اس کی ذات سے تجاوز کر جائے۔ اس لئے کہ یہ اس کے جمال کو دائم رکھتا ہے اس کا دل مطمئین رہتا ہے وہ آسودہ حال رہتی ہے۔ عورت ایک پھول ہے وہ سختی کے لئے نہیں ہے ہر حال میں اس کی دلجوئی و مدارات کرو اور اچھی طرح میل ملاپ رکھو تاکہ تمہاری زندگی خوشگوار گزرے۔

(۴۹۱۲) خالد بن نجیح نے حضرت امام ابی عبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے آنجنابؑ کے سامنے لوگ نحوست کا تذکرہ کر رہے تھے تو آپؑ نے فرمایا کہ نحوست تین چیزوں میں ہے عورت میں، سواری میں اور گھر میں۔ عورت میں نحوست اس کا مہر زیادہ ہونا اور شوہر کی نافرمانی ہے، سواری میں نحوست اس کی بدمزاجی اور اپنی پشت پر کسی کو سوار نہ ہونے دینا ہے۔ اور گھر کی نحوست اس کا صحن تنگ ہونا اور اس کے پڑوسیوں کا بُرا ہونا اور اس میں بہت سے عیوب ہوتے ہیں۔

(۴۹۱۳) جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی مادر گرامی نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ اے فرزند رات کو زیادہ سونے سے پرہیز کرو اس لئے کہ رات کو زیادہ سونا آدمی کو قیامت کے دن فقیر کر دیگا۔

(۴۹۱۴) سلیمان بن جعفر بصری سے روایت ہے انھوں نے عبداللہ بن حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ سے اور انھوں نے اپنے والدؒ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انھوں نے

اپنے پدر بزرگوارؑ سے انھوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے میری امت کے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر چوبیس (۲۴) باتیں مکروہ کی ہیں (۱) نماز میں فعل عبث کرنا۔ (۲) صدقہ دینے میں احسان جتانا۔ (۳) قبروں کے درمیان ہنسنا (۴) لوگوں کے گھروں میں جھانکنا (۵) عورتوں کی شرمگاہ کو دیکھنا آپؑ نے فرمایا یہ اندھا پن پیدا کرتا ہے۔ (۶) عورت سے جماع کرتے وقت بات کرنا یہ گونگا پن پیدا کرتا ہے (۷) عشاء سے پہلے سونا۔ (۸) عشاء کے بعد باتیں کرنا (۹) بغیر ازار پہنے زیر آسمان نہانا۔ (۱۰) اور مجامعت زیر آسمان۔ (۱۱) بغیر ازار پہنے دریا میں اترنا۔ اور فرمایا کہ دریا میں ملائیکہ آباد اور سکونت پذیر ہیں۔ (۱۲) بغیر آزار پہنے حماموں میں جانا۔ (۱۳) نماز ظہر کے وقت جب تک نماز تمام نہ ہو جائے اذان و اقامت کے درمیان کلام کرنا۔ (۱۴) سمندر کے طوفان میں کشتی پر سوار ہونا۔ (۱۵) نیز فرمایا جو شخص ایسی چھت پر سوئے جو پختہ اور پتھر کی بنی ہوئی نہ ہو میں اس سے بری الزمہ ہوں۔ (۱۶) کسی شخص کا اکیلے مکان میں سونا۔ (۱۷) کسی مرد کا اپنی عورت سے جماع جب کہ وہ حائض ہو اس لئے کہ اگر اس حالت میں مجامعت کی اور لڑکا مجذوم یا مبروص پیدا ہو تو اپنے سوا کسی اور کو ملامت نہ کرے۔ (۱۸) آپؑ نے اس امر کو مکروہ فرمایا کہ اگر کوئی شخص خواب دیکھے اور احتلام ہو جائے اور غسل سے پہلے اس احتلام کی حالت میں اپنی عورت سے مجامعت کر لے اگر اس نے ایسا کیا اور لڑکا مجنون پیدا ہوا تو اپنے نفس کے سوا کسی اور کو ملامت نہ کرے۔ (۱۹) آنحضرتؐ نے مکروہ فرمایا کہ کوئی شخص کسی جذامی سے بات کرے مگر یہ کہ ان کے درمیان کئی ہاتھ کا فاصلہ ہو۔ (۲۰) نیز آپؑ نے فرمایا کہ تم جذامی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔ (۲۱) آپؑ نے بہتے ہوئے دریا کے کنارے پیشاب کرنے کو مکروہ فرمایا۔ اور آپؑ نے اس پھل دار درخت کے نیچے پائخانہ پیشاب کرنے کو مکروہ فرمایا جس میں پھل اگے ہوئے ہوں یا کھجور کے درخت کے نیچے جن میں پھل آگئے ہوں۔ (۲۲) آپؑ نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے کو مکروہ فرمایا (۲۳) آپؑ نے اندھیرے گھر میں داخل ہونے کو مکروہ فرمایا مگر یہ کہ اس کے آگے آگے چراغ یا آگ ہو۔ (۲۴) آپؑ نے نماز میں جائے سجدہ کو پھونکنے کو مکروہ فرمایا۔

(۴۹۱۵) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کو جائز نہیں کہ میری اس مسجد میں سے بحالت جنابت ہو کر گذرے سوائے میرے اور علی و فاطمہ و حسن و حسین (علیہم السلام) کے اور جو میرے اہلبیت ہیں وہ تو مجھ ہی سے ہیں۔

(۴۹۱۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کیا کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ کیا بات ہے کہ آپؑ نکاح نہیں کرتے؟ آپؑ نے جواب دیا مجھے نکاح کا کیا کرنا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس سے آپؑ کی اولاد پیدا ہوگی آپ نے فرمایا مجھے اولاد کا کیا کرنا ہے اگر وہ زندہ رہے تو میرے لئے فتنہ بنیں گے اور اگر مرگئے تو مجھے حزن میں مبتلا کریں گے۔

(۴۹۱۷) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعا میں فرمایا کرتے ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَلَدٍ یَکُوْنُ عَلَیَّ رَبّاً، وَمِنْ مَالٍ یَکُوْنُ عَلَیَّ ضِیَاعاً، وَمِنْ زَوْجَۃٍ تُشَیِّبُنِیْ قَبْلَ اَوَانِ مَشِیْبِیْ. وَمِنْ خَلِیْلٍ مَاکِرٍ عَیْنَاہُ تَرَانِیْ وَقَلْبُہٗ یَرْعَانِیْ، اِنْ رَاٰی خَیْراً دَفَنَہٗ وَاِنْ رَاٰی شَرّاً اَذَاعَہٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَجَعِ الْبَطْنِ - (اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسی اولاد سے جو خود میرا پروردگار بننے کی کوشش کرے اور اس مال سے جو غیر اطاعت الٰہی میں صرف ہو ۔ اور ایسی زوجہ سے جو مجھے بوڑھا ہونے سے پہلے ہی بوڑھا کردے اور اس دوست سے جو مکار ہو جس کی آنکھیں مجھے دیکھتی ہوں اور اس کے دل میں مکر اور دھوکہ ہو اگر میری نیکی دیکھے تو اسے چھپادے اور بدی دیکھے تو اس کو مشتہر کرے ۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں پیٹ کے درد سے) ۔

صُمٌّ　اِذَا　سَمِعُوْا　خَیْراً　ذُکِرْتُ　بِہٖ
وَ　اِنْ　ذُکِرْتُ　بِشَرٍّ　عِنْدَہُمْ　اَذِنُوْا

(جب کہیں میری اچھائیوں کا ذکر ہوتے سنتے ہیں تو بہرے ہو جاتے ہیں اور جب میری برائیوں کا ذکر ہوتا ہے تو خوب سنتے ہیں)

(۴۹۱۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں اس سے کبھی بھلائی کی امید نہ رکھو ۔ جو شخص کسی کے پیٹھ پیچھے اللہ سے نہیں ڈرتا ہے ۔ جو بڑھاپے میں بھی گناہوں اور برائیوں سے نہیں بچتا ۔ جو شخص عیب اور برائی سے بچنے میں چست و چالاک نہیں ہے ۔

(۴۹۱۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنی زوجہ کے پاس جاتے ہیں تو وہ اس کے نیچے سے نکل کر بھاگ جاتی ہے حالانکہ اگر اس کو کوئی حبشی بھی ملتا تو وہ اس سے چپک جاتی ۔ لہٰذا اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی عورت کے پاس جائے تو چاہیئے کہ تم دونوں کے درمیان پہلے خوش فعلیاں اور ملاعبت ہو یہ کام کے لئے بہت اچھی بات ہے ۔

(۴۹۲۰) سماعہ نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے لذت کے ننّاوے (۹۹) حصہ عورت کو دیئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو حیا بھی دے دی ۔

(۴۹۲۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اولاد آدم جو بھی جرم کرے اللہ کے نزدیک خواہ وہ کسی نبی کا قتل ہو یا انہدام خانہ کعبہ جس کو اس نے اپنے بندوں کے لئے قبلہ قرار دیا ہے لیکن وہ اپنا پانی بطور حرام کسی عورت کے اندر ڈالنے سے زیادہ بڑا نہیں ہے ۔

(۴۹۲۲) معاویہ بن وہب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرمارہے تھے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ایسی جنگ سے واپس ہوئے جس میں مسلمانوں کے بہت سے لوگ کام آگئے تو عورتیں آگے بڑھیں اور انھوں اپنے اپنے مقتولین کے لئے دریافت کیا ان میں سے ایک عورت نے آگے بڑھ کر پوچھا کہ یا رسول اللہ فلاں شخص نے کیا کیا ؟ آپؐ نے فرمایا تیرا کون لگتا ہے ؟ عورت نے عرض کیا کہ وہ میرا بھائی ہے آپؐ نے فرمایا کہ تو اللہ کا شکر ادا کر اور اناللّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھ وہ شہید ہو گیا ۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ فلاں نے کیا کیا ؟ آپؐ نے فرمایا وہ تیرا کیا لگتا ہے عرض کیا میرا شوہر ہے ۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کا شکر کرو اور اناللّٰہ و اناالیہ راجعون پڑھو وہ شہید ہو گیا ۔ عورت نے یہ سنتے ہی کہا ہائے کیا مصیبت آئی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا یہ گمان بھی نہ تھا کہ عورتیں اپنے شوہروں سے اتنی محبت کرتی ہیں یہاں تک کہ میں نے اس عورت کو دیکھا ۔

(۴۹۲۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی نے آپؐ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا بات ہے ہم لوگ جتنی اپنی اولاد سے محبت کرتے ہیں اتنی ہماری اولاد ہم لوگوں سے نہیں کرتی ۔ آپؐ نے فرمایا اس لئے کہ وہ تم سے ہیں اور تم ان سے نہیں ہو ۔

(۴۹۲۴) مسعدہ بن صدقہ ربعی نے حضرت جعفر بن محمدؑ سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ کیا بات ہے کہ مومن ہر شے سے زیادہ قوی ہوتا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ قرآن کی قوت اس کے سینے میں ہوتی ہے اور خالص ایمان اس کے دل میں ہوتا ہے وہ اللہ کا اطاعت گزار بندہ اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والا ہوتا ہے ۔

عرض کیا گیا کہ کیا بات ہے کہ مومن کبھی کبھی زیادہ بخیل و حریص ہو جاتا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ رزق حلال ذریعہ سے کماتا ہے اس لئے نہیں چاہتا کہ وہ اس کو اپنے سے جدا کرے وہ جانتا ہے اس کے (حلال کمائی کے) مواقع نادر الوجود ہوتے ہیں ۔ اور اگر وہ اپنے نفس پر جبر بھی کرے تو بھی وہ اپنے موقف سے نہیں ہٹے گا ۔ عرض کیا گیا کہ کیا بات ہے کہ مومن کبھی کبھی نکاح کا بہت شائق ہوتا ؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ وہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے کہ کہیں حرام شرمگاہوں سے آلودہ نہ ہو جائے اور اس کی خواہشات نفس اس کو ادھر ادھر نہ مائل کریں اور ایسا ویسا نہ کرنے لگے ۔ اور جب اس کو حلال مل جاتا ہے تو پھر اس پر اکتفا کرتا ہے اور غیر حلال سے مستغنی ہو جاتا ہے ۔ نیز آپؑ نے فرمایا کہ مومن کی اصل قوت اس کے قلب میں ہوتی ہے کیا تم لوگ نہیں دیکھتے وہ جسمانی طور پر ضعیف ہوتا ہے مگر اس کے باوجود قائم اللیل اور صائم النہار ہوتا ہے ۔

(۴۹۲۵) اور سکونی کی روایت میں جابر سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب کسی

عورت کے بچہ پیدا ہونے والا ہوتا تو فرمایا کرتے تھے کہ اس حجرے سے (قابلہ کے سوا) تمام عورتوں کو نکال دو ایسا نہ ہو کہ شرمگاہ پر سب سے پہلے کسی عورت کی نگاہ پڑ جائے ۔

(۴۹۲۶) اور حسین بن علوان کی روایت میں عمرو بن خالد سے انھوں نے زید بن علی سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کا تذکرہ کیا تو ایک عورت نے عرض کیا یارسول اللہ کیا اس میں عورتوں کا بھی کچھ حصہ ہے ؟ آپؐ نے فرمایا ہاں عورتوں کے لئے تو حمل سے لے کر وضع حمل تک اور وضع حمل سے لے کر دودھ چھڑائی تک وہ ثواب ہے جو راہ خدا میں کسی سوار کا ہے اور اگر وہ اس درمیان میں ہلاک ہو گئی تو شہید کی منزلت کے مثل ثواب ہے ۔

(۴۹۲۷) اور حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام کی خدمت میں ایک مرتبہ عورتوں کا ذکر آیا تو آپؑ نے فرمایا کہ عورتوں کے لئے یہ مناسب نہیں کہ بیچ راستہ پر چلیں بلکہ وہ کنارے کنارے دیوار سے لگی ہوئی چلیں ۔

(۴۹۲۸) اور حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے لئے یہ مناسب نہیں کہ کسی یہودیہ یا نصرانیہ کے سامنے نقاب اٹھائیں اس لئے کہ یہ سب اپنے مردوں سے ان کی شکل وصورت اور وصف بیان کریں گی ۔

(۴۹۲۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کسی مرد احمق کے ساتھ (اپنی لڑکی کا) نکاح کر دو لیکن احمق عورتوں سے نکاح نہ کرو اس لئے کہ مرد احمق تو کبھی نجیب ہوتا بھی ہے مگر احمق عورتیں تو کبھی نجیب نہیں ہوتیں ۔

(۴۹۳۰) اور علی بن رئاب نے زرارہ بن اعین سے یا ان کے سوا کسی دوسرے سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں کبھی چار چیزوں سے سَیر نہیں ہوتیں ۔ زمین بارش سے ۔ عورت مرد سے ۔ آنکھیں دیکھنے سے ۔ اور عالم علم سے ۔

باب :- وہ گناہان کبیرہ جن پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی وعید فرمائی ہے ۔

(۴۹۳۱) علی بن حسّان واسطی نے اپنے چچا عبدالرحمن بن کثیر سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ گناہان کبیرہ سات ہیں (جن کا تذکرہ قرآن میں) ہم لوگوں کے متعلق نازل کیا گیا مگر ہم ہی لوگوں کے لئے اس کو حلال بنا دیا گیا (۱) خدائے تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا (۲) آدمی کا قتل جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے (۳) یتیم کا مال کھانا (۴) والدین کی نافرمانی (۵) پاک دامن عورت پر بہتان (۶) میدان جہاد سے فرار اور (۷) ہم لوگوں کے حق کا انکار ۔ اب شرک باللہ تو اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے متعلق جو آیات

نازل فرمائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا تو لوگوں نے اللہ کو جھٹلایا اور اس کے رسول کو جھٹلایا تو اس طرح لوگوں نے شرک با للہ کیا۔ اور ایسے آدمی کا قتل جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے تو ان لوگوں نے حضرت امام حسین ابن علی علیہما السلام اور ان کے اصحاب کو قتل کیا۔

اور مال یتیم کھانا تو ہم لوگوں کے مال فئے (عطیہ) جس کو اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے لئے قرار دیا تھا وہ یہ لوگ لے بھاگے اور اسے ہمارے اغیار کو دے دیا۔

اور والدین کی نافرمانی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل فرمائی اور کہا کہ النبی اولی بالمومنین من انفسھم و ازواجه امھاتھم (سورۃ احزاب آیت نمبر۶) (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنین سے زیادہ ان کے نفسوں کے مالک ہیں اور ان کی ازواج مومنین کی مائیں ہیں۔) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ اپنی ذریت کے متعلق حکم دیا تھا اس کو یہ نہیں مانے اور ام المومنین حضرت خدیجہ صلوات اللہ علیہا کی بھی نافرمانی کی کہ جو انھوں نے اپنی ذریت کے متعلق وصیت میں کہا تھا۔

اور پاک دامن و شریف زادی پر اتہام تو ان لوگوں نے اپنے منبروں پر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پر غلط الزام لگایا کہ انھوں نے اپنی میراث اور فدک کا غلط دعویٰ کیا۔

اور جہاد سے فرار تو ان لوگوں نے بلاجبر و اکراہ خوشی خوشی امیرالمومنین علیہ السلام کی بیعت کی پھر ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور ان کی مدد نہیں کی۔

اور ہم لوگوں کے حق کا انکار تو یہ وہ بات ہے جس سے کسی کو اختلاف نہیں سب اس پر ایک زبان ہیں۔

(۴۹۳۲) عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی نے ابی جعفر محمد بن علی الرضا علیہما السلام سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار موسیٰ بن جعفر صادق علیہما السلام کو سنا وہ فرما رہے تھے ایک مرتبہ عمرو بن عبید بصری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا سلام کر کے بیٹھا اور اس آیت کی تلاوت کی الذین یجتنبون کبائر الاثم (سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۳۷) (وہ لوگ جو گناہان کبیرہ سے اجتناب کرتے ہیں) پھر خاموش ہوگیا۔ آپؑ نے فرمایا خاموش کیوں ہوگیا (آگے کیوں نہیں پڑھتا) ؟ اس نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپؑ کتاب خدا سے گناہان کبیرہ بتادیں۔ آپؑ نے فرمایا اچھا اے عمرو (سنو)۔

(۱)۔ سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہے اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے ان اللّٰہ لا یغفران یشرک به (سورۃ نساء آیت نمبر ۴۸) (بیشک اللہ اس کو نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک بنایا جائے) اور فرماتا ہے من یشرک باللّٰہ فقد حرم اللّٰہ علیه الجنة و ماواہ النار و ماللظالمین من انصار (سورۃ مائدہ آیت نمبر ۷۲) (اور جس نے خدا کے لئے شریک بنایا اس پر خدا نے جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں)۔ (۲) اور

اس کے بعد رحمت خدا سے مایوسی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انه لا ییاس من روح اللّٰہ الاالقوم الکفرون (سورۃ یوسف آیت نمبر ۸۷) (خدا کی رحمت سے سوائے کافروں کے کوئی اور مایوس نہیں ہوتا) ۔

(۳) پھر خدا کے داؤ سے نڈر ہونا ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فلایامن مکراللّٰہ الاالقوم الخاسرون (سورۃ اعراف آیت نمبر ۹۹) (خدا کے داؤ سے صرف گھاٹا اٹھانے والے ہی نڈر ہو بیٹھے ہیں) ۔

(۴) اور منجملہ ان کے عقوق والدین ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں عاق کو جبّار شقی فرمایا ہے و برابوالد تی و لم یجعلنی جبّار اشقیاً (سورۃ مریم آیت نمبر ۳۲) [اور مجھ کو اپنی والدہ کا فرمابردار بنایا (الحمد للہ) مجھ کو سرکش ونا فرمان نہیں بنایا]

(۵) اور کسی نفس کا ناحق قتل جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و من یقتل مومنا متعمداً فجزاوہ جھنم خالداً فیھاو غضب اللّٰہ علیه و لعنه و اعدله عذاباً عظیما (سورۃ نساء آیت نمبر ۹۳)(اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر مار ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے اور وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اس پر اللہ نے اپنا غضب نازل کیا ہے اور اس پر لعنت کی ہے اور اس کے لئے بڑا سخت عذاب تیار رکھا ہے ۔)

(۶) اور کسی پاک دامن پر بہتان کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ان الذین یرمون المحصنت الغفلت المومنات لعنوافی الدنیا و الآخرۃ و لھم عذاب عظیم (سورۃ نور آیت نمبر ۲۳)[بیشک جو لوگ پاک دامن بے خبر اور ایماندار عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں خدا کی لعنت ہے اور ان پر بڑا سخت عذاب ہوگا] ۔

(۷) اور یتیم کا مال کھانا ظلم ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر ان الذین یا کلون اموال الیتمیٰ ظلماً انمایا کلون فی بطونھم ناراًو سیصلون سعیرا (سورۃ نساء آیت نمبر ۱۰)(جو لوگ یتیموں کا مال ناحق چٹ کر جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ کے انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب واصل بہ جہنم ہونگے) ۔

(۸) اور جنگ سے فرار اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و من یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفالقتال او متحیزاً الی فئة فقد باء بغضب من اللّٰہ و ماواہ جھنم و بئس المصیر (سورۃ انفال آیت ۱۶)(اس شخص کے سوا جو لڑائی کے واسطے پہلو بدلے یا کسی جماعت کے مقابلے کا موقع نکالے ان کے علاوہ جو شخص کفار کی طرف اپنی پشت پھیرے گا وہ ہر پھر کر اللہ کے غضب میں آگیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ کیا برا ٹھکانہ ہے ۔)

(۹) اور سود خوری چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے الذین یا کلون الربوالا یقومون الا کمایقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس (سورۃ بقرہ آیت ۲۷۵) (جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت میں کھڑے نہ ہو سکیں گے مگر اس شخص کے طرح کھڑے ہونگے جسے شیطان نے لپیٹ کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو ۔)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے : یاایھاالذین امنوااتقوااللّٰہ و ذرو امابقی من الربوا ان کنتم مومنین O فان لم تفعلوا

فاذنوا بحرب من اللّٰہ و رسولہ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۷۸ ـ ۲۷۹) (اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے ذمہ باقی رہ گیا اگر تم سچے مومن ہو تو چھوڑ دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار رہو)۔

(۱۰) اور سحر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و لقد علموا لمن اشتراہ مالہ فی الآخرۃ من خلاق (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۰۲) (باوجودیکہ وہ یقیناً جان چکے تھے کہ جو شخص ان برائیوں کا خریدار ہوا وہ آخرت میں بے نصیب ہے)۔

(۱۱) اور زنا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و من یفعل ذلک یلق اثاماً O یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ و یخلد فیہ مھاناً الا من تاب و آمن (سورۃ فرقان آیت نمبر ۶۹ ـ ۶۸) (اور جو شخص ایسا کرے گا وہ اپنی سزا بھگتے گا کہ قیامت کے دن اس کا عذاب دگنا کر دیا جائے گا اور اس میں ہمیشہ ذلیل و خوار رہے گا مگر ہاں جس شخص نے توبہ کر لی)۔

(۱۲) اور عمداً اور بالارادہ کھائی جانے والی جھوٹی قسم اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان الذین یشترون بعھد اللّٰہ و ایمانھم ثمناً قلیلاً اولئک لا خلاق لھم فی الآخرۃ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۷۷) (بے شک جو لوگ اپنے عہد اور اپنی قسم کے بدلے تھوڑی قیمت لے لیتے ہیں ان ہی لوگوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے)۔

(۱۳) اور خیانت کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و من یغلل یات بما غل یوم القیامۃ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۱) (اور جو خیانت کرے گا تو جو چیز خیانت کی ہے قیامت کے دن خدا کے سامنے لانی ہوگی)۔

(۱۴) اور زکوۃ مفروضہ دینے سے انکار کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکویٰ بھا جباھھم و جنوبھم و ظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون (سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۵) [جس دن (سونا چاندی کو) جہنم کی آگ میں گرم اور لال کیا جائے گا پھر ان سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پشت داغی جائے گی اور کہا جائے گا یہ وہ ہے جسے تم نے اپنے لئے جمع کر کے رکھا تھا اب اپنے کئے کا مزا چکھو]۔

(۱۵)۔(۱۶) اور جھوٹی گواہی اور گواہی کو چھپانا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و من یکتمھا فانہ آثم قلبہ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۸۳) (مسلمانوں تم اس کو نہ چھپاؤ جو اس کو چھپائے گا اس کا دل گنہگار ہوگا)۔

(۱۷) اور شراب نوشی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بت پرستی کے برابر فرمایا ہے۔

(۱۸) اور عمداً نماز کا ترک یا جو اللہ نے فرض کیا ہے اس کا ترک اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کو عمداً ترک کرے وہ اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری سے بری ہے۔

(۱۹) عہد شکنی اور وعدہ خلافی۔

(۲۰) قطع رحم۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشا ہے اولئک لھم اللعنۃ و لھم سوء الدار (سورۃ رعد آیت نمبر ۲۵) (ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لئے لعنت ہے اور ایسے لوگوں کے لئے جہنم کا برا گھر ہے) آپ نے بیان فرمایا کہ یہ سن کر

عمرو بن عبید روتا اور دھاڑیں مارتا ہوا اور یہ کہتا ہوا نکلا کہ واقعاً وہ ہلاک ہے جو اپنی رائے سے کچھ کہے اور علم و فضل میں آپؑ لوگوں سے جھگڑے۔

(۴۹۳۳) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ وصیت میں ظلم کہ یہ بھی گناہان کبیرہ میں ہے۔

(۴۹۳۴) اور محمد بن سنان کے مسائل کے جواب میں حضرت امام علی بن موسیٰ رضا علیہما السلام نے جو کچھ تحریر فرمایا اس میں یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قتل نفس کو حرام کر دیا اس لئے کہ اس کے حلال کرنے میں خلق میں فتنہ وفساد اور اس کی فنا ہے اور سارا نظام فاسد ہو جاتا۔

اور والدین کی نافرمانی کو اللہ تعالیٰ نے حرام اس لئے کیا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی توقیر اور والدین کے احترام سے خارج ہونا ہے اور کفران نعمت اور شکر کا باطل ہونا ہے جو سبب بنے گا قلت نسل اور انقطاع نسل کا۔ والدین کی نافرمانی ان کے احترام و توقیر میں کمی ان کے حق کو نہ پہچانتا قطع رحم ہے۔ اور پھر والدین کی طرف سے بھی اولاد میں بے رغبتی ہوگی وہ ان کی تربیت ترک کر دینگے اس لئے کہ بچے والدین کی نیکیوں کو بھلائے ہوئے ہونگے۔

اور اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام کر دیا اس لئے کہ اس میں بڑی خرابی اور فساد ہے اس میں آدمیوں کا قتل اور نسب کا ختم ہونا اور بچوں کی تربیت کا ترک ہونا ہے نیز میراث میں خرابی اور اس کے مشابہہ طرح طرح کی خرابیوں کا پیدا ہونا ہے۔

اور پاک دامن عورت پر اتہام لگانے کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے حرام قرار دیا ہے کہ اس میں نسب کی خرابی، اولاد سے انکار وراثت کا باطل ہونا، پرورش کا ترک کرنا اور نیکیوں کا ختم ہو جانا ہے اور اس میں بہت سے گناہان کبیرہ کا ارتکاب اور وہ اسباب ہیں جن سے آدمیوں میں فتنہ و فساد پھیلتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے مال یتیم ناجائز طور پر کھانے کو حرام کیا اس لئے کہ اس سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں سب سے پہلے یہ کہ جب انسان نے کسی یتیم کا مال ناجائز طور پر کھایا تو گویا اس نے اس یتیم کے قتل میں مدد کی اس لئے کہ وہ اس مال سے مستغنی نہیں ہے، وہ اپنا بوجھ خود نہیں اٹھا سکتا، وہ اپنی شان و حیثیت کو قائم نہیں رکھ سکتا، نہ اس کے لئے کوئی ایسا ہے جو اس کو سہارا دے جس طرح اس کے والدین اسے سہارا دیتے تھے لہذا جب کسی نے اس کا مال کھایا تو گویا اس نے اس کو قتل کر دیا اور اس کو فقر و فاقہ تک پہونچادیا پھر اس کو حرام کرنے کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اس پر سزا بھی رکھی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃً ضعافاً خافوا علیھم فلیتقوا اللہ ولیقولوا قولاً سدیداً (سورۃ النساء آیت ۹) (ان لوگوں کو ڈرنا اور خیال کرنا چاہیئے کہ اگر خود وہ لوگ اپنے ننھے ننھے ناتواں بچوں کو چھوڑ جاتے تو کس قدر ترس آتا پس ان کو غریب بچوں پر سختی کرنے میں خدا سے ڈرنا چاہیئے اور ان سے سیدھی طرح بات کرنی چاہیئے) نیز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے اس قول کے بنا پر کہ اللہ تعالیٰ نے مال یتیم کھانے پر دو سزائیں مقرر کی ہیں ایک سزا دنیا میں اور ایک سزا آخرت میں ہے۔ مال یتیم کے کھانے کو حرام کرنے

میں یتیم کی بقااور اس کا خود لپنے پیروں پر کھڑا ہونا اور اس کی آئندہ نسل کی سلامتی پیش نظر ہے تاکہ وہ سب اس مصیبت میں مبتلا نہ ہوں جس میں یہ مبتلا ہو چکا ہے اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر سزا کی وعید کی ہے علاوہ بریں اس وجہ سے بھی کہ یتیم جب بڑا ہوگا اور اپنا انتقام چاہے گا تو اس قدر دشمنی کینہ اور بغض بڑھے گا کہ سب ایک دوسرے کو مٹادیں گے ۔

اور اللہ تعالیٰ نے میدان جنگ سے فرار کو اس لئے حرام کیا کہ اس میں دین کی توہین اور رسولوں کی اور صاحب عدل آئمہ علیہم السلام کی سُبکی ہے کہ اس نے دشمن کے مقابلہ میں ان کی مدد ترک کردی اور دشمنوں کو جو اقرار ربوبیت کی دعوت دی گئی اس کے انکار پر ان کو سزا دینے میں اظہارِ عدل و ترکِ جور اور فساد کے ختم کرنے میں ان حضرات کا ساتھ نہیں دیا ۔ علاوہ بریں اس فرار سے مسلمانوں پر ان کے دشمنوں کی جراءت بڑھے گی جس کی نتیجے میں گرفتاری اور قتل اور دینِ خدا کا ابطال اور طرح طرح کا فساد رونما ہوگا ۔

اور اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے بعد دین سے پھر جانے اور انبیاء و حجتہائے الہیٰ علیہم السلام کے بوجھ بٹانے کو ترک کر کے دیہاتیوں کے عادات و خصائل اختیار کرنے کو حرام قرار دیا ہے اس لئے کہ اس میں بڑی خرابی اور فساد ہے اور صاحب حق کا حق ضائع ہوتا ہے اس لئے نہیں کہ اس نے دیہات میں سکونت کیوں اختیار کی بلکہ اس لئے کہ اگر آدمی کو دین کی کامل معرفت ہو جائے تو پھر اسے جاہلوں کے درمیان سکونت جائز نہیں اور ڈر یہ ہے اور اس امر کا خدشہ ہے کہ وہ علم کو ترک کر بیٹھے اور جاہلوں کی صف میں داخل ہو جائے اور آگے بڑھتا جائے ۔

اور سود کے حرام ہونے کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے اور اس لئے کہ اس میں مال کا نقصان ہے کیونکہ انسان جب ایک درہم کو دو درہموں میں خریدے گا تو ایک درہم تو ایک درہم کی قیمت ہوئی اور دوسرا درہم باطل اور بلا قیمت چلا جاتا ہے تو سود کی خرید وفروخت ہر حال میں نقصان دہ ہے خرید کرنے والے کے لئے بھی اور فروخت کرنے والے کے لئے بھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے لپنے بندوں پر سود حرام کر دیا کہ بس مال کا نقصان ہوتا ہے ۔ بالکل اس طرح جیسے کسی ناسمجھ کو اس کا مال حوالہ کرنا منع ہے کہ کہیں اس کو ضائع نہ کر دے جب تک کہ وہ سمجھدار نہ ہو جائے تو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سود اور سود کی خرید و فروخت اور ایک درہم کو دو درہم پر فروخت کرنا حرام کر دیا ہے اور ان دلیلوں کے بعد سود کے حرام ہونے کی ایک وجہ یہ بھی کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے حکم تحریم کا استخفاف ہوتا ہے اور واضح بیان کے بعد سود لینا یا دینا استخفاف حکم باری کے سوا کچھ نہیں ہے اور حکم الہیٰ کا استخفاف کفر میں داخل ہونا ہے اور ادھار اور قرض پر سود کی حرمت شاید اس لئے ہے کہ اس سے حسن سلوک ختم ہو جائے گا مال کا اتلاف ہوگا لوگوں کو نفع کی طرف رغبت بڑھے گی اور قرض دینا متروک ہو جائے گا اور قرض دینا خود ایک نیکی اور حسن سلوک ہے اور علاوہ بریں اس سود میں فساد و ظلم و مال کا اتلاف بھی ہے ۔

(۴۹۳۵) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام اس لئے کیا تا کہ لوگ حسن سلوک نہ چھوڑیں ۔

(۴۹۳۶) اور محمد بن عطیّہ کی روایت زرارہ سے ہے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام اس لئے کیا ہے تا کہ حسن سلوک اور نیکی ختم نہ ہو جائے ۔

(۴۹۳۷) اور ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سود کی حرمت کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر سود حلال ہوتا تو لوگ تجارت ترک کر دیتے اور اس کی کسی کو ضرورت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کر دیا تا کہ لوگ حرام سے بھاگ کر حلال کی طرف جائیں تجارت کریں خرید و فروخت کریں اس سے لوگوں میں قرض کا لین دین باقی رہے ۔

(۴۹۳۸) اور سکونی کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان ساحر جادوگر کو قتل کر دیا جائے گا اور کافر ساحر جادوگر کو قتل نہیں کیا جائے گا عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ کفار کے ساحر کو کیوں قتل نہیں کیا جائے گا؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ شرک سحر سے بڑی چیز ہے اور سحر و شرک قریب قریب برابر ہیں ۔

(۴۹۳۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو اس کے فعل اور اس کے فساد کی وجہ سے حرام کیا ۔

(۴۹۴۰) اسماعیل بن مہران سے روایت ہے انھوں نے احمد بن محمد سے انھوں نے جابر سے انھوں نے حضرت زینب بنت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے ان معظمہ نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فدک کے متعلق اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ (لوگو) تم لوگوں کے پاس عہد الہیٰ (قرآن) ہے جس کو اللہ نے تم لوگوں کے سامنے پیش کر دیا اور بقیہ حجتیں ہیں جن کو اس نے تم لوگوں پر خلیفہ و حاکم بنایا ہے ۔ کتاب خدا کہ جس کے بصائر و نظریات بالکل واضح اور جس کے اسرار پوشیدہ نہیں ہیں ۔ جس کے دلائل بالکل روشن اور آشکار ہیں جو ہمیشہ لوگوں کے کانوں پڑتے رہتے ہیں ۔ جو اپنے اتباع کرنے والوں کو رضوان الہیٰ کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور ساتھ چلنے والوں کو منزلِ نجات تک پہونچاتی ہے ۔ اس میں روشن حجتہائے الہیٰ کی وضاحتیں ۔ محرمات و منہیاتِ محدودہ (قابل سزا) اور واجبات و مستحبات کا بیان بھی ہے اس کے جملے کافی ہیں اس میں عطا کردہ رخصتیں (جیسے نماز قصر وغیرہ) اور احکام واجبہ کی بھی نشان دہی ہے ۔

پس اللہ تعالیٰ نے ایمان فرض کیا شرک سے پاک کرنے کے لئے ، نماز فرض کی تکبر اور غرور سے بچانے کے لئے ، زکوٰۃ فرض کی رزق کی زیادتی کے لئے ، روزہ فرض کیا اخلاص ظاہر کرنے کے لئے اور حج فرض کیا دین کی رفعت کے لئے اور

عدل دلوں کی تسکین کے لئے اور اطاعت (خدا و رسول و اولی الامر) ملت کو منظم کرنے کے لئے ۔ اور امامت تمام گروہوں کو جمع رکھنے کے لئے اور جہاد اسلام کی عزت و قوت کے لئے اور صبر کامیابی اور نیل مرام کے لئے اور امربالمعروف عوام کی اصلاح کے لئے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک ان کی ناراضگی سے بچنے کے لئے اور رشتہ داروں کے ساتھ سلوک اپنی تعداد بڑھانے کے لئے اور قصاص خونریزی سے بچنے کے لئے ۔ اور نذر کا پورا کرنا مغفرت کی وسعت کے لئے ۔ پوری تول دینا ناپ و تول میں کمی کی مذمت و سرزنش کے لئے ۔ اور پاک دامن عورتوں پر بہتان سے اجتناب لعنت سے بچنے کے لئے ۔ چوری ترک کرنا پاک دامنی قبول کرنے کی لئے اور مال یتیم کے کھانے سے پرہیز ظلم سے بچنے کے لئے اور احکام میں عدل رعایا کے دلوں میں محبت پیدا کرنے کے لئے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے شرک کو حرام کیا اپنی خالص ربوبیت کے لئے لہذا اللہ نے جو تمہیں کرنے کا حکم دیا ہے اس میں اللہ سے ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور جس کام کے کرنے کو منع کیا ہے اس سے باز رہو ۔ یہ ایک طویل خطبہ ہے جس کا بعض حصہ میں نے یہاں بقدر حاجت نقل کیا ہے ۔

(۴۹۴۱) اور ابی خدیجہ سالم بن مکرم جمّال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول اور اولیاء علیہم السلام پر جھوٹ لگانا گناہان کبیرہ میں سے ہے ۔

(۴۹۴۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بات میں نے نہیں کہی ہے وہ بات جو شخص میری طرف منسوب کر کے کہے گا وہ اوندھے منہ جہنم میں جائے گا ۔

(۴۹۴۳) یونس بن عبدالرحمن نے عبداللہ بن سلیمان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرما رہے تھے کہ جو شخص کسی آدمی کو قتل سے بچانے کے لئے امان دے اور پھر خود اس کو قتل کردے تو وہ قیامت کے دن غداری کا جھنڈا اٹھائے ہوئے آئے گا ۔

(۴۹۴۴) احمد بن نضر نے عباد سے انھوں نے کثیرالنّواء سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے گناہان کبیرہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ہر وہ بات جس پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی وعید کی ہے وہ گناہِ کبیرہ ہے ۔

(۴۹۴۵) زرعہ بن محمد حضرمی نے سماعہ بن مہران سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یتیم کا مال کھانے پر دو (۲) سزاؤں کا وعدہ فرمایا ہے ایک سزا جو آخرت میں ملے گی وہ جہنم ہے اور وہ سزا جو دنیا میں ملے گی اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے قول میں کہا ہے ولیخش الذین لوترکوا من خلفھم ذریۃً ضعافاً خافوا علیھم فلیتقوا اللّٰہ و لیقولوا قولاً سدیداً (سورۃ النساء آیت نمبر ۹) (ان لوگوں کو ڈرنا اور خیال کرنا چاہیئے کہ اگر وہ خود اپنے چھوٹے چھوٹے ناتواں بچوں کو چھوڑ جاتے تو کس قدر ترس آتا ۔ پس ان کو غریب بچوں پر سختی کرنے میں خدا سے ڈرنا چاہیئے اور ان سے سیدھی بات کرنی چاہیئے ۔) اس کا مطلب یہ ہے کہ جو

سلوک ان یتیموں کے ساتھ کر رہا ہے وہی سلوک اگر اس کے یتیم بچوں کے ساتھ کوئی کرے تو اس کو کیسا لگے گا۔

(۴۹۴۶) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی مومن کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے قتال کرنا کفر ہے اور اس کا گوشت کھانا اللہ کی معصیت ہے اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کے مانند ہے۔

(۴۹۴۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مسکر (نشہ آور) سلائی سے سرمہ لگائے گا اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ میں جہنم کی سلائی پھیر دے گا۔

(۴۹۴۸) اور ابن ابی عمیر نے اسماعیل بن سالم سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ اللہ آپؑ کا بھلا کرے یہ بتایئے کہ شراب نوشی سب سے بری بات ہے یا ترک نماز ؟ آپؑ نے فرمایا شراب نوشی پھر آپؑ نے پوچھا تم جانتے ہو ایسا کیوں ہے ؟ اس نے فرمایا کہ نہیں آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ شراب نوشی اس کو اس حال میں پہونچا دیتی ہے کہ جس سے وہ اپنے رب کو نہیں پہچانتا۔

(۴۹۴۹) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا میں شراب (نشہ آور چیز) پینے والے پیاسے مریں گے ، پیاسے محشور ہونگے اور پیاسے ہی جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے۔

(۴۹۵۰) ابان بن عثمان نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ جو شخص شراب پیئے اور اس پر نشہ طاری ہو جائے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی اور اگر ان ایام میں کوئی نماز ترک کر دے تو اس پر عذاب دوگنا ہو جائے گا نماز ترک کرنے کی وجہ سے۔

(۴۹۵۱) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اس کی نماز زمین و آسمان کے درمیان فضا میں روک دی جائے گی پس اگر وہ شراب نوشی سے توبہ کرتا ہے تو اس کو اس کی طرف پلٹا دیا جائے گا اور پھر اس کی طرف سے قبول کر لیا جائے گا۔

(۴۹۵۲) ابراہیم بن ہاشم نے عمرو بن عثمان سے انھوں نے احمد بن اسماعیل کاتب سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد بن علی علیہما السلام مسجد حرام میں تشریف لائے تو لوگ آپس میں کہنے لگے کہ کاش ہم میں سے کوئی جاکر ایک مسئلہ پوچھ آئے بالآخر ان میں سے ایک نوجوان اٹھ کر آپؑ کی خدمت میں آیا اور بولا اے چچا سب سے بڑا گناہ کیا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا شراب نوشی اس نوجوان نے واپس آکر ان لوگون کو بتایا تو ان لوگوں نے اس سے کہا کہ ان کے پاس پھر واپس جاؤ اور یہی پوچھو چنانچہ وہ بار بار آیا اور یہی سوال پوچھا تو آپؑ نے فرمایا اے بھتیجے میں نے تم سے نہیں کہہ دیا کہ شراب نوشی (سب سے بڑا گناہ) ہے یہ شراب نوشی پینے والے کو زنا، چوری اور آدمی کے قتل میں مبتلا کر دیتی ہے جس کو اللہ نے حرام کیا ہے۔ اور شرک میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اور شراب کا فعل ہر گناہ پر

چھایا ہوا ہے جس طرح اس کا درخت (انگور) تمام درختوں پر چھا جاتا ہے ۔

(۴۹۵۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص خود عمداً اپنے کو قتل کرلے تو وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جائے گا ۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا و لا تقتلوا انفسکم ان اللّٰہ کان بکم رحیما۔ من یفعل ذلک عدواناً و ظلماً فسوف نصیلہ ناراً و کان ذلک علی اللّٰہ یسیراً (سورۃ نساء آیت نمبر ۲۹ اور ۳۰) (تم لوگ خود اپنے آپ کو قتل نہ کرو بیشک اللہ تم لوگوں پر رحم کرنے والا ہے ۔ اور جو ایسا کرے گا سرکشی یا ظلم کرتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں جلائے گا اور یہ اللہ کے لئے بہت آسان ہے ۔)

(۴۹۵۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا راستہ جہنم کی طرف جاتا ہے ۔

(۴۹۵۵) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ادنیٰ شرک یہ ہے کہ آدمی کوئی نئی رائے ایجاد کرے اور پھر اسی پر اپنی دوستی اور دشمنی کی بنیاد رکھے ۔

(۴۹۵۶) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انھوں نے ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کم سے کم ناصبیت کیا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کم سے کم ناصبیت یہ ہے کہ کوئی شخص ایک نئی بات ایجاد کرے اور اس بنیاد پر لوگوں سے محبت کرے اور اسی بنیاد پر لوگوں سے دشمنی کرے ۔

(۴۹۵۷) حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی صاحب بدعت کے پاس جائے اور اس کی توقیر اور اس کا احترام کرے تو اس نے اسلام کی عمارت کے ڈھانے کی کوشش کی ۔

(۴۹۵۸) ہشام بن حکم اور ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اگلے زمانے میں حلال طریقہ سے دنیا حاصل کرنے کی کوشش کی مگر حاصل نہ کرسکا پھر حرام طریقہ سے حاصل کرنے کی کوشش مگر حاصل نہ کرسکا تو اس کے پاس شیطان آیا اور بولا اے میاں تم نے بذریعہ حلال دنیا حاصل کرنے کی کوشش کی مگر حاصل نہ کرسکے پھر بذریعہ حرام حاصل کرنے کی کوشش کی مگر حاصل نہ کرسکے کیا اب میں تم کو ایسی چیز بتاؤں جس سے تمہاری دنیا میں اضافہ ہو اور تمہاری اتباع کرنے والے بھی زیادہ ہو جائیں ؟ اس نے کہا بتاؤ ۔ شیطان نے کہا تم ایک دین ایجاد کرو اس کی طرف لوگوں کو دعوت دو ۔ تو اس نے ایسا ہی کیا لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کرلیا اس کے مطیع ہوگئے اور اس نے دنیا کمالی پھر اس نے سوچا کہ یہ میں نے کیا کیا ۔ میں نے ایک دین ایجاد کیا اس کی طرف لوگوں کو دعوت دی اب میرے لئے تو توبہ کی یہی صورت نظر آتی ہے کہ لوگوں کو اپنے خود

ساختہ دین سے پلٹاؤں یہ سوچ کر وہ اپنے ان اصحاب کے پاس آیا جن کو اس نے اس کی طرف دعوت دی تھی اور انھوں نے اس کی دعوت قبول کر لی تھی اور ان سے کہنے لگا کہ اے لوگوں میں نے جس دین کی دعوت تم لوگوں کو دی تھی وہ میرا خود ایجاد کردہ تھا اور باطل تھا تو لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں تم جھوٹ بولتے ہو یہی دین حق ہے تمہیں اپنے دین میں شک آگیا ہے اور تم اس سے پھر گئے ہو ۔ جب اس نے یہ دیکھا تو اس نے ایک زنجیر لی اور اس کے لئے ایک میخ زمین میں گاڑ دی پھر وہ زنجیر اپنے گلے میں باندھ لی اور کہا کہ میں اسے اپنے گلے سے اس وقت تک نہ کھولوں گا جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ نہ قبول کرے ۔ تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں میں سے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ فلاں شخص سے جا کر کہہ دو مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم اگر تو اپنی سانس منقطع ہونے تک بھی دعا کرتا رہے گا تو میں تیری دعا قبول نہ کرونگا جب تک تو ان لوگوں کو اپنے دین سے نہ پھیرے گا جو تیری دعوت کو قبول کر کے (تیرے دین پر) مر چکے ہیں ۔

(۴۹۵۹) بکر بن محمد ازدی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ شک اور معصیت کرنے والا جہنم میں جائے گا نہ وہ ہم میں سے ہے اور نہ ہماری طرف پلٹے گا ۔

(۴۹۶۰) اور عبداللہ بن میمون نے حضرت امام ابی عبداللہ سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انھوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ زانی کے انجام کی چھ (۶) حالتیں ہیں ۔ تین دینا میں اور تین آخرت میں ۔ دنیا میں اس کا انجام یہ ہے کہ اس کی چہرے کی رونق اور چمک جاتی رہتی ہے وہ فقر میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جلد ہی فنا ہو جاتا ہے اور آخرت میں اس کا انجام پروردگار کی ناراضگی اور بدترین حساب اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم ہے ۔

(۴۹۶۱) محمد بن ابی عمیر نے اسحاق بن ہلال سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے لوگوں کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ سب سے بڑا زنا کیا ہے ؟ لوگوں نے عرض کیا کہ جی ہاں بتائیں ۔ آپؑ نے فرمایا یہ ہے کہ کوئی عورت اپنے شوہر کے بستر پر کسی غیر مرد سے مجامعت کرے اور بچہ ہو تو اس کو اپنے شوہر کی طرف منسوب کردے تو یہی عورت وہ ہوگی جس سے قیامت کی دن اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا اور نہ اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا نہ اس کو گناہوں سے پاک کرے گا اور اس کے لئے دردناک عذاب ہوگا ۔

(۴۹۶۲) ابن ابی عمیر نے سعید ازرق سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے ایک مرد مومن کو قتل کر دیا ۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس سے کہا جائے گا کہ تو مرجا لیکن کون سی موت مرنا چاہتا ہے یہودی کی موت مرنا چاہتا ہے یا نصرانی کی موت مرنا چاہتا ہے یا مجوسی کی موت مرنا چاہتا ہے ۔

(۴۹۶۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت ان لوگوں کے لئے ہے جو میری امت میں سے گناہانِ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں ۔

(۴۹٦۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگوں کی شفاعت ان لوگوں کے لئے ہے جو ہمارے شیعوں میں سے گناہان کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور توبہ کرنے والے ہیں تو ان کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ماعلی المحسنین من سبیل (سورۃ توبہ آیت نمبر۹۱) (نیکی کرنے والوں پر الزام کی کوئی سبیل نہیں ہے ۔)

(۴۹٦۵) امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ توبہ سے زیادہ نجات دلانے والا کوئی اور شفیع نہیں ہے ۔

(۴۹٦٦) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا ان اللّٰہ لا یغفران یشرک بہ و یغفر مادون ذلک لمن یشاء (سورۃ نساء آیت نمبر ۴۸) (اللہ اس جرم کو تو البتہ معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے ہاں اس کے سوا جو گناہ ہو جس کو چاہے معاف کردے) کے متعلق دریافت کیا گیا کہ کیا گناہان کبیرہ بھی اللہ کی مشیت میں داخل ہیں ؟ آپؑ نے فرمایا ہاں یہ اس کی مشیت پر ہے اگر چاہے تو اس پر عذاب کرے اور چاہے تو معاف کر دے ۔

(۴۹٦۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص گناہانِ کبیرہ سے اجتناب کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف کردے گا ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان تجتنبو اکبائر ماتنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم و ندخلکم مدخلاً کریماً (سورۃ نساء آیت نمبر۳۱) [جن کاموں سے تمہیں منع کیا جاتا ہے اگر تم گناہان کبیرہ سے بچتے رہو تو ہم تمہارے (صغیرہ) گناہوں کو بھی درگزر کردیں گے اور تم کو بہت اچھی عزت کی جگہ پہونچا دیں گے]

آج ۱۱ ربیع الاول ۱۴۱٦ھ مطابق ۹ اگست ۱۹۹۵ء روز چہار شنبہ

الحمد للہ کتاب من لایحضرہ الفقیہ (جلدسوم) تصنیف شیخ فقیہ محمد علی بن بابویہ قمی

(شیخ الصدوق) رضی اللہ عنہ کا اردو ترجمہ تمام ہوا ۔

سید حسن امداد ممتاز الافاضل (غازی پوری)